100 yrs old Gandhi

طلسم فتنہ نور افشاں جلد سوم

مصنف منشی احمد حسین قمر ۱۸۹۶ء، لکھنؤ، نول کشور

U3

b

01

Ro

CHECKED

سحر گز شوق بویش چون نسیم از خویشتن رفتم | دل خون گشته را چاکی کشودم در چمن رفتم
چه گرمی داشت یا پروانه دیدم شمع محفل را | تغافلهای او در دل گذشت از انجمن رفتم
نه گردد پای بند جا نگه از ان عطف دامانی | برنگ شمع در پیراهن واز بیم هین رفتم
بگلشن بی تو از بس مضطرب بودم تسلی را | گهی لب بر گلشن سودم گهی پیش سمن رفتم
برنگ بوی گل از ضعف نتوان ضبط خود کردن | نسیمی دست در دامن زد و از خویشتن رفتم
بسرویش لاف گل با قد او لاف صنوبر بین | نو باش ای بلبل و قمری درین گلشن که من رفتم
بهار مشرب آزادگان رنگ دگر دارد | بمسجد خنده ها کردم به بت طعنه زنان رفتم
شهیدان تو از زخم سوال آسوده اند آنجا | بحمد الله که من زخم تو پنهان در کفن رفتم
بلب صد نغمه از آزرده یاد حسرت در دل | با این داغ وفا از پیش یاران وطن رفتم
زمن بپذیر صهبائی اگر من از پی تحسین | متاعی ناروا برکف بر اهل سخن رفتم

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے صاحبقران جاتے ہین کوئی دو کوس راستہ طی کیا تھا جو ذکر مہمان نواز نے کیا تھا موافق اُسی بیان کے چہار دیواری باغ کی معلوم ہوئی صاحبقران قریب دیوار باغ پہونچے دیکھا دروازہ باغ کا بند ہے صاحبقران حیران ہوئے کہ کیا کرین اور اندر سے باغ کے گانے کی آواز آتی ہے کہ کوئی مہ جبین زہرہ مثال اشعار عاشقانہ تصنیف کردہ قمر گا رہی ہے وہ اشعار یہ ہین **نظم مصنف**

دیکھ اے ناصح اسے کہتے ہین تقدیر فراق | خواب وصلت مین جو دیکھون پاؤن تعبیر فراق
نقشۂ وحشت دکھاتی ہے جو تصویر فراق | پاؤن مین اپنے ہمین لیتا ہون زنجیر فراق
رسم و راہ شہر فرقت کے ہین سب کوچے الگ | خضر کو رستہ بتا دیتے ہین رہگیر فراق
ترکش سینہ سے اے قاتل نکلتا ہی نہین | ہو گیا ہے کیا لب معشوق یہ تیر فراق
ملک غم کی اُسنے سب تحصیل ہمکو بخش دی | اے قمر ملتی ہے کسکو ایسی جاگیر فراق

کوئی نازنین یہ اشعارون کو اس دھن مین گا رہی ہے کہ دل بیقرار ہو گیا اور ایک آواز نحیف و نزار آتی ہے اے رنگین ادا یہ کیسے اشعار پڑھے دل کو بیتاب کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا دل چاہتا ہے کہ انھین اشعارون کو سنین جائین رنگین ادا نے جواب دیا انھین مصنف صاحب کے دو تین شعر متفرق اور یاد ہین کہا اے رنگین ادا پڑھو پھر یہ آواز آئی **نظم تصنیف کردۂ مصنف**

آہ کرتے ہین جو اشک آنکھون مین بھر آتے ہین | لب دریا ترے دیوانے ہوا کھاتے ہین
خار تلوون سے نکالینگے نہین ہوش آیا | مدد اے وحشت دل یار بیٹھے جاتے ہین
صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ | الم اے وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین

ان اشعار پر وہی صدائے نحیف و ضعیف آئی کہ اے رنگین ادا کیا مصنف نے مطلع کہا ہے اور کیا خوب دونون شعر فرمائے ہین آج تو تو نے سب اشعار اسی رنگ کے گائے صاحبقران گرد باغ کے چرخ مارنے لگے پہلو مین باغ کے دیکھا ایک موری پختہ اسمین سلاخہائے آہنی نصب ہین امیر نے ایک سلاخ کو کاٹا اُسی موری کے اندر سے گئے لباس پارہ پارہ ایک نخل کے سایہ مین جا کر بیٹھے دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ ہے اُس پر فرش معقول بچھا ہے ملکہ غنچۂ آرزو سے دلکشا

سرنگون چہرہ زرد ہو نٹھون پر آہ سرد جھکی بیٹھی ہین اور ایک نازنین شعلہ جوالہ اس مزے سے یہ اشعار گا رہی ہو سب قمر صاحب کے اشعار اسکو یاد ہین گویا شاگرد قمر ہو اب ان اشعارون کو گانا شروع کیا **نظم قمر**

ہین پا کر ن بیسر ویا کسطرح وہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین بہ درد دل سے کام نہین
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا

ہمیرون کو نہ اے دل ملی جہان کی خبر
یہ کیا غضب ہو مکین کو نہین مکان کی خبر
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

رنگین ادا سے جو یہ شعر گانے لگی مچل مچل کے بتانے لگی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا اے صاحب شہریار سنئے تو صبح کو ساحر سے مقابلہ ہو مگر بیچاری سلما بے گور بے کفن پر کیا گذری قید خانے مین کیسی گھبراتی ہو گی نام ملکہ سلما کا سنکر صاحبقران اور گھبرائے آنکھون کے آگے تصویر ملکہ سلما کی پھری قصد ہوا کہ سامنے ملکہ غنچہ آرزو سے دلکشا کے جاون حال ملکہ سلما کا پوچھون کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار جادوگرنیان تخت کو گھیرے ہوے وہ تخت آگے اترا ملکہ اس جادوگرنی کو دیکھکر گھبرا گئین اسنے آکر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور کئی دن اس باغ مین گذرے شہنشاہ آپ کے یہان تشریف رکھنے سے گھبراتے ہین آپ کو طلب فرماتے ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ صاحب میرے مقدمے مین کسی کو کیا دخل ہو جہان میرا دل لگیگا وہان رہونگی اس جادوگرنی نے کہا آپ ایسا نہ فرمائیے آپ کو اپنے مقدمے مین ایسا اختیار نہین ہو اسوقت چلیے آپ کو یاد فرمایا ہو مطلب یہ ہو کہ آج صلاح گرفتاری طلسم کشا ہو رہی ہو آپ بھی صلاح مین شرکت کرین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے نگار جادو تجھکو میرا حال بھی معلوم ہو مین اپنا حال کیا کہون تیرے ساتھ کیونکر جاؤن یہ حال ہو کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے **نظم**

کشتہ تیغ دلستان ہو دل
ہو سبک تن مصیبت گران ہو دل
سانس آتی ہو تن مین رک رک کے
آج خالی تر امکان ہو دل
یاد مین کس کے دست رنگین کے
تودہ تیر بے کمان ہو دل

مرغ بسمل صفت طپان ہو دل
آج کچھ صبح سے تڑپتا ہو
کسقدر میرا ناتوان ہو دل
نیند آتی ہو چین سے مجھکو
صورت چشم خونفشان ہو دل
نور مجھکو یہان نہ سمجھو تم

جان کے ساتھ جائے دل بھی مرا
صورت مرغ نیم جان ہو دل
نہ تو تو ہو نہ جان ہو تن مین
آج کل مجھ پہ مہربان ہو دل
جھک گیا ہون جو پیر کی صورت
مین وہین ہون مرا جہان ہو دل

ہر چند ملکہ نے یہ اشعار رو رو کے پڑھے اپنا حال ظاہر بھی کیا اور یہی کہا کہ اے نگار مین اسوقت نہ جاؤنگی نگار نے کہا نہ جانا چاہئے مگر میرے تخت پر تو سوار ہو جیے ملکہ اچک کے اس تخت پر بیٹھین کہ جادوگرنی نے ہاں یہ تخت پر ہاتھ مارا اور لیکر بلند ہوئی تمام کنیزین پر پرواز پیدا کر کے ساتھ چلین امیر بیقرار ہو کے دوڑے نخل کی ٹھوکر لگی گر کے بیہوش ہو گئے اب جو آنکھ کھلی دیکھا سجا سجایا پریشان نماز پڑھ رہا ہون مہمان نواز عرض کر رہا ہو اے شہریار چلیے لشکر میدان کارزار مین پہونچ گئے خیمے سب انتظار مین ہین صاحبقران اپنے حال پر حیران کہ بقول شاعر فرد چمن مین دفن ہوا کوئی یار مین نکلا ✣ زمین مین تہ بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین ✣ خیال مین یہ ہو کہ اگر مین مہمان نواز سے کہون کہ مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو یہ کیونکر یقین مانیگا صندوق سلاح طلب فرمایا مسلح ہو کے طرف

میدان کارزار کے چلے مگر سوچ رہے ہین کہ یا صاحبقران یہ واقعہ تمنے خواب مین دیکھا یا اصل مین رستہ
طی کر کے گئے کیا کسی سے ذکر کرین خواب تو نہ تھا عین بیداری تھی تقدیر کی کمی مزاج کی برہمی دیکھین
اب میدان کارزار مین کیا گذرے افسوس ہی کہ ملکہ سے کلام نہ کرنے پائے صحبت مین بھی جاکر نہ بیٹھے
اس مبتلاے دام مصیبت سے کچھ کلام ہوتا امیر تو اس خیال محال مین میدان کارزار مین پہونچے صفین
جبین خارستان صحرا نشین لشکر کو ساتھ لیے ہوے نرگستان خوش چشم پہلو مین کھڑا ہی اول صفین
جبین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت نے کڑکا کہا نرگستان نے اپنا مرکب نکالا میدان مین آ کے
آواز دی ای مہمان نواز تو نے بڑا غضب کیا اپنے گھر مین طلسم کشا کو مہمان کیا اب میرے مقابلے مین آو
صاحبقران نے مرکب بادرفتار بڑھایا سامنے مہمان نواز کے آ کے کہا ای مہمان نواز اجازت میدان
مہمان نواز تخت سے کود دست بستہ عرض کی آپ ہمارے مہمان عزیز ہین غلام مقابلے مین جائیگا
دشمن کو جواب دیگا حضور تکلیف نہ کرین ایسا ہو سکتا ہی کہ میزبان تماشا دیکھے اور مہمان میدان کارزار
مین جائے یہ ہمارے یہان کا دستور نہین ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای مہمان نواز یہ غیر ممکن ہی
ہرچند صاحبقران چاہتے ہین میدان کارزار مین جاؤن مگر مہمان نواز قدمون پر گرتا ہی کہ مین آپکو
میدان مین نہ جانے دونگا صاحبقران ہرچند غصہ کرتے ہین مگر مہمان نواز قدمون سے نہین ہٹتا ہی
دیر جو ہوئی نرگستان نے آواز دی تم مین سے کوئی میرے مقابلے کو نہین آتا مین وہین آتا ہون
صاحبقران نے فرمایا ای تاجدار جلیل کیون ساحر سے ذلیل کراتے ہو اس ملعون کی یہ مجال ہی
کہ ایسے کلمات کہے مین ابھی جا کے اسکو زبان تیغ سے جواب دیتا ہون صاحبقران دامن چھڑا کے
چلے ہین کہ از پردہ بیابان گرد سے برخاست گرد باریک اڑی سب اسی طرف متوجہ ہوے دیکھا ایک
مرکب مشکین پہ زین باساز مرصع کار طرارے بھرتا ہوا آتا ہی

نظم

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم باعدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح
ملا ہی عجب رنگ مشکین اسے
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی
قلم وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ ہیبت ال
سم کوہ گران ہی وہ پاسنگ ہی
اس کیفیت سے مرکب آتا ہی

صبا ٹھوکرین کھا رہی ہی دونون لشکرون سے تحسین و آفرین کی صدا آ رہی ہی پشت مرکب پر نقابدار
جواہر پوش نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سنان نیزہ مثل زبان افعی چمکتی ہوئی تیغہ ہلالی حمائل کمر مین
سپر فولادی پشت پر خنجر کمر سے لگا ہوا نہایت سج دھج سے قریب نرگستان آ کے پہونچا آواز دی کہ
او نامرد مردون کیے یا پوشش کی گر مہمان نواز نے تیرا کیا نقصان کیا ہی کہ تو اسپر لشکر کشی کر کے آیا جلد
حربہ کر نرگستان نے کہا ای نقابدار بقول شخصے دریا مین رہنا اور مگر مچھ سے بیر شاہان طلسم کی
عملداری مین رہتا ہی اور ہمارے مقابلے کو آیا ہی نقابدار نے کہا زمان عملداری شاہان طلسم گذر گیا
اب زمانہ شاہی طلسم کشا کا ہی وہ جلیل سامنے کھڑا ہی ایسا نہو اسکو غصہ آوے حربہ کر نرگستان
نے کہا ای نقابدار تیرا کیا نام ہی اگر شاہان نور افشان پوچھینگے کہ کس سے مقابلہ کیا تو کیا نام بتاؤن
نقابدار نے کہا نام ہمارا سنان نیزہ و جوہر شمشیر سے آشکار ہوگا تیرا سحر کرنا بیکار ہوگا صاحبقران

یہ حال ہی کہ کلیجہ پکڑے ہین فرماتے ہین کیون ای تاجدار یہ وہی نقابدار ہی جو دربارگاہ تک آیا تھا مہمان نواز عرض کرتا ہی ای شہریار نقاب چہرے پر ہی مین کیونکر پہچانون اتنا بھی نہین آگاہ کہ یہ نقابدار کہان سے آیا امیر حیران پریشان ہر مرتبہ چاہتے ہین گھوڑے کو بڑھاؤن مہمان نواز قدمون سے لپٹ جاتا ہی کہتا ہی غلام امیدوار ہی کہ یہان آپ بطور مہمان ہین کوئی تکلیف نہ پہونچے وہان زرمستان نے گولہ مارا نقابدار نے گولے پر سنان نیزہ لگائی گولہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین مین غرق ہوگیا نیزے کو داہنی بغل سے پیچ وتاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان سینۂ زرمستان کو تاکا تاک کر نیزہ مارا نیزہ سینے زرمستان کے پڑا تودہ دہشت کہ پار گذرا ایک دیگر پشت گردن سے اسکو اٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا زرمستان فی النار والسقر ہوا نقابدار نے زرمستان کو مارکے نیزہ ہلایا آواز دی ہی خارستان صحرائی تمھارا اکا ساسب کی آنکھون مین کھٹکا اسوقت ہمکو بھی خار ہی کوئی بھی تیغ خونخوار ہی کسی کو بھیج بیچ فساد کا بیج جادو ودر پڑا بقول شخصے جڑ فساد کی آتی ہی پانچ چار سحر نقابدار پر بھیجے نقابدار نے نیزہ مارا بیچ جادو کے سینہ پر پڑا کہ پشت کو اسکی توڑکر پار گذرا سات ساحر بیخ و ثمر و برگ و زرگ وغیرہ ایک کے بعد ایک نکلے شام تک نقابدار نے سات جادوگر مارے ہر ضرب پر امیر آفرین کرتے ہین یہی فرماتے ہین نقابدار بڑا مرد سپاہی ہی ساحرون پر کس زور وشور سے جا پڑا کون اسکا مقابلہ کرسکتا ہی جو مقابلہ کریگا مارا جائیگا اسکے ہاتھ سے پناہ نہ پائیگا شام کو نقابدار نے مرکب مہمیز کیا ہر چند پکارا مگر خارستان مقابلے مین نہ آیا بغلین جھانک کر رہگیا نقابدار مرکب اڑاتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا خارستان یہ کہکر پلٹا ای مہمان نواز آج تو یہ نقابدار مغلوب آیا تم سب بچے کل میرے ہاتھ سے کہان بچکر جاؤگے یہ کہکر پلٹا صاحبقران کو مہمان نواز ہمراہ اپنے خاطر ومدارات کرتا ہوا لیکر آیا صاحبقران قدم باقدم یہی پوچھتے ہین کہ ای مہمان نواز تمھاری مہمان نوازی نے شرمندہ کیا مین تمسے ممنون ومحجوب ہون لیکن مقام تاسف ہی کہ جو کچھ ہم پوچھتے ہین اسکا جواب صاف نہین دیتے اب آج اپنا وعدہ وفا کرو تمنے کہا تھا کہ باغ رنگین مین لے چلینگے مہمان نواز نے عرض کی حضور اب اسکو نہ پوچھین شب کی باتون کو حضور یاد کرین غلام پر نہ بیداد کرین حال کھل جائیگا حضور اپنے نزدیک سوچکر خاموش ہو رہین حضور ہی کی گستاخی نے یہ تماشا دکھایا کہ نقابدار میدان کارزار مین آیا مجھے زیادہ اسکی باتین کہنا مناسب نہین آپکے رنج وملال کا طالب نہین یہی چاہتا ہون کہ حضور کو ملال نہ پہونچے جو دو چار روز مجھے سرفراز کرین کوئی ملال ذات اقدس کو نہ پہونچے اس نکتے کو سنکر صاحبقران خاموش ہوے حیران تھے کہ رات کو میرا جانا اسپر کیونکر کھلا سرنگون ہوے مہمان نواز صاحبقران کو لیکر دربار مین آیا صاحبقران کو دنگل رستم پر جگہ دی امیر کے خیال مین گذرا کہ آج شب کو پھر جائینگے اور یہ بھی امیر کو خیال آیا فرد کار خودرا خود کنم تا خوب آید گشت من ٭ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ٭ جیسے ہی صاحبقران کے یہ دل مین آیا مہمان نواز بھانپا کہا ای شہریار جو کام حضور کرین سمجھکر کرین اپنی لیاقت کا خیال رکھین ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑجائے صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا صاحبقران تو اس خیال مین کہ شب کو جاؤنگا معشوق پریچہرہ کو دیکھونگا جب خادمون کو ہٹا دیا امیر نے لباس شب روی ذات پر آراستہ کیا نگار کا ذکر عرض کیا جاتا ہی کہ نگار جادو جو ملکہ کو اپنے ساتھ لیگئی اسنے مکان پر لائی عرض کی

ای ملکہ عالم آپ کی گستاخی شاہان طلسم تک پہونچ چکی مجھے آپ کی نگہبانی کا حکم ہی آپ کو آگاہ کرتی ہون کہ طلسم کشا آپ کے باغ مین آ گئے تھے یقین تھا کہ آپ سے ملاقات کرتے مین کتاب سامری دیکھ کے پہونچی آپ کو لے آئی اب آپ دو چار روز یہین تشریف رکھیے باغ نگارین مین نہ جائین ملکہ نے کہا مجھسے تو ایک مقام پر نہ بیٹھا جائیگا ای نگار جادو جس کسی نے ایسی خبر تمسے کہی ہی سراسر خلاف ہی مین کل واسطے شکار کے ضرور جاؤنگی نگار جادو نے ملکہ غنچہ آرزو ے دلکشا کو ایک بارہ دری مین رہنے کا مقام دیا ہی اور ایک پرچہ کاغذ کا کنارے آکے لکھا مضمون یہ تھا کہ ای سیلاب جادو گرفتاری طلسم کشائی مین نے تدبیر کرلی تم بھی ایک روز آفت آئیگی تمنے ملکہ سلمے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو کو تکلیف پہونچائی ہی طلسم کشا کو دو باتون کی تلاش ہی تلاش لوح اور تلاش قید ملکہ سلمے جسوقت انکو معلوم ہو گیا کہ میان سیلاب جادو نے یہ آفت برپا کی ہی طلسم کشا ضرور تمہارے پاس پہونچیگا جسدن طلسم کشا لوح پا گیا کوئی کچھ نہ کر سکیگا بہتر یہ ہی کہ صبا ے صبادم عیارہ کو میرے پاس روانہ کرو مین طلسم کشا کو گرفتار کرا دون اور خدمت مین شاہان طلسم کی بھیجدون یہ مقدمات راز و نیاز ہین کسی اور پر ظاہر نہونے پائین یہ نامہ ایک ساحرہ لیکر پاس سیلاب جادو کے پہونچی سیلاب نے نامہ پڑھتے ہی صبا ے صبادم عیارہ کو بلا کے حکم دیا کہ پاس ملکہ نگار جادو کے جاؤ جو حکم دین بجا لاؤ وہی جادوگرنی لیکر صبا ے صبادم کو پاس نگار کے آئی نگار کے پاس جب صبا ے صبادم پہونچی تو نگار اسکو لیکر ایک گوشے مین آئی ملکہ تو اس بارہ دری مین ہین کنیزون کو الگ کر دیا تنہا بیٹھی رو رہی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ ای پروردگار صاحبقران نامدار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا اپنی تو یہ کیفیت ہی کنگھی چوٹی سب چھوٹی آئینے کے نام سے نفرت ہی اصل مین یہ کیفیت ہی نظم

ہو گیا ہی حیرتی روے دلبر آئینہ
پشت بر دیوار ہی رہتا ہی اکثر آئینہ

کیون مکدر ہو گئے ٹوٹا جو گر کر آئینہ
تمکو دل کا دینگے ہم بہتر سے بہتر آئینہ

ای حسین دکھلا نہ اپنا آتشین رخسار تو
پارے کی صورت بکھر جائیگا اڑ کر آئینہ

لڑ گئی ہی آنکھ کیا تجھسے کہ قسمت لڑ گئی
انکو ہی آنکھون پھر تیرے برابر آئینہ

غسل کے آئینے خانے مین جانا کیا ضرور
رکھتا ہی مٹی کی او خجل چشم جوہر آئینہ

ہی مرقع کا مرقع میرے سینے مین بھرا
دل مرا تصویر کھینچنے کا ہی دلبر آئینہ

صاف کر دل کو کہ منظور نگاہ حسن ہو
پریون کے جھرمٹ ہی مین رہتا ہی اکثر آئینہ

لازم و ملزوم دونون ہین ازل کے روز سے
مین ہون سیماب اور تو ہی ای ستمگر آئینہ

خاکسارون سے ملو رونق جو چاہو حسن کی
خاک سے شفاف ہو جاتا ہی اکثر آئینہ

یون تو ہمیش یار رہنے کو نہین کرتے ہین منع
آنکھ رغبت کی مگر ڈالے نہ اسپر آئینہ

صبحدم منھ دیکھ لیتے ہین تصور مین ترا
ہم نہین رکھتے سر بالین بستر آئینہ

رطب و یابس سے بھرے ہین اپنے سارے شعر صاف
جسطرح آب بھی ہی خشک بھی ہی آئینہ

لیلے دل میرا وہ شوخی سے یہ بولا ای صفیر
کیا ہوا او وہ آپ کا ای بندہ پرور آئینہ

دل سے کہہ رہی ہین کہ ای غنچہ آرزو ے دلکشا دیکھیے غنچہ آرزو کیونکر کھلے ہم اس شہر یار سے ای اہالیان طلسم

باغی ہو رہے ہین تمام عالم دشمن ہو شب و روز دشمنونکے ہاتھ سے اُس شہریار کو بچاتا مجھے روز سیاہ نہ دکھاتا جب یاد صاحبقران کی آتی ہے دل گھبراتا ہے شب بھر تڑپا کی صبح کو نقارہ بہار ہنگام پہونچین خارستان صحرائی کے ساتھ جادوگر مارے شام کو خوشی خوشی آئین لنگار جادو نے پوچھا واری آج کہان شکار کھیلا سرکار نے جواب دیا کہ آج خوب شکار ہوا بڑے بڑے ساتھ آہو مارے لنگار جادو خاموش ہو رہی کنیزون نے آکر گھیر لیا ملکہ جاکر بارہ دری مین بیٹھین لنگار جادو نے صبائے صبا دم کو بلایا کہا اے صبائے صبا دم کل اہالیان طلسم کی جان بچاتا ہے تم باغ لنگارین مین جاؤ پائین پر گلشن کے جو فلان نخل ہے اسکے سایے مین آکے صاحبقران بیٹھینگے ایسے طور سے پہونچنا کہ امیر تمکو نہ دیکھنے پائین صبائے صبا دم نے عرض کی واری ہوا ابھی میرے سامنے ٹھوکرین کھاتی ہے اسطور سے جاکر چھپون کہ سایۂ نخل بھی نہ دیکھ سکے مین تو ہمیشہ سے اسی فکر مین تھی جبسے وزیرے میان سیلاب جادو سلماے گوہر پوش کو عاشق ہوکے لائے اور اُنپر جبر ہوتے ہین آپکی بیتابی پر دشمن ہوتے ہین جبر اُنکا دن بدن بڑھتا جاتا ہی ملکہ کا ضعف بڑھ گیا مجھکو ہر وقت خیال تھا کہ میان سیلاب کی فکر کرنے خواجہ عمرو ضرور آئینگے کیونکہ لیلاے عنبرین مو پر خواجہ عمرو عاشق ہین لیلا اُنکے گانے پر مائل ہوئی قید خانے مین بھی یاد کیا کرتی ہی پہر رات گئے صبائے صبا دم روانہ ہوئی باغ لنگارین مین آئی اُس درخت کو پہچان کر حلقہ ہائے کمند لگانے پتون پر بیہوشی ڈالی پھولون کو آغشتہ بہ بیہوشی کیا باغ مین اپنا رنگ جمایا مثل بوے گل ایک گوشے مین مخفی ہوکے بیٹھی لیکن صاحبقران زمان لباس شبروی جسم پر آراستہ کرکے قلعے سے باہر نکلے اندھیری رات صحرا کا سناٹا گھبرا کے چار جانب دیکھتے ہین بیتاب ہوکر فرماتے ہین

نظم

کٹتے پھر بھی عمر خضر زلف پریشان کو ۔ جو شاعر دیکھتے طول شب تاریک ہجران کو
پلک مرغ دل مجروح عاشق کی اگر پا تنکو ۔ تو لاؤ سوزن مژگان مین تار زلف پیچان کو
مجھے سودا ہی اک لیلی ادا کی زلف مشکین کا ۔ کرون مین سرمۂ چشم جنون خاک بیابان کو
وہ اُٹھکر دو قدم چلتے ہین جب اک حشر ہوتا ہی ۔ قیامت جانتا ہون قامت موزون جانان کو
بُرے بدعقل ہین تشبیہ شاعر اس سے دیتے ہین ۔ ترے ہونٹھون سے کچھ نسبت نہین لعل بدخشان کو
چلا ہی درد و رنج و آہ و نالہ لیکے ساتھ اپنے ۔ تامل سے ذرا تم دیکھنا اس دل کے سامان کو
عجب مجھکو خدا نے نور کا پُتلا بنایا ہے ۔ خجل کرتا ہی تیرا حسن عارض ماہتابان کو
یہی اے نور ہنگام سحر اپنا وظیفہ ہی ۔ خداوندا دکھادے آج تو اس مہر تابان کو

اس تردد مین گرتے پڑتے اُس شب تیرہ و تار مین راہ کو طے کرکے قریب دیوار باغ پہونچے جس موری کے سیخچے کاٹ کے گئے تھے اسی موری سے سر نکال کے دیکھا کہ آج باغ مین سناٹا پڑا ہی سمجھے کہ کہین تشریف لے گئی ہونگی وقت پر آئینگی صاحبقران باغ مین آئے اسی نخل کے سایے مین بیٹھے اسی انتظار مین کہ اب معشوق کی زیارت ہوگی خیال مین اُس گل خوبی کے پھول توڑ توڑ کے بو سونگھتے ہین دل سے فرماتے ہین اُسی گل باغ محبت کی بو آتی ہی غنچہ و گل توڑ توڑ کے سونگھ رہے ہین بیہوشی بھی وہان بچھی ہی جہان پیر رکھا خاک اُڑی وہ بیہوشی دماغ مین پہونچی پھول بھی سونگھ رہے ہین وہ بیہوشی بھی تاثیر کرتی ہی صبائے صبا دم گوشے سے دیکھ رہی ہی دل مین اپنے خوش ہی کہ میری

عیاری تاثیر کر رہی ہی مگر صاحبقران پھولون کو سونگھتے جاتے ہین اور یہ اشعار جوش محبت غنچہ آرزو مین پڑھتے جاتے ہین

نظم

گل کردیا جو اُس گل تر نے چراغ گل — ڈھونڈھا چراغ لیکے نپایا سراغ گل
ندوار سب ہین نشہ عشرت سے بے نصیب — لبریز ہو شراب سے کیونکر ایاغ گل
ہنسنے زبان موج ہوا سے سنی یہ بات — مانند داغ لالۂ زر گل ہی داغ گل
اُس گل کی بو جو باغ مین گل لیگئی نسیم — ہر موج بوے گل ہوئی بوے دماغ گل
دشمن سے بھی ہمین ہی حسینون کو کچھ ضرر — رہتے ہین آب و باد مین روشن چراغ گل
اِی رشک گل خزان مین جو کرتی ہی جستجو — پاتی ہی تیری کفش مین بلبل سراغ گل
بلبل شراب عیش سے کیا بد نصیب ہی — لوٹتا ہوا ہی روز ازل سے ایاغ گل
ملتا نہین خزان مین کمین جس روش سے گل — ملتا نہین بہار مین بلبل دماغ گل
طاؤس دیکھے بلبل شیدا کا حوصلہ — دل مین برنگ غنچہ لالہ ہی داغ گل
اکثر وہان خزان ہی ہمیشہ یہان بہار — دل باغ باغ عشق ہی بلبل وہ باغ گل
تا صبح شراب پی شب تاریک ہی تو ہو — روشن ہی صحن باغ مین ہر سو چراغ گل

صاحبقران یہ اشعار پڑھتے پڑھتے گھبرائے معلوم ہوا کلیجے مین آگ لگ گئی حیران ہوے کہ بوے گل نے یہ کیا کیا اُٹھے کہ اُٹھکر ٹہلون کہ جلن دل کی موقوف ہو اُٹھتے ہی دل بیٹھا اور گر کر گرے بیہوش ہوے صبائے صبا دم گوشے سے نکلی اپنی عیاری پر ناز کیا کہ مجھسے بڑا کار نمایان سرزد ہوا اب ملکہ نگار کیسی خوش ہوگی اب طلسم کشائی کس کیے جائینگے سامنے شاہان نورافشان کے بیان کرونگی کہ مین نے لڑکے حمزہ کو زیر کیا صحرا مین حمزہ کو لوگ کا لڑتے لڑتے حباب مار دیا اور بیہوشی دماغ مین دی حلقہ کمند سے ہاتھ پاؤن باندھے چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹا دوش پر پشتارہ لگایا لیکن دیکھا کہ صبح قریب ہی اور صبائے صبا دم دور جانا ہی باغ مین تو سناٹا ہی نہ انسان نہ حیوان دو چار بڑھیان جابجا غنچون مین پڑی ہین بقول مخبطے وہ ہوا کو کیا دیکھ سکین جست وخیز کرتی ہوئی در باغ سے نکلی طرف ملکہ نگار جادو کے قصر کے چلی یہ تو جست وخیز کرتی ہوئی صحرا مین جاتی ہی لیکن مہر سپہر عیاری جو کوہ ہفت جوش سے لوٹ مار کر اُترے صاحبقران کا جانا بھی دیکھا وہ کہین بھی سب لوٹین اب جست وخیز کرتے ہوے بھاگے صورت صحرا کی تبدیل ہوگئی تھی عقل سے سوچے کہ ہفت جوش بیابان کا مالک تھا وہ مارا گیا اس وجہ سے صورت صحرا کی تبدیل ہو لی جست وخیز کرتے ہوے جاتے ہین اب صورت صاحبقران کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جوش محبت آقا سے نامدار مین دل بیقرار خیال مین ہی اے خواجہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری اب یہی دل کو خیال ہی کہ اپنے آقا تک کیونکر پہونچون اے عمرو یہ طلسم بہت وسیع ہی دو پہاڑ ایسے ایسے جلیل فتح ہوے کہ جنکا ذکر پہاڑ ہی اور پہر ابھی تک لوح کا پتہ نہین ملتا رات کا وقت صحرا کا سناٹا فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی کا بچھایا ہی ذرہ ہاے بیابان مہر آسمان سے ہمسری کر رہے ہین طائر اکثر آشیانون مین چہک رہے ہین اسطرح کا جو سامان صحرا مین نظر آیا ملکہ لیلائے عنبرین مو کی یاد آئی خواجہ کا

دل بیقرار ہو گیا دل سے کہتے ہین خواجہ عمرو نہین معلوم اُس گوہر یکتا سے بحر خوبی پر کیا گذری ہوگی بے اختیار پکار اُٹھے

نظم

تمھارے ہجر مین بجید ملال ہی کہ نہین — ملاحظہ ہو مرا غیر حال ہی کہ نہین
خدا ہی جانے اُنھین کچھ خیال ہی کہ نہین — مرے فراق کا دل مین ملال ہی کہ نہین
کلام آمین ہی رفع ملال ہی کہ نہین — بتاؤ یار سے اب بول چال ہی کہ نہین
دکھا کے عارض پہ نور وہ لگے کہنے — ترقیون پہ یہ ماہ کمال ہی کہ نہین
عبث وہ کہتے تجھے نفرت ہی تیری صورت سے — رچا لیا اُنھین مجھ مین کمال ہی کہ نہین
ہزارون اُنگلیان اُٹھتی ہین بہر نظارہ — وہ کہہ رہے ہین کہ ابرو ہلال ہی کہ نہین
چکھا کے ذائقۂ عناب لب کا وہ بولے — بتاؤ اب تو طبیعت بحال ہی کہ نہین
رکاب ہی جو مہ نو تو کہکشان ای چرخ — سمند ناز کی یہ سر دوال ہی کہ نہین
یہ آفتاب پرستو سے پوچھیے اک دن — ضیا مین مہر درخشان وہ گال ہی کہ نہین
سوال ہی مرا ای دل یہ مو شگافون سے — ثبوت اُنکی کمر کا محال ہی کہ نہین
یہ بات پوچھنی زیبا ہی خوش جمالون سے — وہ ماہ حسن عدیم المثال ہی کہ نہین
کمر کو تار شعاعی کہا تو وہ بولے — کہ یا د اور بھی کوئی مثال ہی کہ نہین
کھلیگا مجھ پہ معما یہ غیب دالون سے — وہان بار مین جائے مقال ہی کہ نہین
ہلاک چلکے کیا نزد جان عاشق کو — خرام یار بھی چوسر کی چال ہی کہ نہین
عبث ہی عذر تمھین دل کے پھیر دینے مین — تمھارے پاس امانت یہ مال ہی کہ نہین
کیا اسیر بلا میرے طائر دل کو — تمھارا گیسوے پر پیچ جال ہی کہ نہین
بس فنا ہی قیامت کا سامنا غافل — کچھ اپنے جرم پہ بھی انفعال ہی کہ نہین
وہ گل ہی صبح سے مصروف سیر گلچینی — شجر ہر ایک چمن مین نہال ہی کہ نہین
وہ عکس زلف کا عارض پہ دیکھکر بولے — اس آم اُٹھنے مین بتاؤ تو بال ہی کہ نہین
سیاہ نامہ و عمل نور ہی گناہون سے — مآل کار کا بھی کچھ خیال ہی کہ نہین

ان اشعارون کو خواجہ پڑھتے ہوے شب ماہ مین چلے جاتے ہین یہی خیال ہی کہ اپنے آقا تک پہونچون نہین معلوم آقاے نامدار پر کیا گذری خدا کرے لوح ملگئی ہو لیکن ای عمرو لوح کا ملنا بہت دشوار ہی قلیل رات باقی رہی کہ خواجہ تھک گئے ایک نخل کے سایے مین لیٹے انتشار مین نیند نہین آتی خواجہ تڑپ رہے ہین کہ یکایک دیکھا کہ عیار کامل ماہ تابان چرخ نیلی سے حسبت و خیز کرتا ہوا فوج شاطران ثوابت و سیارگان ہمراہ جا کر قلعۂ مغرب مین مخفی ہوا خواجہ عمرو تڑپ رہے ہین سپیدۂ سحری ظاہر ہونے لگا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی خواجہ نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک عیارہ طرارہ قنطورہ ہاے زرلفتی سے آراستہ چست و چالاک بیباک پشتارہ دوش پر کھینچی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہو گیا کہ یہ کون ہی پشتارہ کسکا لیے جاتی ہی خواجہ آنکھین ملتے ہوے اُٹھے شاہراہ ایک مقام دیکھکر حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے وہ عیارہ آتے آتے قریب کمند کے پہونچی

دل دھڑکا پشتارہ سنبھالنے لگی پشتارہ سنبھالنے مین چادر جو چہرے سے ہٹی عمرو نے دیکھا صاحبقران
پشتارے مین بندھے ہین اب تو ایسا بیقرار ہوا کہ چاہتا ہی جل پڑون یہ کون ظالم ہی آقاے نامدار کو کہان
پا پیادہ عیارہ اُسی مقام پر ٹھہری دیر تک چہار جانب دیکھا کچھ نظر نہ آیا سوچی کہ اتنے بڑے شخص کو
گرفتار کیا ہی جسکا عالم مین مثل نہین اُسکا پشتارہ لیے جاتی ہون کیونکر نہ دل بیتاب ہو یہ سوچکر جست کی
بیچ حلقہ ہاے کمند مین آکے پہونچی عمرو نے شیر کی آواز دی صباے صبا دم سمجھی یہی باعث دل دھڑکنے کا
تھا ارکنا تھا کہ عمرو نے جھٹکا مارا صباے صبا دم گری عمرو نعرہ کرکے نکلا حباب مارا وہ بیہوش ہوگئی
عمرو نے پشتارہ صاحبقران کا کھولا خیال مین آیا کہ ابھی انکو ہوشیار نہ کرو امیر کو تو عمرو نے زنبیل مین
رکھا عیارہ کی مشکین باندھین اب دن نکل آیا ہی عمرو نے صباے صبا دم کو درخت سے باندھکے
ہوشیار کیا صبا کی آنکھ کھلی دیکھا عمرو کوڑہ لیے کھڑا ہی کہا او مکارہ بتا تیرا کیا نام ہی آقا کا پشتارہ کیون لیے
جاتی تھی کسنے تجھکو بھیجا تھا مفصل بتلا ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا صباے صبا دم پھر الٹی
خلاف باتین کہنے لگی عمرو نے کہا اے نازنین ان باتون کو مین قبول نہ کرونگا جب صاف صاف بتلائیگی
تب مجھکو یقین آئیگا مین ان واہیات باتون کو نہ مانونگا عمرو نے خنجر کھینچا کہا اے مہ جبین صاف صاف کہہ
صباے صبا دم سمجھی کہ اس ظالم کے سامنے مکر نہ چلیگا آخر کو کہا اے عمرو اگر تو مجھے رہا کردے تو مین
مفصل بتلا دون عمرو نے کہا ضرور رہا کردونگا صباے صبا دم نے کہا خواجہ نگار جادو نے مجھکو بلوایا
صاحبقران زمان قلعہ مہمان نواز پر مقابلہ خارستان مین فروکش تھے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا دختر
سحر العجائب کے فراق مین بیقرار تھے باغ نگارین مین دیکھنے جاتے تھے نگار جادو کو اندوے ملاحظہ
کتاب سامری معلوم ہوا کہ صاحبقران زمان باغ نگارین مین جاتے ہین مجھکو بلوا بھیجا مین نے جاکر
صاحبقران کو باغ نگارین مین گرفتار کیا اب مین خدمت مین ملکہ نگار جادو کے جاتی ہون مگر خواجہ
تمنے پشتارہ کیا کیا عمرو نے بٹوا دکھلایا کہا اسمین آقا کو رکھ لیا صباے صبا دم حیران حیران ہوگئی
کہا خواجہ مین بھی دیکھنا چاہتی ہون کہ صاحبقران کس مقام پر ہین اور تمنے وعدہ کیا ہی مجھکو چھوڑ دینے کا
اب وعدے کو وفا کرو عمرو نے صباے صبا دم کو چھوڑ دیا کہا اب تمکو اختیار ہی چلی جاؤ صباے صبا دم
نے کہا مین صاحبقران کو دیکھونگی عمرو نے گھنڈیان زنبیل کی کھولین کہا لو تماشا بھی دیکھ لو صباے صبا دم
نے جھانک کر دیکھا صاحبقران ایک دنگل زرین پر بیٹھے ہین بڑے بڑے سردار گرد بیٹھے ہین مقدمات
ملکی و مالی پیش ہو رہے ہین صاحبقران فیصلہ کر رہے ہین صباے صبا دم حیران حیران دیکھنے لگی
ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ خواجہ عمرو کے تابعدار ہین امیر حیران حیران مکانات کو دیکھ رہے ہین مال و
اسباب خواجہ کا ملاحظہ فرما رہے ہین کسی جانب تاج ڈھیر ہین کسی جانب اشرفیون کا انبار ہی امیر
فرما رہے ہین عمرو کا مال سب جمع ہی اور پھر رویا کرتا ہی ہمیشہ قول رہا کہ قرضدار ہون صباے صبا دم
نے پکارا حضور کیا کر رہے ہین عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر صباے صبا دم کو زنبیل مین
ڈالدیا جیسے ہی صباے صبا دم گری دس پانچ لونڈیان دوڑی ہوئی آئین کہا ارے کمبخت کپڑے
اُتار دے یہ غرقی باندھ لے تو غسلخانہ کا داروغہ آیا اُسنے کہا ارے جلدی کپڑے اُتار کپڑون پر گرد
پڑتی ہی صباے صبا دم دُہائی دیتی ہوئی دوڑی کہ یا صاحبقران فریاد ہی امیر نے فرمایا

اسکے کپڑے نہ اتارو ہم دشمن کی ذلت نہین چاہتے داروغہ نے دست بستہ عرض کی آپ کا حکم سر آنکھون پر لیکن غلامون کی تنخواہ مین کٹجائیگا اخبار نویس فوراً پرچہ لکھیگا حساب پوچھا جائیگا عورت کے کپڑے کیون نہین اتارے امیر نے داروغہ کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی داروغہ سرنگون ہوا صبا ے صبادم اسی میدان مین دوڑنے لگی بقول شخصے ہوا چل رہی ہی حیران ہو کہ کیونکر یہان سے نکلون ایک طرف ایک حجرہ آگے لگا اُس حجرے سے ایک شاہزادی اُتری کئی ہزار کنیزان زرین پوش صبا ے صبادم نے جھک کر سلام کیا شاہزادی نے پوچھا بی بی تم کون ہو یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا معلوم ہوتا ہی تازہ وارد ہو صبا ے صبادم نے سب حال بیان کیا اور رونے لگی شاہزادی نے کہا ہمارے ساتھ رہو ہمنے اپنی کنیزون مین شریک کیا طرف قصر زبرجدی کے چلی صبا ے صبادم نے پوچھا آپ یہان کی حاکم ہین شاہزادی نے کہا ہم خواجہ عمرو کی کنیز ہین صبا ے صبادم کے ہوش اُڑ گئے صبا تو اس حال پر ملال مین ہی لیکن خواجہ عمرو نے بعد داخل کرنے صبا کے رنگ و روغن عیاری کا نکالا صبا ے صبادم کی شکل بنکر تیار ہوے ایک گنوار راہ مین جاتا تھا اُسکو حباب مارکے بیہوش کیا حلق مین اُسکے گینہ عیاری کا ٹھونس دیا اپنی شکل اُسکو بنایا پشتارہ اُسکا دوش پر لگایا طرف باغ لنگار جادو کے چلے یہان لنگار جادو رات بھر انتظار مین جاگی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ صبا ے صبادم صاحبقران کو گرفتار کرنے گئی ہی ابھی تک واپس نہین آئی کیا معرکہ گذرا کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا صبا ے صبادم پشتارہ بدوش آتی ہی پکار کر پوچھا اے صبا ے صبادم کیا معرکہ گذرا عرض کی واری اُس شخص کو گرفتار کیا کہ جسکی وجہ سے صاحبقرانی صاحبقران کی روشن ہی خارستان اسلام اسی کی وجہ سے رشک گلشن ہی گل گلزار صاحبقرانی عیار لاثانی ملک غلطی آباد و زبرجد لنگار دفرعونیہ اسی نے مٹایا مشمش کو بدریا دلی بحر قلزم مین جا کر گرفتار کیا لنگار جادو نے پوچھا مفصل حال کہو عرض کی واری مین حمزہ کی فکر مین تھی بیرون باغ سے زنگ کی آواز آئی مین نے نکلکر دیکھا عمرو آتا ہی مین اسپر جا پڑی رات بھر کچھ پتا نہ چلا صبح ہوتے گرفتار کیا لیکن واری اسکو ہوشیار نہ کیجیے آج مجھکو بڑی خوشی ہی اب عیاری کا پردہ دنیا سے خاتمہ ہوا صحبت جشن آراستہ کیجیے خوب شرابین پیئین خوب گائین پھر عمرو کو قتل کرین لنگار نے کہا ہوشیار کرکے اسکا حال تو پوچھین کہا واری نہین معلوم کیا کہیگا میرا تو اسکے نام سے دل کانپتا ہی رات بھر مین اسنے ہزارون عیاریان کین مین نے نہین مانا آخر گرفتار کرلیا اسوقت تک کہتا تھا کہ مین عمرو نہین ہون ہوشیار ہو کے نہین معلوم کیا قیل لائیگا لہذا اسکا ہوشیار کرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر عمرو نقلی کو ایک ستون سے باندھا آج صبا ے صبادم کے ہوش درست نہین ہین لنگار جادو نے دیکھا اُلٹی چلتی پھرتی ہی لیکن عمرو حیران ہی کہ اسکے قتل کرنے سے مراد کیا حاصل ہوگی لوح کا پتہ کیونکر ملے لنگار جادو سے بیٹھکر باتین کرنے لگے کہ واری اب طلسم کشا باغ لنگار مین نہ آئیگا اگر حکم ہو تو مین لشکر مہمان نواز مین جاؤن خارستان بھر اُشکین مقابلے مین آتا ہی وہان جا کے عیاری کرون حمزہ کو پکڑ لاؤن لیکن حضور ایک بات کا خوف ہی ایسا نہو حمزہ کو لوح ملجائے تو غضب ہو لوح نہونے پر تو حمزہ کا مقابلہ نہین کرسکتا ہی صاحب اسم اعظم مقبول بارگاہ رب اکرم لنگار کے منہ سے نکلا کہ اے صبا ے صبادم دوبارہ تو نکلی

طلسم کشا کو فکر ہی اول حصول لوح بعدہ تلاش قید ملکہ سلماے گوہر پوش اول مجھ تک آکے سیلاب جادو کو طلب کیا جائے جب سیلاب قتل ہو تب ملکہ سلماے گوہر پوش کی رہائی ہو عمرو نے یہ سنا کہا ملکہ سیلاب کو بلوایئے سیلاب کا نام سنکر نگار نے کہا کہ سیلاب یہان آکے کیا کریگا ای صباے صبادم تو نے وہ کارنمایان کیا کہ اگر طلسم کشا کو بھی لاتی تو یہ فخر حاصل نہوتا آج وہ شخص گرفتار ہوا کہ جسکا کوئی نظیر نہ تھا اسکو جلد قتل کرو سیلاب جادو کی کیا حرفت سر جائیگا ہمتو سیلاب کے مطیع و منقاد ہین علاوہ سیلاب کے گرداب نے خوب انتظام کیا ہی صباے صبادم نے عرض کی کنجی میخانے کی تو کنیز کو دیجیے اس نگوڑے کو فن ساقیگری مین کمال ہی گانے پہ بڑا ناز رکھتا ہی آج وہ وہ گاؤن اور آپکو رجھاؤن نئے طور سے نی بجاؤن نگار جادو خوش ہو رہی ہی کہتی ہی ای صباے صبادم جو تیری خوشی ہو مجھے سب منظور ہی صباے صبادم نقلی نے میخانے مین جا کے شراب کو خراب کیا کنیزون کو آواز دی ای شقنو کہان پھرتی ہو یہان آکے بیٹھو آج وہ شخص قتل ہوتا ہی کہ جسکی ذات سے یہ خوف تھا کوئی ساکن طلسم زندہ نہ رہیگا اب سب کی زندگی ہو گی طلسم آباد رعایا دلشاد سب کنیزین آکر جمع ہوئین سب کو صف باندھکر بٹھایا صباے صبادم سب کے بیچ مین آکے بیٹھی نی پاس سے نکالی کہا واری سینے کمال اسکا نام ہی نی بجا کے یہ غزل گانا شروع کی

نظم

جلوہ رخ پر نور کا ہر سو نظر آیا — آئینہ خورشید مین بھی تو نظر آیا
زیر صف مژگان وہ نہین چشم فسون گر — شیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش بھلایا — اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو مین — تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
چمکا سر گیسو مین جو افشان کا ذرہ — ظلمات مین اڑتا ہوا جگنو نظر آیا
نشئے کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے — باندھے ہوے تلوار ہلاکو نظر آیا
اللہ رے تیر مژۂ یار کا پلہ — سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
دھوکا دہن کلۂ اژدر کا ہوا صاف — آنکھون کو اگر حلقۂ گیسو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے — ہیرون سے جڑا یار گلا جگنو نظر آیا
کہتے ہین کہ تلوار سے کاٹو گا مین کوچے — اب میری گلی مین جو کبھی تو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجھکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
فانوس ہی مین شمع سر طور کو سمجھا — پردے مین جو اس حور کا بازو نظر آیا
دم دھکدھکی مین حسرت دیدار مین اٹکا — گردن مین جو اس حور کی جگنو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کے — عمدہ جو دم فکر وہ پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی ای نور خوشی عید کی دل کو — جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا

اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ تمام اہل بیان محفل دنگ ہو گئے نگار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے کہا ای صباے صبادم تو نے کمال کیا مین ملک زبرجد نگار مین تھی جب روز اس ظالم نے دختر دمامہ سرامہ جادو کو مارا اس روز اس ظالم نے وہ نی بجائی کہ سرامہ ایسی واقف کار

مبہوت ہوئی بی برق جادو شریک تھیں اس روز چاہ الماس میں قیامت برپا تھی ہر گلی کوچے میں
یہی شور تھا کہ آفتاب چاہ الماس غروب ہوا اے صبائے صبادم تو نے جسطرح نے بجائی قسم ہے
سامری و جمشید کی یہی صدا تھی کہ دل کو برماتی تھی صدا سے دلربا موسیقار کو شرماتی تھی اسیطور
سے آج تو نے نے بجائی صبائے صبادم نقلی نے عرض کی واری یہ کیا ساقیگری کو دیکھیے اسیطرح
سب شراب میں بیہوش بھی ہوں حکم ہو تو سب کو قتل بھی کروں اب کیا چوکونگی ایک ایک کے
منہ میں ٹھوکونگی واری میری باتوں کو خیال نہ فرمائیے میں آج خوش ہوں جو دل میں آئیگا وہ کہونگی
لنگار نے کہا اے صبائے صبادم شاہان طلسم کے سامنے تیری آبرو بیان کرونگی وہ مرتبہ ملیگا
کہ شاہان جہان رشک کرینگے صبائے صبادم نے جام لبریز کرکے لنگار کو دیا اور یہ اشعار
جھوم جھوم کے پڑھے نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
دل کو کر دیتی ہے کباب شراب
ہے سزاوار عیش آخر عمر
ساتھ اپنے ہیں جناب شراب
فصل میں یہ عجب نہیں ہے اگر
داغ دل رشک ماہتاب شراب
داغ دل ہیں نمک چھڑک اپنے
نہر مطرب چمن سحاب شراب

کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
ہیں قلوب اُسکے نور سے روشن
صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہے مری مستی اور ہشیاری
ابر برسائے جائے آب شراب
نرگس مست یار سے آگے
کر نہ اے محتسب خراب شراب

ہجر میں آگ ہو گیا پانی
کیوں نہ کھلائے آفتاب شراب
ہے مرا جام زندگی لبریز
کہ ہے بے لطف وقت خواب شراب
ساقیا ہے تری جدائی میں
ہوئی غیرت سے آب آب شراب
نہیں ساقی تو کیا کروں ناصح

اس غزل کو اس نوع سے گایا اور لنگار کو جام پلایا تمام کنیزیں
بے شراب پیے مست ہو گئیں اب تو خواجہ نے دورہ باندھا لنگار نے کہا اری حرامزادیو اپنے مقام سے
اُٹھتی نہیں ہو اپنے اپنے ہاتھ سے بیہودہ نازنین پریوش دربار میں شاہ کے بھی کبھی اسطرح نہیں
اُٹھی آج اُسکو ایسی ہی خوشی ہے کہ خود سب کو شراب پلا رہی ہے تم بھی اپنے اپنے ہاتھ سے پیو
کنیزیں اپنے اپنے ہاتھ سے پینے لگیں محفل میں ہنگامہ گرم ہوا تھوڑے ہی عرصے میں عمرو نے
دیکھا دست دراز بان ہونے لگیں کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کشاکش ہونے لگی کسی نے پائجامہ
اُتار کے پھینکدیا ننگی دوڑی دوڑی پھر رہی ہے دوسری نے آواز دی او ننگ خاندان کچھ شرم ہے
تمیسری نے کہا تو اُس کام میں سرگرم ہے ہر طرف ہلڑ ہو رہے ہیں صبائے صبادم کہ رہی ہے
کہ بی لنگار آج دیکھیے ان مستانیوں کو کیا ہوا ہے کوئی جواب نہیں دیتی کوئی چمن میں جا کر گری بیہوش
ہو گئی کوئی شاخ نخل سے جاکے لپٹی کہ رہی ہے پیارے کہاں تھے وعدے کے خلاف کیا
آج بعد مدت کے آئے کوئی درخت سرو سے لپٹی جب دس بیس یوں بیہوش ہوئیں سب کنیزیں
دورہ باندھکر اُٹھیں کوئی غزل گاتی ہے کوئی صبائے صبادم سے آواز ملاتی ہے کوئی لڑکھڑاتی
ہے سو دو سو یوں بیہوش ہوئیں لنگار جھلائی کہا ارے ان کمبختوں کو کیا ہوا کیوں دیوانی ہوئی ہیں
لنگار نے جھلا کے کہا ارے ایک جگہ بیٹھو دیکھو تو صبائے صبادم خوب گا رہی ہے جیسے ہی
جھلا کے اُٹھی لڑکھڑائی عمرو نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو
مرا نام ہے خواجہ خواجگان

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے ہے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرے نام پر غدر رشید ہوا
مرا اگر ہر گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

ہیچہ کپڑے کے جو عمرو گرا پہلے نگار پر ہاتھ مارا نگار کے دو ٹکڑے ہوئے نگار کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا اب نیچہ عمرو کا چل رہا ہے جسکو قتل کیا اُسکے کپڑے بھی اُتار لیے زنبیل سے دو گرگے نکالکر چھوڑے اُنسے حکم ہوا کہ کپڑے سب کے اُتارو گرگے گھبرائے ہوئے نکلے چاہتے ہیں ذرا عمرو کی آنکھ بچے ہم بھاگ کے نکلجائیں زنبیل میں سالہا سال گذرے مدد والے سے مہلت نہیں ملتی یہاں تو خواجہ سب کو قتل کر رہے ہیں نگار کے بیر آسمان پر غلیچاتے ہیں کہ کشتی مرا نام ہے نگار جادو بود سیلاب اپنے باغ میں بیٹھا ہے دریائے سحر جوش مار رہا ہے کہ دریا میں غرّاتا ہوا ایک مچھلی تڑپکر نکلی اُسنے پکار کر آواز دی ای سیلاب جادو تمکو خبر ہے کہ ملکہ نگار پر کیا گذری نگار کو عمرو نے بصورت صبا صبا دم مارا باغ نگار میں ہنگامہ برپا ہے یہ کہکے مچھلی گری جلکر خاک ہو گئی دریا میں شور پیدا ہوا حبابوں نے آنکھیں نکالیں موجے نے تلوار چلی سیلاب گھبرایا تڑپکر اپنے مقام سے اُٹھا اتنا تو سر پیٹ کے کہا کہ یارو غضب ہو گیا آج وہ ساحرہ قتل ہوئی کہ میرے باغ کا کوئی نگہبان باقی نہ رہا ساحروں نے چاہا ساتھ چلیں سیلاب نے کہا میرے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ کرو ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو سے ہوشیار رہو یہ کہکے سیلاب چلا یہاں خواجہ نے دیکھا گریبان صبح چاک ہو رہا ہے ستارہ سحری بلند ہوا عمرو قتل سے باز نہیں آتا جابجا چمنستان میں جو کنیزیں پڑی ہیں اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے قتل کر رہا ہے کپڑے اُتار لیے کہ آسمان سے آواز آئی او ساربان زادے کہاں جاتا ہے عمرو نے بتعجیل گلیم اوڑھ لی سیلاب زمین پر گرا لاشہ نگار دیکھکر گھبرا گیا چہار جانب دیکھتا ہے ہزار ہا لاشہ تڑپ رہا ہے آندھی سیاہ اٹھی سیلاب دوڑ دوڑا پھرتا ہے کہتا ہے عمرو کیا ہو گیا سیلاب نے لاشہ نگار کا اُٹھایا بہت رویا پیٹا تخت پر لاشے کو ڈالکر طرف اپنے باغ کے لیچلا عمرو نے جو دیکھا کہ سیلاب لاشہ نگار لیے جاتا ہے ایک کنیز کی شکل بنکر آواز دی ای شہنشاہ لونڈی کو ساتھ لیجیے ورنہ مجکو عمرو مار ڈالیگا سیلاب نے پلٹکر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین بمثل بینظیر رشک ماہ منیر بقول میر حسن

لچی جس جگہ چاہیے وان لچی
تبسم حیا ناز شوخی غرور
جہان راستی چاہیے راستی
ہر اک اپنے موقع پہ وقت ضرور

خراماں خراماں دوڑی ہوئی آئی ہے بال چہرے پر پریشان شام فراق عاشقان نے چاند سورج کو آغوش میں لیا لب لعلین میں مسیحائی دندان گہرنما کی زیبائی قد نہال باغ حسن و جمال عارض ماہتاب آسمان کمال غنچہ دہن جو وا کیا صاف ثابت و ظاہر ہے کہ درج گہر کھلا اس رعنائی و زیبائی سے پکارتی جاتی ہے کہ ای شہنشاہ لونڈی کی جان بچائیے سیلاب دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا ای گل گلزار خوبی و ای سرو حدیقہ محبوبی تو اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچی کہا واری شراب تو میں نے ضرور پی جب میری

ہمین تو اپنی زندگی مین امید نہین کہ ہم قید سے نجات پائین سیلاب نے ہمارے بزرگون سے ہمین چھڑا لا
یہان لاکے پہونچایا خدا اسکا بدلا اُسکو دیگا بیچیا دعوی عشق کرتا ہی ہمپر مرتا ہی خدا اسکو موت دے
کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرے یا مارا جائے ہمارے وارث کو خبر نہین ہوئی لیکن یہ ناممکن ہی ضرور
خبر ہوئی ہوگی رونا یہ ہی کہ ایک سر ہزار سودے یقین تو ہی کہ ضرور کوشش کرین خلاف ضرور
گذرا ہوگا وقت پر موقوف ہی یہ کہتی ہین اور ملکہ سلماے گوہر پوش بلک بلک کے روتی ہین ساحر
منتین کرتے ہین کہ ای ملکہ عالم بڑے افسوس کی بات ہی سیلاب جادو ساحر زبردست بادشاہ ملک کا
آجکل اور زیادہ اختیار ملے ہین اُسے آپ کیون نہین قبول کرتی ہین ہم لوگون نے آج اسی واسطے
آپ کو نکالا ہی کہ تنہائی مین سمجھائین وہ عاشق صادق ہی ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ کچھ بدعت کر بیٹھے
اتنا ہم عرض کرتے ہین کہ اب وہ لاچار ہو رہے ہین گرد تمام ساحر ہین بیچ مین ملکہ سلماے گوہر پوش
و لیلاے عنبرین مو شاہزادی وزیرزادی سے لپٹ لپٹ کے روتی ہی لیلاے عنبرین مو
بھی انتہا کی بیقرار ہی کہتی ہی حضور صبر کرین یہ مناسب نہین کہ آپ اپنے کو اسقدر پریشان کرین
ایسا نہ ہو دشمنون کی جان پر بنجائے ملکہ سلما فرماتی ہین ای بہن ہمارے برابر کوئی بدنصیب نہوگا
جس دن سے ہوش سنبھالا رنج و ملال ہی اُٹھائے جس دن سے یہ جوبن ہوا اُس دن سے
گرفتار مصیبت ہین دانائے اسرار الفت ہین اب دیکھین تقدیر کیا دکھائے صاحبو ہمسے ان باتونکا
ذکر نہ کرو ہمنے ایسے امر کو ٹھانا ہی نہ مانینگے ساحرون کے بیچ مین ملکہ سلما بھی ہین اور ساحر سمجھا رہے ہین
کہ ای ملکہ سیلاب جادو عمر بھر آپ کو قید مین رکھیگا اور قید سے نہ چھوڑیگا کیون لطف زندگی
آپ کھوتی ہین کیون اسقدر پریشان ہوتی ہین مناسب ہی کہ جو سیلاب کہتا ہی اُسکو قبول کیجیے ملکہ
انکار کر رہی ہین بلکہ اپنے حال زار پر بلک بلک کے روتی ہین کبھی شکوہ بخت واژگون کلیجہ خون
آنکھین جیجون لیلا سمجھاتی ہی کہ واری اپنے کو سنبھالیے اسقدر بیتاب نہ ہو جیسے ایسا نہو دشمنون
کی جان پر بنجائے تو ہم کدھر کے ہونگے سیلاب جادو تو اُس کنیز کو لیے ہوئے آتا ہو مگر گرداب جادو
اپنے مقام پر بیٹھا تھا یہ سیلاب کا بڑا بھائی ہی اپنی صحبت مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ نگار جادو کو
کسی نے قتل کیا گھبرا کر اسنے کہا ارے پہونچنے والا نگار جادو تک کیونکر پہونچا قصر سے باہر نکلا
طرف قصر نگار کے نگاہ اُٹھا کر دیکھا آندھیان کالی اُٹھ رہی ہین طائران نغمہ سرا غل و شور
مچا رہے ہین جل جلکر گر رہے ہین کچھ طائر اُڑتے ہوئے اس طرف بھی آئے ایک طائر سے اسنے پوچھا
ارے تمھاری تباہی کا کیا باعث ہوا طائر نے کہا ہمارے مالک کو مار ڈالا پوچھا ارے کسنے مارا
طائر نے کہا یہ ہمین نہین معلوم یکایک ہلڑ ہوا کہ نگار قتل ہوگئی ہم لوگ قید سے چھوٹے نکل بھاگے
گرداب اپنے مقام سے چرخ مارتا ہوا اُٹھا آسمان مین ڈوبا ہوا جاتا ہی گذر اسکا طرف مکان
سیلاب کے ہوا نگاہ جو پڑی دیکھا سب ساحر بیٹھے ہین بیچ مین ایک نازنین سرو قد خورشید خد
چہرہ آفتاب عالمتاب ایسا حسن و جمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا صورت زیبا دیکھکر ٹھہر گیا
آسمان سے اُترتا ہوا زمین پر آیا سب ساحرون نے گرداب کو سلام کیا گھبرایا ہوا تھا پوچھا
بھائی سیلاب کہان ہین سب نے کہا حضور مرنے کی نگار کے خبر پائی مکان پر نگار کے گئے ہین

آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا بارہ دری مین جا کے سو رہی اب جو نشہ اترا اٹھی یہان یہ
ہنگامہ دیکھا آپ کو دیکھکر دل کو تسکین ہوئی سیلاب نے کہا ای نازنین سنو ان مین جو بشکل عمرو بندھا ہی
یہ کون ہی کہا حضور کسی گنوار کو اپنی شکل بناکے لایا سیلاب چہرۂ زیبا کو دیکھکر شگفتہ ہوگیا کہا آؤ
پاس بیٹھو مگر ظالم نام نہ بتایا دل کو بیقرار کیا مین آنکھون سے حاضر ہون تم میرے باغ مین رہا کرو
اپنے مصاحبون مین شریک کرونگا وہ مرتبہ کرون تمام نازنینان مہ جبین رشک کرین نام تو بتادے کہ
دل کو تسکین ہو وہی نام ورد کرون اُس مہ جبین نے کہا مجکو نہال آرزو کہتے ہین ماں باپ کے یہان
اولاد نہ ہوتی تھی ایک شاہ صاحب نے آکے آواز دی کہا لڑکی پیدا ہوگی لیکن اسکی ذات سے
بڑے بڑے فساد برپا ہونگے جسکے گھر مین جائیگی اُس گھر کو ویران کریگی میان تم بھی اپنے کو بچانا
سیلاب نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین تجکو خاتون محل قرار دونگا شاہان طلسم کا
یہی حکم تھا کہ جب شاہزادی کے ساتھ دل مین آئے شادی کرو سب شاہان طلسم شریک ہونگے حاکمان
ہر جا بھی آئینگے اس دھوم سے شادی ہو کہ سب عالیجاہ لوگ جمع ہون اب مین تمکو خدمت مین شاہان
طلسم کے بھی بھیجونگا نہال آرزو سے باتین کرتا ہوا سیلاب طرف اپنے باغ کے جاتا ہی ملحوظ رہے
کہ لاشہ نگار بھی تخت پر پڑا ہی بعد جانے سیلاب جادو کے ساحرون نے ملکہ سلماے گوہر پوش
کو قید خانے سے نکالا لیلاے عنبرین مو بھی ساتھ ہی ملکہ سلما دبلی ہوگئی ہین آنکھون مین حلقے
چہرے پر زردی موے مشکین پریشان کمر مین خم لبون پر دم جب بہت بیقرار ہوتی ہین بلک بلک کے
روتی ہین یہ اشعار عبرت امیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہین

نظم

ہیبت سے مرغ روح بدن سے نکلگیا
تیر نگاہ جب کوئی سن سے نکلگیا

تکلیف ہو نہ بازوے قاتل کو اسلیے
اک ایک استخوان مرے تن سے نکلگیا

کیا تنگ گور کن دل بیتاب سے رہے
تڑپا مین جب مزار کہن سے نکلگیا

کیا کیا نہ دود آہ نے کین سر بلند یان
ایسا بڑھا کہ چرخ کہن سے نکلگیا

اللہ رے سوز ہاتھ ابھی تک بندھے نہ تھے
شعلہ بھڑک کے تار رسن سے نکلگیا

بخشی دراز دستی وحشت نے مخلصی
لاشہ مرا حجاب کفن سے نکلگیا

اب جاے حسن سبزۂ نوخیز ہی نمود
آب حیات چاہِ ذقن سے نکلگیا

لاشہ مرا لحد سے ہوا جاکے ہمکنار
دولہا کا اشتیاق دلہن سے نکلگیا

مضمون آبدار نے جنبش لبون کو دی
گوہر سخن کا درج دہن سے نکلگیا

تن کاہشِ فراق سے مثل خیال تھا
گذرا لحد سے صاف کفن سے نکلگیا

پائی نہ قدر میرے سہی قد کے روبرو
بل راستی کا سروِ چمن سے نکلگیا

اصلاح کی یہ نکہتِ گیسوے یار نے
سودا دماغ مشک ختن سے نکلگیا

یاران رنج دوست نے دین وہ اذیتین
مین منھ چھپاکے اپنے وطن سے نکلگیا

بالغ ہوئی نہ کچھ سیر آسمان نسیم
ہر تیر آہ چرخ کہن سے نکلگیا

گھبرا گھبرا کے پوچھتی ہین کیون صاحبو آج مجھ کمبخت کو قید خانے سے کیون نکالا آج کیا مہربانی کی

یہ

حضور کچھ پریشان معلوم ہوتے ہین گرداب گھبرایا ہوا تھا بے اختیار پکار اُٹھا یار اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کسکو فرقت مین خواہش مل ہے
تھا جو گل آگے اب وہ بلبل ہی
دل نالان ہوا میرا جو اسے
پائدار اُسکے کفش کا گل ہے
خود ہی فصل بہار ہے شرابا
سجدہ گہ نقش پائے دلدل ہی

پانی پینے مین پان تامل ہی
نہین تلوار آپ کی خمدار
مثل زنجیر زلف مین غل ہی
جلگیا تیرے رشک سے گلزار
بندہ بدمست ساغر گل ہی

تیرے عاشق ہوئے ہین سب عشق
قلزم عشق کا یہی پل ہے
گل گلزار ہین جنات کہان
ہے وہ گل میرے ہاتھ کا گل ہی
بندہ مرتے ہوئے ہون مین ناسخ

ملازمون نے کہا حضور یہ آپ کیا فرماتے ہین غلامون کی سمجھ مین نہین آیا امیدوار ہین کہ مفصل فرمائیے بس یہ بجیا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ سلما کے آیا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مجکو بغلامی قبول کیجیے سیلاب بیہودہ کیا ہی اُسکا اختیار بھی کم ہی سحر بھی میرا اُس سے زیادہ ہی جو ارشاد ہو بجالاؤن سب طرح کا مجھے اختیار ہی شاہان طلسم مجکو اپنا قوت بازو جانتے ہین نشان راہ لوح میری ذات پر موقوف ہین اگر نہ بتاؤن عمر بھر طلسم کشا بھٹکے میرے ہاتھ سے آخر کو قتل ہو مجھسے کون مقابلہ کرسکیگا طلسم کشا مجھسے کیا لڑسکیگا عمر بھر بھٹکیگا مجھ تک نہ پہونچیگا عمر بھر بہکاؤنگا یہ یاوہ گوئیان سُنکر ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا ای شخص یہ اختیارات تجھسے کون پوچھتا ہی ہمکو قتل کر ڈال ایسی باتین نہ کر ہمین ناگوار ہوتا ہی اگر طلسم کشا کا دشمن ہی ہمارا بھی رہزن ہی ہمسے کیون کلام کرتا ہی کیون ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی جب گرداب نے دیکھا کہ میری باتین نہین مانتی اُلٹا مجھے قائل کرتی ہی چہار جانب دیکھ کے ساحرون سے کہا ہر جاؤ ساحرونکو جو غصے مین جھڑکا وہ تو سب خوف جان سے ہٹگئے اسنے سحر جو کیا تو اُتنا طبقہ زمین کا پھٹا اُس طبقے کو اُٹھا لیا طرف اپنے قصر کے چلا لاکے اپنے قصر مین پہونچایا جب ملکہ نے نہ مانا تو قفس مین بند کیا لیکن سیلاب جادو وہ حسین کنیز کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر پہونچا دیکھا ساحر پیٹ رہے ہین پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور آپ کے بھائی صاحب ملکہ سلما کو لیگئے یہ سُنکر سیلاب جھلایا کہا ارے تمنے کیون جانے دیا کہا حضور ہمکو جھڑکا کہا یہانسے ہٹجاؤ ہمکو کچھ بن نہ پڑا مجبور ولاچار ہوئے ایسا سحر کیا کہ طبقہ زمین کا پھٹا طبقے سمیت ملکہ کو اُٹھا لیگیا یہ سُنکر سیلاب کو جوش آیا کہا ابھی جاکے ملعون کو سزا دونگا دیکھون تو کیسا ساحر ہی اپنے نزدیک علم نیرنج و شعبدہ سے بہت ماہر ہی یہ کہکے کمر باندھنے لگا وہ کنیز لپٹگئی کہا ای شہنشاہ اس کنیز کی بیان کیونکر بسر ہوگی تڑپ تڑپکر جان دونگی وہ گھر برباد ہو آپ نے ہاتھ جدا ہاتھ سے کیونکر بچیگا مجھسے کیا مکر کریگا کنیز نے کہا مین ساتھ نہ چھوڑونگی اب چاہتی ہون کہ سایہ سان آپ کے ساتھ رہون ہمزاد کی طرح کسی وقت ساتھ آپ کا اور میرا نہ چھوٹے ہر چند سیلاب نے کہا کنیز نے نہ مانا لاشہ نگار تو بھینکا ساحرونسے کہا اسکو جلا دو آپ تخت پر اُچلکر بیٹھا کنیز بھی پہلو مین آئی کہا صاحب مین بھی ساتھ رہونگی تم اُس سے لڑو مین تماشا دیکھونگی بلکہ اگر موقع پڑیگا ایک ہاتھ تلوار کا ماروںگی کسی طور سے اُسکا سر کاٹونگی اُسکو زندہ نہ چھوڑونگی سیلاب نے تخت اُڑایا کنیز بھی ساتھ ہی یہان گرداب مکان پر اپنے بیٹھا ہی قفس ملکہ کا لٹکا ہوا ہی ہر مرتبہ گھبراکے اُٹھتا ہی ہاتھ باندھتا ہی

کہ ای ملکہ عالم غلام کو قبول فرمائیے جان وہاں سب حاضر ہی ملکہ فرماتی ہین ای گرداب قتل کر ڈال ایسے کلمے زبان سے نہ نکال ہم بخوشی جان دینگے بربادی عصمت نہ گوارہ کرینگے کہ سامنے سے نعرہ ہوا او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی ہی شرط کہ قصر وغیرہ تیر اسب پھونکدون گرداب یہ کہکر اٹھا کہ کیون شامت آئی ہی بس اب اس بات کا ذکر نہ کر ہو سکتا ہی کہ اس محبوب جانی کو تیرے حوالے کردن اپنی صورت تو دیکھ کر یہ سنظر بد صورت خار صحراے جہالت بد سیرت مین شہریار ملک لیاقت ہون دیکھ کیسا خوبصورت ہون سیلاب تخت سے اُتر کر زمین پہ آیا نازنین لوگو وکے غائب ہوئی دونون مین سحر چلنے لگا سیلاب نے کیسے کیسے سحر کیے تیر برسے خنجر گرے گرداب نے سب کو دفع کیا دو گھڑی کامل سحر چلے گرداب نے غصے مین آکر کئی ایک سحر کیے جب وہ سحر دفع ہوئے ایک قصر کی جانب بھاگا کارد سحر نکالکر لایا اپنی پیشانی کا خون اُس کارد پہ ڈالا آواز دی ای سیلاب جادو اسی مین خیر ہی کہ چلا جا مین وہ سحر لایا ہون کہ جسکا دفعیہ سامری وجمشید کو بھی نہین معلوم تھا یہ کہکے لاکھ ڈرایا دھمکایا مگر سیلاب جوش مین ہی گرداب نے بہت بہت سمجھایا نہ مانا خنجر پھینک مارا نشانہ گرداب کا نشانہ ہوا گرداب غصے مین پیچھے ہٹا وہی کارد سحر نکالی اُسپر اپنا خون ڈالا وہی کارد کھینچ ماری سیلاب نے ہر چند روکا مگر چھری آکر سینہ پر گئی پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری لاشہ سیلاب کا گرا جلنے لگا ایک بونڈلا گرد کا اُڑا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلاب جادو بود وہ بونڈلا لاشہ اُٹھا کے لیگیا گرداب چرخ مارتا ہوا سامنے قفس کے آیا کہا ملکہ عالم آپ نے دیکھا مین نے آپ کی جوش محبت مین اپنے بھائی کو مار ڈالا آپ نے میرے سحر کو دیکھا ملکہ نے کہا او بیحیا تجپر لعنت ہو کہ بھائی کو تو نے یون مارا اُسپر فخر کرتا ہی جا دور ہو ہمارے سامنے نہ آنا ہو سکے تو ویسی ہی کارد سحر ہمکو بھی مار دے گرداب قدمون پر گرنے لگا ملکہ چیخ مار کر اُٹھین کہا او کمبخت خدا تجکو غارت کرے کیون ہم غریبون کو ستاتا ہی سامنے سے ہٹجا کلمات بیہودہ زبان سے نہ نکال ہم اپنے حال مین ہین زندگی سے بیزار مجبور ولاچار اب یہی بہتر ہی کہ ہمکو بھی ایک تلوار مار دے ہم اسی رشک مین اپنی جان دینگے اب نہ زندہ رہینگے قلب پر وفور غم وحسرت اپنی وہ کیفیت تیری یہ صورت بس قتل کر ڈال یہی بہتر ہی ہم نہ جانتے تھے کہ یہ جفائین اُٹھائینگے کلشکے جان جائے اس کشاکش سے چھوٹین یہ راتین سیاہ مثل پردہ ظلمات تڑپ تڑپکر کٹتی ہین جان وہ سخت ہی کہ جسم سے نہین نکلتی آہ کرنے مین کوئی ہڈی نہین جلتی اپنے حال پر تاسف آتا ہی ابتو یہ کیفیت ہی **نظم**

بعد از فراغ روح بھی قید عدو مین تھا
خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو مین تھا
یا دہ گوئی عروس ہی ساقی کہ رات بھر
یہ مدعا وہ ہی جو تری گفتگو مین تھا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجکو اتحاد
اتنی تو آبرو تھی کہ مین آبرو مین تھا
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم

ہین صورت نزالہ الحد کے گلو مین تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے اُلجھ گئے
ہر مست کی نظر سے حجاب سبو مین تھا
پیوند نالہ چاک دہن مین ضرور ہو
مانند دست یار میان عدو مین تھا
مطلب کی بات کو نہ لگے اُلنسے رات بھر
مانند غنچہ پرورش رنگ و بو مین تھا

کیسا مزا ہمارے جگر کے لہو مین تھا
بل مثل موے زلف جو تار رفو مین تھا
افسانہ میرا کیون نہ سرا پا فریب ہو
آج انتہا کا ضعف صدا شور سوج
تھا گو کہ ایک نقطہ تنہا [illegible]
[illegible]
ای گرداب

اس دریاے مصیبت مین ڈالا اس گرداب سے کیونکر نکلیگا آبرو پر بنیگی کیون پانی پانی ہوتے ہو ان باتون پر گرداب جھلا رہا ہی کہتا ہی اے ملکۂ عالم مین نے آپ کے واسطے جفا اُٹھائی اپنے بھائی کو قتل کیا ہمشیرہ صاحبہ بھی آپ ہی کی وجہ سے قتل ہوئین اور آپ ایسا فرماتی ہین نگار کے مارے جانے سے بازو ہمارا ٹوٹ گیا ہمکو بڑا افسوس ہی کہ نگار کو کسنے مارا نگار وہ علم شعبدہ سے ماہر تھی نہین معلوم اُسکو کیونکر مارا یہ باتین کر رہا ہی اور ملکہ سلما اپنے حال زار پر روتی ہین کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ بھیا کیون روتے ہو اشکون سے مُنھ دھوتے ہو مین اس ظالم کو راضی کر دونگی اسکی مجال ہی کہ تمکو بشوہری نہ قبول کرے مجکو کون مار سکتا ہی مین نے بھی انتظام کر لیا تھا گرداب نے جو نگار جادو کو آتے ہوئے دیکھا بحال ہو گیا کہا بہن تجکو دیکھکر دل شاد ہوا سار بان زادے سے کیونکر جان بچائی نگار نے کہا اے گرداب خود بخود میرے دل مین آیا کہ مین نے اپنے ہم شبیہ کو چھوڑ دیا جب اتنا دل مین خیال آیا تھا کہ کوئی آفت آنیوالی ہی مگر کیون بھائی سیلاب کو کسنے مارا گرداب نے کہا سیلاب میرے ہاتھ سے مارا گیا مین تمھارے قتل کی خبر پاکر چلا باغ سیلاب مین گذر ہوا اس مہ جبین کو دیکھکر عاشق ہوا اُٹھا لایا میان سیلاب کی قضا دامنگیر تھی دوڑے آئے مجھسے لڑنے لگے مجھپر بُرے بُرے سحر کیے مین نے ایک کارد ماردی خاتمہ ہو گیا نگار واسطے سیلاب کے بہت روئی کہا بھیا غضب کیا قوت بازو زینت پہلو کو مارا تمکو یہ مناسب نہ تھا گرداب نے کہا اب تو میرے ہاتھ سے مارا گیا جو گذری وہ گذری اس نازنین پر میری جان جاتی ہی اگر اسنے قبول نہ کیا تو اپنی جان دونگا نگار نے گلے سے لگا لیا کہا بھائی صاحب اسقدر کیون بیتاب ہوتے ہو اسکو ہم راضی کر دینگے یہ معشوقہ طلسم کشا ہی طلسم کشا کو بھی ہمین تم گرفتار کرینگے پھر چپکے سے کان مین کہا بھائی عورت کی رازدان عورت ہوتی ہی جلسہ آراستہ کرو مین ابھی راضی کر دونگی تمھارے پہلو مین اسکو بٹھاؤنگی کیون گھبراتے ہو نگار نے ایسی باتین کین کہ گرداب کو تسکین ہوئی نگار نے کنیزون کو آواز دی اری تقتلو کیا ٹکر ٹکر دیکھ رہی ہو دیکھینی ہو کہ مالک بیقرار ہی شراب و کباب لا کے رکھو مین اپنے بھائی کے سامنے اگا دون اور باتین بھی ہو نگی اس نگوڑی کو ترسا دن گرداب حیران ہی کہ ہمشیرہ صاحبہ کیا کہتی ہین نگار نے کان پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا ارے نگوڑے مجھ مین اسمین کیا فرق ہی جو اسکے پاس وہ میرے پاس بھی ہی بس پہلے مجھسے مطلب حاصل کرو یہ دیکھکر جلے جب یہ سوال کرے انکار کرو آخر بیقرار ہو کر خود راضی ہو جائیگی گرداب نے کہا ہمشیرہ خوشی تمھاری شراب لاکے رکھی گئی کشتیان باب کی گرداب کو مسند پر بٹھایا قفس ملکہ کا چھت مین لٹکا دیا آپ بیچ مین آکے بیٹھی کمر سے نکالی کہا بھیا سُنو اور وصل پر ہمارے آمادہ ہو یہ کہکے یہ غزل عاشقانہ موافق وقت کے شروع کی

نظم

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین
ہاے اب کیا کیجیے یہ بھی اُسے ارمان نہین

اشک میرے پانون دھوئین خون دل [illegible] حنا
تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین

میری نامرادی کسقدر منظور ہے
لطف بھی وہ اُسنے سوچا جسمین کچھ احسان نہین

سوال کرتا ہون مین رو رو کر تو کہا
دُر عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین

کیا کیون ای ہجوم انفعال
یہ تو شرم گفتگو ہی شکوہ جانان نہین

دیکھ ظالم کیا سکھایا جلد اشک گرم سے — تر ہوا لیکن کہیں تر دامن مژگان نہیں
اس ترش روئی سے بے احسان ہی رہنا تھا خوب — گو لیے بوسے مگر کچھ بھی مزا ای جان نہیں
کسکی دزدیدہ نگاہیں سینے میں کرتی ہیں گھر — پھر یہ کیون کہتے ہو میرے دل میں کچھ ارمان نہیں
یہ تو مشکل ہے کہ میں ہوں اور کبھی دیکھے نہ غیر — آدمی ہون کچھ تمھارا خندہ نہان نہیں
ہے جو اُس بے رحم کی مرضی تو برسون سے نسیم — کشمکش سے جسم کو حاصل فراق جان نہیں

اس رنگ سے اس غزل کو بجایا کہ گرداب اُٹھکر بہن سے لپٹ گیا کہا ای ہمشیرہ کیا خوب تو نے بجائی ہی دل بیقرار کردیا نگار نے کہا بھیا ابھی کیا سُنا ہی آج ساری محفل کو خوش کرونگی مگر کیون بھیا طلسم کشا اُلٹا پھرتا آتا ہی لوح کہان پائیگا گرداب کے مُنھ سے نکلگیا بہانسے بارہ کوس پر باغ ہیکلان بن قہار ہی اُسی ساحر کے قبضے میں لوح ہی یہ کہکے پھر منت کرنے لگا کہا ہمشیرہ اسوقت جوش میں میرے مُنھ سے یہ نکلگیا کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا آجتک کوئی ہیکلان بن قہار کے نام سے بھی آگاہ نہیں سات سو تاجدار میرے یہان قید ہین وہ سب واسطے طلسم کُشائی کے آئے آخر یہان آکر پھنسے یہ طلسم کشا بھی آکر پھنسیگا باغ ہیکلان عجائب وغرائب ہی اگر ارسطو و لقمان بھی وہان جائیں تو دام فریب و مکر میں پھنسیں یہ کہکے کہا بہن یہ نئی نوازی تمکو کسنے بتائی کہا بھائی صاحب ایک دن رات کو سامری و جمشید خواب میں آکے یہ سب کمال بتلاگئے اب شراب پلانا دیکھو یہ کہکے نگار نقلی نے جام بھرا اشعار عاشقانہ پڑھے کہا لو بھیا جام پیو گرداب نے جام پیا اب تو عمرو نے دورہ شروع کیا ایک گھڑی بھر میں دست درازیان ہونے لگین جوش میں گرداب اُٹھا چرخ مارنے لگا یہی کہے جاتا ہی کہ اب مین بہن کے پاس سوؤنگا بہن سے بہتر کون معشوق ہی یہ کہکر گرا بیہوش ہوا عمرو نیمچہ کھینچکر چلا کہ اسکو قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہی منم گلرنگ جادو مصاحب گرداب واضح ہو کہ گلرنگ واسطے شکار کے گیا تھا جس وقت پلٹ کے آیا یہ معرکہ دیکھا عمرو نے چاہا جست کرکے نکلجاون اُسنے ایک دوہتڑ زمین پر مارا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلرنگ نے بڑھکر باران سحر برسایا گرداب کو ہوشیار کیا گرداب نے اُٹھتے ہی سر پیٹ لیا کہا ای گلرنگ تم خوب وقت پر پہونچے گلرنگ و گرداب باتین کرنے لگے باران سحر جو برسا اور ساحر بھی ہوشیار ہونے لگے جو اُٹھا یہی کہتا ہوا اُٹھا کہ گلرنگ جادو نے ہماری جان بچائی عمرو نے جو دیکھا کہ پاؤن میرے زمین نے تھام لیے گرداب و گلرنگ آپسمین بغلگیر ہو رہے ہیں اپنے بچنے پر بڑا ناز ہی عمرو کو خیال آیا کہ زنبیل میں صاحبقران موجود ہین گرداب و گلرنگ خوشیان کر رہے ہین عمرو نے مُنھ زنبیل کا کھولا صاحبقران کو زنبیل سے نکالا کہا آقا اسم اعظم پڑھتے ہوئے نکلیے امیر نے زنبیل سے نکلتے ہی اسم اعظم پڑھا عمرو کے پاؤن چھوٹے امیر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ صاحبقران تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار

امیر عرب حمزہ ذیحشم
چو رستم بسنجان پے گیرودار
ببازو شدہ فتح و نصرت نثار

منم قاتل کافران دہ
کہ گنجاب ملعون کر
گندہ چون بجوا

جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

ز دم دیو عفریت را در مصاف
کہ از جنگ ہبین ذلیل و نزار

بلرزند از خوف دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے عمرو حقۂ آتشبازی مار رہا ہے
لگی سو ساحر جلکر گرے پہلو مین صاحبقران کے کھڑا حقۂ آتشبازی مار رہا ہے گرداب نے جو
یہ آفت دیکھی ہوش پراگندہ ہو گئے سحر کرنے لگا بسبب اسم اعظم کے سحر امیر پر تاثیر نہین کرتا گلزنگ
کو بڑھکر امیر نے نیزہ مارا سینے کو توڑکر پار گذرا گلزنگ کے مرنے سے اندھیرا ہوا قفس سے ملکہ
سلمائے گوہر پوش و لیلائے عنبرین مو دیکھ رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کیون لیلا تو نے دیکھا
عمرو نے کیا غضب کیا حقیقت یہ ہے کہ عمرو کا عیاری مین مثل نہین کس وقت پر صاحبقران کو
نکالا ہے دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے دل چاہتا ہے عمرو کے نثار ہون کس جرأت و شوکت سے جنگ
کر رہا ہے اگر دور ہوتی تو عمرو کو یہ نامہ لکھکر بھیجتی نظم

قاصد جو پڑھ چکین وہ مرا ماجرائے خط
گم گشتگی کا حال جو لکھا تھا یار کو
افسانہائے ہجر کی طولانیان بہت تھین
فرصت کہان ہے ضعف سے کچھ حال لکھ سکین
نازک مزاج ہین کہین آزردگی نہ ہو
کیا ذکر نامہ بر کہ دم واپسین ہے یان
تھا دھیان نامہ بر مین لگا وقت واپسین
سمجھین نہ مگر صاف کہین حال واقعی
آجائے نامہ بر جو پس مرگ ہم نشین
قاصد جواب نامہ لکھا یار نے مجھے
پرہیزگار شوق وہ ہمکو ہین جانتے
قاصد زیادہ اس سے ہوس کیا ضرری

کہنا کہ اور آتا ہے اک خط قفائے خط
وہ پڑھتے پڑھتے بھول گیا ماجرائے خط
برسون بڑھا کیے نہ ہوئی انتہائے خط
قاصد ہمارا شوق ہی بس ہے بجائے خط
جلدی نہ کیجیو مرے قاصد برائے خط
اب اور ہی ہوا ہے نہین ہے ہوائے خط
نکلا ہزار بار ہی منھ سے ہائے خط
کیونکر لکھون کہ وہ ہین مرے آشنائے خط
دینا مرے مزار پہ لا کر ہوائے خط
تعریف مدعا مین کرون یا ثنائے خط
مضمون پاک ڈھونڈ رہے ہین برائے خط
دیتا ہون نقد جان مین تجھے رونمائے خط

لیلا بلک بلک کے رونے لگی کہا بی بی دعا کرو کہ انجام بخیر ہو چہار طرف سے ساحر سحر کر رہے ہین
خدا انکو سحر سے ان ساحرون کے بچائے آگ برس رہی ہے وہ دیکھو نگوڑے گرداب نے دریائے
عر بنایا صاحبقران جب کسی ساحر کو قتل کرتے ہین اندھیرا ہو جاتا ہے صاحبقران اسی اندھیرے
ن ساحرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے تیغۂ عقرب علم کافرون کے کیون پر دم گرداب
ائے کہتا ہے ارے یارو طلسم کشا کیونکر آ گیا ساحر کہتے ہین عمرو نے زنبیل سے امیر کو نکالا نکالتے
لیتے یہ کہہ پایا کہ آقا ہوشیار ہو جائیے برق شمشیر تڑپنے لگی ممکن نہین کہ کوئی اس سے بچے حمزہ
اسم اعظم حرز ہیکل کو جنبش قتل کفاران کی کوشش نگاہ صاحبقران کی کفار پر پڑ رہی ہے
تے ہین تا بہ گرداب جاون گرداب سحر کرکے ہٹاتا ہے ساحرون کو پکار رہا ہے کہ یارو
نیزہ و تیر سے اڑاؤ ساحر ہر چند کوشش کرتے ہین ارادۂ قتل صاحبقران پر مرتے ہین

وسامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی ہزار ساحر جب مار گئے گرداب قصر سے نکلا صاحبقران بھی
نکل آئے اس خیال مین کہ گرداب کو قتل کرون باہر نکلکر گرداب نے ایک چیخ ماری کہ صحرا سے
چار ہزار ساحر اور پیدا ہوئے صاحبقران پر آپڑے نیزہ و تیر و تفنگ چلنے لگے صاحبقران ہمہ تن
چشم بنے ہوئے شیرانہ و رستمانہ لڑ رہے ہین چہار جانب نگاہ ہر مرتبہ چاہتے ہین جا کر گرداب
کو مارون گرداب سحر کر کے ہٹ جاتا ہی جب دیکھا گرداب نے کسی طرح مہلت نہین ملتی تو اسنے
اگولہ زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتے ظاہر ہوا گرداب دریا مین پھاند پڑا امیر کو فکر قتل
گرداب کی اسم اعظم پڑھکر دریا مین پھاند پڑے گرداب نے چاہا ملاحی کاٹ کے نکلجاؤن امیر
سب فنون مین طاق شہرۂ آفاق کھڑی لگاتے ہوئے برابر گرداب کے پہونچے گرداب نے دیکھا
حمزہ نے پیر اور دریا مین بھی پیچھا نہ چھوڑا آواز دی ای نہنگ طلسمی لینا ایک نہنگ نے سر نکالا
صاحبقران پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ نہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے ایک ماہی کلان
پیدا ہوئی اسنے قصد کیا صاحبقران کو نگل جاؤن صاحبقران نے گلے مین ہاتھ ڈالکے چیر ڈالا
مچھلی کے مرتے ہی دریا خشک ہوا گرداب نے دیکھا کہ مین خشکی مین کھڑا ہون اب مایوس ہوا
تیغہ کمر سے کھینچا خبردار خبردار کہکر امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر رد کیا الجھاوے سے
ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا کہ گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے صدائین مہیب آنے لگین خواجہ عمرو
لاشون کو لوٹتے پھرتے ہین جو ساحر مرکر گرا اُسکے کپڑے اُتار لیے ہزارون لاشے برہنہ پڑے ہین
خواجہ لوٹتے پھرتے ہین کہ یکایک آواز آئی کشتی مرا نام من گرداب جادو بود ہوا چلی اندھیرا
موقوف ہوا امیر نے فرمایا خواجہ قصر مین جاؤ قفس ملکہ کا اُتار لاؤ عمرو دوڑا اندر جاکے دیکھا
قفس چھت مین ندارد عمرو روتا ہوا باہر نکلا کہا ای شہریار قفس ملکہ کا نہین ہے صاحبقران
نے سارا مکان چھان ڈالا کہین قفس کا پتہ نہ پایا بیتاب و پریشان ہوئے فرمایا کیون خواجہ
یہ کیا غضب ہوا عمرو نے کہا آقا میری سمجھ مین نہین آیا کہ کون دشمن لگا ہوا تھا کہ جو قفس لیگیا

صاحبقران یاد مین ملکہ سلما کی بیقرار ہین فرمارہے ہین نظم

حال دل کیونکر کہین ہٹ پر انھین پاتے ہین آج
تیرے بوسون کی لب نازک قسم کھاتے ہین آج

حکم تھا روز گذشتہ مین کہ ہم آتے ہین آج
جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہین آج

رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا
دیدۂ بیدار اُنکے ہمسے شرماتے ہین آج

مژدہ ای دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا
پانون آغوش اجل مین جا کے پھیلاتے ہین آج

اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسی احبا دیکھنے آتے ہین آج

منزل مقصود تک جانیکی طاقت جو نہین
جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج

دم نہین لیتے جو منہ کھولین امان کے واسطے
متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج

آرزو مند تعلق ہی مری دیوانگی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہین آج

غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین پژمردگی
زخم تن ہائے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج

دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج

کی ہی تعلیم میاں تیغ ادب آموز نے
اسلیے منہ کھولتے ہین زخم شرماتے ہین آج

خندہ دزدیدہ کی ہے ہر دہان زخم مین
شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج

شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال
ای فلک ہشیار پھر نالے مرے آتے ہین آج

آو قبل از حشر ملکر فیصلہ کرلین ہم
زندہ کر لینا ہمین تو تم پہ مرجاتے ہین آج

ہین خیالی نامہ و پیغام اُنسے ای نسیم
متصل یاں تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

عمرو نے کہا آقائے نامدار صبر کیجیے انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہوگی نہین معلوم کون دشمن لگا ہوا تھا
خواجہ سمجھا رہے ہین صاحبقران کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی ہر مرتبہ چاہتے ہین گریبان چاک کرون
عمرو کہتا ہی ای آقا صبر کیجیے مطلع مصنف ننگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا + دامن
یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا + امیر ہر دم انتشار مین فرماتے ہین خواجہ اب کہان تلاش کرون
وہ ماہتابان کس ابر مین چھپا اُس آہوے رم خوردہ پر کیا گذری یہ کہتے ہوئے باہر نکلے ہین
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا ہنس پر سوار تاج سر پر آکر پہونچین عرض کی
آقائے نامدار خدا نے اپنا فضل شامل کیا گرداب و سیلاب دونون مارے گئے اب دیر نہ کیجیے
یہانسے دو کوس پر جائیے ایک چشمہ آب ملیگا کہ پانی اُسکا مثل آب گوہر صاف و شفاف ہی اُس
چشمے مین بسم اللہ کہکے پھاند پڑیے گا قریب باغ ہیکلان بن قہار پہونچیے گا لیکن قسم ہی کہ خواجہ بھی
ساتھ ہون خواجہ کا وہان جانا واجب و لازم ہی امیر نے عمرو کو ہمراہ لیا امیر سے ملکہ نے عرض کی
پہلے تو حضور بائین سمت جائین دو کوس پر جاکے ایک چشمہ آب ملیگا اُسی چشمے مین اپنے تئین گرا دیجیے
یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار کا ہی یہ کہکے ایک کاغذ بھی اپنے پاس سے دیا کہ اس پرچے کو
ملاحظہ فرمائیے گا جو ضرورت سرکار کو ہوگی موافق اُس ضرورت کے اس پرچے کو ملاحظہ فرمائیے گا
پرچہ امیر نے اپنے پاس رکھا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا تو امیر کو سمجھا کر چلی گئین صاحبقران بعد
جانے ملکہ غنچہ آرزوے دلکشا اُسی سمت روانہ ہوئے خواجہ عمرو ساتھ ہین دو کوس
راستہ طی کرکے صاحبقران زمان نے پرچے کو دیکھا اُسمین مرقوم تھا کہ سامنے چشمہ آب ہی اُسمین
اپنے تئین پہونچاؤ یہی راستہ باغ ہیکلان بن قہار کا ہی صاحبقران قریب چشمہ آئے عمرو نے کہا
آقا مین تو پانی سے ڈرتا ہون پناہ پانی مشکل ہوگی میری آبرو کیونکر بچیگی امیر نے پھر کاغذ کو دیکھا
مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا واسطے شہنشاہ اوج عیاری کے یہ راہ مقرر ہی جب آپ پانی مین داخل ہون
خواجہ کو مناسب ہی اسم حاشیہ کاغذ ورد زبان کرین صحرا سے ایک اژدہا پیدا ہوگا منہ کھولے
خواجہ اُسکے دہن مین کود پڑین آپ کے پاس پہونچینگے عمرو نے کہا ای آقائے نامدار مین دہن اژدر
مین کیونکر پھاندونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ یہی حکم نکلتا ہی صاحبقران قریب چشمے کے پہونچے دونون
پھر جماکے جسم سے کود پڑے پانی نے جوش مارا عمرو نے وہ اسم ورد زبان کیا ایک اژدر صحرا سے
پیدا ہوا عمرو لاچار ہوکر اُسکے منہ مین پھاند پڑا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحرا مین
پایا صحرا سے سبزہ زار نواح دلکشا صحرا پر بہار عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین طائران
صحرا اچھل کود مین نہرین آب صاف و شفاف سے مملو قمریان کوکو کر رہی ہین فاختہ قلندر مشرب

دلق خاکستری زیب جسم بعد ومفرو صدا اے حق سرۂ باغبان قضا و قدر کا انتظام نہر مین حباب کے معکوس جام موجے
کی گلابیان کباب مرغ دل طائر مست صاحبقران کو صحرا پسند آیا راہ کو طے کرتے ہو جاتے ہین
لیکن خواجہ عمرو جو دہن اژدر مین گرے یہ بھی اُسی صحرا مین پہونچے صورت بدلی ایک مرد مسافر
کی صورت بنے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی ای فرزند تھوڑی دیر کا وعدہ کرکے نکلے تھے
آج ہی روز سے کیون نہین آئے عمرو یہ صدا سُنکر گھبرا گیا ایک ضعیفہ گوری صورت معقول وضع نے
آگر عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کیون بیٹا مجھسے کیا خطا ہوئی کہ تم جنگل مین مارے مارے پھرتے ہو بہنین تمھاری
روتی ہین قصبے والے پوچھتے ہین کہ بڑی بی صاحبہ تمھارا فرزند اسعد جوان کہان گیا خواجہ ان
باتون پر حیران ہین مگر خاموش ضعیفہ کی صورت دیکھ رہے ہین ضعیفہ نے سر سے پانون تک
بلائین لین کہا میرے بچے کو کسی نے کیا کر دیا کچھ جواب نہین دیتا خواجہ اس ضعیفہ کی باتون پر
حیران ہین کہ کیا جواب دین بڑھیا نے ہاتھ پکڑ لیا ہاتھ پکڑ کے چلی خواجہ چپکے چلے آتے ہین جب
گھنے کا ارادہ کرتے ہین تو بڑھیا روتی ہے کہتی ہے بیٹا میری خطا تو بیان کر دو آخر گھر مین کس سے ملال ہے
تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک لڑکی بارہ تیرہ برس کے سن کی پکارتی ہوئی کہ ای امان بھیا ملے
بڑھیا نے رو کے جواب دیا کہ بھائی تمھارے ملے مگر کچھ مُنھ سے نہین بولتے نہین معلوم کسی نے
کیا کر دیا وہ لڑکی آئی بھائی بھائی کہکے لپٹ گئی یہی کہے جاتی ہے بھیا اسعد نوجوان کچھ تو بولو بات
جواب دو کس سے تمکو ملال پہونچا تھوڑا ہی راستہ خواجہ نے بڑھیا کے ساتھ طے کیا تھا دس بارہ
لڑکیان جمع ہو گئین بھیا بھیا کہکے لپٹی جاتی ہین خواجہ کسی کو جواب نہین دیتے سر جھکائے ہوئے
چلے جاتے ہین جب اُس جنگل سے نکلے دیکھا ایک قریہ نہایت آباد جا بجا کسان لوگ زراعت
کر رہے ہین جنھون نے اپنے کھیت پر سے دیکھا پکار کر آواز دی میان اسعد نوجوان کہان تھے بڑھیا
روتی پھرتی ہے تمھاری مان کا رونا ہمسے دیکھا نہین جاتا عمرو سر جھکائے چپکا چلا آتا ہے کہ ایک
نازنین چہاردہ سالہ سامنے سے آئی میان کہکے لپٹ گئی کہا امان جان آپ چلیے مین اپنے وارث سے
سبب پوچھ لونگی اب عمرو حیران کہ یہ نازنین کون ہے کہ مجھے وارث بتاتی ہے ضعیفہ نے اُسکے ہاتھ
مین عمرو کا ہاتھ دیا کہا بی بی تمھارا راج و سہاگ قایم رہے نہین معلوم تمھارے شوہر کو کسی نے
کیا کر دیا کہ بات کا جواب نہین دیتے وہ نازنین رونے لگی ہر مرتبہ لپٹ لپٹ جاتی ہے اور کہتی ہے
کہ ارے میرے وارث کو کیا ہو گیا کہ بات کا جواب نہین دیتے عمرو حیران کہ اس بڑھیا سے چھوٹا تو
اس جوان عورت نے لیا لپٹی جاتی ہے دم بدم یہی کہتی ہے کہ صاحب کچھ بات کا جواب دو اگر تمھین
اپنی مادر مہربان سے کچھ ملال پہونچا ہو مجکو الگ لیکر رہو سب گرستی کرنا پڑیگی لیکن الگ ہونا
تو یہ خیال رکھو جو اسباب مجکو جہیز مین ملا ہے وہ اپنا پہچان کے الگ کر لینا ورنہ خانہ داری
مین مشکل پڑیگی عمرو حیران کہ کیسا اسباب کیسی شادی قریے مین جو ملتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ ای
اسعد نوجوان کہان گئے تھے زوجہ تمھاری کل سے بہت بیقرار تھی کھیت کھیت اسنے تمکو
ڈھونڈھا عمرو اُنکو بھی کچھ جواب نہین دیتا گویا مُنھ مین زبان نہین ہے قریے مین جا کے قریب ایک
مکان کے پہونچے دیکھا کچا مکان چھوٹی مٹی سے لپا ہوا دروازہ مکان کا کھلا ہوا قریب دروازے کے پہونچے

پانچ سات لڑکیان دوڑ پڑین گھر مین غل ہوا کہ صاحبزادہ آیا ایک بڈھا نکلا فرزند کہکر اُسنے گلے لگالیا کہتا ہی بیٹا کہان چلے گئے تھے مان تمھاری روتی تھی اب عمرو اور زیادہ حیران سب ملکر عمرو کو اندر مکان کے لائے ایک طرف کونے مین اُس زن حسین نوجوان نے عمرو کو کمرے مین لاکے بٹھایا کہا صاحب یہان بیٹھو ہمین کسی سے کیا واسطہ میرے ساتھ تمھارا عقد ہوا جو تمھاری خوشی ہو وہ کرون اگر تمکو منظور ہو تو مکان کرائے کا لو میرے باپ کے وقت کے دو چار درخت لگے ہین اُنکو کٹواکے دھنیان بنواؤ زمین زمیندار سے لو مکان بنواؤ وہان اُٹھ چلین گھر بھر نے عمرو کو گھیرا ہی یہی کہے جاتے ہین کہ بات کرو وہ لڑکیان بڑھیا بڈھا دوڑا گیا گھڑا بھر کے شراب لایا کہا لو بیٹا شراب پیو ابتو بات کرو عمرو حیران کہ کہانتک خاموش بیٹھا رہونگا اب ان سب کی گردن لون بڈھے سے کہا ابا جان میرا کھیت سوکھ گیا اُس قلق سے دل پر صدمہ ہی اسوجہ سے بات نہ کرتا تھا بڈھے نے کہا بیٹا شراب پیو کھانا کھاؤ زمیندار کا روپیہ مین ادا کرونگا تم کیون صدمہ کرتی ہو بڑھیا نے پکار کے بڈھے سے کہا صاحب تمنے سُنا تمھارے بیٹے کی زراعت خشک ہوگئی اس وجہ سے وہ بات نہین کرتا ہی وہ روپیے جو الگ رکھے ہین وہ لاکر اسکو دیدو روپیے کا نام سُنکر خواجہ نے بڑھیا سے کہا ای مادر مہربان مجکو ڈر معلوم ہوتا تھا ایسا نہو زمیندار مجکو پکڑ لیجائے اور قید کرے اس ڈر کے مارے نہ بولتا تھا بڑھیا نے پچاس روپیے لاکے عمرو کے آگے رکھے اب تو عمرو بھی ابا جان کہکے لپٹ گیا سونے کے کڑے بڑھیا پہنے تھی کہا ای مادر مہربان کڑے تمھارے میلے ہوگئے ہین لاؤ مین اُجلے کردون بڑھیا نے کڑے اُتارے عمرو نے کڑے بدل لیے پیتل کے کڑے بڑھیا کو پہنا دیے ابتو عمرو نے دست درازی شروع کی لڑکیان جو بھیا بھیا کہکے پاس بیٹھین تھین عمرو نے اُنکے بھی زیور اُتارے اب بدل بدل کے سب کو دیتے جاتے ہین شراب مین بھی بیہوشی ملائی جام بڑے میان کو دیا کہا ابا جان پہلے آپ ایک جام پیجیے تو پھر ہم لوگ پئین بڈھے نے کہا بیٹا مین تو تمھارے واسطے لایا ہون عمرو نے کہا پہلے آپ پیین تو مین پیونگا عمرو نے زبردستی بڈھے کو شراب پلائی دوسرا جام بڑی بی کو پلایا زوجہ جو اشارے کرتی ہی خواجہ کہتے ہین ٹھہر جاؤ تمھین بھی دیتا ہون پہلے بڑے بوڑھون کو پلانا چاہیے ابتو عمرو نے اُن لڑکیون کو بھی پلایا بعد اُسکے زوجہ کو جام دیا جھکسے ایک بوسہ لیا زوجہ نے ایک طمانچہ مارا عمرو نے بیہوشی ملاکر سب کو شراب پلائی تھی تھوڑے ہی عرصے مین قیامت برپا ہی جوتی پیزار آپسمین چلنے لگی بڈھا یہ کہکے اُٹھا او اسعد تو نے یہ کیسی شراب پلائی دیکھ تو لڑکیان ننگی ہوگئین سب چیزین اُنکی دکھائی دیتی ہین کیا اُنکے ساتھ بھی کوئی حرکت کریگا تجکو کیا منظور ہی یہ کہکے طرف عمرو کے دوڑا بیہوش ہوا بڑھیا ہائے میرا وارث کہکر چلی یہ بھی گری وہ عورت نوجوان جو پہلو مین عمرو کے بیٹھی تھی وہ یہ کہکے اُٹھی کہ جا نگوڑے مین تیرے گھر سے نکل جاتی ہون یہ کہکے دوڑی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی ابتو عمرو نیمچہ کھینچکر اُٹھا پہلے سارے گھر کی تلاشی لی مٹکورون مین اناج بھرا تھا وہ سب عمرو نے اونڈیل لیا برتن بھی اُٹھاکے نذر زنبیل کئے اب عمرو نے پہلے بڑھیا کو خنجر مارا دو ٹکڑے ہوگئے پھر گھر بھر کو قتل کیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نامم بہران جادو بود عمرو گھر سے باہر نکلا سب قریے والے دوڑے ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ بہران جادو کو کسنے مارا عمرو نکلکر بھاگا قریے والے دوڑے چلے آتے ہین

سب پکار رہے ہین کہ یہ چور جانے نہ پائے ارے اس مکار نے غضب کیا بہران کو دم دیکے مارا
یہی علامت ہی طلسم کشا آگیا عمرو نے کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے شعلہ ہاے آتش بھڑکے جب اُن
گنواروں کے مُنھ جلے کچھ کھیتوں مین گرے یہ عمرو کے کان مین آواز آئی کہ بہران جادو ایک ساحر کو لگا کر
لائی تھی اُسنے سب کو قتل کیا اب نکلا بھاگا جاتا ہی عمرو بھاگکر صحرا مین پہونچا اب عمرو نے پلٹکر دیکھا وہ سب
پلٹائے عمرو صاحبقران کو تلاش کرتا ہوا چلا مگر صاحبقران صحراے سبزہ زار کو طے کرکے ایک نخل کے
سایے مین ٹھہرے حیران ہین کہ نہین معلوم عمرو پر کیا گذری کیونکر یار وفادار کا پتہ لے اس سوچ مین کھڑے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار فوج پشت پر علمہاے زنگاری کے
پھرہرے کھلے ہوئے اُس تاجدار نے جو صاحبقران کو دیکھا عیار سے کہا دریافت تو کرو یہ کون ہی
عقل تو کہتی ہی کہ سوا طلسم کشا کے اس مقام پر اور کوئی نہین آسکتا ہی یہ کہکے اُس تاجدار نے عیار کو
بھیجا عیار قریب صاحبقران کے آیا جھککر سلام کیا صولت و سطوت دیکھکر چپکا کھڑا ہی نام نہین پوچھ سکتا
صاحبقران نے کہا کیون ای عیار کیا ہی دست بستہ عیار نے عرض کی ہمارے تاجدار کامستان تھا
لقب ہی قلعہ مینوشان کے حاکم واسطے گشت کے نکلے تھے آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی دریافت
فرماتے ہین صاحبقران خیال مین عمرو کے کھڑے تھے طبیعت مکدر بیدل رہر دی کی غصے مین فرمایا
ای عیار جاکے اپنے تاجدار سے کہدے تونے نام سُنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
امیر عالیشان داماد نوشیروان و داماد شہپال بن شہرخ شوہر آسمان پری سخن کن پردۂ قاف
سور و عدل و انصاف فراش راہ دین اسلام مشہور خاص و عام براے فتاحی طلسم نور افشان
آیا ہون یہ سُنکر عیار بھاگا کامستان تاجدار سے کہا صاحبقران زمان تشریف لائے ہین مستان تاجدار
نے طرف فوج کے دیکھا کہا صاحبو یہی شخص واسطے طلسم کشائی کے آیا ہی اگر تم سب نے گھیرکر گرفتار کرلیا
شاہان طلسم نور افشان بہت خوش ہونگے ملک جاگیر مین ملیگا اہلیان فوج نے کہا انکو گرفتار کرنا
کتنی بڑی بات ہی تمام سوار و پیدل لینا لینا کہکے طرف صاحبقران کے چلے صف سے گھوڑا بڑھاکر
ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو خالی دیکر اُس سوار کو گھوڑے سے اُٹھا لیا پشت مرکب پر
سوار ہوئے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران تصنیف نو مصنف

امیر عرب حمزۂ ذیحشم کہ کنجاب ملعون کردہ فرار جز ازین ز عدل و انصاف شد کہ از جنگ بیدین ذلیل و نزار	منم قاتل کافران جہان چو در باختر جنگ شد آشکار زدم دیو عفریت را در مصاف در انجا چو جاہ و ادب یافتم	ز تیغم فراری انوشیروان بباز و شدہ فتح و نصرت شعار بلرزند از خوف دیوان قاف سلیمان ثانی لقب یافتم	منم صاحب چتر و تیغ و علم چو رفتم بسنجان پی گیر و دار گذر چون بجولان گہ قاف شد سمندون بدبخت گشتہ شکار

نعرۂ صاحبقران سے
زمین تھرائی اُڑنے لگے صفون کو درہم برہم کرتے ہوئے جاتے ہین کئی رسالدارون کو مارا جب پلٹنون مین پہونچے
تو کمیدان کو قتل کیا مستان تاجدار غل مچارہا ہی کہ جلد اس جوان کو گرفتار کرلو بچنے نہ پائے شاہان طلسم
خوش ہونگے حکم شہنشاہ طلسم نور افشان ہی کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے نہال ہوگا
لالچ مین پہلوان گینڈے بڑھاکے جا پڑتے ہین جب اُنھون نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہاتھ مارا
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوگئے کئی پہلوان نامی ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے مستان تاجدار

عمرو کو نہ پایا خواجہ اس فکر مین ہین کہ کسی طرح صاحبقران کو رہا کرون اُن بھیاؤن نے صاحبقران کو
سلسل و مطوق کیا مستان نے جو شمار کیا چھ ہزار آدمی مارے گئے کہا یارو اکیلے طلسم کشا نے چھ ہزار آدمی
مارے عمرو ایک سپاہی کا لباس پہنے ہوئے قریب آرابے کے ہے مستان تاجدار نے مسحور عیار کو
بلایا کہا ارے عمرو کو تلاش کیا مسحور نے چپکے سے کہا حضور وہ عیار نہین ہے چھلاوہ ہے لڑتے لڑتے غائب
لیکن صاحبقران قید ہوئے برلے رہائی آئیگا مین فکر مین ہون یہ کہکے اسنے عیارون کو مقرر کیا
دس کہین کھڑے ہوئے دس آرابے کے ساتھ ہین کچھ عیار اپنے پیچھے رکھے مستان تاجدار نے امیر کو آرابے
پر سوار کیا اب یہ فکر ہے کہ بخدمت شاہان نور افشان لیچلون جاکر انعام لون جب طلسم کشا کو پیش کرونگا
یقین ہے ملک جاگیر مین ملے اُسی وقت اسنے کوچ کر دیا عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
نکالا ایک بھشتی کی شکل بنکر مشک دوش پر لگائی کٹورہ کھنکھناتے ہوئے سب کو پانی پلاتے ہوئے
چلے مسحور نے دور سے دیکھا عیارون کو اشارہ کیا کہ عمرو بھشتی بنا ہوا آتا ہے ہوشیار رہنا عیار
گرتاتے ہوئے چلے عمرو نے قریب آکے صاحبقران سے آنکھ ملائی کہا ارے قیدی پانی پیئے گا ایک
سپاہی نے کہا قیدی کو پانی نہ پلانا امیر نے آنکھ سے اشارہ کیا خواجہ ہٹجاؤ عیار تمھاری تلاش مین ہین
عمرو سمجھا مجھکو قریب بلاتے ہین عمرو آگے بڑھا جام مین پانی چھلکاتا ہوا آخر صاحبقران بول اُٹھے کہ
خواجہ عیار تمھاری فکر مین ہین عمرو نے چاہا ہٹون مسحور نے پکارا ارے بھشتی پانی اس طرف لا
عمرو پیچھے ہٹا مسحور نے کہا او بھشتی ہم بلاتے ہین ہمارے پاس نہین آتا عمرو نے کہا آپکے پاس آکر کیا لون
جو آپ کا مطلب ہے وہ مین سمجھ گیا عمرو نے کہا پانی پیجیے آپ عیار ٹھہرا رہین ہم بھی اپنی فوج مین [illegible]
مسحور جھپٹ کر قریب آیا اُسنے تو ہاتھ بڑھایا کہ یہ کٹورہ مجھے دے تو مین پکڑلون عمرو نے وہ کٹورہ
کھینچ مارا مسحور کی پیشانی پر پڑا آواز دی ارے اسکو لینا جانے نہ پائے چہار طرف سے تین سو پیکچے
عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی پیچھ کھینچا لڑنے لگا کل فوج مین ہلڑ ہوا عمرو کو مسحور نے گھیرا ہے
مستان تاجدار گھوڑا بڑھائے ہوئے آگے فوج کے تھا یہ خبر سُنکر پلٹا دیکھا تین سو پیکچون مین عمرو تنہا
لڑ رہا ہے اسنے سوارون کو اشارہ کیا سوار بڑھے ابتو عمرو گھبرایا کئی ہزار نیزون کے وار چلے عمرو نے
جست کی کہ ان سب کے بیچ سے نکلجاؤن عیار پیچھا کیے چلے آتے ہین ایک مقام پر ایک سوار نے نیزہ
مارا عمرو نے خم ہو کے خالی دیا بیٹھ کے پالٹ کا ہاتھ مارا وہ سوار گرا سب سوارون نے نیزے مارے
کئی نیزے جسم پر پڑے عیارون نے آگے حلقہ ہائے کمند مارے سب عیار ایک ہی مرتبہ ٹوٹ پڑے ہاتھون ہاتھ
عمرو کو بھی گرفتار کر لیا ابتو مستان تاجدار پھولگیا کہا صاحبو میری اقبالمندی دیکھی عمرو و حمزہ دونون
گرفتار ہوئے اب انکو لیکر خدمت مین شاہان نور افشان کے جاؤنگا ملک جاگیر مین ملین گے بادشاہ
خوش ہونگے عمرو کو بھی گرفتار کرکے اُسی آرابے پر سوار کیا لیکر چلا صاحبقران فرماتے ہین خواجہ
بد اعمالی اپنی ظاہر ہے کس کس مقامات سے اب لوح کا پتہ اتنا ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار مین
جانا چاہیے اب نہین معلوم یہ ہمیا کہان لیجائینگے افسوس ہے کہ ہم باغ سے الگ ہوئے جاتے ہین عمرو کو
بھی بڑا افسوس ہے کہ باغ ہیکلان بن قہار سے دور ہوئے جاتے ہین صاحبقران کو بڑا افسوس ہے
رات کو ایک منزل پر اُترے خواجہ بھی قید ہین عمرو نے رات کو ایک جعل پھیلایا ایک عیار کو بلا کے

نہایت گھبرایا ہوا کہ کیسے کیسے پہلوان جنگجو جرأت پر ناز تھا وہ اس جوان کے ہاتھ سے یون مار گیے کہ جنکا عدیل و نظیر نہ تھا صاحبقران ہر مرتبہ گھوڑے کو بڑھاتے ہین کہ تاجدار پر جا پڑون ساٹھ ستر ہزار سوار صدائے گیر و دار بلند نیزے تلوارین گرز کمندین پڑ رہی ہین صاحبقران سب کے حربون کو دفع کرکے جسپر جا پڑے اُسکو تہ تیغ کیا اور جس غول پر گئے صفون کو درہم و برہم کیا علمدار فوج کو دیکھا کہ بڑی جستجو کر رہا ہے علم کو گردش دیتا ہے صدا بھی دیتا ہے کہ ہان یارو بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ایک شخص کو تم ستر ہزار جوان گرفتار نہین کر سکتے دنیا پائدار ہے کیا ایک جوان سب کو مار ڈالیگا ایک دن ناضرور ہے اس حال سے قلب ناصبور ہے خیال تو کرو بڑے بڑے شاہان جلیل جنکی تلوار کی دھاک تھی وہ کیا ہوئے کہان گئے نظم

وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
سفر دور و دراز ہست دما بخبریم
ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین ای اہل نظر
ہمنے وہ کہنا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم

جب علمدار ایسے اشعار پڑھتا ہے فوج کا جوش بڑھتا ہے چہار طرف سے بیچا صاحبقران پہ ہجوم کرکے ہین مستان تاجدار بگار رہا ہے یارو ایک اکیلے کا گرفتار کرنا اتنا دشوار کہ چہار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرلو کل فوج نے بلوہ کیا صاحبقران مصروف جنگ ہین کہ خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے ہیران جادو کو مار کر آئے ہین بھاگے ہوئے چلے جاتے ہین کہ ہاہو کی صدا کان مین آئی ایک پہاڑ پر چڑھکے دیکھا کہ صاحبقران زمان ستر ہزار فوج مین گھرے ہوئے جنگ رستمانہ کر رہے ہین قلب ہلگیا عمرو نے یہ بھی دیکھا کہ سب غیر ساحر ہین عمرو پہاڑ سے اُتر سامنے آکر خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے ہے کہ پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو سر دم کنو مین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
مرا نام ہے خواجہ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
میرا لکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
بھی فتح و نصرت کی تدبیر ہے
عمرو دیجشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین جو مین
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر زرحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای آقائے نامدار غلام بھی آپہونچا یہ کہکر عمرو نے بھی جناب آغاز کی اپنی جنگ کا طریقہ شروع کیا اول دو تین حقہائے آتشبازی مارے ایک مقام پر سوار بہت سے کھڑے تھے عمرو نے چھچھوندر زنبیل سے نکال گھوڑے کی دم مین باندھدی یہ دوا کی کہ اُسے داغ دیا بقول شخصے کا فرون کو داغ دیا اب رسالے مین کھلبلی پڑی ہزار ہا سوار پائمال ہوگئے امیر نے جو اتنی مہلت پائی تلوار کھینچے ہوئے قریب علمدار کے پہونچے علمدار علم کو گردش دے رہا تھا صاحبقران نے نعرہ کیا گھوڑے کو جز النعل مین مسلادو لون ٹا مین اُسنے ہاتھی کی مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بھی اُسکا وار رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا مع ہاتھی علمدار کے دو ٹکڑے ہوگئے ہاتھی جو گرا گھوڑا الیٹا امیر مرکب سے جدا ہوکے مستان تاجدار نے فوج کو لیکر بلوہ کیا گھوڑا امیر کا مارا گیا مسعود صبا رفتار عیار اسکا تین سو پیچون کو لیکر آیا صاحبقران کو جو پیدل پایا حلقہ ہائے کمند پڑنے لگے امیر کمندوں مین پھنسے چہار جانب سے ہیجا اور روے بلوے گے ٹوٹ پڑے گرفتار کرلیا عمرو یہ حال دیکھکر ٹوٹ پڑا مسعود نے کہا یارو سر دار بان زادے کو مگر طلوعمرو کیلیم اور معرکہ پوشیدہ ہوا مسعود نے ہر چند ڈھونڈھا

باتون مین لگا کے بیہوش کیا مسحور کا بھائی ہی منظور اسکا نام ہی عمرو تو منظور کی شکل بنکر باہر نکلا اس خیال مین کہ جا کے بادشاہ کو بیہوش کرون اُسی کی شکل بنکر صاحبقران کو چھڑا دون مسحور کو بڑا خیال ہی چارپائی کے نیچے بادشاہ کی یہ سویا جیسے ہی عمرو بارگاہ کے اندر آیا مسحور نے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی زیر پلنگ حلقہ ہاے کمند بچھائے جیسے ہی خواجہ قریب پلنگ کے پہونچے مسحور نے جھٹکا مارا عمرو گرا مسحور چھاتی پر چڑھ بیٹھا خواجہ کے گرنیکا دھماکا ہوا مستان تاجدار بھی جاگا کہا ای مسحور کیا ہی کہا حضور مین جانتا تھا کہ اس ساربان زادے کی فراست سے فساد برپا ہوگا مین زیر پلنگ آگے سو یا جو مین نے خیال کیا تھا وہ ہوا دیکھیے میرے بھائی کو گرفتار کرکے آیا مستان نے کہا ای مسحور ایک بڑی مشکل ہی سنا ہی ان مسلمانون کے مددگار مثل قطرات باران بیجل پیدا ہوتے ہین سرکاٹ کے پھلو حفاظت انکی نہ ہو سکیگی مسحور نے کہا حضور میری بھی یہی راے ہی خواجہ دوبارہ گرفتار ہوئے اب جو صبح کو مستان اُٹھا مقام تو لدیا کہ آج سب اسی مقام پر رہین میدان خونی کی تیاری ہو عمرو و صاحبقران کو قتل کرینگے ایک منزل مین تو اسنے یہ قیامت برپا کردی ہی اتنی منزلین کیونکر طی ہونگی اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی سب افسرون نے بھی کہا کہ حضور ہم بھی یہی چاہتے ہین انکا سر پہلے زندہ انکا جانا بہت دشوار ہی اسی وقت میدان خونی کی تیاری ہوئی دار رین استادہ ہوگئین جلاد آ کے شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غلغلہ تھا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون قتل کرنا ہمارا کام جلانا کام لات و منات کا مستان نے حکم دیا صاحبقران و عمرو کو لاؤ داروغہ زندانخانہ گیا صاحبقران و عمرو کو میدان خونی مین لائے عمرو نے دیکھا میدان خونی کی تیاری ہی دار رین استادہ جلاد شلنگین لگا رہے ہین عمرو گھبرا گیا دعائین کرتا ہی کہ خداوندا آقاے نامدار کو بچا بلک بلک کر دعائین کرتا ہی نظم

ہر کرا حامی توئی ای کردگار
گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور
بہر عامان ہر زمان لطف عمیم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم
او نمیدار روز دشمن خوف و بیم
میکنی ای چارہ ساز جان و دل
تو قدیمی و علیمی و حکیم

بر غریبان رحم فرما یا رحیم
خاکساران از تو حاصل میکنند
چارۂ بیماریِ دردِ الیم
بہر خاصان ہست لطفِ خاصِ تو

عمرو تو بلک بلک کر دعا کر رہا ہی جب زیر دار صاحبقران کو لائے جلاد تلوار کھینچکر سر صاحبقران پر آیا عمرو نے آواز دی او بیحیا نا منصف یہ آقاے نامدار ہین انکا غلام خاکسار پہلے مجکو قتل کر آقا پر ہاتھ نہ اُٹھا جلاد طرف عمرو کے پلٹا امیر نے فرمایا او نامرد پہلے مجکو قتل کر مین طلسم کشا ہون جرأت و ہمت مین یکتا ہون اُس بیچارے کے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا مستان تاجدار نے اشارہ کیا دونون کے سر کاٹ لو جب جلاد طرف عمرو کے چلا امیر نے بلک کے دعا کی ای معبود حقیقی اتنی مہلت ملے کہ طلسم نور افشان کو فتح کردن کوکب کو قید سے رہا کرلون تیر دعا امیر کا ہدف مراد پر پہونچا تھا بدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ آواز گیرودار کان مین آئی عیار سے کہا دیکھو تو یہ کیسا غلغلہ ہی عیار مثل عقاب کے آیا مثل پیک نظر پلٹ کے

روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار صاحبقران نامدار زیر تیغ بیٹھے ہین جلاد قتل کیا چاہتا ہی نقابدار نے مرکب ا
اُڑایا پشت پر بارہ ہزار جوان ایک ایک اپنے زمانیکا رستم وسہراب ذکر قتل صاحبقران سے سب بیتاب
باز سفید سر پر سایہ کیے ہوئے نقابدار نے قریب فوج کفار آکے نعرہ کیا با شیدای کافران بیحیا وای نابکاران ہیچ دغا
منم نقابدار زرین پوش مخزن بر وبحر اس زمانیکا صاحبقران صاحب شوکت وشان سب سردار اسکے
تلوار کھینچکر گرے نقابدار نے دور سے دیکھا کہ جلاد صاحبقران کو قتل کیا چاہتا ہی نقابدار نے تیر سے
دونون جلادون کو مارا صاحبقران سے آنکھ ملاکر آواز دی حضور نہ گھبرائین غلام آپہونچا یہ کہکے پھر نعرہ کیا
زمین تھرائی صاحبقران کو غیرت آئی ہکہ مارا ہتھکڑی ٹوٹی غصے مین قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے
پھینکدیا عیار نقابدار نے آکر عمرو کو رہا کیا یہ بھی کلمہ کہا خواجہ یاد رکھنا احسان کو فراموش نہ کرنا عمرو
نعرہ کرکے اُٹھ کھڑا ہوا منم نہنگ بحر عیاری ہزبر دشت طراری غلام صاحبقران عالیوقار عمرو بن
امیہ ضمری نامدار نقابدار نے جو صاحبقران کو پیدل دیکھا قریب آکے گھوڑے سے کودا عرض کی
حضور سوار ہون صاحبقران نے فرمایا ای نقابدار یہ احسان کیا کم ہی کہ تم عین وقت پر آئے امیر نے
یہ کہکے ایک سوار کو مارا مرکب لیا لڑنے لگے جنگ مین مصروف ہین نقابدار ہر مقام پر ادب کرتا ہی
جہان صاحبقران نے مرکب بڑھایا نقابدار بسم اللہ کہکے پیچھے ہٹجاتا ہی عرض کرتا ہی غلام تو یہی
مین ہی کہ حضور کے دست حق پرست سے لڑائی فتح ہوگی میری کیا مجال ہی کہ آپکے سامنے لڑون
صاحبقران فصاحت وبلاغت نقابدار کی دیکھکر حیران ہین دمبدم یہی عرض کرتا ہی ای شہریار میری
عرض قبول نہ ہوئی صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے پلٹ پڑتے ہین فرماتے ہین ای نقابدار یہ گویم
میدان ابھی امتحان ہوجائے نقابدار ہاتھ باندھ کے عرض کرتا ہی میری کیا مجال ہی کہ سرکار سے
مقابلہ کرون یہ ضرور چاہتا ہون کہ بانہ ہاے صاحبقرانی ملین امیر فرماتے ہین ای نقابدار بہادران
بانون کا ملنا بہت دشوار ہی جب تک مجکو زیر نہ کروگے بانے نہ پاؤگے نقابدار عرض کرتا ہی میری
کیا مجال کہ جو سرکار کے سامنے نام جنگ وجدل لون یا بے ادبی کرون بانہاے صاحبقرانی کی خواہش
ہی سروقت یہی کاہش ہی اگر میری صاحبقرانی تائید یزدانی سے ہی تو ضرور بانے ملینگے اور اگر مین نے
دعوی باطل کیا ہی تو بانے نہ ملینگے صاحبقران فرماتے ہین ای نقابدار بہادر جب ساٹھ برس شمشیر زنی کی
تمام عالم کی گشت ہوئی تب یہ اشیاے عمدہ میسر ہوئے کیونکر ہوسکتا ہی کہ انکو بے لڑے بھڑے حوالے
کردون خواجہ عمرو دیکھتے ہین کہ عیار بھی چمک چمکر لڑ رہا ہی مسحور صبار فتار تین سو ہیکلون کو ساتھ
لیے ہوئے مصروف جنگ تھا عیار یکہ وتنہا مسحور پر جا پڑا آواز دی او نامرد ہے تو مقابلہ کر تین سو ہیکلون
مین شمشیر چمکنے لگی کئی سو ہیکلے مارے لڑتا بھڑتا برابر مسحور کے پہونچا مسحور نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے عیار
نقابدار نے سب وار خالی دیے جب وہ تلوار مارکے پلٹا آواز دی ایک وار مردان عالم کا تو قبول کر
یہ کہکے پالٹ کا ہاتھ مارا دونون پانون مسحور کے اُڑگئے گرتے گرتے عیار نے سر بھی مسحور کا کاٹ لیا
نیزے پر رکھ کے بلند کیا سب نے دیکھا کہ مسحور مارا گیا ہوش وحواس پراگندہ ہوئے صدہا سپاہی
بھاگنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ مسحور صبار فتار ہاتھ سے عیار نقابدار کے مارا گیا اب انتظام لشکر
بہت دشوار ہی صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب مستان تاجدار پہونچے افسران فوج نے دیکھا کہ

صاحبقران ہمارے افسر پر جاتے ہین چہار جانب سے امیر پر حملہ کیا نقابدار نے جو دیکھا اُسی مقام پر آکر شمشیرزنی کی کئی سو کافر ہاتھ سے نقابدار کے مارے گئے سرداران نقابدار بھی اُسی مقام پر پہونچے امیر نے ذرا مہلت پائی لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب تخت تاجدار پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے وار بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ شیرانہ کیا نظم

یکے نعرہ زد میر منزل مصاف	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بجلقش بدر	کہ آہن دلی را دریدہ جگر

بارہ کوس تک صدائے نعرۂ صاحبقران پہونچی زمین تھرائی آسمان ہلکر مین آیا طائر آشیانون سے اڑے غلغلہ ہوا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا نقابدار نے عیار سے کہا ای عیار حقیقت مین یہ صاحبقران اعظم ہین انپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی لڑائیان جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے بقوت صاحبقرانی لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسکو درہم و برہم کردیا لاشون سے میدان کارزار بھردیا جب مستان تاجدار کو امیر نے اُٹھایا دست حق پرستی پر بلند کیا مستان نے عرض کی ای شہریار الامان اصل تو یہ ہی کہ مین ایسا صاحب اقبال آپ کو نہ سمجھا تھا امیدوار ہون کہ قدمبوسی میری قبول ہو مین بصدق مسلمان ہوتا ہون صاحبقران نے ہاتھ سر پر رکھدیا مستان کلمہ پڑھکے بصدق مسلمان ہوا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہنگامہ نہ کرے سب امیران سلطنت و پہلوانان پایۂ ابہت رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوئے پچاس ہزار سوار سے مستان مسلمان ہوا ہر خرد و کلان صاحب ایمان ہوا مستان تاجدار صاحبقران کو لیے ہوئے اہتمام سواری کرتا دم محبت صاحبقران عالیشان کا بھرتا ہوا لیکر قلعۂ مہوشان مین آیا پہلے قلعے مین خبر پہونچی کہ ہمارا بادشاہ مسلمان ہوا طلسم کشا کی آمد ہی سب وزرا و امرا و دوکاندار واسطے تماشے کے بازارون مین کھڑے ہین جب صاحبقران قلعے مین آئے دونون ہاتھون سے سب کا سلام لیتے ہوئے دارالامارۂ شاہی مین آئے مستان تاجدار نہ مانتا تھا امیر نے اُسکو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر آکے بیٹھے خواجہ عمرو کرسی پر صحبت عیش آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا خواجہ آج مدت کے بعد یہ دن نصیب ہوا فراق نے ملکہ سلماسے گوہر پوش کے مارا دل بیقرار ہی اصل کیفیت تو یہ ہی کہ خواب و خور حرام ہی بیچینی مدام ہی بیتابی دل سوا ہی زندگی شاق ہی ملکہ کے ملنے کا اشتیاق ہی کیفیت دل یہ ہی نظم

کھٹکتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانان کا	کھٹکیگا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھون سے ہر اک مہر تابان کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا
خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا	جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
جگر خون پان کھاکر کے چکے لعل بدخشان کا	لگو مہندی جو پھیرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا
دل صد پارہ کو سودا ہی اک گیسوے پیچان کا	نگہبان افعی مشکین ہی اس گنج شہیدان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرمجوشی سے	جلا ہندو کے مردے کیطرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فردائے محشر کو	ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاٹ اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت	نہ وہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

خط شبرنگ حجت ہو گیا جو اسکی ظلمت پر
لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون یکقلم اُس نے
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے
عدم کو بازگشت روح ہے اک روز ہستی سے
وہ جانیگا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہے
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اُسکی
اُٹھاوے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے

دہان یار کو سمجھا ہین چشمہ آب حیوان کا
تماشا قتلگہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا
یقین ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہمان کا
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
ارادہ بندھ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا
شہادت نامہ بلبل کی ہے ہر پتا گلستان کا
مرے مرزا منش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

عمرو نے سمجھایا کہ اے شہریار یہ تو ظاہر ہے جو ساحر لے گیا ہوگا اسی طلسم کا رہنے والا ہوگا انشاء اللہ ضرور ملاقات ہوگی نقابدار نے کہا اب غلام سے کیا وعدہ فرماتے ہین امیر نے کہا اے نقابدار بار بار کہنے مین ہمکو صدمہ ہوتا ہے اگر زیر کرو بانے تو نقابدار نے کہا خیر اے شہریار ہم سمجھے تھے کہ حضور کے خیال مین اور ہی کچھ ہے جو قضا و قدر کو منظور ہے وہ ہوگا یہ کہکے نقابدار نوبت و نقارے بجاتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا صاحبقران جلسے مین آکے بیٹھے دیکھا امیر نے کہ مستان تاجدار کو مسلمان ہونے کی بڑی خوشی ہے صاحبقران جو بیٹھے اپنے ہاتھ مین چوب و چماق لیے مستان انتظام کرتا پھرتا ہے شراب اپنے ہاتھ سے لا لاکے رکھتا ہے طائفے عمدہ عمدہ بلائے ہین کہتا ہے آج دماغ میرا آسمان پر ہے صاحبقران سخن گستر بروجہ ثانی سلیمان نے مجکو سرفراز کیا ہے مین نے اپنی لیاقت پر ناز کیا ہے شوہر ملکہ مہرنگار نے مجکو اس طور سے مسلمان کیا کہ میرے گھر مین تشریف لائے مین نے کیا شرف پایا صاحبقران نے پوچھا تمھاری سلطنت کا خراج کہاں جاتا ہے عرض کی حضور طلسم نور افشان کے خراج گزار ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کے تابعدار ہین امیر نے فرمایا کچھ تمکو معلوم ہے کہ باغ ہیکلان بنا قہار یہان سے کتنی دور ہے عرض کی یہ نام جو حضور نے لیا اس سے تو مین آگاہ نہین لیکن یہان سے پانچ کوس پر ایک باغ ہے جنت نظیر وہ مسکن ساحران کہلاتا ہے یہ بھی مشہور ہے کہ کوکب نے اپنے زمانے مین کہ جب جہانگیر بن صاحبقران نے لوح حاصل کی اور طلسم فتح کرتا ہوا چلا بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان تشریف لائے اور جہانگیر کو زیر کیا یہ ثابت ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہے ولادت باسعادت شاہزادہ جہانگیر بحوالہ دفتر طہران پردہ قاف کی ٹھہری ملکہ ریحانہ پری بادشاہ طلسم صاحبقران سے عشق لگا انکے بطن اور صلب صاحبقران سے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی پیدا ہوا لوح پاکر قیامت برپا کردی تمام طلسم کوکب کو درہم و برہم کیا جب صاحبقران نے آکے اس شیر کو زیر کیا لوح کوکب کو دی حضور ہم سنتے ہین کہ کوکب نے لوح اس باغ مین رکھی وہاں ابتک ہے امیر نے طرف عمرو کے دیکھا عمرو نے کہا اب لشکرکشی کرنا اسی باغ پر واجب و لازم ہے حضور لشکرکشی کرکے چلین انشاء اللہ لوح وہان حاصل ہوگی صاحبقران نے مستان تاجدار سے فرمایا سامان لشکرکشی کرو اکیلے جاتے تھے خدا نے تمھارا ساتھ کر دیا مستان تاجدار نے

افسران فوج کو بلاکے حکم دیا سات ہزار فوج مین تیاری ہونے لگی دوسرے دن عرض ہوئی کہ سب ملازمان شہنشاہی تیار ہین صاحبقران زمان سوار ہوئے لشکر کو ساتھ لیکر بیرون قلعہ تین کوس آگے بڑھکے اترے ارادہ ہی کہ صبح کو کوچ کرین طرف باغ ہیکلان بن قہار کے چلین اتفاقات قضا و قدر مستان تاجدار نے صاحبقران سے عرض کی ای شہریار یہانسے صحراے غولان قریب ہی لشکر سرکاری بھی اس مقام پر آکے اترا ہی ایسا نہ ہو کہ رات کو غولان بیابانی صحراسے نکل آئین لشکر سرکاری کو ستائین اسکا انتظام حضور ضرور کرلین صاحبقران نے فرمایا ہم خود طلایہ دینگے ہر چند سردارون نے عرض کی کہ حضور تکلف نہ فرمائین غلامان جانباز انتظام کرینگے صاحبقران نے نہ مانا چند سوار ساتھ لیے خواجہ عمرو بھی ہمراہ ہین سوارونکو ہمراہ لیکر بازارون کا انتظام کرکے دو پہر رات رہے صرف خواجہ عمرو ہی ساتھ ہین کہ صاحبقران کے کان مین آواز کراہنے کی آئی صاف کان مین آواز آتی ہی ای فلک کجرفتار کہانتک میرے ساتھ جفا کریگا اب تو میری یہ کیفیت ہی

نظم

باغبان ممنون ترے ہم اس گلستان مین نہین / جز دل صد چاک گل اپنے گریبان مین نہین
ذکر کیا شاہ وگدا کا اصل مین دونون ہین ایک / فرق مرجانے کے بعد انسان وحیوان مین نہین
رحمت حق جوش پر ہی کیون نہ عصیان کیجیے / شغل بہتر میکشی سے ابر باران مین نہین
اسفل و اعلے متشابہ ہین بہم لیکن ہی فرق / اوج انجم دیدۂ غول بیابان مین نہین
قدر کیا اسکو بھلا داغ دل عشاق کی / داغ چیچک تک کوئی اعضائے جانان مین نہین
غول کی آنکھین چراغ اور اشیان قندیل ہی / اک شب تاریکی اپنی کنج ویران مین نہین
کیا مرے تلوے مین کانٹا ہی کسی نے دیکھنا / غیر کا نقش قدم تو کوے جانان مین نہین
کسقدر گھونگھٹ مین تابان ہی وہ روے آتشین / روشنی ایسی چراغ زیر دامان مین نہین
خانۂ دل ہی مشبک آہ بے تاثیر سے / آجتک روزن کوئی دیوار جانان مین نہین
کیون ہی حسن سبز کو عمر ابد مانند خضر / آب حیوان گر ترے چاہ زنخدان مین نہین
دیکھتے جذب زلیخا کھینچتا کیونکر اسے / کیا کرین یوسف ترے چاہ زنخدان مین نہین
دم دبا جاتے تھے جنکے سامنے شیر ژیان / غیر روباہ وشغال اب انکے ایوان مین نہین
کیا تری جالی کی کرتی مین چمکتا ہے بدن / یہ فروغ ای سرو قد سرو چراغان مین نہین
آمد موسی وہارون کی قوی ہی یہ دلیل / کون سا فرعون ہی جو فکر وسامان مین نہین
آب حیوان پر سکندر رے یہ ساقی نے کہا / میکشی کر لطف کچھ بھی آب حیوان مین نہین
مثل مجنون کیلیے صحرا الصحرا ہی خراب / کیا رسائی تجکو ناسخ کوے جانان مین نہین

صاحبقران اس صدا کو سنکر بیقرار ہوگئے کہا خواجہ یہ کس ہجران دیدہ آفت کشیدہ کی آواز ہی کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کوئی بلک بلک کے روتا ہی کسی مصیبت مین قید ہی پھر آواز آئی کہ یا خداوند ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میرا قبض ارواح کرے اب مجھسے صدمات ہجران نہین اٹھ سکتے امیر نے فرمایا بیشک کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی مبتلاے درد فراق اپنے معشوق کا مشتاق دیکھین تو کہ یہ کون ہی عمرو نے ہر چند منع کیا کہ آقا وقت شب ہی نہین معلوم کیا مطلب ہو یا کوئی غول بیابانی دھوکا دیتا ہو کیا ضرورت ہی صاحبقران نے

نہ مانا اُسی طرف چلے صدا دمبدم کان مین آتی ہی کبھی اشعار عاشقانہ کبھی الفاظ وحشت صاحبقران گھبراتے ہین دمبدم یہی فرماتے ہین کہ خواجہ مصیبت زدہ کوئی شخص معلوم ہوتا ہی یہ کس دردرسیدہ کی آواز ہی کوئی شخص عجب سوز و گداز سے روتا ہی عمرو ساتھ ساتھ صاحبقران کے صاحبقران نے مرکب بھی کنارے لشکر کے چھوڑ دیا جو جو قریب جاتے ہین آواز سوز و گداز کان مین آتی ہی طبیعت زیادہ گھبراتی ہی دو کوس راہ طی کی تھی کہ دیکھا ایک درخت ہی اُسکے سائے مین ایک جوان حسین و جمیل خاک کا پتلہ بنا ہوا مطابق مضمون شعر فرد بار از خاک کوئیت پیراہن است بر تن + آن ہم از اشک حسرت صد چاک تا بدامن + کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی اگر کوئی آہوے صحرائی سامنے سے گذرا اُسکے پیچھے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای آہوے صحرائی میرے غزال رمخوردہ کی خبر بتا آہو کر چھال بھر کے نکلگیا یہ زمین پر گرا تڑپا پھڑکا پھر اُٹھا طائران صحرا ملنے پر اُس جوان کے اشک حسرت بہاتے ہین بعضے جانور یہ کہکے اُڑ جاتے ہین بقول قمر بیت جانور کہتے ہین یہ آپسمین + دل نہ ہو آہ غیر کے بس مین + ہر چند کہ وقت شب ہی طائر آشیانون سے مُنہ نکال دیتے ہین اشک حسرت آنکھون سے بہاتے ہین بولنے سے طائرون کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ یہ بھی سمجھاتے ہین کہ ای جوان صبر کر تیری آہ سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی زمین کو جنبش ہوا کو سناٹے کی کوشش صاحبقران بیتاب ہو گئے زیر درخت وہ جوان پڑا ہی آہ آہ کر رہا ہی کبھی آنکھین بند کین کبھی کھولین امیر اُسکے قریب آکے فرمایا ای جوان تو کون ہی اپنے نام نامی سے آگاہ کر کئی مرتبہ صاحبقران نے فرمایا اُسنے کچھ جواب نہ دیا امیر کو رحم آیا اُسی مقام پر بیٹھ گئے فرش خاک کو اپنا بستر بنایا سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانوؤن پر رکھکر گرد و غبار رخسار سے پاک کیا تب اُس جوان نے آنکھ کھولی سر اپنا زانوؤن پر صاحبقران کے پایا کہا ای غریب نواز تو کون بزرگ ہی کہ مجھ مصیبت زدہ کے حال پر یہ رحم کیا جب سے ہم دیوانے ہوئے جو اپنے تھے وہ بیگانے ہوئے تو نے بڑی مہربانی فرمائی یہ کہکے رونے لگا صاحبقران نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا ای جوان بس تیری آہ دل پر تاثیر کرتی ہی حال اپنا بیان کر انشاءاللہ مین تیرے مطلب کی کوشش کرونگا اگر اپنے معشوق سے چھوٹا ہی اُس سے ملاؤنگا تیرے معشوق کو تیرے پہلو مین بٹھاؤنگا یہ جو امیر نے بمحبت کہا وہ جوان اُٹھ کے گرد پھرنے لگا کبھی کہتا ہی ای مسیحاے درد الفت فدای چارہ گر حال مصیبت و محبت ایسے کلمات تو نے کہے ہین ہر چند کہ اصل امر کا ہونا ناممکن ہی اسی حسرت و یاس مین تڑپ تڑپکر مر جاؤنگا دل کو بیقراری آنکھون کو اشکباری تو نے ایسا کلمہ کہا کہ دل پہ تاثیر کر گیا دل کو تقویت روح کو راحت آنکھون مین بصارت زبان کو خدا نے صاحب تاثیر کیا اصل کیفیت یہ ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ گلپوشان کہتے ہین باپ میرا گلپاش نیرنگ ساز وہان کا حاکم ہی مجھ بدنصیب کا نام نرگس تاجدار ہی جس دن سے پیدا ہوا عملداری کو اپنے قلعے کی زور دیا کئی قلعے تسخیر کیے دور تک عملداری ہوئی ایک دن برای شکار صحرا مین آیا یہان سے قریب ایک باغ ہی بوستان رضوان کو داغ ہی حقیقت مین ایسا باغ نگاہ سے نہین گذرا لقب اُس باغ کا باغ نیرنگ ہی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کرتی ہین اتفاقات قضا و قدر وہان کا حاکم کوئی ساحر ہی مین اُس ملعون کے نام سے بھی آگاہ نہین ہوا اُسکی

دختر بلند اختر ملکہ بنیرنگ گلپوش وہ بھی واسطے شکار کے صحرا مین آئی مین نے اُسکو دیکھا اُسنے مجھ بدنصیب
پر نگاہ ڈالی آپسمین عاشق ہوئے چند ساعت اُسی صحرا مین صحبت رہی آپسمین وعدے رہے دوسرے
تیسرے دن یہان آنے لگی اُسی صحرا مین ملاقات ہوتی تھی اب یہ وعدے ہوئے تھے کہ اُسنے
ہمارے قلعے مین آنیکو کہا تھا ایک کنیز درانداز نے اُسکے باپ سے کہدیا اُس ظالم اظلم نے حکم لگایا
کہ خبردار صحرا مین شکار کو نہ جائے اُس روز سے مین آوارہ ہون! اُس باغ مین ہزار ہا ساحر فرو کش ہین
اب جانیکا ارادہ کیا اُن نگہبانون کے سبب سے ہوا بھی نظر آتی ہوئی جاتی ہی فراق مین اُس محبوب
دلفریب کے مہینون تڑپا باپ نے میرے خبر سُنی اُسنے وزیر و ندیم بھیجے مین نے حال بیان کیا سنتا ہون
کہ باپ نے اُسکو نامہ لکھا باپ نے اُسکے جواب سخت دیا کہ اگر تم ساحر ہوتے تو ہم اپنی بیٹی کی شادی
تمھارے بیٹے کے ساتھ کرتے باپ نے مجکو آکے جواب صاف دیا کہ اے نور نظر اُس سے ہاتھ اُٹھاؤ
ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہی باپ کے سامنے مین نے کچھ جواب نہ دیا باپ نے کہا اگر
اُسکا باپ انکار کرتا ہی مین تمھاری اور جگہ شادی کرتا ہون جب دل بہت بیقرار و پریشان ہوا دیوانہ
ہوکر نکل آیا ایک ہفتہ گذرا کہ اسی صحرا مین پریشان ہون چاہتا ہون روح قالب سے نکلجائے
صاحبقران نے ہاتھ پکڑکے گلے سے لگالیا کہا اے نرگس تاجدار اپنی اس ضرورت کو موقوف رکھو
پہلے تمھارے کام کو چلونگا تمھاری شادی کرکے اپنی ضرورت کو جائینگے نرگس تاجدار کو اپنے
ساتھ لیا لشکر مین لیکر آئے مستان تاجدار کو خبر ہوئی فرزند کہکر لپٹ گیا کہا اے شہریار یہ میرا اکلوتا ہی
پھر کہا اے فرزند تمنے یہ کیا حالت بنائی ہی پھر کہا اے شہریار وہ بڑا ساحر زبردست ہی آپ کن
کانٹون مین پھنستے ہین اُسکے باپ نے بڑے انتظام کیے کئی پہلوان بلائے بڑے بڑے حکیم آئے کاہن نجومی
پنڈت جمع ہوئے مگر کوئی مطلب نہ نکلا ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی خرابی واقع ہو صاحبقران نے فرمایا
اے مستان تاجدار ہم ایسی مصیبت کو راحت جانتے ہین کچھ مقام تردد نہین ہی صاحبقران نے
لشکر کو طلب کیا یہ خبر قلعہ گلپوشان مین پہونچی نرگس تاجدار کے باپ نے سُنا کہ میرے فرزند کو
بمحبت صاحبقران اپنے ساتھ لیگئے بیس ہزار فوج لیکر یہ بھی آکر صاحبقران سے ملا فرزند کو بہت
خوش وخرم پایا نہال ہوگیا کہتا تھا اے شہریار آپ نے بڑا احسان کیا اس دیوانے کو ہوش مین لائے
آپ کی وجہ سے پھر یہ ہوش مین آیا مین تو مایوس ہوچکا تھا صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ بڑے
دھوم سے انکی شادی کرینگے باپ بیٹے صاحبقران پر نثار ہوئے کئی دن صاحبقران نے اُسی
مقام پر قیام کیا ایک دن نرگس نے بھی کہا حضور غلام صبر کریگا دل پر جبر کریگا حضور ابھی کوچ نہ کرین
صاحبقران نے فرمایا تمھارا حال دیکھکر مجھے خود افسوس ہوتا ہی یہ کہکر صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر
تیار کرو لشکر آراستہ ہوا صاحبقران کوچ کرکے چلے نرگس بھی رہبری کررہا ہی تین منزلین طی کرکے
چوتھے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ ہی دروازہ اُسکا کھلا ہی ساٹھ ہزار
خروج ساحرون کی درۂ باغ پر فروکش ہی صاحبقران نے اُسی مقام پر قیام لشکر کا حکم دیا بارگاہ فلک اشتباہ
استادہ ہوئی طبل پر داخلے کی چوب پڑی جمشید خود پسند بارہ دری مین بیٹھا تھا وزرا سے کہا دیکھو تو
نوبت دلقارہ کیسا بجا عیار اسکا کرگا و سامری اسکا نقب سے دوڑا ہوا گیا تھوڑی دیر کے بعد

پاٹ کے آیا عرض کی کہ صاحبقران زمان جو فکر فتاح طلسم نور افشان ہین کسی وجہ مین نرگس تاجدار
سے ملاقات ہوئی سحر کار کی دختر کے خواہان ہو کر آئے ہین لشکر صاحبقران اُتر رہا ہے جمشید خود پسند
باغ سے نکل آیا لشکر صاحبقران کو دیکھکر ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کہا حمزہ کی قضا دامنگیر
ہے نرگس تاجدار کے ساتھ مین اپنی بیٹی کی شادی کرونگا میرے خدمتگار بھی اُس سے بہتر ہین اگر بارہ
بلا دون تو زمین کو آسمان پر پہونچا دون سحر کرکے نرگس کو اور اُنکے مددگار کو جانور بنا کر صحرا مین چھوڑ دونگا
یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے بہت ما بدولت کو ناگوار ہوا کہ اس طرح بلا تکلف ہمارے لشکر کے سامنے
چلے آئے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر صاحبقران فروکش ہو رہا ہے امیر داخل بارگاہ ہوئے
کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی امیر نے مستان سے پوچھا کہ دریافت کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے
عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی
جمشید خود پسند نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد
دوبالا کرے صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
جیسا کچھ نقاش ازل و کاتب قدرت نے ہماری قسمت مین رقم کیا ہے وہی پیش آنی ہے بموجب ارشاد
صاحبقران خواجہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا خواجہ ٹہلتے ہوئے نکلے کنارے پر لشکر کے
آکے دیکھا کہ لشکر کفار مین تیاری ہو رہی ہے خواجہ ٹہلتے ہوئے ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر کفار
مین آئے دروازے پر جمشید کے پہونچے دروازے پر درگہ سالار چوبدار بیاول جو حاضر تھے
ایک چوبدار سے عمرو نے کہا کہ جاکر شہنشاہ سے عرض کرو در دولت پر ایک خدمتگار حاضر ہے
سرکار سے کچھ عرض کریگا درگہ سالار نے جاکر عرض کیا حضور ایک خدمتگار در بارگاہ پر حاضر ہے
عیار اسکا گاو سامری کرسی پر بیٹھا ہے اُسنے کہا حضور بلائیے مین خوب جانتا ہون لشکر مین امیر
کے عیارون کا بڑا ہنگامہ ہے کیا عجب ہے کہ کوئی عیار آیا ہو غلام تو حاضر ہے میرے سامنے وہ کیا
عیاری کریگا بادشاہ نے کہا بلا لو چوبدار نے جاکے کہا خدمتگار اندر آیا بادشاہ کو جھککر سلام کیا
بادشاہ نے کہا کیون اے خدمتگار کیا ضرورت ہے عرض کی حضور کے مقابلے مین طلسم کشا آیا ہے حضور
کنارے چلین کچھ عرض کرونگا گاو سامری اپنے مقام سے اُٹھا کہا ذرا میرے پاس آؤ جیسے ہی
خواجہ اُسکے قریب گئے اُسنے یہ کہکے حلقے کمند کے مارے کہ او عیار غدار غضب کیا مین تو جانتا تھا
کہ لشکر حمزۂ عرب کا آیا اب عیار ضرور آئینگے جیسے ہی اُسنے حلقہ ہائے کمند مارے گردن و کمر مین خواجہ
کی پڑے خواجہ نے چاہا جست کرون یہی قصد ہوا کہ سبک ہو کر نکلجاؤن عمرو نے جست کی اب
گاو سامری نے دیکھا کہ حلقہ ہائے کمند گرے عیار تڑپکر نکلچلا یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ پہچانتا نہین
سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے جیسے ہی عمرو جست کرکے الگ گرا گاو سامری کسیقدر سحر بھی جانتا ہے اُسنے
یا سامری کہکر دو ہتڑ زمین پر مارا عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے جمشید خود پسند
گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہا اے عیار طرار کیا ہے گاو سامری نے کہا اے شہنشاہ یہ عیار لشکر مسلمانان کا
ہے یہ کہکے مُنہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا چند کس نے کہا یہ عمرو عیار ہے عیاری کرنے
آیا تھا اسی نے تمام ملک برباد کیے حمزہ کی سب لیاقت اسی پر ہے گاو سامری نے کہا اگر اسکو مارا

امیر نے فرمایا خواجہ میدان کو فرق کر دو عمرو نے کلاہ نمدی کو اچھالا سب کو معلوم ہوا کہ خود صاحبقران
نکلینگے پیدل ہو کر قریب صاحبقران کے آئے امیر ایک ایک سے رخصت ہوئے اُسوقت نرگس کی
بیقراری عرض کرتا تھا ای آقائے نامدار آپ غلام کے واسطے یہ کدوکاوش کرتے ہین حکم ہو تو مین نکلون
امیر نے فرمایا وہ میرا نام لیکر پکار رہا ہی سب رُکے صاحبقران نے گھوڑے کو بڑھایا جب سامنے
ضیغم کے پہونچے فرمایا کہ ای ساحر بہتر یہ ہی کہ جا کر اپنے بادشاہ کو سمجھا کہ اپنی دختر کی شادی ساتھ
نرگس تاجدار کے کر دے ورنہ بہت پچتائیگا ضیغم نے امیر پر سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر باطل ہوا
آتش روشن کی دریا سے سحر بنایا کسی سحر نے صاحبقران پر تاثیر نہ کی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب
ضیغم کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب سلیمانی پر روکا
جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا مگر ایسا سحر کیا تھا کہ صاحبقران پر آگ برسی پانی گرا خنجر گرے تلوارین برسین
تیر چلے مگر کسی شی کی بسبب اسم اعظم کے تاثیر نہ ہوئی امیر نے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تیغہ عقرب سلیمان کا
مارا ضیغم نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ مارا ضیغم کے دو ٹکڑے ہوئے
ضیغم کا مارے جانا دلیم مردار خوار بھائی اسکا آپڑا دو گھڑی کامل سحر کیے صاحبقران پر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی امیر نے اُسکو بھی ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے خنجر بران ایک ساحر تھا وہ آپڑا اسنام تک
صاحبقران سے لڑا سحر کرتا ہی اور بھاگتا ہی کبھی جست کر کے شاخ نخل پر جاتا ہی کبھی لکہ ابر مین چھپکے
پانی برساتا ہی جب دو پہر کامل اسنے صاحبقران کو حیران کیا عمرو کے مُنھ سے نکلا کہ یا صاحبقران
تیر ماریے یہ ملعون ایک مقام پر قایم نہین ہوتا ہی امیر نے تیر مارا خنجر بران بھی ہلاک ہوا گیارہ
ساحر طرف سے جمشید خودپسند کے نکلے امیر کے ہاتھ سے فرداً فرداً مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا
جمشید خودپسند جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہا یارو مین خود لڑونگا سبھون نے کہا آپ ایسا کام
نہ کیجیے گا غلامان جانباز کسواسطے ہین سب سے کہا یارو یہ تو بتلاؤ کہ حمزہ پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا
ایک شخص نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی جمشید نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کرونگا
یہ کہکے اسنے طبل جنگی بجوایا صاحبقران زمان جو پلٹ کے آئے بیٹھے تھے کہ صداے طبل جنگی کان
مین آئی یہ بھی ہرکارون نے عرض کی کہ آج اُسکے مصاحبون نے اُس سے حضور کے اسم اعظم کا ذکر
کیا ہی اُسنے دعوی کیا ہی کہ کل مین اسم اعظم بند کر لونگا امیر نے فرمایا خداے ما بزرگ است مین
اپنی جان دونگا مگر اس جنگ سے مُنھ نہ پھیرونگا نرگس تاجدار جو بارگاہ صاحبقران سے اُٹھا
اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے کہا باہر جا کے ٹھہرو سب کو رخصت کر کے تنہا بیٹھا تصویر معشوق
کی آنکھون کے آگے پھری دل سے باتین کرنے لگا کہ ای نرگس دیکھین تقدیر کیا دکھائے گیارہ سردار
آج صاحبقران نے مارے لیکن جمشید خائف نہ ہوا اب اُسنے یہ دعوی کیا ہی کہ اسم اعظم حمزہ
بند کرونگا اگر خدانخواستہ اُسنے اسم اعظم بند کر لیا تو بڑی مشکل ہوگی معشوق کا ملنا بہت دشوار ہی
گیارہ سردار نامی صاحبقران زمان نے مارے اُسپر بھی جمشید آمادہ حرب و پیکار ہی معشوق
ملنا مشکل ہوگا دل جو بیقرار ہی معشوق کے ملنے سے قلب کو یاس بد حواس اُس بے اختیاری مین بیساختہ
یہ اشعار عاشقانہ زبان سے نکل گئے نظم

تو دنیا کو پاک کر دیا روح سامری و جمشید بھی شاد ہوگی یہ کہکر گاو سامری برائے قتل خواجہ بڑھا
پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب تجکو قتل کرونگا یہ نہ خیال آیا کہ گاو سامری وہان موجود ہے
جیسے ہی پنجہ کھینچکر بڑھا پہلو مین ایک چوبدار چاندی کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے کہا مہتر صاحب یہ عیار طرار
مقبول بارگاہ خداوند جمشید ہے اسکی بزرگی مین بڑا بھید ہے اسکو قتل نہ کیجیے اسکو قتل کرکے بہت
پچتایئے گا پھل نہ پایئے گا گاو سامری نے کہا تو کون ہے تجھے ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہم ضرور
قتل کرینگے چوبدار نے کہا دیکھیے بادشاہ بھی منع کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو خفا ہون دیکھیے کیا
فرما رہے ہین گاو سامری پلٹا جیسے ہی اُسنے منھ پھیرا مرد ہے نے عصا سر پہ مارا کہا دیکھا ہمارے
اُستاد کو قتل کرتا ہم دیکھ سکتے یہ ممکن نہین

نعرۂ قران

جہان سرسنگ در خنجر گذاری	سریع السیر چون بادِ بہاری
بمیدان اژدر در آتش فشانم	منم مہتر قران شیر زیانم

عصا سر پہ گاو سامری کے پڑا کر سر اسکا پھٹا مرتے ہی اسکے اندھیرا ہوا خواجہ کے پانون
چھوٹے مہتر قران ایک جانب نکلگئے خواجہ نے اندھیرے مین جمشید کو تیچہ مارا جمشید جھک نیچے کی
ذہمکر بھاگا وار خواجہ کا خالی گیا جمشید نے چاہا سحر کرون خواجہ بارگاہ سے نکلکر بھاگے باہر
نکلکر دیکھا عیار طرار جہانگرد ماہتاب مع شاگرد و تہمت و سیارگان قلعۂ مغرب مین پہنان ہوچکا ہے
شہنشاہ روز مع فوج ضیا و شعاع بصد رونق تخت چرخ فلک زبرجدی پر جلوہ فرما ہے لشکر ساحران
طرف میدان کارزار کے جا رہا ہے عمرو حیران ہے کہ شب گذر گئی اُس وقت لشکر مین پہونچا کہ امیر
گھوڑے پر سوار تخت پر شہنشاہ گلپاش ساٹھ ہزار فوج پشت پر خواجہ عمرو کو جو دیکھا گھبرائے ہوئے
آتے ہین امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی کہا حضور جان بخش ہیرا وقت پر
پہونچا امیر نے فرمایا مہتر قران کیونکر آیا عمرو نے کہا نہین معلوم کیونکر پہونچے کہ دیکھا سامنے سے مہتر قران
بھی آتے ہین امیر نے فرمایا اے قران تمہارا کیونکر آنا ہوا عرض کی غلام حضور کی تلاش مین صحرا مین پھر رہا تھا
راہ مین چند راہگیر جاتے تھے اُنکی زبانی سُنا کہ صاحبقران زمان نرگس تاجدار کو ساتھ لیکر گئے ہین
غلام ڈھونڈھتا ہوا یہان پہونچا شکر ہے کہ یہ کام بن پڑا یہ کہکر مہتر قران بھی صاحبقران کے ساتھ ہوئے
ادھر سے دیکھا تو آمد آمد لشکر جمشید خود پسند ہے جمشید گینڈے پر سوار نہایت غصے مین تاج کج کیے ہوئے
لمبیدان رسالدار گھیرے ہوئے ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر صدائے یا سامری و جمشید بلند
ساحران خود پسند یہ جو خبر پائی کہ غیر ساحرون سے مقابلہ ہے نہایت خوش چلے آتے ہین کہتے ہین ایک
سحر مین خاتمہ کرینگے جب لشکر جمشید میدان کارزار مین پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرچکے
کڑکیت ہٹے جمشید نے پلٹنے کے طرف ساحرون کے دیکھا ضیغم مغرور جادوگر نامی پہلو مین کھڑا ہے
طاوس کو اپنے بڑھا کر سامنے آیا عرض کی اجازت میدان جمشید نے ضیغم مغرور کو اجازت دی
یہ ملعون میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان مین ادرکسی کا خواہان نہین ہون جو مدد گار
نرگس تاجدار بنے ہین فتاح نور افشان لقب پایا ہے اگر وہ آئین تو حال معلوم ہو نرگس تاجدار کا
ارادہ تھا کہ مین سامنے صاحبقران کے جان دون میرے واسطے کد و کاوش ہے اسکے باپ نے بھی
ملازم کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ میدان کارزار مین جائین اپنے مالک پر جان نثار کرین

بیخبر ہی انجمن بیہوش ہی جانانہ آج
خوب چکر دی رہی ہی گردش پیمانہ آج

حسرتین عاشق کی اپنے دیکھ لے ہنگام نزع
ایک دم تو اور بھی پہلو سے ظالم جا نہ آج

صحبت اک حور بہشتی سے جو حاصل ہی مجھے
رشک فردوس معلا ہی مرا کاشانہ آج

تیزی ناخن سے دامان جراحت چاک ہی
امتحان عشق کرتا ہی ترا دیوانہ آج

جان جان ثابت ہوا شب صرف بیداری ہوئی
محو خواب شرم ہی کیون نرگس مستانہ آج

فیصلہ ہو جائے باہم اب ادھر ہون یا ادھر
گفتگو کرتے ہین خود قاتل سے بیباکانہ آج

بنگیا اشک ندامت دیدۂ زنجیر مین
شرم سے پانی ہوا ایسا ترا دیوانہ آج

صورت بسمل طپان تھا مین فراق یار مین
کیا کہون کیا کیا رہا ہی حال بیتابانہ آج

خیر ہی کسواسطے گھبرا رہے ہو اسطرح
کسطرف جاتے ہو کیون ہی حال بیتابانہ آج

پھر بہار آئی بڑھے جوش جنون کے ولولے
لیچلا پھر سوے صحرا شوق بیتابانہ آج

جام گیا خم کے خم خالی نہ کردین تو سہی
دیکھ لے ساقی کمال ہمت مستانہ آج

کیا ادب ہی محفل رندان ساغر نوش کا
کرتی ہی موج حبا بھی لغزش مستانہ آج

ہای ہجوم کیف مستی لڑکھڑاتے ہین قدم
لیچلے دیکھین کدھر کو لغزش مستانہ آج

چشم ساغر دل ہی مینا شوق می کیفی ہی روح
آمد انفاس مین ہی لغزش مستانہ آج

ہاتھ مین ساغر بغل مین شیشہ سر پہ ہو سبو
کیجیے پیر مغان کی خدمتین مستانہ آج

دیکھتا ہی سوے ساغر کیون نگاہ تیز سے
دیکھیے لاتا ہی آفت کیا دل مستانہ آج

جوش مستی یا کون کسکسکے نہ ڈالیگا نسیم
گردشین کیا کیا نہ دیگی گردش پیمانہ آج

فراق محبوب مین اسقدر بیقرار رہا یہ بھی خیال کیا کہ ای نرگس تاجدار ملنا معشوق کا مشکل ہی اسکو بھی تمھاری یاد ہوگی وہ گوشہ نشین کیا کرے مگر ایک بات مشکل کی ہی کہ وہ سحر سے آگاہ تھی اگر قصد کرتی تو ہم تک چلی آتی ہم مجبور و لاچار تھے وہ مجبور و لاچار نہ تھی یہ اُسنے ذکر کیا تھا کہ ہم سحر مین کامل و اکمل ہین مگر افسوس فلک نے کیا گردش دکھائی اب معشوق تک پہونچنا بہت دشوار ہی جوش جو آیا تو لباس شبروی پہنکر ہتھیار لگائے یکہ و تنہا سمت باغ آتش فشان چلا اول سامنے فوج کے آیا اُدھر سے پلٹا پشت باغ مقام خارستان تھا پھرتا ہوا وہان پہونچا دیکھا دیوار باغ تک پہونچنا بسبب کانٹون کے دشوار ہی گرتا پڑتا درختہاے خار سے اُلجھتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا کمند مارکے دیوار پر چڑھا کچھ باتین کرنے کی آواز کان مین آئی دیوار سے اُترا ایک نخل کے سائے مین آکھڑا ہوا دیکھا ملکہ نرگس تاج سرنگون بیٹھی ہین گرد کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری آپ اسقدر کیون ملول ہین اسقدر مکدر نہ ہوجیے ملکہ ٹھنڈی سانس کھینچتی ہین کہتی ہین صاحبو کسی کو کسی کی کیا خبر ہی جو جسپر گذرتی ہی وہی خوب جانتا ہی نظم

باغ مین کیا را اگر وہ لالہ رو ہو جائیگا
رنگ گل غیرت سے پنہان مثل بو ہو جائیگا

بارے کچھ ہوتی چلی ہی آشنائی عشق سے
آرزو مند اب دل بے آرزو ہو جائیگا

آبجو مین او سہی قامت نہ اپنا عکس ڈال
شرم سے سرو لب جو آبجو ہو جائیگا

سخت حیران ہون جو بگڑونگا تو سننے کے ہین
گرد بونگا اور بھی وہ تند خو ہو جائیگا

پڑ گئی ہی خو شراب تند پینے کی اُسے | اب تو آگے سے بھی دونا تندخو ہو جائیگا
دل مرا کہتا ہی صاف آئینہ کہتا ہی کہ مین | پاک یہ قصہ تمھارے روبرو ہو جائیگا
ہین وہ میکش لڑکھڑا ئینگے اگر مستی مین ہم | دستگیر اپنا وہین دستِ سبو ہو جائیگا
کوزۂ مے واعظا خالی اگر ہوگا یہان | تیری مسجد کے لیے ظرفِ وضو ہو جائیگا
عشق اگر خونخوار ہی تو ہی یہان بھی جوش خون | غم نہین کچھ ای جنون کارِ لہو ہو جائیگا
غم اگر مجکو یونہین ہی اُس بسنتی پوش کا | جسم تو کیا زرد سب میرا لہو ہو جائیگا
چاک اگر مجھ سوختہ کا ہی گریبان ناصحا | رشتہ ہاے شمع سوزان سے رفو ہو جائیگا
کیا پیون مے بحر ساقی مین کہ لگجا دیگی ڈاک | بس گلو میرا ابھی شیشے کا گلو ہو جائیگا
گر پڑینگے لڑکھڑا کر نشے مین ہوگی نماز | زاہد اپنا چشمۂ خم سے وضو ہو جائیگا
چین سے سویا کرون تیری بدولت حشر تک | خواب ہی مین میری تربت پر جو تو جائیگا
چھوڑ دیگا غیر سے ملنا لڑانا آنکھ کا | صلح پر راضی اگر وہ تندخو ہو جائیگا
کاکلِ پیچان جانان کا اگر غم ہی یہی | سوکھکر مار سیہ مانند مو ہو جائیگا
دوڑتے ہین اطفال سے کہنے کو ناسخ طفل تک | شہرہ اب اپنے جنون کا کو بکو ہو جائیگا

آنکھون سے آنسو جاری کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری صبر کیجیے ملکہ فرماتی ہین صاحبو کیا خاک صبر کرون انصاف کرو کہ وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ کیونکر تا بہ طلسم کشا پہونچا طلسم کشا کو لیکر یہان آیا سنا ہی گادِ سامری عیاری سے ماراگیا گیارہ ساحران نامی صاحبقران نے قتل کیے اسیر بھی والدہین دبے کل کے معرکے مین دیکھیے کیا ہو ہو مخانے مین داخل ہین اُنکا سحر زمین کو ہلا دیگا سُننے والون کے کان بہرے اگر صاحبقران کا اسم اعظم اُنھون نے بند کر لیا تو ایک سحر مین سارے لشکر کو گرفتار کر لینگے اگر میری رسائی اُس کمبخت تک ہوتی تو کہتی کہ ارے خدا بچا گیا ابھی کیا اس باغ پر بڑے جادو ہونگے اگر بھائی صاحب نے اُنکے خبر پائی تو وہ لشکر لیکر مدد کو آئینگے صاحبقران کا یہان سے بچکے جانا بہت دشوار ہی ساحرون کا تار بند مجائیگا ہاے میری بد نصیبی طبیعت کہان جا کے الجھی یہ کہکے بیقرار ہوئی ڈوپٹہ منھ پر رکھکے رونے لگی اشک جو آنکھون سے معشوق کی نکلے تیر بنکر کلیجے پر پڑے کہ قلب کو مشبک کیا تاب نہ رہی چیخ مار کے رویا ہاے جان جہان کہکے زمین پر گرا ملکہ یہ کہکے دوڑین ارے یہ آواز تو اُسی سوختہ آتش محبت کی ہی یہ کہکے دوڑین دیکھا زیر نخل گلبوستان محبت سرو روان باغ مودت بیہوش پڑا ایڑیان رگڑ رہا ہی اپنے عاشق کو دیکھکر بیقرار ہوگئین زمین پر بیٹھ کے سر زانوون پر رکھ لیا جوش محبت مین منھ پر منھ رکھدیا پکار کر آواز دی ای عاشق صادق وای یار موافق تیری محبت مین معشوق حاضر ہی آنکھین کھولو منھ سے بولو اشک حسرت جو آنکھون سے ٹپکے اشکون نے کام گلاب کا کیا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا اُس کشتۂ تیغ ابرو نے آنکھ کھولی تو سر اپنا زانوے محبوب پر پایا دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا لوٹ مار کے اُٹھ بیٹھا جوش محبت مین گرد پھرنے لگا اُس مہ جبین نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحب جوش محبت کو موقوف کیجیے مین ابھی تمھارا ذکر کر رہی تھی عشق صادق کی کیا تاثیر ہی کیون صاحب تمنے یہ کیا غضب کیا نرگس تاجدار نے

آنسو بھر کے کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جب صاحبقران کے ہاتھ سے گیارہ جادوگر
مارے گئے صاحبقران نے گادِ سامری کو مارا لیکن جمشید خود پسند پر کچھ خوف طاری نہ ہوا اسوقت
یہی خیال آیا کہ جمشید قتال متین پر پا گریگا معشوق کا ملنا مشکل ہی اس جوش مین چل نکلا شکر ہی کہ وقت
نیک تھا ملکہ ہاتھ پکڑ کے فرش پر لائین دونون سرنگون غم سے کلیجہ خون ایام ہجر یاد کر کے خوب روئے
کنیزین خاموش بیٹھی ہین جب ملکہ نے دیکھا کہ نرگس تاجدار نہایت بیقرار ہی گلے مین محبت سے ہاتھ ڈالدیے
کہا صاحب تمہارے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہی جو تمہارا دل چاہے مین تمہارے ساتھ کرنے کو حاضر ہون
آخر تمہاری کیا مرضی ہی نرگس نے کہا ملکہ میرے ساتھ نکلچلو صبح کو مشہور ہو گا کہ ملکہ غائب ہو گئین اُسی وقت
دو مرکب منگائے ایک پر شاہزادہ سوار ہوا ایک پر ملکہ نکلکر باغ سے کنیزون سے اتنا کہا جسکو
منظور ہو ہمارے ساتھ آئے سات آٹھ کنیزین ساتھ ہوئین کہ وہ قدیم رفیق ہین باقی سب رکھگئین
کوئی اپنے گھر گئی کسی نے جنگل کا راستہ لیا کوئی وہین چھپ رہی کہ بعد جانے ملکہ کے یہانکا اسباب
لیچلونگی یہ دونون عاشق وشیدا مائل و مبتلا گھوڑون پر سوار ہو کر باتین کرتے ہوئے طرف لشکر
صاحبقران کے جاتے ہین ایک کنیز موسوم بہ سرو لب جو جو باغ سے نکلی تو دل سے کہتی ہی کہ
ہم اسی شہر کے رہنے والے ہین اگر جمشید فکر کرے اور ہمکو پکڑ بلائے اور اعتراض کرے کہ تمنے ہمکو خبر نہ کی
تو ہم کیا جواب دینگے یہ سوچکر لشکر مین جمشید کے آئی اتفاق قضا و قدر جمشید ہو مخانے سے سحر کر کے
نکلا ہی اس فکر مین کہ اسم اعظم حمزہ کیونکر بند کرون پھر دل سے کہتا ہی میدان مین بر وقت مقابلہ
بند کر لونگا کبھی سوچتا ہی رات ہی کو جا پڑون سوتے مین حمزہ کو جگاؤن کہ سامنے سے دیکھا ایک
کنیز آتی ہی پکار کر آواز دی کون آتا ہی بقول شخصے سرو لو آزادی اُسنے پکار کر آواز دی کنیز شہنشاہ
کچھ ضرورت کو حاضر ہوئی ہی جمشید بھی آگے بڑھا کنیز قریب آ کے پہونچی جمشید نے پہچانا پوچھا
صاحبزادی کا مزاج کیسا ہی کہا حضور بزرگون سے سُنتے تھے کہ تیرھوین صدی مین کنواریان
بر مانگینگی اب وہ آنکھون سے دیکھ لیا صاحبزادی نکلگئین نرگس تاجدار نہین معلوم کس کیب
سے پہونچا دفتر حکایت و شکایت کھلے ابھی پہونچنے نہ پائے ہونگے وہ سامنے جو صحرائے خارستان ہی
ادھر سے گئے ہین یہ سُنکر جمشید پلٹا شہلائے شنگرف کو توال کھڑا ہی کہا ای شہلا لینا یہ دزد نکلکے جانے
نہ پائے شہلا نے گھوڑا دوڑایا آگے آگے کنیز گھوڑا اڑائے شہلا پشت پر پانچ چھ سوار یہان دونون
جاتے ہین کہ کڑاکے کی سم مرکب کی صدا کان مین آئی ملکہ نے کہا خدا خیر کرے ایسی راہ سے ہم آئے اس راہ
سے انسان کا گذر نہین ہوتا معلوم ہوتا ہی کوئی آتا ہی نرگس تلوار پکڑ کے آگے بڑھا آواز آئی ای دزدان مکار
آگے نہ بڑھنا منم شہلائے شنگرف ملکہ نے کہا صاحب ہٹو کوتوال لشکر ہی سحر کریگا نرگس پیچھے ہٹا شہلا
نے بڑھ کر گولہ مارا ملکہ کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ملکہ کو دوڑ پین جھولی مین ہاتھ ڈالکر کاردِ سحر نکالی یا سامری
کہکر کھینچ ماری کارد شہلا کے سینے کو توڑ کر پار گذری وہ پانچون چھون سوار تلوارین پکڑ کے دوڑے
اُنپر نرگس جا پڑا ایکنے چاہا ملکہ پر وار کرے نرگس نے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کنیز کو ملکہ نے
تیر سے مارا ایک سوار گھوڑے کو کڑکا کر بھاگا ملکہ نے پیچھا کیا جمشید کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اُسنے آواز دی ای شہنشاہ دوڑیے یہ سُنکر جمشید دوڑ آتے ہی للکارا او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی

باپ کی آواز سنکر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا پلٹ کر کہا لو خود بابا جان آگئے ایک سحر مین ہم ایسے ہزارون کو پامال کر دینگے جمشید جست کر کے سامنے آیا نرگس نے چاہا تھا کہ گھوڑا بھگا کے نکلون جمشید نے آواز دی او مرکب خبردار رہ ہر دی نہ کرنا اسی مقام پر ٹھہر جا گھوڑے نے پانون زمین مین گاڑ دیے نرگس کوڑے مارتا ہی مگر مرکب قدم نہین اٹھاتا ملکہ نیرنگ نے چاہا پرواز پیدا کر کے بھاگون جمشید نے ایک دو ہتڑ مارا نیرنگ بھی زمین پر گری جمشید کی پشت پر اور لوگ آئے تھے سب کو منع کیا کوئی یہان نہ آئے شرم آتی ہے اگر ہمارا لشکر یا فوج آئیگی تو طعن و تشنیع کرینگے ایک سوار سے کہا کچھ کنیزین لاؤ وہ سوار دس بارہ کنیزین لایا سوسن و گلبدن و یاسمن وغیرہ حاضر حاضر کہکر دوڑین وہان پہونچین جہان جمشید خود دکھڑا تھا جمشید نے کہا ہر چند یہ گنہگار ہی مگر ہمارا ادا اور مشہور ہی اسکی مشکین باندھ لو کنیزون نے بمشکل نرگس کو گھوڑے سے اتارا مشکین باندھین غصے مین اسنے ملکہ کی زبان مین سوزن بھی نہ دلوایا کہا اس گیسو بریدہ کی بھی مشکین باندھ لو ملکہ نیرنگ و نرگس کو گرفتار کر کے لیکے پلٹا ملکہ کو نو محل مین بھیجا کنیزون سے کہا خبردار اسکی حفاظت کرنا چالیس پچاس کنیزین ملکہ کو لیکر محل مین گئین وہان جو یہ ہوشیار ہوئی بلک بلک کے رونے لگی کبھی پکارتی تھی ای فلک کجرفتار وای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو میرے ساتھ کی کا شکے باپ نے قتل کیا ہوتا مین اس کشاکش سے چھوٹ جاتی ہائے افسوس صد افسوس نظم

انصاف کی ترازو مین تو لاعیان ہوا — یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا
اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا — کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا
معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا — افسوس بجھ چراغ ہمارا امکان ہوا
ڈوبے ایک وار مین خود حباب ہی — گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا
دیکھا جو مین نے اسکو سمندر کی آنکھ سے — گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا
ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا — کچھ اندنون مین مشک کا سودا گران ہوا
خوش چشمون کے فراق مین کھائے ہیں پیچ و تاب — شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پانون — جوش جنون مرے لیے تخت روان ہوا
انبوہ عاشقان سے ہوا حسن کو غرور — کثرت سے مشتری کی یہ سودا گران ہوا
پیوند خاک ہوگئے اک بت کی راہ مین — پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا
پھینکا گیا نہ پیر فلک لعل کی طرح — کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا
تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی — استاد تجکو دیکھ کے آب روان ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع — سمجھے سبک اسے جو کسی پر گران ہوا
اس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہ گئی — کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا
انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا — بنوائی چاندنی جو میسر کتان ہوا
قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی — آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا
فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند — آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

ملکہ اس حال پر ملال مین مان نے جو خبر سنی قریب آکے کہا بیٹا خاموش رہو کیسا نہ وہ ظالم آکے قتل کرے

آکر جمع ہو گئے صاحبقران پشت مرکب پر سوار ہوئے سب خواجہ کو برا کہتے ہین کہ خواجہ نے
غضب کیا یہ خبر صاحبقران سے مفصل نہ کہنا تھی عمرو نے کہا یارو تم کیا جانو یہ شیر بیشہ عربستان
طوطا چشم بھی ہے اگر یہ خبر نہ کرتا مجھپر آفت آتی اُس وقت یہ کسی کی بات نہ مانتے مجھسے فرماتے کہ
نرگس تاجدار کو حاضر کر مین کہانسے لاتا بس یہی مناسب تھا کہ جو کیا صاحبقران پشت مرکب
پر سوار ہوئے بقہر و غضب تمام چلے پشت پر سرداران نامی ہر ایک کا یہی قصد ہے کہ ایسے آقا پر
جان نثار کرین ہمارے سردار کے واسطے کیا کد و کاوش کر رہے ہین ایسے جلیل بھی پردہ دنیا
مین ہین کہ غیر کے واسطے اپنی جان دیتے ہین یہان جمشید نے اشارہ کیا نرگس تاجدار کے پانو مین
زنجیر باندھی دار مین اُس سردار کو سرنگون لٹکا دیا بارہ ہزار تیر انداز پشت پر خود بھی تیر و کمان
ہاتھ مین لیکر کھڑا ہوا سب تیر اندازون سے کہا جمکر کھڑے ہو یہی جوان تمھارا النشانہ ہو اگر کسی کے
تیر نے خطا کی فوراً اُسکو قتل کرونگا بارہ ہزار تیر انداز پشت پہ سہمے ہوئے سیپر کمان کیے کوک رہے ہین
طائران تیر پر کھولا چاہتے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا صاحبقران زبان تیغہ برقتاب
دست زبردست مین وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان
حمزہ صاحبقران امیر عالیشان اگر ایک موے جسم نرگس کم ہوا خون کے دریا بہا دونگا نعرہ
صاحبقران سے زمین تھرائی سوارون کے ہاتھ سے تیر و کمان گر پڑے جانور آشیانون مین
غلطاں تھے نخل کانپ رہے ہین ہرکارے دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صاحبقران اُن
تیر اندازون پر آکے گرے گوشہ ہاے کمان قلم کیے سو دو سو تیر انداز جو مارے گئے تیر انداز
سہمے ہوئے گوشون مین جا کے چھپے عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی پھینکے دس پانچ کے منھ جلے
جمشید نے پڑھکر سحر کیا آگ برسنے لگی ہمراہیان صاحبقران گھوڑون سے گرے بعض کے گھوڑے
بدلگامی کرنے لگے طرارے بھرے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا جمشید کے سحر کی تاثیر مٹی امیر
اڑاتے بھڑتے قریب دار کے پہونچے نرگس کو سرنگون دیکھکر قلب تھرا گیا جھپٹ کر زنجیر کو قلم کیا
نرگس رہا ہوتے ہی قدمون سے لپٹ گیا اور اپنی آنکھین قدمون پر ملین باپ نرگس کا تصدق
ہوتا تھا کہ ای آقاے نامدار آپ کے تصدق ہے مین نے اپنے فرزند کو پایا صاحبقران زبان سے
نرگس کو گھوڑے پر سوار کیا نرگس پروانہ وار گرد صاحبقران پھرتا ہے ایک طرف گلپاش تیغ
ہاتھ مین لیے ہوئے صاحبقران چاہتے ہین جمشید پر جا پڑون جمشید نے سحر سے آگ برسا دی
طرف جنگل کے گولہ مارا دریاے قہار پیدا ہوا مچھلیان نکلکر لشکر والون کو ہلاک کرنے لگین جسکے
سینے پر مچھلی پڑی توڑ کر پار گذر گئی کئی سو جوان لشکر کے مارے گئے جو قتل ہوا صاحبقران کو بہت
ناگوار ہوتا ہے امیر نے اسم اعظم پڑھکے اُس دریا کو بھی مٹایا جمشید نے جب دیکھا کہ صاحبقران
نے قیامت برپا کر دی جو ساحر سحر کرتا ہے صاحبقران نے قتل کیے اُسکو نہین چھوڑتے یہ بھی
اسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر مرے زبان کاٹ کے خون ایک گولے پر ڈالا گولہ طرف صحرا کے
پھینکا آواز دی ای کیوس مردار خوار جلد آکر حاضر ہو مین نے عمر بھر تجکو خوراک کھلائی جنگل سے
مردہ ڈھونڈھکے لاتا تھا ہمیشہ بھوگ دیا تجکو راضی رکھا یہ وقت مدد کا ہے جرا سنے آواز دی

نیرنگ نے کہا ای مادر مہربان اگر مجھکو کوئی قتل کر ڈالے تو مین جانون میری مشکل آسان ہوئی
وہ تاجدار وہان جاکے قید ہوا دیکھیے اب صاحبقران کیا کرین یہان صبح کو صاحبقران زبان
آکے بارگاہ مین بیٹھے گلپاش تاجدار آکے تخت پر بیٹھا صاحبقران نے پوچھا تمھارا فرزند کہان ہی
عرض کی ای شہریار خوشی مین اُسکو ملال ہوا جس وقت سے حضور میدان سے پلٹے ہین اُسکو
نہایت غمگین پایا یقین ہی کہ اپنی بارگاہ مین ہو صاحبقران نے فرمایا کسی کو بھیجو اگر اُسکی خوشی ہو تو
مین ابھی تلوار پکڑ کے گھس جاؤن لڑ بھڑ کے نیرنگ کو نکال لاؤن شاہ نے عرض کی حضور یہ تو ہم
گوارہ نہ کرینگے کہ حضور لشکر دشمن مین اکیلے جائین یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
عرض کی ای شہریار غضب ہوا نرگس گرفتار ہو گیا گھبرا کے صاحبقران نے فرمایا کیا باعث
ہوا رفیقون نے سب کیفیت بیان کی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بڑھ کے دیکھو تو بخدا اگر
ایک موے جسم نرگس کم ہوا تو جمشید کی آنکھین نکال لونگا خواجہ بھی بیقرار ہو کر اُٹھے صورت بدلکر
لشکر جمشید مین آئے دیکھا لشکر مین جابجا یہی چرچا ہی کہ اب جمشید نرگس کو قتل کریگا عمرو بارگاہ
جمشید مین آیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہی مگر نہایت درہم و برہم کوئی رفیق بات نہین کر سکتا ہے
تھرتھر کانپ رہا ہی رفیقون سے کہتا ہی نرگس کو جلد لاؤ عمرو نے دیکھا نرگس تاجدار زنجیر دنین
بندھا ہوا سامنے جمشید کے آیا زنجیرین ہلاتا ہوا خانۂ زنجیر مین غل ہی جمشید نے پکار کے آواز دی
کیون او نرگس تو نے ناموس شہنشاہی مین رخنہ اندازی کی کچھ خوف نہ آیا نرگس نے کچھ جواب
نہ دیا جمشید نے کہا جلد میدان خونی کی تیاری کرو دار استادہ ہو اس سردار کو دار پر کھینچو کل
حمزہ سے سمجھ لونگا اُسی وقت ملازمون نے بیرون بارگاہ میدان خونی کی تیاری کی دار استادہ ہوئی
جلاد بلائے گئے عمرو نے دیکھا بڑا غضب ہوا آقا کو جا کر خبر کرون یہان تو یہ رنگ ہی کہ جمشید
کانپتا ہوا لشکر رفقا سب خوف کر رہے ہین کہ دیکھیے آج کیا ہو عمرو بھاگا خدمت مین صاحبقران
کی آیا امیر نے پوچھا کیون خواجہ کیا گذری عمرو نے کہا آقا کیا عرض کرون وہ حال پر ملال
دیکھا کہ عرض نہین کر سکتا جمشید نے بیٹی کو تو محل مین قید کیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری نرگس
کو گرفتار کر کے سامنے بلوایا اُس سے خطاب کیا وہ بیچارہ کیا جواب دیتا اب اُس ظالم نے میدان
خونی کی تیاری کی ہی یہ سُنتے ہی صاحبقران نے قبضے پر عقرب کے ہاتھ ڈالا یہ کہکے اُٹھے کہ
اگر نرگس قتل ہوا میرے قلب پر صدمہ پہونچیگا باپ نرگس کا یہ جلالت صاحبقران دیکھکر
تخت سے اُٹھا قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے معلوم ہوا اُسکی یونہین قضا تھی
وہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر سرکار کے کوئی افتاد پڑے مین سلامتی کو حضور کی فراق
فرزند سے اچھا جانتا ہون صاحبقران نے فرمایا ای عم نامدار آپ ایسا نہ فرمائین جہان
نرگس قتل ہوگا وہان حمزہ کا بھی سر پڑا ہوگا جو زبان سے مردان عالم نے کہا وہ کیا نرگس کے باپ کو
یہ کہکے ہٹا دیا فرمایا کہ اب آپ دخل نہ دین جو آپ فرمائینگے مین قبول نہ کرونگا ایسا نہ ہو آپ کو
ملال ہو یہ کہتے ہوئے صاحبقران بارگاہ سے نکلے کیفیت یہ ہی کہ تیغۂ عقرب کے قبضے پر ہاتھ
رفیقین خلیلی پیچ و تاب کھا رہی ہین لشکر مین جو یہ خبر مشہور ہوئی سب سرداران نامی و افسران گرامی

صحرا سے ایک کرگدن مست اُسپر ایک زنگی زبردست تیغ ہاتھ مین صاحبقران کو للکارتا ہوا نام لیکر پکارا
یا صاحبقران ذرا مجھسے مقابلہ کیجیے صاحبقران طرف زنگی کے چلے دوسری طرف سے ایک غزال
پیدا ہوا اُسپر ایک جادوگر سوار ان دونون نے کیا فتور کیا جب امیر طرف غزال سوار کے چلتے ہین تو
کرگدن سوار پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی کہ یا صاحبقران مجھسے مقابلہ کیجیے آپ کے جرأت کی بڑی
تعریف سُنی تھی آکے مقابلہ کیجیے ہم تو ہمیشہ سے سُنتے ہین کہ آپ نے بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا
یہ صداے حیرت افزا سُنکر صاحبقران پلٹ پڑتے ہین تب غزال سوار ایسے ایسے طعن و تشنیع کرتا ہی غزال سوار
کرگدن سوار نے ایسا صاحبقران کو حیران کیا ہی کہ پسینے پسینے ہو گئے جمشید کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی جب
سحر کرتا ہی زمین تھرا جاتی ہی آسمان سے الامان کی آواز آتی ہی چاہتا ہی صاحبقران کو اس حیرت مین
ڈالکے اسم اعظم بند کرون اس سحر سے یہ بھی ہوا کہ صاحبقران کی طبیعت پراگندہ ہی تردد بڑھتا جاتا ہی
چہرہ اُداس عالم یاس جمشید چاہتا ہی کہ صاحبقران تھک لین تو اسم اعظم بند کرون عمرو نے جو یہ
معاملہ دیکھا ایک ساحر کی شکل بنکر چلا ساحرون کا اسقدر بلوہ ہی کہ راہ چلنا دشوار ہی قضاے کار
شبیہ جادو وہان ملکہ نیرنگ کی بیکایک گھبرائی ہوئی سامنے بیٹی کے آئی کہا بی بی بڑا غضب ہوا
ابھی مجکو کنیز نے خبر دی تمھارے باپ نے نرگس تاجدار کے قتل کرنیکا ارادہ کیا تھا صاحبقران
داماد نوشیروان یہ خبر سُنکر آپڑے سُنا ہی کہ ہزارہا جادوگر مار گئے مگر تمھارے باپ سحر مین طاق
شہرۂ آفاق یہ بھی مشہور ہی کہ صاحبقران پر سحر تاثیر نہین کرتا صاحبقران صاحب اسم اعظم ہین
اسی وجہ سے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نرگس نے گھبرا کے کہا والدہ ماجدہ آپ کا احسان ہوگا کو ٹھے
پر تشریف لیچلیے مین بھی ذرا تماشا دیکھون دونون طرح مجکو مشکل ہی اگر وارث مارا گیا تو عمر اپنی گوشے
مین بیٹھ کے بسر کرونگی زندہ نہ رہونگی کیا تعجب ہی فقیرنی بنکر اُسکی قبر پر بیٹھون اگر باپ پر کوئی افتاد پڑی
اُنکا بھی غم نہ اُٹھیگا اُنھون نے کس ناز و نعم سے مجکو پالا دل پر ہجوم غم و الم ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے نظم

رنج راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا
مشعلِ راہِ عدم داغِ عزیزاں ہوگا

گیسوؤں سا نہ کوئی رہزنِ ایمان ہوگا
غال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گلِ تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہی سرمے سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا

عود کرنے کی نہین روح نکلکر تن سے
پھر نہ ہوگا یہ گھر آباد جو ویران ہوگا

نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا

بوے مے رکھتی ہے اس میکدے مین کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیمان ہوگا

تیری فریاد کا محتاج ہین واماندہ نہین
ای جرس میرے لیے قافلہ نالاں ہوگا

سائے مین اسکے مری گور کھدیگی اکدن
ای پری رو تری دیوار کا احسان ہوگا

آتشِ عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہون جو سروِ چراغان ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخِ رنگین پر
خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا

دستِ گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون ہنر
ایک دن یار مرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون　　نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار ملیگا مجھسا　　زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا
بے نیازی سے فریب ای بت عیار نہ دے　　ہم نہ مانینگے خدا صورت انسان ہوگا
اُسکے عاشق ہین زبس خرد و بزرگ ای آتش　　رشک ہوگا مجھے گر طفل بھی گریان ہوگا

اس طرح بلبلا کر یہ اشعار پڑھے کہ شبیہ جادو رونے لگی کہا بیٹا تیرے جوش و خروش سننے سے کلیجے مین چھید کر دیے کہا ای مادر مہربان نہینون ہو گئے مجھے ضبط کرتے ہوئے تاب ضبط و صبر باقی نہین رہی یقین ہے کہ دل پہلو کو توڑ کے نکلجائے پسلیون کا دام رد کے ہوئے ہے اس دام مین دل پھنسا ہے دو دام ہے دام ایک دام زلف عنبر محبوب اُسکے حلقون کی کشاکش معشوق ہوش دوسرا جال پسلیونکا دلکو روکے ہے دو جال کشاکش کر رہے ہین شبیہ جادو کا دل بیقرار ہوگیا بیٹی کو لپٹا لیکے کوٹھے پر آئین ملکہ نیرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ نرگس تاجدار پہلو پر صاحبقران کے تیغہ آبدار ہاتھ مین کھینچے ہوے لڑائی پر تلا ہوا جب کسی نے سحر کیا اور نرگس بیکار ہوا صاحبقران نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا اُس ساحر کو قتل کیا اس طرح نرگس کو بچا رہے ہین جہان حربہ ہاے سحر چلے اپنا سینہ سپر کر دیتے ہین نرگس کو بچاتے ہین ملکہ نیرنگ دعائین دینے لگین کہ ای پروردگار و ای آسمان کے خدا اے نادیدہ اس جلیل کو آفت ارضی و سماوی سے بچانا کسی آفت مین نہ پھنسانا خدا اسکو ہر بلا سے بچائے ای رحیم تیری ذات سے سب کچھ امید ہے تیری مشیت مین بھید ہے

نظم

حسن خلق و دوستی و اتحاد
میرساند خاک را بر اوج چرخ
در سخاوت ہر کہ دست خود گشاد
باش ساکن مثل خاک ای خاکسار
کن کمر مضبوط بہر این جہاد
خرج کن در راہ مولے خرج کن
ہر کہ اندر خاک گنج زر نہاد
کن کرم یا رب بحالش کن کرم

بندہ را چیزی کہ شاہنشہ کند
عجز و تسلیم و نیاز و انقیاد
دم غنیمت ہست در دنیاے دون
تیزی و تندی مکن مانند باد
بر گنہ کردن مکن خود را دلیر
تا شوی دولت غلام خانہ زاد
ہر کہ باشد شاغل اندر بندگی
ہست ہندی خاکسار و خانہ زاد

نامرادان را کند اہل مراد
اعتقاد است اعتقاد ست اعتقاد
حق نیازد بند باب دولتش
چون نباشد بر قیامش اعتماد
جنگ کن با نفس کافر جنگ کن
بلکہ کن تدبیر بہر انسداد
خاک ہم حاصل نشد زان دولتش
ہست نعم العبد از جملہ عباد
جھک جھک کے زمین پر سجدے

کرتی ہے لیکن صاحبقران کو عمرو نے جو اس آفت مین دیکھا کہ کبھی غزال سوار کی جانب پلٹتے ہین کبھی کرگدن سوار کی جانب جاتے ہین عمرو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا اس فکر مین کہ ایسا نہ ہو آقا پر کوئی زوال آجائے یہ جو عمرو نے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم رُک رُک کر پڑھتے ہین جمشید نے سحر کی بوچھار کر دی ہے ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے کبھی زمین پر دو ہنتر مارا کبھی ان سوارون کو زور دیا پکار پکار کے کہتا ہے ای کیومرس مردار خوار مین تیرے واسطے دریا سے کھینچکر مردے لایا تیرا بھوگ کبھی ناغہ نہین کیا آج اُسکا بدلا کر حمزہ کی زبان بند ہو مسلمان دوڑتے دوڑتے درد مند ہو کبھی ساحرون پر نعرے مارتا ہے کہ ارے یارو تم بہت ہو گھیر کر سب کو مار لو ساحر بلوہ کر کے آتے ہین صاحبقران شیرانہ لڑ رہے ہین کہ عمرو قریب جمشید کے پہونچا ہر لباس ساحر

اُس مقام پر موجود ہی اسکے حکم سے جنگ کر رہے ہین کہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای جمشید تو ثانی
جمشید ہی تیری ذات سے علم ساحری کو رونق ملی پلٹ کے جمشید نے دیکھا کہ ایک ساحر
تعریفین کرتا ہوا آتا ہی نہایت نحیف و ضعیف جمشید نے جھککر سلام کیا ساحر نے کہا بیٹا جیتے رہو
کیا کمال کر رہے ہو تھوڑی کسر اور باقی ہی اسم اعظم حمزہ بند ہوا چاہتا ہی تمھارا ابیر کیا کام کر رہا ہی
اسکو ہٹا دو کہ چست و چالاک ہو کے آئے ہمنے سامری کی آنکھین دیکھین ہین جب چست و چالاک
ہو کے آئینگے ابی دو رہے ہین یہ ضرور گرفتار ہینگے جمشید نے دستک دی کر گدن سوار و غزال سوار
غائب ہوئے ساحر قریب آیا کہا ای جمشید اب ٹھہر کے بلانا کمال سحر دکھانا جمشید کہ رہا ہی
آپ کی مہربانی آپ کا نام کیا ہی کہا بھیّا اسی جنگل مین رہتے ہین چالیس برس سے پوجا پاٹ کرتے ہین
اب سرکار سامری سے دو پوریان دو کچوریان دو آلو ایک اروی ہمارے واسطے آتی ہی
آلو ہم کھائین اروی تمھاری جورو کو کھلائین تمکو بھی سامری و جمشید نظر آئین وہ دیکھو درے
سے سامرن اشارے کر رہی ہین آج تو لہنگا بھاری پہن کے آئی ہین چندری بھی اوڑھے ہین
نتھ بھی پہنے ہین جمشید اُدھر پلٹا پلٹنا تھا کہ بجلی چمکی عمرو نے جال الیاسی مارا جمشید کو جال
مین لیا جمشید چیخا کہ یارو مجھے بچاؤ ساحر دوڑے عمرو نے جال زنبیل مین ڈالا جمشید کو لے بھاگا
غلغلہ ہوا ارے لے گیا ارے لے گیا ملکہ نرگس نے جو کوٹھے سے یہ دیکھا مان سے کہا کیون ای
مادر مہربان آپ نے دیکھا کہ بابا جان کو خواجہ عمرو پکڑ لے گئے سارا سحر بھولے جب جمشید خود بند
غائب ہوا صاحبقران لشکر ساحران پر اسم اعظم پڑھنے لگے ساحر سحر بھولے عمرو نے دو چار
حقے ہائے آتشبازی مارے ساحرون نے فریاد فریاد کی صدا بلند کی ہر طرف یہی ہنگامہ تھا
یا صاحبقران الامان آپ کا مذہب اختیار کرتے ہین برق شمشیر سے پناہ نہین ملتی اب ہمکو
پناہ دیجیے غریبون کو تباہ نہ کیجیے امیر نے یہ صدا سنکے تلوار روکی افسران فوج جمع ہو کر حاضر ہوئے
اطاعت اسلام قبول کی صاحبقران نرگس تاجدار کو ساتھ لیے ہوئے اُس باغ مین آکے بیٹھے
شبیہ جادو نے بیٹی سے کہا کہ ای نور نظر اب کیا ہو گا ملکہ نے کہا اب تو ہمارے تمھارے منقطع ہو گئی
اب دیکھین بابا جان کیا گذرے صاحبقران نے نرگس کو حکم دیا زنانی ڈیوڑھی کا بندوبست کرو
کوئی غیر وہان جانے نہ پائے نرگس دعائین دیتا ہی آنکھین قدم اقدس پر ملتا ہی اپنے ملازم زنانی ڈیوڑھی پر
بھیجدیے ملکہ کو خبر پہونچی کہ نرگس کا زنانی ڈیوڑھی پر انتظام ہی کہا لو مادر مہربان صاحبقران زمان نے
انتظام یہان کا آپ کے خویش کے سپرد کیا انہین کے ملازمون کا پہرا ہی شبیہ کو تردد ہی کہ دیکھون
میرے شوہر پر کیا گذرے یہان صاحبقران نے جب انتظام سے فوج کے فراغت پائی فرمایا
خواجہ جمشید کو لاؤ عمرو نے زبان مین سوزن دیکر مشکین بندھی ہوئین جمشید کو پیش کیا ستون سے
باندھ دیا اب عمرو نے جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا تخت سلطنت پر گلپاش تاجدار
نرگس کا باپ جلوہ فرما ہی نرگس تاجدار کرسی پر صاحبقران زمان دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین
تمام رئیسان شہر و وزیران سلطنت دست بستہ کھڑے ہین صاحبقران نے فرمایا ای جمشید خدا
کو برحق جانو اور اُس سے ڈرو دیکھو پروردگار نے کیا سامان کیا نرگس تاجدار کو یہ دامادی قبول کرو

نرگس تاجدار ہمارا فرزند ہی نرگس کے واسطے جسنے آنکھون سے استطام کیا عین آرزو ہی کہ یہ داماد کی
قبول کرو پروردگار وحدہ لاشریک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی لات و منات کیا سامری و جمشید کون
تھے چند کلمے امیر نے مذمت کفر مین اور چند باتین ثبوت وحدانیت مین اس فصاحت و بلاغت سے
ارشاد فرمائین زنگ کفر آئینۂ قلب سے جمشید کے دور ہوا دل کو سرور ہوا پکار اُٹھا کہ مین تابعدار ہون
بیٹی میری حضور کی کنیز ہی حضور بعنایت عزیز فرماتے ہین اپنے غلامون کا مرتبہ بڑھاتے ہین صاحبقران
نے اپنے دست حق پرست سے سوزن زبان سے نکالا جمشید رہا ہوتے ہی قدمون پر گرا جمشید
حق پرست نام ہوا بصدق دل مطیع اسلام ہوا اُسی وقت ترنج خوشبوئی سینے پر نرگس تاجدار کے
لگایا نرگس کی آنکھون مین خنکی دل کو فرحت روح کو راحت ہر مرتبہ آنکھین قدم اقدس امیر پر
ملتا تھا جمشید خوشی خوشی محل مین آیا زوجہ اسکی شبیہ جادو دوڑ پڑی ملکہ نیرنگ چھپکی جمشید نے
کہا صاحب مبارک ہو ہم مطیع اسلام ہوئے صاحبقران نے نرگس کو فرزند فرمایا کیا رتبے کی بات ہی
کہ صاحبقران زمان کو سمدھی کہون بیٹی کو بلاؤن مین اُسپر قربان ہون اُسی کے تصدق مین یہ مرتبہ
حاصل ہوا ملکہ نیرنگ شرمائی ہوئی آئین باپ نے بیٹی کے ہاتھ آنکھون سے لگائی کہا بی بی نرگس
سے مین نے تمکو منسوب کیا ملکہ نیرنگ نے سر جھکا لیا دست بستہ عرض کی جو حضور نے مناسب جانا
وہ کیا لونڈی کو کیا دخل ہی ملکہ شبیہ بھی مطیع اسلام ہوئین مصنف عرض کرتا ہی صاحبقران نے
بڑے دھوم سے نرگس کے ساتھ نیرنگ کی شادی کی عاشق و معشوق صاحبقران زمان کو
دعائین دیتے تھے جب جشن شادی سے صاحبقران نے فراغت پائی جمشید حق پرست تخت پر
ایک تخت پر والد ماجد نرگس تاجدار بھی کرسی پر بیٹھا ہی دورہ سردارون کا بندھا ہی
جمشید نے دست بستہ عرض کی اب حضور کا کیا قصد ہی صاحبقران نے بیقرار ہوکے فرمایا ای
جمشید حق پرست کیا بیان کرون دو طرح کی جستجو مجھپر واجب و لازم ہی اول تلاش قید سلیمان گوہر کو
کن کن مقام پر تلاش کیا مگر ملنا اُنکا منظور پروردگار نہ تھا اور کوئی اُٹھا کے لیگیا ان دونون نازنینان ماہجبین
کا قید ہونا مجھے بہت شاق ہی دل اُنکی ملاقات کا مشتاق ہی دوسرے تلاش لوح مین اسقدر خاک
چھانی ہی کہ جسکا ذکر نہین کرسکتا لشکر کہین مین کہین کیسا باعث پریشانی ہی دختر بادشاہ سابق
طلسم نور افشان ملکہ خورشید برق وش کہ خواجہ عمرو نے جان اپنی مٹا کے انکو رہا کیا اسی کی
ہدایت سے مین یہانتک پہونچا اب یہ پتہ ملا تھا کہ باغ ہیکلان بن قہار مین لوح ہی اُسی جستجو مین
تھا کہ نرگس سے ملاقات ہوئی دل نے یہ کہا کہ جو زنانہ قید کوکب کا ہی اُسمین فرق نہ پڑیگا خدا اُسکو
رہا کرے باغ ویران کو کس کدو کاوش سے فتح کیا شاخسا جادو کو جب کچھ بن نہ پڑا قید کوکب و
بران و لاچین کو لیکر اور کہین چلیگئی ملکہ نے مجھسے کہا کہ اب آپ اُنکی رہائی کی فکر نہ کرین جب
جب لوح طلسمی ملیگی اور مرحلہ جات فتح ہونگے اُسی ضمن مین رہائی کوکب کی بھی ہوگی اب مین
جستجوے لوح مین مصروف ہون جمشید نے کہا ای شہریار ہیکلان بن قہار رشتے مین میرا بھائی
ہوتا ہی حضور یہان سے لشکر کشی کرین لشکر تو مقابلے مین اُترے وہ تو آپ سے جنگ مین مصروف ہوگا
پشت باغ سے یکہ و تنہا داخلہ کیجیے مین عرض کرتا ہون کہ وسط باغ مین ایک نخل چنار ہی پتیان اُسکی

مثل شعلہ جوالہ دہکتی ہین اُسکی بیخ مین لوح ہے مگر غلام کا شریک ہونا اُس مکار کو ضرور خبر ہو گئی ہو گی ورنہ یہ عرض کرتا کہ حضور یکہ و تنہا جائین اب لشکر کشی ضرور ہے اُسی سے کوئی پہلو نکل آئیگا یہ سب حال سنکے صاحبقران نے خواجہ سے بیان کیا عمرو نے عرض کی انشاء اللہ اس حیلے مین لوح ضرور ملیگی صاحبقران نے تیاری لشکر کو حکم دیا ساٹھ ہزار سوار و پیدل نرگس تاجدار و نرگس کا باپ تخت پر جمشید نے اپنے بیس ہزار سوار ساتھ لیے ساتھ صاحبقران کے ہو لیے اب کوچ کرکے بفر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی طرف باغ ہیکلان کے چلے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہو گا

دو کلمہ داستان شاہزادہ مالک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ کہ تلاش مین تیغہ سحر گش کے روانہ ہوئے ہین و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

خمسہ عوض ساقی نامہ

من ز پیش آمدِ اغیار چو رفتم رفتم
مرد از راہ کہ بیزار چو رفتم رفتم
با چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم
از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جب کہ جی بیٹھ گیا ناز اُٹھانا معلوم
اُٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم
آ بنی جان پہ جب دم تو بچانا معلوم
پھر گئی تجھ سے طبیعت تو پھر آنا معلوم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اور ہین جو گئے آتے ہین گئے جاتے ہین
ہم نہین آپ کے ہر بار کہے جاتے ہین
جو بہ صرفہ کسی سے بھی سہے جاتے ہین
ایک ہی خاطرِ الفت سے رہے جاتے ہین
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریفِ غم و حرمان ہو گا
پائمالِ ستمِ رشکِ رقیبان ہو گا
تختۂ مشقِ جفاہائے نمایان ہو گا
چھوڑ دے جور نہین دیکھ پشیمان ہو گا
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ہی دیوانہ سمجھ کا تری ای یار ہون نہین
قابلِ لطفِ عدو لائقِ آزار ہون مین
غیر کو عیش ہوا در زیست سے بیزار ہون مین
ہاتھ سے مجکو نکھو دیکھ وفادار ہون مین
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

صبر آئے جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی
نہ لگے آگ جو اُسکو بھی جلائے تو کبھی
جی مین ہے جاؤن وہان اب کہ نہ آئے تو کبھی
گم کرون آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہین آتا تجھے ہے ظالم
دل ٹھہرتا نہین ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
تیری محفل سے چلے سخت بکدر ظالم
اے دل راز جفا کیش ستمگر ظالم
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

ایسے دکھ دیکھ کے پھر شکل دکھائیگا کوئی
یاد کیا کرکے یہ غم دل سے بھلائیگا کوئی
کونسی بات ہے جس بات پہ جائیگا کوئی
سر پھرا ہے کہ ترے پاس پھر آئیگا کوئی
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیون نہ آزردہ ہون کچھ جان سے بیزار نہین
مجھ مین تابِ ستمِ غیرتِ اغیار نہین
جس سے ملجاتے تھے اب چھٹ کے وہ آزار نہین
ابھی ہو ترکِ وفا تم سے تو دشوار نہین
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق مین پائی ہے سراسر رنجش
یعنی موجود تھی ملنے کی برابر رنجش
بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزون تر رنجش
ابھی بیحد و نہایت ہے ستمگر رنجش
لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا ۔ عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ مین نے تجھے سمجھایا
نہ سنو گھر کہ گیا اور ستجھے لے آیا ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم
ای صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے ۔ مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
دیر ویران سہی کعبہ مرا آباد رہے
یعنے مومن ہون چلا جاؤنگا مین یاد رہے ۔ لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

چہرہ رہروان جادۂ حیلہ سازی وطی کنندگان منازل سرفرازی داستان شوکت عنوان خاور سپاہ نوجوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ترنم سرایان شیرین مقال + چنین مینگارد زکلک خیال + شاہزادۂ مالک قاسم مع لشکر ظفر اثر چونکہ خبر جاہ وجلال بدیع الزمان سُن چکے تھے کہ کئی قلعے فتح کرکے آتے ہین یہ خبر بھی سُنی کہ ہمارے تیغہ سحر کش پاس کیوس مردار خوار کے ہے اُسی جانب جاتے ہین بادشاہ لشکر عمر گورزاد ختنی وغیرہ ہمراہ ہین سماک یلداقی عیار عرض کرتا ہے ای شہریار اگر قلعہ کیوس پر پہونچے اور تیغہ سحر کش ملگیا تو آپ ہی کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا شاہزادہ خاور سپاہ کو بھی جلدی ہے فرماتے ہین یہ تحفہ دستیاب ہو اتنا تو ہو جائے کہ ہمپر سحر کسی کا تاثیر نہ کرے سماک کہتا ہے مین نے سُنا ہے شاہان نور افشان نے اُس تیغے کو باغ مین کیوس مردار خوار کے رکھا ہے اس طرح رہروی کرتے ہوئے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے نواح دلکشا کو دیکھکر شاہزادہ گھوڑے سے اُتر پڑا صحرا مین ٹہلنے لگا سماک سے فرماتے جاتے ہین کہ اگر مناسب ہو تو آج اسی مقام پر مقام ہو شاہزادہ ٹہل رہا ہے ساتھ والے بھی اُترنے لگے بادشاہ لشکر بھی ٹہلتے ہوئے قریب آئے فرمایا ای شہریار ابھی اس مقام پر اُترنا مناسب نہین ہے دو چار کوس نکلچلیے شاہزادے نے بند قبا کھولدیے یکایک آسمان سے ایک پنجہ گرا قاسم کو وہ پنجہ اُٹھا لیگیا شاہزادہ عمر گورزاد ختنی نے سر پیٹ لیا فرمایا ای سماک یلداقی غضب ہوا شاہزادے کو کوئی اُٹھاکے لیگیا جلد تلاش مین جاؤ سماک نے کہا اب آپ لوگ اسی مقام اُتر ین جب تک مین پلٹ کے نہ آؤن جب تک یہانسے لشکر نہ بڑھے جب آؤن تو حضور کو اسی مقام پر پاؤن یہ کہکے سماک یلداقی قنطورہائے زر بفتی لگاکے روانہ ہوا بادشاہ مجبور ولاچار مضطر وبیقرار اُسی مقام پر اُتر پڑے فرماتے ہین کہ یار وجو دل مین حسرت ہے کہ جاکر طلسم نور افشان کو فتح کرین وہ تقدیر پورا نہین ہونے دیتی اگر ہمارے شاہزادے کے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح ہو بڑی خوشی کی بات ہے بڑا افسوس یہ ہے کہ شہنشاہ کو کب روشنضمیر کو قید کرلیا بادشاہ تو اسکس انتشار مین ہین سماک یلداقی بیقرار بیقرار جاتا ہے فکر ہے کہ ای سماک یہ کیا ہوا کون دشمن لگا ہوا تھا صورت بدلے ہوئے ہے مسافر کی صورت بنالی ہر مقام پر پتہ ونشان دریافت کرتا جاتا ہے لیکن قاسم کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام مسند پر بیٹھی ہے اپنے ہاتھ پاؤن بیکار پائے اپنا نام صنم جادو بتاتی ہے کہہ رہی ہے کہ ای قاسم میرا وصل قبول کر مین مدت دراز سے تجھپر عاشق ہون جب تو قید خانے مین قید تھا مین ملاقات کو شاخسار کے گئی تجھپر عاشق ہوئی قصد کیا کہ تیری رہائی کی تدبیر کرون جب گئی تو یہ سُنا کہ تم قید سے چھوٹ گئے تمام بیابان چھانے پہاڑونسے سر ٹکرایا آج اس دشت سبزہ زار مین تمکو پایا اُٹھا لائی اب میرا وصل قبول کر وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے قاسم گالیان دینے لگے کہ او ملعونہ کیا بکتی ہے جو تجھسے ہو سکے کمی نہ کر صنم جادو نے قاسم کو قید کیا اب مصنف عرض کرتا ہے کہ کیوس مردار خوار کی دختر ملکہ زرین گیسو کشا یہ اُسکی مصاحب ہے اُسنے کہا کہ مین کیوس مردار خوار کو قتل کرون دام تزویر

پھیلاؤن تمکو بادشاہ بناؤن جب قاسم نے نہ مانا ایک مکان مین قید کرکے اُٹھی چونکہ ملکہ زرین گیسو کشا کی مصاحب ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے صنم جادو کو جو اس حال مین دیکھا پوچھا کیون صنم جادو آج مزاج کیسا ہی صنم جادو کا دل بھر آیا تھا ضبط نہ ہو سکا عرض کی واری کیا کہون میرا تو یہ حال ہی نظم

سرکشی اور ہوا اب کسکی گوارا مجکو
ہاتھ سے رکھلے دیا جام شراب پر نور
نکہت گل کی طرح باغ جہان مین ہے محیط
گل سے چھپتی نہین بو راز چھپیگا کیونکر
رو ٹھکر اپنے صنم سے جو چلا مین افسوس
آج مہمان ہون اگ مہ لقا کے گھر مین
وہ تو غفلت سے یہ کہتا ہی کہ کل آؤنگا
کھینچ جلاد اجل خط مری گردن پہ کہین
بستر غم پہ یہ ہے ضعف کہ رہتا ہی خیال
تو بھی اشکون کی روانی کا نہ ہو مجھسے بیان
دست پیغامبر یار مین مکتوب نہین
رنج ہجران صنم دل کے برابر ہی عزیز
وہ خریدار ہون بازار جہان مین ناصح

راست خوش آگئے نہ جب گردن مینا مجکو
آج ساقی نے دکھایا ید بیضا مجکو
تجھسے خالی نظر آئی نہ کوئی جا مجکو
کر نہ دے چاک گریبان کہین رسوا مجکو
نہ پکارا کوئی نا قوس کلیسا مجکو
عشق مین بارے ملا اوج مسیحا مجکو
اور اک دم نہین جینے کا بھروسا مجکو
یاد آیا ہی اب اُس طفل کا گنڈا مجکو
بھیس ڈالے نہ کہین صورت دیبا مجکو
بہر تقریر ملین گر لب دریا مجکو
آکے موسے نے دکھایا ید بیضا مجکو
ہی سوا اور شب دیجور سویدا مجکو
غیر سودا نہین ملتا کوئی سودا مجکو

ملکہ زرین گیسو کشا نے فرمایا کیون اے صنم جادو مزاج کیسا ہی یہ کتنے اشعار کیسے پڑھے یہ پہیلی میری سمجھ مین نہین آئی یہ صنم جادو رونے لگی کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کرون عجب سانحہ کنیز پر گذرا حضور تو واقف ہین کہ ملکہ شاخسار جادو کہ جو داروغہ باغ ویران ہین میرے اُنکے بہناپا ہی ایک دن جو ملاقات کو گئی نبیرہ صاحبقران وہان قید تھا یعنے شاہزادہ خاور سپاہ صاحب عزت وجاہ اُسکو دیکھکر کنیز مائل ہوگئی کیا اُسکے حسن وجمال کی تعریف کرون ایسا جوان رعنا صاحب شوکت ولیاقت میری نگاہ سے نہین گذرا کوئی باعث ایسا ہوا کہ وہ قید سے چھوٹ گئے مین تلاش مین تھی آج اُسکو ایک صحراے سبزہ زار مین پایا اُٹھا لائی لاکھ طرح پر سمجھایا وہ ظالم نہین مانتا اس طرح پر رو روکے صنم جادو نے حال بیان کیا کہ ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی دل مشتاق ہوا کہ کیونکر اُس جوان کو دیکھون کہا کیون صنم جادو تو نے اب کیا کیا صنم جادو نے کہا مین نے قید کیا ملکہ نے کہا اے صنم تمکو اُسکے حال زار پر رحم آیا صنم جادو رونے لگی کہا واری اُسکی بھولی بھولی باتون نے مجکو مار ڈالا مگر اکیسا ہی جو بات کہی اُسکا جواب بگٹٹ دیا تلوار چمکاتا ہی اس طرح جو صنم جادو نے حال قاسم کا بیان کیا کہ ملکہ کو بھی رغبت ہوئی کہ مین کسی طرح اس نوجوان کو دیکھون اور باتین کرون بلکہ اگر ہو سکے تو قید سے رہا کر دون اس وقت خاموش ہو رہی پھر پوچھا اے صنم جادو اب کیا کرو گی کہا واری پھر سمجھاؤنگی شب کو ارادہ ہی کہ جلسہ آراستہ کرون اس جوان کو سمجھاؤن اگر اسنے مانا تو خیر ورنہ شاہان طلسم نور افشان کا یہ دشمن ہی اسی کا جد بعد جد ملک فتح کرتے ہوئے

چلے آتے ہین یہ جوان بھی اسی فکر مین ہی ملکہ خاموش ہو رہین صنم جادو گئی ملکہ نے کنیزون سے کہا صاحبو صنم جادو ایسی باتین کر گئی کہ میرا خود بخود دم گھبراتا ہی مجکو بخوبی یاد ہی کہ ایک دن والد نے بھی ذکر کیا تھا نہین معلوم کیا باعث تھا کہ پوتا حمزہ کا شاہزادہ خاور سیاہ برائے فتاحی طلسم نور افشان جاتا ہی یا جاتا تھا آج مین والد سے پوچھونگی یہ سوچکر چپ ہو رہی دن تو ملکہ نے تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو یہ کہکر کوٹھے پر چڑھی کہ دیکھون بی صنم جادو کیا کرتی ہین جس وقت سے وہ گئی ہین دل کو خود بخود بیقراری ہی دل چاہتا ہی کہ جنگل مین نکلجاؤن گریبان چاک کرون دل کی یہ کیفیت ہی نظم

بس ہی عذاب ہجر ترے دل کباب کو	مرقد مین آئینگے نہ فرشتے عذاب کو
ہنسیے نہ دیکھ دیکھ کے چشم پر آب کو	حاجت نہین ہی برق کی کچھ اس سحاب کو
ہم رند بے شراب تھے ساقی مرے ہوئے	عیسی کا لب کہین لب جام شراب کو
دی عشق رخ نے قید غم دہر سے نجات	چھٹی ملی جو پڑھ چکے ہم اس کتاب کو
چھٹکر بھی ہم ملینگے کبھی اُنسے ای فلک	پھر انقلاب ہو گا ترے انقلاب کو
کہتے ہین مجھسے بوسہ وہ دیکر شب وصال	صاحب ذرا نہ بھولیے گا اب حساب کو
دکھلا دے ساقیا لب ساغر کا معجزہ	اُڑا دے دود آتش مے سے سحاب کو
لو پھر کمند جنبش موج ہوا ہوئی	شوق چمن ہوا دل خانہ خراب کو
قطرے کی جا ٹپکنے لگے غنچہ ہا سے گل	دھویا جو یار نے رخ رشک گلاب کو
دل مین ہوائے رخ کو ترے دیتے ہین جگہ	رکھتے ہین مہد غنچے مین بوے گلاب کو
آغوش پر کرم تو بظاہر نہین مگر	چھپکر وہ میری آنکھون مین آتے ہین خواب کو
بہکا ہی بام پر ترے جلوے کو دیکھکر	بھولا ہوا ہی وقت غروب آفتاب کو
زیبا ہی سب غرور حسینون کے واسطے	ہی ماہ کو جمال جلال آفتاب کو
خالی پلا نہ شربت دیدار وقت قتل	قاتل ملا لے تیغ تبسم کی آب کو
جوتے سے روند ڈالیے مجھ سوختہ کی خاک	سرمہ ضرور چاہیے چشم رکاب کو
دو بارہ دور ساقی کوثر نے ای صفیر	پھیرا ہی جام مے کی طرح آفتاب کو

ملول و حزین ملکہ زرین گیسو گشا حیران و پریشان و مضطر و بیقرار کوٹھے پر آئین سر اٹھا کے دیکھا کہ صنم جادو سرنگون بیٹھی ہی سامنے ایک آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شعشعہت افروز جانداری نہنگ بحر جرأت آفتاب عالمتاب آسمان جلالت ہتھکڑیان بیڑیان پہنے بیٹھا ہی صنم جادو منتین کر رہی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی کہتی ہی کیون او ظالم میرے قتل کا طالب ہی تیرا عشق میری جان پر غالب ہی ای قاسم جان دیدونگی جب صنم جادو بہت کہتی ہی اول تو قاسم کچھ جواب نہین دیتے جب بہت درہم و برہم ہو کے کہتی ہی کہ او مغرور جواب تو دے ہاے کیا کرون فلک نے کیا سامان دکھایا راتون کو نیند نہین آتی ہی طبیعت رہ رہ کے گھبراتی ہی کدھر نکلجاؤن کسکو اپنا حال دکھاؤن نام کمبختون کا مشہور ہو گیا کل شب کو کیسی کیسی تڑپی کسی طرح نیند نہ آئی ہر مرتبہ غل مچاتی تھی تڑپ تڑپ کے رات کاٹی جب دم لبون پر آیا تب گریبان سحر چاک ہوا روتی ہوئی اُٹھی زبان پر

یہ اشعار عاشقانہ جاری تھے

غزل مومن

ہین ہلاکِ اشتیاقِ طرزِ کشتن ہو گیا
دوستی کیا کی کہ اپنا آپ دشمن ہوگیا

دھو دیا اشکِ ندامت نے گناہون کو مرے
تر ہوا دامن تو بارے پاک دامن ہوگیا

ہوگیا سُنکر نویدِ وصل شادیِ مرگ ہین
لب تلک یہ زمزمہ آیا کہ شیون ہوگیا

کونسا گذرا یہان سے شہسوارِ نازنین
سبزۂ تربت مرا پامال توسن ہوگیا

زخم تو بھی مگر مرہم زخمِ کہن ہی چارہ گر
بند تیرِ یار سے سینے کا روزن ہوگیا

نیم جلوہ ہے کو بھی وہ سے اگنتے ہین اب بے پردگی
جسم کا ہید ہ یہ کسکا صرف چلمن ہوگیا

بسکہ مین سارے برس روتا رہا غم مین ترے
جیٹھ اور بیساکھ کا بھی چاند ساون ہوگیا

اُف رے سوزِ عشق بریان دل کی تنگیِ ہجر سے
خرمن گل پر جو لوٹا وہ بھی گلخن ہوگیا

پانون زندان سے اُٹھے کیا سر اُٹھا سکتے نہین
حلقۂ زنجیر آخر طوقِ گردن ہوگیا

جھانکتے ہین کیا ملائک اُس پری رخسار کو
پردۂ نو پردۂ افلاک چلمن ہوگیا

شہر مین ہی شہرہ کس قدِ قیامت زا کا کیون
جلوہ گاہِ حشر ہر کو و برزن ہوگیا

خاک اُڑائی مین نے کیا طرزِ جنون قیس کی
رشکِ جہان آباد سارا نجد کا بن ہوگیا

مومن دیندار نے کی بت پرستی اختیار
ایک شیخ وقت تھا سو بھی برہمن ہوگیا

اسقدر بیقرار و بیتاب ہی قاسم سے ہر چند کہتی ہی قاسم سے جواب سخت ملتا ہی کبھی قدمون پر گرتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی قاسم کی بیقراری صنم جادو کی اشکباری ملکہ نے جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا بیقرار ہوگئین جمال بمثال قاسم دیکھکر ہوش درست نہ رکھے کوٹھے سے اُترین گر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے خاموش ہوکر بیٹھین ہر چند کنیزین پوچھتی ہین کہ مزاج اقدس کیسا ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین جب کنیزون نے بہت پوچھا کہا حال مصیبت مآل اس نوجوان کا دیکھکر دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا کیون صاحب عشق و عاشقی زبردستی بھی ہوتی ہی یہ کیا قیامت ہی کہ وہ تو انکار کرتا ہی اب یہ حرامزدی ٹوٹی پڑتی ہی رات بھر ملکہ بیقرار رہین صبح کو اُٹھین محلدار نے عرض کی چوبدار شاہی آیا ہی آپ کے والد نے یاد فرمایا ہی کہ دو دن سے ہمنے ملکہ کو نہین دیکھا جلد بُلا لاؤ ملکہ بہتر کہکے اُٹھین کہا محافہ لاؤ محافۂ زرین تیار ہوکے آیا ملکہ محافے مین سوار ہوکے گئین جب محل مین اُترین ناظر نے جاکے کیوس مردارخوار سے کہا کہ صاحبزادی تشریف لائی ہین کیوس محل مین آیا بیٹی کو گلے سے لگایا ملکہ نے پوچھا ای والد نامدار مین سُنتی ہون کہ طلسم کشا نے کوہ ہفت جوش کو فتح کیا لوح طلسم کی فکر مین پھر رہے ہین ایک دن نبیرۂ حمزہ کا آپنے ذکر کیا تھا کیا فرزندان حمزہ بھی برائے طلسم کشائی آئے ہین آپ نے ذکر خاور سیاہ کیا وہ کس منزل مین تھا کیوس مردارخوار نے کہا ای نور نظر یہ ذکر نہ کرو ایک بیٹے نے حمزہ کے لوح محفوظ پائی ہی کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا نبیرۂ حمزہ نے تیغۂ سحر کش پایا کئی ملک فتح کیے کوئی اُسکا سامنا نہ کرسکتا تھا شاہان طلسم جو گئے تیغہ اُنکے قبضے سے نکالا ای نور نظر چونکہ مین انتظام طلسم پہ ہون حفاظت میرے متعلق وہ تیغہ شاہان طلسم نے میرے پاس بھیجا مین نے اُسکو خزانے مین رکھا ہی اب بھی وہ نبیرۂ حمزہ کہین لڑ رہا ہی بڑی بات یہ ہی کہ ابھی تک یہ نہین ثابت ہوا کہ وہ تیغہ میرے پاس ہی ورنہ وہ ادھر کا قصد کرتا

ہی

ملکہ نے فشان پوچھا کہ تیغہ تو آپ نے خزانے مین رکھا ہی مگر اُسکی کنجی کہان ہی کیبوس نے کہا کنجی اُسکی میرے
پاس ہی خبردار ای فرزند اسکا ذکر کسی سے نہ کرنا ورنہ میری جان پر بنیگی ملکہ چپ ہو رہی مگر دل کو خلش
بیقراری کہ اُس جوان سے کیونکر ملاقات کرون بامید ملون اگر تیغہ اُسکے پاس پہونچگیا تو قیامتین
برپا کریگا شاہان طلسم سے بھی مقابلہ پڑ چکا اپنے پلنگ پر جاکے سو رہی بیقراری مین نیند کہان
جب ملکہ زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ رات کم باقی رہی اور محل مین سناٹا ہوا دبے پاؤن اُٹھی قریب
باپ کے آئی ازاربند سے اُسکے کنجی کھولی دوڑی ہوئی قریب خزانے کے پہونچی قفل کھولا نشان تو
دریافت کر چلی تھی تیغے کو اپنے قبضے مین کیا لیکن دیکھا کہ رات بہت کم باقی ہی گھبرا کر چلی اسقدر
بیقرار تھی کہ ایک کنیز سوسن نامے جو پاس تھی اُسکو ہمراہ لیا دروازہ محل کا کھولکے چلی کہا ایسے
سوسن اسوقت صنم جادو کیا کر رہی ہوگی کہا حضور اُسی قیدی پر ظلم و بدعت کرتی ہوگی ہر چند بلندی پر
اگر تیغہ بران مہرتابان نیام مغرب سے نکلا یہان صنم جادو رات بھر قاسم کو لیے بیٹھی رہی ڈرایا دھمکایا
یہ ملحوظ رہے کہ جسم پر قاسم کے جسقدر قید ہی وہ سحر صنم جادو کی ہی جب صنم جادو نے دیکھا کہ اب
صبح ہوگئی یہ کہکر اُٹھی کہ ای جوان آج تجکو قتل کرونگی قتل کرکے مین بھی زندہ نہ رہونگی خاور سپاہ
بارہ دری مین بیٹھے رہے ماران سیاہ سحر جسم مین لپٹے ہوئے ہین پہلو بدل رہے ہین صنم جادو
غصے مین چلی اس خیال مین کہ کمرے سے تلوار نکالکر لاؤن اسکو ڈراؤن شاید جان کے خوف سے
قبول کرے ملکہ زرین جو چلی تلوار قبضے مین سوسن کنیز پشت پر خوف بھی دل کو ہی کہ صنم جادو
ساحرہ ہی اتفاق سے جس کمرے مین آکے ملکہ چھپین منظور یہ ہوا ہی کہ چھپ کر دیکھون قاسم کے
ساتھ کیا کر رہی ہی ملکہ نے درار سے دیکھا کہ صنم جادو افتان و خیزان آتی ہی شب بھر شراب پی
اُسکا خمار غصہ مزاج مین کہ ہائے رات بھر شراب پی ہی اُسکا بھی خمار نہ دفع ہوا غصہ از حد کہ
ہائے اس ظالم نے میرا کہنا نہ مانا تیغہ برہنہ کھینچکر سامنے جاؤن شاید بخوف قبول کرے اس سوچ مین
دل سے باتین کرتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہی زرین گیسو کشا نے دیکھا کہ صنم جادو اسی کمرے مین
آتی ہی تیغہ کھینچکر کمرے سے نکلی للکارا کہ او صنم جادو ایک بندۂ خدا کو رات بھر ستایا تیرے کیا
ہاتھ آیا کوئی ایسا ستم کرتا ہی وہ تیرے اوپر تھوکتا نہین اور تو جان دیتی ہی عشق و عاشقی زبردستی
بھی ہوتی ہی صنم جادو نے جو سر اُٹھایا چونکہ اسکی نوکر رہی ہی ہنس پڑی کہا واری آپ کیون میرے
مقدمات مین دخل دیتی ہین حقیقت مین اس ظالم کو قتل کرونگی ملکہ نے تیغہ کھینچا کہا حرامزادی مین تجکو
قتل کرنے آئی ہون صنم نے حقیر جانکر آنکھ سے اشارہ کیا کہ تیغہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑے کچھ
اسم سحر بھی پڑھا وہ تیغہ سحر کش ہی سحر کب تاثیر کرتا ہی جیسے ہی اسنے سحر کیا تیغہ آنکھون کے نیچے چمکا
یہ سحر بھولی ملکہ نے پیترا بدل کے ہاتھ مارا کہ صنم جادو کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ کے بے اختیار منہ سے
نکلگیا وہ مارا سوسن خواص نے کہا واری کیا کارنمایان کیا اس ظالم کو خوب واصل جہنم کیا یہی مناسب تھا
جو حضور نے کیا صنم جادو کے مرنیکی علامت برپا ہوئی بیر غلچا نے لگے قاسم کے جسم سے ماران سیاہ
جلکر گرے قاسم بھی اُٹھے سمجھے کہ کسی نے صنم جادو کو مارا جب تو مین نے رہائی پائی جا بجا ساحرون سے
لڑائی پڑی قاعدے سے آگاہ ہوگئے ہین ادھر سے قاسم چلے ہتھیار انکے اُسی مقام پر رکھے تھے تیغہ حمائل کیا

گمان کیا اپنی دوش پر ڈالی صحن کی جانب چلے دیکھا تو آسمان سے آگ برس رہی ہی آواز آرہی ہی کہ کشتی مرا
نام من صنم جادو بود قاسم حیران ہین کہ کس دوست صادق نے اسکو مارا یہان ہمارے ساتھ دوستی کرنیوالا
کون تھا معبود حقیقی نے غیب سے یہ سامان کیا ادھر سے ملکہ زرین گیسو کشا آتی ہین ادھر قاسم بارہ دری
سے نکلے اب قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور وش ماہ آسمان حسن و جمال خورشید درخشان چرخ جلال
بوٹا سا قد کمسن لباس بھاری پہنے ہوئے دریائے جواہر مین غرق فرد مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین
ابرو ہلال + پنجۂ خورشید اُسکے گیسو و نکا شانہ تھا + نیچہ ہلالی چمکاتی ہوئی غنچہ دہن دا گوہر آبدار سے منو
نکل رہی ہی خواص سے فرماتی ہوئی آتی ہین کہ ایک بندۂ خدا کو اس حرامزادی نے ناحق قید کیا قتل کرنے
چلی تھی یہ نہ سمجھی تھی کہ ہماری موت قریب ہی قاسم کی جو نگاہ پڑی بیقرار ہوگئے پکار اُٹھے ای شہنشاہ خوبی و
ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تمھین نے اس سنگدل کو مارا ہمپر بڑا احسان کیا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا
ادھر سے قاسم جاتے ہین اُدھر سے ملکہ زرین گیسو کشا مسکراتی آتی ہین کبھی ہنسکر سر جھکانا کبھی شرمانا
کبھی جلدی مین مُنھ سے نکلگیا کہ صاحب الگ رہیے میرے قریب نہ آئیے اسوقت خون میرے سر پر
سوار ہی ایسا نہو تیغچہ چلجاے قاسم مسکراکر فرماتے ہین میرے واسطے تیغچے کی کیا ضرورت ہی جنبش ابرو
کافی ہی ہم تو گرفتار طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہوئے اب تم کیون تابل فراق ہو تیر مژگان دل پر پڑے ہم تو
زخمی بخوبی ہو چکے ہاتھ کیون ہلائیے جنبش ابرو کافی ہی ملکہ نے مسکراکر کہا صاحب ان باتون کو مین نہین
جانتی کہ آپ بے تلوار ذبح ہوگئے ان باتون سے کیا فائدہ البتہ قلق تو ضرور ہوا ہوگا تمھاری چہیتی قتل ہوئی
یہ باتین اگر آپ اُس سے کرتے تو زیبندہ تھین مین کمبخت کونے کی بیٹھنے والی سحر و ساحری کو بھی نہین جانتی
ان باتون کو کیونکر سمجھون آپ بھی تلوار کھینچیے اپنے چاہنے والا کا بدلا لیجیے یہان تو یہ رنگ ہی وہان
کیوس مردار خوار کی جو آنکھ کھلی آواز آئی کشتی مرا نام من صنم جادو بود گھبرا کر صحن خانہ مین آیا سر اُٹھا کر
دیکھا قصر صنم سے یہ آوازین آرہی ہین یون پلٹے کے دیکھا خزانے کا دروازہ کھلا ہوا پڑا ہی ازار بند پر
ہاتھ ڈالا کنجی کو جو نہ پایا مُنھ سے نکلا یار و غضب ہوا زوجہ اسکی صہباے جادو کہتی ہوئی دوڑی
صاحب کیا ہوا اسنے کہا صاحب غضب ہوا رات کو تمھاری صاحبزادی بلند اقبال نے تیغۂ سحر کش
کا مجھسے حال پوچھا یا شاید صنم جادو لیگئی اُسکے مرنیکی آواز کیون آئی ہی نکلے بلند ہوا آسمان پر
آکے دیکھا کہ تیغۂ سحر کش زرین گیسو کشا کے ہاتھ مین ہی قاسم عذر کرتے ہوے چلے آتے ہین یہ تو
تصویر قاسم دیکھ چکا ہی تلوار کو بھی پہچانا کہ ملکہ کے ہاتھ مین ہی پکار پکار کے کہ رہی ہی کہ صاحب
اپنا تحفہ لیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے لشکر کو جائیے مین آواز سے نہین بجھتی قاسم فرماتے ہین تیغہ
تمھارے پاس اتنا تیز ہی کہ ایک ہاتھ ہمکو بھی لگا دو اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کس منہ سے کہتے ہو کہ ترا وقت ٹل گیا
خالق کو تھی پسند جو برگشتگی مری
اب جاے خون وہان جراحت مین پیپ ہی
مانند طفل اشک ہون ابتر سرشت مین
انجام عمر سے بڑھی کیا کیا خمیدگی

کچھ آپ کا مزاج نہ تھا جو بدل گیا
پتلا ہزار بار بنا اور بدل گیا
کیا انقلاب ہی کہ لہو تک بدل گیا
پیدا ہی ہوتے آنکھ سے باہر نکل گیا
دن کم رہا تو سایۂ دیوار ڈھل گیا

اللہ ری بیکسی کہ یہ نوبت ہی آجکل
پھبتی سنائی یار نے آئے ہلال عید
ہان التفات یار سے بیمار جان بلب
بوسون سے غیر کے لب شیرین ہوئے ہین تلخ
کب برہمی کی شکل نہ پیش نظر رہی
ممکن نہین کہ راست کبھی کچھ مزاج ہو
پھر کہدیا کچھ اُس بت وعدہ خلاف نے
تھا خوف اسقدر چمن روزگار سے
صیاد ساتھ ہی چمن کائنات مین
مدت کے بعد ربط سخن پھر بڑھا نسیم

ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
ملنے کو جھک کے جو مین قریب بغل گیا
اچھا تو کیا ہوا ہی مگر کچھ سنبھل گیا
بگڑی وہ چاشنی وہ قوام عسل گیا
کس روز تیرے طرۂ گیسو سے بل گیا
اس چرخ پیر کا نہ جوا کون سے بل گیا
پھر کچھ دنون مریض محبت سنبھل گیا
جب کوئی گل ہنسا تو مرا دل دہل گیا
قسمت نو کیا کریگی اگر دل بہل گیا
مضمون کی تازگی سے ذرا دل بہل گیا

آسمان سے یہ معرکہ کیوس مردار خوار نے دیکھا بیٹی کو للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہی خبردار تیغہ نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا باپ کی جو آواز سُنی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اس زور سے کیوس نے آواز دی کہ زرین گیسو کشا تھرتھر کانپنے لگی تیغہ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا گھبراہٹ مین منھ سے نکلا باباجان مجھسے خطا ہوئی لیکن اس جوان کو قتل نہ کیجیے گا اب تیغہ تو زمین پر پڑا ہی کیوس کندے باندھ کے چلا کہ تیغہ اُٹھالون قاسم نے جو دیکھا کہ یہ ساحر بڑے زور و شور سے آتا ہی ملکہ خوف سے زمین پر گر پڑی اُٹھتی ہی مگر دل بیٹھا جاتا ہی باپ کے خوف سے قلب تھراتا ہی قاسم نے چاہا دوڑ کے تیغہ اُٹھالون کیوس مردار خوار قریب آچکا ہی خیال مین آیا کہ ای قاسم پہلے اسکو مار و اگر اس محسن کو پکڑ کے لیجائیگا وہ سزا دیگا کہ یہ اُٹھا نہ سکیگی کیوس تو کندے باندھے ہوئے آتا ہی مجھی کا بالکل خیال نہین یہ منظور ہی کہ تیغہ اُٹھالون قاسم نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرناک خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بعبد کرد فرانجر کمان مین پیوستہ کیا جیسے ہی کیوس نے چاہا تیغے پر گرون قاسم نے تاک کے تیر مارا سینہ پر کینے کیوس پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کے پار گذرا کیوس دھم سے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئین کہا صاحب کیا کمال کیا اگر تیغہ اسکے قبضے مین جاتا قیامت برپا ہوتی ملکہ جھاڑ پونچھ کے زمین سے اُٹھین اب قاسم بڑھے کہ مین تیغہ اُٹھالون وقت وہ ہی کہ سحر العجائب و مصر الغرائب اپنے دربار مین بیٹھے ہین ذکر طلسم کشا ہو رہا ہی مصاحبون نے کہا تصویر سامری سے پوچھیے اب طلسم مین کیا ہو رہا ہی کو ٹھا کھولا سنہری پتلی ہنستی ہوئی نکلی سحر العجائب نے کہا ای ہم شبیہ سامری طلسم مین کیا کیفیت ہی پتلی نے کہا اون معرکہ تو بیان کرونگی اس وقت ایک معرکہ حیرت افزا گذرا ہی شاہزادہ قاسم نبیرۂ صاحبقران اپنے دادا کے لشکر سے جدا ہوا دیکھیے موت نے کیونکر گھیرا اصنم جادو مدت سے عاشق تھی سامری و جمشید نے یہ تقدیر کی کہ زرین گیسو کشا دختر کیوس اُسپر عاشق ہوئی تیغہ سحر کش چرا کے لائی اُسی تلوار سے صنم جادو کو مارا کیوس مردار خوار پہونچا پسران حمزہ سب صاحبان لیاقت جرأت ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے قاسم نے کیوس کو تیر مار دیا اسپر مجکو ہنسی آئی ابھی تک

ملکہ ہمارا لشکر وہان پریشان ہوگا لشکر کو ساتھ لے لین تو طرف طلسم نورافشان کے چلین ملکہ نے کہا
صاحب یہ ملک ویران یونہین پڑا رہیگا قاسم نے اُنھین ساحرون مین سے ایک ساحر کو قائم کیا پانچ ہزار
ساحر باقی غیر ساحر سب شاہزادے کے ہمراہ ہوگئے ملکہ زرین گیسو کشا کو محافے مین سوار کیا آپ
پشت مرکب پر سوار ہوکے اس فوج کو ہمراہ لیکر چلے تلاش لشکر مین جاتے ہین ہر مقام پر یہی فکر ہی
کہ لشکر ہمارا کس جگہ پر ہی نہین معلوم بادشاہ عالیجاہ پر کیا گذری ہمارے عمرو گوزرادختنی کسقدر حیران
و پریشان ہونگے قیماس خان وغیرہ بیقرار ہونگے مگر اب حال سماک یلداقی کا عرض کیا جاتا ہی کہ
تلاش مین شاہزادہ خاور سیاہ کے صورت ایک سپاہی کی بنا ہوا قریہ قریہ تلاش کرتا پھرتا ہے
تین شبانہ روز پھرا جب نشان شاہزادے کا نہ ملا ایک نخل کے سائے مین بیٹھ کے رونے لگا جی مین
کہتا ہی ای سماک لشکر مین کیا جاؤن خاک روے سیاہ دکھاؤن شاہزادہ عمرو گوزرادختنی فرمائینگے
تو کیسا فرزند عمرو ہی ہمیشہ ہمچشمی کا دعوی کرتا ہی اپنے آقا کو تلاش کرکے نہ لایا سامنے ایک جھیل ہے
اُس جھیل پر باز و بط و قرقرے گر رہے ہین پانی پینے مین مصروف ہین دو آگر بیٹھے چار چلیگئے سماک
اُنکا تماشا دیکھ رہا ہی رات سے آب و دانہ بھی ممکن نہین ہوا ہی خیال مین آیا کسی جانور کو شکار کرون
اُسکے کباب لگاکے کھاؤن سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلّہ گوپھن مین دیا
نخلستان سے نکلا طائرون نے جو صیاد کو دیکھا سب جانور اُڑ گئے سماک بہت پریشان ہوا کہا
ای سماک کیا بدنصیبی ہی کہ سب جانور اُڑ گئے اب کوئی اور طائر تلاش کرون یا کوئی آہو ملے تو
اُسکو شکار کرون اس خیال مین چار جانب دیکھ رہا ہی آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک عقاب
برابر طاؤس کے نئی بات یہ ہی کہ ایک تیغہ منقار مین دبائے ہوئے پر مارتا ہوا آتا ہی سماک حیران ہی
کہ یہ کیسا عقاب ہی جسکو دیکھکر دل بیتاب ہی کسی کی تلوار اُٹھا لایا پانی کو دیکھکر عقاب اُترا سماک
آڑ مین چھپ گیا عقاب نے جھیل پر آکے تیغہ منقار سے زمین پر رکھا منقار پانی مین ڈالی پانی پینے لگا
یہ سمجھا تھا کہ بناہ پانی مشکل ہوگی جیسے ہی عقاب نے منقار کو پانی مین ڈالا سماک نے تاک کے پتھر مارا
پتھر سر پر عقاب کے پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مرتے ہی عقاب کے اندھیرا ہوگیا سماک گھبرایا
کہ یہ کیا معرکہ ہی پانی کی طرف دوڑا دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا پھڑک رہا ہی سر پھٹا ہوا سماک حیران ہی
کہ یہ کیا معرکہ ہی تیغہ سماک نے اُٹھا لیا قاسم محافہ ملکہ زرین گیسو کشا کا لیے ہوئے آتے ہین راہ
مین ملکہ ہر مرتبہ فرماتی ہین کہ ای شہریار مین نے یہ سختی اُٹھائی کہ مان باپ کو قتل کرایا افسوس ہے
تیغے پر قبضہ نہ ہوا دیکھین حضور شاہان طلسم نورافشان ہمہ دان و ہمہ گیر ہین معلوم ہوتا ہی اس معرکے
کی اُنکو سب خبر پہونچگئی عقاب جادو اُنھین کا فرستادہ تھا کتنا بڑا ساحر زبردست تھا کہ مادر پدر
کے سحر نے تاثیر بھی نہ کی قاسم نے کہا ملکہ یہ آواز کہان سے آئی ملکہ نے کہا معلوم ہوتا ہی کسی نے
عقاب جادو کو مارا ہے تیغہ منتشر ہوا آپ کا قبضہ ہوتا تو مجھے خوشی ہوتی قاسم نے کہا ملکہ
خدا کو یاد کرو رب اکبر ہمکو تیغہ دلائیگا یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا محافہ بھی پیچھے چلا آتا ہی بادیگر شیان
باز و بط بنکر بلند ہو مین ایک کنیز نے دیکھا کہ لاشہ عقاب جادو کا تو زمین پر پڑا ہی ایک عیار طرار
قنطورہ زربفتی سے آراستہ تیغے کو ہاتھ مین لیے ہوئے بنگاہ حیرت جوہر شمشیر کو دیکھ رہا ہے

تیغہ زمین پر ٹیکا یہ سنتے ہی سحر العجائب نے آواز دی ای عقاب لینا ایک جادوگر تڑ پکر اٹھا عقاب
بنکر چلا اُس وقت پہونچا کہ ملکہ قاسم کی دور سے بلائین لے رہی ہین کہتی ہین صاحب کیا کمال کیا
قاسم کہہ رہے ہین ای جان جہان تمھاری محبت نے یہ کام کرایا ورنہ مجھسے کیا ہو سکتا تھا تمنے
بڑا کار نمایان کیا صنم جادو کو مارا اگر اب میرے حال پر مہربانی فرمائیے میری عجب کیفیت ہی اپنے
قابو مین نہین ہون نظم

شبنم ز ابر دیدہ فشانیم بر چمن
آتش شویم در دل شمع اثر کنیم
مخفی قطار ہفتہ ایام بگسلد

گو ہمدمے کہ نغمۂ داؤد سر کنیم
بہائے غنچہ سرخ چو خون جگر کنیم
صد روز ہجر شب شود یکشب کہ وصل بود
در کوے عاقبت چو نسیم از گذر کنیم

آن دلے بہمرہ با دیگر کنیم
از آہ سرد خویش ندیدیم چون اثر
نگذاشت روزگار کہ شامی سحر کنیم

ملکہ نے کہا ای شہریار پہلے تیغہ
اٹھا لیجیے اب مین آپ کے ساتھ ہون اب کہان جاؤنگی باپ مارا گیا مان صہبائے جادو رنڈا پا کیونکر
کاٹیگی کہ صہبا بھی وہان سے چلی اُس وقت پہونچی کہ قاسم و ملکہ سے باتین ہو رہی ہین لاشہ کیوس کا
زمین پر تڑپ تڑپکر سرد ہوا اُپکار کر آواز دی او گیسو بریدہ تو نے باپ کو قتل کرایا ملکہ نے جوان کو دیکھا
ہاتھ باندھنے لگی کہا ای مادر مہربان میرے حال پر رحم کیجیے وقت فتح ہونے طلسم نور افشان کا آگیا
اسی شیر کا ساتھ دیجیے صہبائے جادو نے کہا او گیسو بریدہ شوہر کا لاشہ دیکھون اور صبر کرون
اور قاتل شوہر کا ساتھ دون مین اول تیغہ تو قبضے مین کرون یہ کہکے تڑپی کہ تیغے پر گرون اور
اسی تیغے سے قاسم کو قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب جادو خبردار او صہبا
تیغہ نہ اُٹھانا صہبا نے پلٹ کے کہا او ظالم میرے شوہر کو یہ تیغہ سرکار شاہان طلسم نور افشان
سے ملا اب اسکی مین نگہبان ہون عقاب نے کلمات سخت کہے کہا او گیسو بریدہ اپنے گھر مین
دشمن شاہ کو بٹھایا بیٹی کو میش کیا شوہر کو قتل کرایا اب باتین بناتی ہی اب میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جائیگی صہبا نے سحر کیا عقاب جادو اسکے سحر کو کب مانتا ہی جھپٹ کے ایک منقار ماری سینے
کو توڑ کے صہبا کے پار گذری لاشہ صہبا کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا صدائین چھناک آنے لگین
آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من صہبائے جادو بود قاسم و ملکہ تو ٹٹولنے لگے عقاب جو تڑپ کے
گرا اُسی تاریکی مین اُسنے تیغہ اُٹھا لیا اب جو روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا ایک عقاب بلند پرواز تیغ
منھ مین دبائے قندیل فلک ہو چکا ہی ملکہ نے کہا صاحب غضب ہو گیا یہ ساحر پاس سے شاہان
نور افشان کے آیا ہی تلوار لیے جاتا ہی قاسم نے تیر پھینکے عقاب تک نہ پہونچے ملکہ نے سر پیٹ لیا
کہا صاحب بڑا غضب ہوا قاسم نے کہا ای ملکہ عالم خدا پر نظر کرو اگر تیغہ ہماری تقدیر کا ہی جو ہر جرات
کھلنے کا فرپناہ نہ پائینگے کسی تدبیر سے تو ہمکو تیغہ ملیگا یہ جو تلوار کمر مین ہی جہان کھنچے گی صفین کی صفین
درہم و برہم کر دونگا کئی سو کنیزان ملکہ آکر پہونچین کئی سو ساحر آئے ملکہ نے پکار کے آواز دی صاحبو
یہ صف شکن تیغزن نبیرۂ صاحبقران ہی صہبا و کیوس دونون مارے گئے یہ بھی تم لوگ بخوبی سنچکے
کہ عمر طلسم آخر ہی اب طلسم نور افشان ضرور فتح ہوگا ان شیرون کو کون روکیگا ہمنے اپنی آنکھون سے
کتاب سامری مین دیکھا جو مسلمانون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بذلت مارا جائیگا اسطرح
ملکہ نے سمجھایا کہ کنیزین ملکہ کی اور ساحر قاسم کے شریک ہوئے اطاعت اسلام اختیار کی قاسم نے کہا

دریاے جواہر مین غرق ہے کنیز نے بڑھکر قاسم کو خبر دی قاسم نے گھوڑے کو چمکایا تازیانہ کیا دور سے اپنے
یار وفادار کو دیکھا کہ تیغہ ہاتھ مین ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہی سماک بلیداقی نے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا
بیتاب ہوکے دوڑا عرض کی ای شہریار آج تین شبانہ روز گذرے کہ غلام آپ کو تلاش کرتا پھرتا ہی
شکر ہی کہ آپ کو بخیر وعافیت پایا ابھی ایک جادوگر کو مارا عقاب بنا ہوا آیا تھا یہ تیغہ غلام نے اُسکی منقار
سے پایا قاسم نے سماک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای سماک یہی تیغہ سحرکش ہی سب حال بیان کیا
سماک نے کہا آپ صاحب اقبال ہین قاسم اُس تیغے کو لیکر قریب محافے کے آئے کہا لو ملکہ خدا نے
تیغہ یون دوایا راہ مین ہمارے عیار نے میان عقاب کی گردن لی ملکہ تیغے کو دیکھکر خوش ہو گئین
کہا ضرور آپ کے ہاتھ سے طلسم نور افشان فتح ہو گا اب قاسم طرف اپنے لشکر کے چلے تیغہ سحرکش
بھی کمر سے حمائل کیا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے قضاے کار سکندر زرین پوش زرین علم طیران جادو
جو انکو لیکر چلی راہ مین کہا حضور اپنے چہرے پر نقاب ڈال لین کوئی آپ کو پہچانے نہین مین لوح کا
پتہ لگا دونگی وہ نشان تو خلاف ٹھہرا نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے طیران ونسیم وشاہین بلند پرواز
وملکہ گلشن یہ چارون ساحر رسالدارون کی شکل بنے ہوئے پشت پر سکندر کے نوبت کو نقارے بجتے ہوئے
جواہر خنجر زن بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے دیہات وقریات ویران کرتے ہوئے چلے آتے ہین
ادھر سے قاسم جاتے ہین کہ دیکھا گرد اُڑی ایک نقابدار گلگون پوش مرکب بادرفتار پر سوار پشت پر
فوج جرار کس زور وشور سے آتا ہی ادھر سکندر کی نگاہ جمال جہان آراے قاسم پر پڑی کہ ایک
محافہ فوج ہمراہ سکندر نے عیار سے کہا کہ دریافت تو کرو عیار نے تمام کیفیت دریافت کی کہ شاہزادہ
ملک قاسم کسی جنگ سے واپس آتے ہین سکندر نے گھوڑا روک لیا عیار سے کہا اس شہریار سے
جاکر بیان کرو کہ طرف طلسم نور افشان کے جانیکا قصد نہ کرو ہتھیار اپنے ہمکو حوالے کردو قاسم سے
جو جاکے عیار نے کہا قاسم نے کہا نقابدار کی شامتین آئی ہین برقعہ بیحیائی منھ پر ڈال لیا ہو چاہا
کہدیا عیار نے جاکے سکندر سے کہا کہ حضور وہ بہت خفا ہوتے ہین سکندر نے کہا لے انکو زیر کیجے
آگے نہ بڑھونگا یہ بھی دریافت ہوا کہ یہ ایرج نوجوان کے والد ہین کہا ای سکندر اگر انکو زیر کیا
تو لطف ملیگا یہ کہکے اُسی مقام پر اُتر پڑے قاسم نے بھی بارگاہ استادہ کرائی ملکہ زرین گیسو کشا
بارگاہ مین داخل ہوئین قاسم نے ایک بارگاہ اپنے واسطے الگ استادہ کرائی سکندر کو یہی کدہی کہ
انکو زیر کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پہ چوب پڑی سماک بلیداقی
نے آکر یہ خبر قاسم سے کہی قاسم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین نقارہ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین یہ دونون لشکر تیار کر رہے ہین لیکن
ضیغم شیر شکار ملکہ برقان برق وش کو لیے ہوئے طرف طلسم کے جاتے ہین رات کو اس
دشت مین آگے لشکر پہونچا دیکھا دو لشکر مقابلے مین فروکش ہین نیرنگ صبا رفتار سے کہا دریافت
تو کرو یہ کون لوگ ہین عیار نے آکے خبر دی کہ حضور یہ لشکر نقابدار گلگون پوش کا ہی وہ لشکر شاہزادہ
خاور سپاہ نبیرہ صاحبقران کا ہی ضیغم بھی ایک گوشے مین اُتر پڑے چار پہر رات گذرے
ستارہ سحری آسمان پر چمکا سکندر نے لشکر کو لیکر میدان مین آئے ادھر سے قاسم لشکر کو لیے ہوئے

میدان مین پہونچے مگر لشکر بہت قلیل ہی جب قاسم مرکب کو چھیڑ کر چلے ملکہ بیقرار ہوگئین کہا ای شہریار یہ نقابدار کون ہی کہ جو آپ سے مصروف کارزار ہی رات سے مین بیقرار ہون شاہزادہ قاسم نے کہا اس نقابدار کی قضا لیکر آئی ہی لشکر ہمارے پاس کم تھا اب لشکر معقول ہوجائیگا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار میرا خانماں سب برباد ہوا اب چاہتی ہون عمر میری زیر سایہ دامن دولت بسر ہو آپ میدان مین نہ جائیے اور جادوگرنیان موجود ہین اگر مین اس کو چہ سحر سے نابلد ہون ورنہ سحر کرکے گرفتار کرلیتی قاسم نے کہا لیاقت کے خلاف ہی کہ وہ جوان صاحب شوکت دلیا فنون معلوم ہوتا ہی نہین معلوم نقاب کیون چہرے پر ڈالی ہی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار مین کیا کہکے دل کو سمجھاؤن جی چاہتا ہی مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلون آپ کو تنہا میدان کارزار مین نہ جانے دون اس طور سے ملکہ نے یہ باتین کہین کہ قاسم کا بھی دل بھر آیا ملکہ سے فرمایا کہ ای ملکہ اگر مین اُسکے مقابلے مین نہ جاؤنگا تو وہ جوان بھی صاحب لیاقت و جلالت معلوم ہوتا ہی مجھے طعن و تشنیع کریگا مناسب وقت نہین ہی کہ مین میدان کارزار مین نہ جاؤن تم خاطر جمع رکھو بر حال مین فضل خدا شریک حال ہی کیا ملال ہی اگر خدا نے چاہا تو اس مغرور کو زیر کرتا ہون جب ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ اب نہ رُکیگا مجبور ہوگئی کہا صاحب یہ تو آپ سب صحیح و درست فرماتے ہین آپ سے مقابلے کی کسکو تاب ہی کون لڑسکتا ہی لیکن میرا دل نہین قبول کرتا اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

کیا مری آغوش سے نفرت ہی اُس بے پیر کو
اسقدر وحشت نہین ہوتی کمان سے تیر کو

کر پسینے سے طلائی نقرئی زنجیر کو
کالبد تیرا بنایا گوندھکر اکسیر کو

غش کیا موسی نے جب دیکھا تری تنویر کو
آگئی لکنت زبان مین سُنتے ہی تقریر کو

کھیلنے مین لگ گئی مٹی جو اُسکی چشم پر
گرد یا خاک مذلت رشک نے اکسیر کو

ہون وہ گریان اشک کر دینگے مرقع کو خراب
کھینچنا بے چشم او مانی مری تصویر کو

اُس تمنا نے کیا دیوانہ مجکو ای پری
ڈالدے میرے گلے مین زلف کی زنجیر کو

ضبط مین کرتا نہین آتی ہی غیرت دوستو
کیا بھلا مُنھ سے نکالون آہ بے تاثیر کو

گر موافق ہوتی ہی تقدیر مجھسے زاہدا
ترک کرتا ہون کسی تدبیر سے تقدیر کو

ہی بشر گو خاک کا پتلا نہ جانو غافلو
ایک ہی صورت ملی ہی خاک اور اکسیر کو

ہوگیا ہی اسقدر بیقدر عالم مین ہنر
کیا عجب گر عیب سمجھین جوہر شمشیر کو

کیون نگہ ہم خاکسارون پر نہین پڑتی کبھی
خاک تودہ سے صنم ہی کام ہر دم تیر کو

اُس پریرو کے مسخر کرنے مین حیران ہون مین
ورنہ آسان جانتا ہون دیو کی تسخیر کو

کچھ نظر آیا نہ اس غفلت کدے مین غیر حُسن
چاہیے یوسف ہمارے خواب کی تعبیر کو

یار کو پہونچاؤن اپنی ناتوانی کی خبر
مو قلم درکار ہی مکتوب کی تحریر کو

آسمان پر اندلون رہنے لگا تیرا دماغ
چاہیے رنگ شفق ظالم تری تصویر کو

خط کترتا ہی ترا ای شمع رو حجام آج
کیون نہ سمجھون ایک اب مقراض اور گلگیر کو

واقعی ناسخ عبادت ہی جو دیہ ارغلیٰ
دیکھ لیتے ہین ملائک ہر سحر تصویر کو

قاسم نے کہا خدا کو یاد کرو انشاء اللہ تعالیٰ میدان کارزار سے ابھی پلٹ کے آتا ہون بہر نوع سمجھا کر میدان کارزار مین تشریف لائے سکندر لشکر مین کھڑے ہین میدان مین آکے ٹھہرے صفین آراستہ ہو چکی تھین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے سکندر نے گھوڑا بڑھایا سلح شوری دکھلا کے آواز دی یا نبیرۂ صاحبقران میرے مقابلے مین تشریف لائیے آپ کی جرأت کے بڑے ہنگامے ہین ایک گوشے سے یہ معرکہ ضیغم شیر شکار بھی دیکھ رہے ہین ہر چند کہ نیرنگ نے اپنے بیان نہین کیا طریقے سے لشکر کے سمجھ گئے کہ یہ لشکر سکندر کا ہے سکندر نے جو قاسم کو پکارا قاسم نے مرکب کو صف سے نکالا دو تلوارین حمائل ایک طرف تیغۂ سحر کش دوسری جانب دوسری تلوار اور کمان کیانی دوش پر ہزار تیر دن کا ترکش مثل دم طاؤس خود زرین سر پر اس جاہ و حشم سے سامنے سکندر کے آگے پہونچے آپسمین تگاور چلی پانچ قدم مرکب سکندر کا اور تین قدم مرکب قاسم کا پیچھے ہٹا سکندر کی نگاہ جمال بےمثال قاسم پر پڑی حیران جمال و محو دیدار جی مین کہتا ہے ای سکندر جو کچھ ایرج نوجوان نے کہا تھا اُسکا ظہور ہوتا ہے بالکل میری صورت سے مشابہ ہے زلفین خلیلی سطوت و صولت و جلالت و رعب و دبدبہ و شوکت سب باتون مین طاق شہرۂ آفاق دیر تک جمال جہان آرا کو دیکھا کیا قاسم نے کہا او نقابدار کیا مجھے دیکھتا ہے یہ میدان کارزار ہے زبان شمشیر سے کلام ہونا چاہیے سکندر نے نیزہ اُٹھایا قاسم کو مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا قاسم جہان دیدہ کار آزمودہ سکندر سے بڑے زور و شور سے نیزہ چل رہا ہے قاسم نے اکثر مقامات پر خانۂ زرہ مین نیزہ رکھدیا اور فرمایا اے جوان ہوشیار ہو جا جسم اقدس نور کے سانچے مین ڈھلا ہوا ہے جب سنان نیزہ جسم پر پہونچتی ہے قطرہ خون کا اُبھر آتا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تختۂ بلورین پر شنجرف کے نقطے دیے ہین پہر بھی کامل نیزہ چلا آخر قاسم نے ایک مقام پر گانٹھ کے تھپیڑہ مارا نیزہ ہاتھ سے سکندر کے نکل گیا زمانہ سکندر کی آنکھون مین تیرہ و تار ہوا بقہر و غضب تمام قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے چاہا تلوار پر رد کون سکندر نے اس فن سے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کے جو تیغہ گرا سر قاسم کا زخمی ہوا قاسم نے زخم کھا کے ہاتھ تیغۂ پلارک افراسیابی کا مارا الملحوظ رہے بلکہ طیران و نسیم و شاہین و گلشن سحر کر رہی ہین کہ سکندر کا زور بڑھاتین اور قاسم کا زور گھٹاتین تیغۂ سحر کش زیب کمر شاہزادہ والا قدر ہے اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا لیکن قاسم نے جب ہاتھ مارا اُسی قدر زخم سر پر سکندر کے آیا گھوڑا ابھی مارا گیا سکندر نے بیٹھ کے ہاتھ مارا مرکب قاسم کا بھی مارا گیا اب دونون کو دے دونون آتشخو شعلہ مزاج سکندر کو یہ غصہ ہے کہ اس جوان نے نیزہ کیون میرے ہاتھ سے نکالا ہاتھ اسکے قلم کرونگا قاسم کو زخمی ہونیکا ملال اُس زخمداری مین کشتی ہونے لگی زخمی ہونے پر سکندر کے نسیم بیقرار ہو گئی گھبرا کر اپنے باپ سے کہا کیون باباجان ہمنے تو اس مذہب کو ترک کیا ارواح سامری و جمشید مین تاثیر جاتی رہی کھلا سحر کیجیے قاسم نے لپٹتے ہی زیادتیان کرنا شروع کین جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ زخم سکندر زیادہ کھلگیا زرہ پارہ پارہ لباس خون آلود نسیم نے بڑھکر کچھ اشیاے سحر پھینکے نیرنگ جھبار فتار تھے

ضیغم کو خبر دی کہ شاہزادہ قاسم نے اس جوان نقابدار کو دنگ کیا ہی کشتی مین تنگ کیا ہی لیکن ادھر
ساحر بھی موجود ہین دیکھیے وہ جو رسالدار خود زرین پہنے ہی بڑھ بڑھ کے سحر کر رہا ہی شاہزادہ قاسم
زیر ہوا چاہتے ہین ابتک جلالت صاحبقرانی دکھلا رہے ہین ضیغم کو بہت ناگوار ہوا پلٹ کے طرف
قزاقون کے دیکھا اٹھارہ سو قزاق پشت ہاے مرکب پر سوار جھوم رہے ہین سب نے گھوڑے جھکائے
کہا پڑاو انکا لوٹ لو بوق ترکی جو بجایا بوق مین آواز تھی ای قزاقان نہ بند معلوم ہوا صور سرافیل پھنکا
لشکر سکندر پر جا پڑے پڑاو لٹنے لگا بنیے بقال قتل ہوئے قزاق لوٹنے کے عادی غلہ سب بنیون کا
اٹھا لیا عورتون کے ہاتھ کاٹ لیے جو کوئی ہنسلی پہنے تھی سر کاٹا گھوڑے پر لادا او چلے فریاد فریاد
کی جو صدا بلند ہوئی سکندر نے پلٹ کے دیکھا نقابدار ببر پوش پڑاو لوٹ رہا ہی قاسم سے کہا ای
شیر بیشۂ صاحبقرانی اب اس وقت معاف فرمائیے یہ خیال نہ کیجیے گا کہ مین زخمی ہون کسی حال
مین آپ سے بار نہین ہون جس طور سے چاہیے گا مجھسے مقابلہ کیجیے گا اس نقابدار نے مجھے بہت عاجز کیا ہی
کئی مرتبہ میرے لشکر پر شبخون مار چکا ہی بھگوڑا بھاگ جاتا ہی آج اسکی گردن لونگا قاسم نے چھوڑ دیا
سکندر نے کہا ملکہ پڑاو لٹا جاتا ہی طبران نے آگے بڑھ کے گولہ مارا گولہ جو پھٹا کئی سو قزاق منھ کے
بھل گرے ضیغم نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ساحر نے سحر کیا ساتھ والے گرے کمان کیانی دوش
سے لی تیر سحر کمان مین پیوست کیا تاک کے تیر مارا توڑ کے طبران کے سینے کو پار گذرا طبران جادو
گھوڑے سے گرا قزاقون نے مہلت پائی اب نسیم نے گھوڑا اٹھایا نسیم و شاہین و گلشن چلے سکندر
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا زانون پر ہاتھ مار کے کہا ہماری تقدیر مین فتاحی طلسم نہین ہی کیا معین ہمارا
مارا گیا دل پریشان ہوا سکندر نے چاہا تعاقب کرے جواہر نے عرض کی آپ زخمدار ہین سکندر
نے لشکر کو اشارہ کیا لشکر کو لیکر تعاقب کیا قاسم نے جب دیکھا کہ لشکر سکندر آنکھون سے ناپید ہوا
قاسم گھوڑے پر سوار ہوے چونکہ بر سر منزل تھے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے طرف اپنے لشکر کے
روانہ ہوئے عمرو گورزاد ختنی واسطے قاسم کے نہایت پریشان تھے خبر جو سنی کہ شاہزادہ آتا ہی
طہماس خان وغیرہ واسطے استقبال کے آئے استقبال کر کے قاسم کو داخل لشکر کیا عمرو گورزاد ختنی نے
حال پوچھا قاسم نے سب کیفیت بیان کی زخمون مین ٹانکے دیے گئے مگر نسیم نے سکندر سے کہا ای شہریار
کیون گھبراتے ہین بتصدق خداوند مجھ لوح طلسمی کا پتہ لگا ہینگے سکندر نے اسی وقت کوچ کیا زخم فرو
ہو گئی کوچ کر کے طرف طلسم نور افشان کے چلے شاہزادہ خاور سیاہ نے زخم روزی کر کے اپنے
مقام سے کوچ کیا اب لشکر گران شاہزادے کے بھی ساتھ ہی اور محافہ زرین کیسو کشا کا منظور تھا
کہ انکو انکے ملک پر چھوڑین ملکہ نے کہا ای شہریار مان میری یون قتل ہوئی باپ یون مارے گئے اب مین
تنہا کسکے بھروسے پر رہونگی لاچار ہمراہ رکھنا پڑا دو کوس راہ طی کی تھی کہ توپ کی آواز کان مین آئی
قاسم نے کہا کوئی قلعہ کہین لڑ رہا ہی قاسم نے میر لشکر کو اشارہ کیا اس توپ کی آواز پر چلو اسی طرف
متوجہ ہوئے نخلستان سے نکلکر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ اسپر ایک بادشاہ جلیل قلعے پر فریاد و
شور کر رہا ہی اور ایک پہلوان زنگی قوی تن قوی سن غریو کیے ہوے قلعے پر جاتا ہی بادشاہ قلعہ
فریاد کر رہا ہی زنگی نہین مانتا ہی لیغر کیے ہوے جاتا ہی شاہزادہ خاور سیاہ کو بہت ناگوار ہوا

ہم شبیہ سامری کو آواز دی پتلی ہنستی ہوئی نکلی کہا شہنشاہ شاید عقاب جادو کا حال پوچھیے گا میان
عقاب کے پر کترے گئے خدمت سامری مین پہونچے اس وقت تیغہ سحر کش میدان مین رکھا ہے
قاسم ایک زنگی سے لڑ رہا ہی کوئی ایسا ساحر جلدی کرکے جاکے تیغہ اُٹھا کے آپ کے پاس لائے
ابیض جادو دربار سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ یہ غلام کا کام ہی سحر العجائب نے کہا بہت جلد جانا
شبیہ سامری سردارون سے باتین کرنے لگی سب اپنے اپنے حالات پوچھ رہے ہین جس کسی نے
حال فتح طلسم نور افشان پوچھا پتلی ہنس کے چپ ہو رہتی ہی جب کوئی بہت کہتا ہی تو یہ کہتی ہی کہ
ان باتون کو سامری جانین ہم نہین جانتے ابیض جادو بلند ہو گیا طرف میدان قلعۂ زرنگار
کے چلا ہمصورت سامری نے پلٹ کے پوچھا ای شہنشاہ کسکو بھیجا سحر العجائب نے کہا ابیض جادو
ہمارا مصاحب گیا ہی پتلی نے کہا ای شہنشاہ آپ نے بہت غلطی کی ابیض جادو کا جانا نامناسب تھا
کیونکہ قلب ابیض جادو کا صاف نہین ہی تیغہ لیکر آپ کے پاس نہ آئیگا یہ سنتے ہی سحر العجائب
نے میگون جادو سے کہا ای میگون جلدی جاؤ ابیض جادو کو اس طرف پلٹا دینا تم تیغہ
لیکر ہمارے پاس چلے آنا کیونکہ ہمصورت سامری کہہ رہی ہی کہ دل ابیض کا ہماری طرف
سے صاف نہین ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے تیغہ تجکو نہ ملے تو مشکل ہو میگون جادو
چلی دو کوس پر ابیض پہونچا تھا دل مین اپنے سوچ رہا ہی کہ تیغہ سحر کش تو تحفہ نایاب ہی یہ
تیغہ قبضے مین رہے تو طلسم کشا بھی اطاعت کرے بڑے عجز سے مانگیگا ای ابیض چلکر تیغہ
قبضے مین کرو جوہر لیاقت دکھاؤ اپنے گھر مین بیٹھ رہو جب طلسم کشا تشریف لائین یہی تیغہ پناہ دیگا
اسی ذریعے سے طلسم کشا سے ملینگے کہ سامنے سے دیکھا میگون جادو آتی ہی ابیض کو جو صحرا مین
ٹہلتے دیکھا پکار کر آواز دی ای ابیض جادو تمکو شہنشاہ نے یاد فرمایا ہی تمکو تکلیف نہ ہو تیغہ
مین لے آؤنگی ابیض کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا اب ہم اس حکم کو نہین مانتے تم پلٹ جاؤ میگون
نے دیکھا ابیض تو آمادۂ حرب و پیکار ہی کہتا ہی کہ آپ پلٹ جائیے مین خود جاکر تیغہ لاؤنگا ایسے تحفے
نایاب کو کیونکر چھوڑون ایسی عمدہ شی سے منھ موڑون تم جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا نام ہوگا میگون
نے کہا ای ابیض حکم شہنشاہ نہین مانتے ابیض نے کہا ایسے حکم کا نہ ماننا مناسب ہی بی میگون
پلٹ جاؤ میگون نے دیکھا ایسا نہ ہو فساد ہو کہا کیون ای ابیض مین ابھی جاکے شاہ سے کہدون
ابیض نے کہا مین نہ پلٹونگا یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے طرف میدان زرنگار کے چلا دل سے
باتین کرتا ہوا کہ جب تیغہ میرے پاس ہوگا طلسم کشا ہماری خواہش کریگا میگون سوچی کہ اب
اگر مین پلٹ کے خدمت شاہ طلسم مین جاؤنگی تو وہ فرمائینگے کہ تو نے کیون جانے دیا مین چلکر
الگ سے دیکھون کہ ابیض کیا کرتا ہی یہ سوچکر ایک طائر کی شکل بنکر چلی ابیض سے الگ الگ
دل مین کہتی ہی ہم شبیہ سامری کا کہنا شاید تخت نشین ہوا ابیض کے دل مین فساد ہی شاید
ابیض کا چراغ عقل روشن سالکان مسلک سامری کا رہزن ہوا یہان شاہزادہ خاور سیاہ
نے زنگی کو اُٹھا کر مارا چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے سمک بنگاہ غور دیکھ رہا ہے
قاسم نے گندہ زانون دبا کر کہا ای لمعان چمک دکھا چکے اب اطاعت مین کیا کہتے ہو لمعان نے کہا

گھوڑے کو بڑھا کے نعرہ کیا او زنگی سیاہ رو یہ کیسی جرأت ہی وہ فریاد کرتا ہی تو نہین مانتا اب قدم آگے نہ بڑھانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ قاسم تصنیف مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیرودار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

زنگی نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب تمثال خورشید جمال مرکب باد رفتار لو اڑائے ہوئے آتا ہی ہر ایک مقام پر یہی آواز ہی کہ اب قدم نہ بڑھانا ورنہ تیری فوج کو پامال کرونگا زنگی پلٹا آواز دی و نبیرۂ حمزہ تجھے ان مقدمات مین کیا دخل ہی یہ بادشاہ ملک سلیمان زرنگاری ہی ہمارے شہنشاہ طلسم نور افشان کا خراجگزار ہی مجکو بادشاہ نے واسطے خراج لینے کے بھیجا ہی دو برس سے اسنے خراج نہین دیا ہی قاسم نے کہا تیرے بادشاہ نے مجک مارا وہ فریاد فریاد کرتا ہی تیرا بدعت کا قصد ہی زنگی نے پلٹ کے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا گیارھوین طعن مین قاسم نے اسکا نیزہ نکال دیا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے ہاتھ بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے آخر گھوڑے سے وہ گینڈے سے کودا وہ بادشاہ بھی قلعے کو کھولکے نکل آیا اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نبیرۂ حمزہ میری مدد کو تشریف لائے ہین یہ بھی صف جمائے کھڑا ہی تماشا دیکھ رہا ہی قاسم نے اترتے ہی بھی چھڑوا دیا ایسے دو چار رکھے مارے زمین سے ملا ملا دیا ڑک ڑک کر لڑ رہا ہی مگر جان سے اپنی بیزار ہی دل مین کہتا ہی ای لمعان زنگی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بڑے سخت جوان سے مقابلہ پڑا ہی پسران حمزہ سب زبردست ہین جمال جہان آرا پر جب نگاہ پڑتی ہی تو حیران جمال محو دیدار ہوتا ہی بھی تردد ہی کہ دیکھون اب کیا ہو دن قلیل باقی تھا شام تک لمعان زنگی قاسم سے لڑا شام کو روک کے کھڑا ہوا کہا ای شہریار آپ مجھسے خوب لڑے مگر دن واسطے لڑائی کے رات واسطے عیش و آرام کے اب کل پھر مقابلہ ہوگا شب کو ہماری آپ کی جانبازی کون دیکھیگا قاسم نے کہا اگر پہلوانان دوران اپنا یہ دستور نہین اب یا تم ہمکو زیر کرکے پلٹنا یا شاید ہم ہی غالب آئین اگر تاریکی کا خیال ہی لشکر تمھارے ساتھ ہی روشنی کو حکم دو رات کا دن ہونا کتنی بڑی بات ہی یہ کیا کوئی کرامات ہی لمعان زنگی نے اہالیان فوج کو دیکھا اہالیان فوج روشنی لائے سماک بلند اقبال نے بھی سامان روشنی کا کیا اسی طرح مقابلہ ہونے لگا رات بھر بمشکل زنگی الجھ الجھ کے لڑا چار پہر رات گذر گئے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اب سب نے دیکھا کہ زنگی اکھڑ رہا ہی قاسم اسی طرح شیرانہ مصروف جنگ و جدل ہی انکی جرأت مین کب خلل ہی پہر دن چڑھے لمعان زنگی نے کہا ایک ذرا آخر تجھپر کرتا ہون یہ بھی ملحوظ خاطر نازک رہے کہ سپر و شمشیر قاسم کی میدان مین رکھی ہی تیغہ سحر کش بھی سپر پر رکھا ہی لمعان زنگی سے کشاکش کے زور ہو رہے ہین قاسم چاہتے ہین اب اسکو زیر کرین لیکن دربار سحر العجائب و مصر الغرائب کا ذکر کیا جاتا ہی کہ عقاب جادو کو بھیجکر یہ خاموش ہو رہے بوقت سحر تمام رفیق و امیر آکر حاضر ہوئے کسی کے منہ سے نکلا حضور عقاب تیغہ لینے گیا تھا نہین معلوم اسپر کیا گذری سحر العجائب نے

ای شہریار میری یہی شرط تھی کہ جو مجکو زیر کرے مین اُسکی اطاعت کرون قاسم نے چھوڑ دیا لمعان
قدمون پر گرا قاسم نے سر سینے سے لگایا کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا لمعان کلمہ پڑھکر
بصدق مسلمان ہوا اُسی دم پٹکے سلاح میدان کارزار مین رکھے ہوئے ہین خیال ہوا کہ جسم پر
آراستہ کرون لمعان طرف فوج کے متوجہ ہوا پکار کر آواز دی یارو مین نے لات و منات پر
لات ماری مذہب اسلام قبول کیا جن صاحب کو مسلمان ہونا ہو وہ شریک ہون نہین تو ہمارے
لشکر سے نکلجائین سب اہالیان فوج نے آواز دی ہم آپ کے تابعدار ہین جو مذہب آپ نے
قبول کیا وہی ہمکو بھی منظور ہی آپ کی رفاقت سے ہم خوش ہین سمک نے دوڑ کے قاسم کے
ہاتھ چوم لیے کہا ای شہریار کیا سردار ملا ہی قاسم بھی خوش ہو رہے ہین کہ ابیض آکر پہونچا
اُسنے دیکھا حقیقت مین تیغہ سپر پر رکھا ہی قاسم سمک سے باتین کر رہے ہین ابیض تڑپ کے گرا
تیغۂ سحرکش اُٹھا لیا سمک نے جو پرچھائین دیکھی کہا ای شہریار غضب ہوا ساحر تیغۂ سحرکش
لیے جاتا ہی جب تک قاسم چھپٹے وہ تیغہ لیکر بلند ہو گیا آسمان پر جا کے نعرہ کیا منم ابیض جادو
فرستادۂ شہنشاہ طلسم نور افشان دور سے میگون نے بھی یہ معاملہ دیکھا قاسم تڑپکر رہ گئے
سمک بیقرار ہو گیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا تیغۂ سحرکش ساحر لیگیا قاسم نے کہا از صدقۂ
پاپوش کہان چھپاتے پھرین حقیقت مین شاہان طلسم نور افشان ہمہ دان و ہمہ گیر ہین قلعۂ طلسمی
سے بیٹھے ہوئے سب حال دیکھ رہے ہین سلمان زرنگار بھی قریب شاہزادۂ خاور سیاہ کے
آیا عرض کی ای شہریار خوشا نصیب کہ حضور نے غلام کو سرفراز کیا امیدوار ہون کہ قلعے مین
تشریف لیچلیے قاسم نے کہا ای بادشاہ جمجاہ اگر ہمسے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو سلمان
نے عرض کی ای شہریار آپ کے قدمون کی قسم کھاتا ہون کہ جب لمعان زنگی نے مجپر بلغر کیا
تو دل سے مین نے کہا کہ ای آسمان کے خدا اے نادیدہ میری مدد کر دل سے دعا مانگ رہا تھا
کہ صحرا سے گرد اُڑی آپ ظاہر ہوئے دل کو یقین ہوا کہ خدائی خدا اے نادیدہ کی برحق ہی
قاسم نے کلمہ پڑھایا سلمان زرنگار بھی بصدق دل مسلمان ہوا لمعان زنگی و بادشاہ
داخل قلعۂ زرنگار ہوئے تمام رعایا واسطے تماشا دیکھنے کے آئی محافہ ملکہ زرین گیسو کشا کا
قاسم کے ساتھ ہی تمام سوار و پیدل گھیرے ہوئے قضائے کار ملکہ الماس گلنار پوش
دختر سلمان اپنے محل مین بیٹھی ہین کہ کنیزون نے خبر دی آج عجب طرح کا معرکہ ہوا لمعان
نے آکے آپ کے والد کو گھیرا تھا نبیرۂ صاحبقران فرزند رستم یعنے قاسم نوجوان مدد کو
آئے لمعان زنگی کو زیر کیا آپ کے باپ بھی بصدق مسلمان ہوئے اب شاہزادۂ والا قدر
قلعے مین آتے ہین تمام اہالیان شہر واسطے تماشے کے گئے ہین ملکہ الماس نے کہا ہم بھی واسطے
تماشا دیکھنے کے جائینگے چوک مین جو مکان شہنشاہی ہی اُسکو چلکر جلد آراستہ کرو کنیزین
سوار ہوکے گئین مکان جاکر آراستہ کیا ملکہ اُسمین اُترین اول دیکھا فوجین شاہی جاتی ہین
اُسکے بعد لمعان زنگی چوب و چماق ہاتھ مین لیے ہوئے مثل فیل مست جھومتا ہوا ملکہ نے جو
لمعان زنگی کو دیکھا کہا کیون صاحبو اس دیو کو کیونکر زیر کیا ہوگا کنیزون نے کہا واری

دس پہر کشتی ہوئی لیکن وہ شیر اسپر غالب آیا الماس کو حیرت ہوگئی ایک طرف سے دیکھا ہزار ہا
کہاریان ماہ پیکر بھاری لہنگے پہنے ہوئے دریاے زیور مین غوطہ مارے ہوئے چند ناظر بھگانے
ایک عیار پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوئے کنیزون نے کہا واری یہ محافہ ملکہ زرین گیسو کشا
دختر کیوس مردار خوار کا ہی یہ معشوقہ شاہزادہ والا قدر ہین مشہور ہی کہ حسن وجمال مین رشکِ
بدر ہین ملکہ حیران محافے کو دیکھنے لگین ہنسکر کہا کہ یہ کہو صاحب انکا بڑا جاہ وپیار ہی محافہ
ساتھ رہتا ہی کنیزون نے کہا کہ حضور ہمنے سُنا ہی کہ یہ مدت تک عاشق رہین کسی وجہ سے ملاقات ہوئی
ان باپ انکے مار بیٹھے تب شاہزادے کو انکے حال پر رحم آیا محافہ اپنے ساتھ رکھا ایکطرف سے
اپنے باپ کو دیکھا کہ تاج پہنے ہوئے چوب وچماق ہاتھ مین انتظام آمد شاہزادہ خاور سپاہ
کرتے ہوئے چلے آتے ہین اب ملکہ بغور دیکھنے لگین سب دوکاندار جھک جھک کر سلام کر رہے ہین
قاسم دونون ہاتھون سے جواب سلام دیتے ہوئے ایک ایک سے تخلق واخلاق مزاج پوچھتے ہوئے
سلیمان زرنگاری سب کے نام بتاتا جاتا ہی جمال جہان آرا لے خاور سپاہ دیکھکر ملکہ کو
تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پکار اٹھین ارے صاحبو حقیقت مین یہ شیر تو بیمثل وبے نظیر ہی حقیقت
مین ایسے شیر نگاہ سے نہین گذرے اہی تو یہ کیفیت ہی نظم

رونگٹے کہتے ہین جسکو سب وہ تن مین خار ہین
آدمی کے صورت ماہی بدن مین خار ہین

غیر تو کاہے کو تیری انجمن مین خار ہین
ہان نہین بس ایک ای گل اس چمن مین خار ہین

یہ گل رخسار کی پھیلی ہی گلشن مین بہار
پھول ہین ای رشک گل جتنے چمن مین خار ہین

سبزہ خط سے بہار حسن دونی ہوگئی
خار نہین گالون پہ گل ہاے چمن مین خار ہین

ای گلو کنج لحد مین صورت راحت کہان
رنج دینے کو جو یہ کیا ہنک کفن مین خار ہین

سینۂ عاشق پہ بولے پھیر کر وہ ہاتھ کو
رونگٹے ہین یا تمھارے تن بدن مین خار ہین

کیا ہوا اُس رشک گلشن کو جو گھیرے ہین رقیب
قرب گل دیکھو ہزارون ہی چمن مین خار ہین

ہیجگل ہین آسمان پر دیکھکر خطِ شعاع
مین یہ سمجھا دامنِ چرخ کہن مین خار ہین

خشکی لب مانع گفتار ہوتی ہی صنم
یہ زبانِ عاشقِ تشنہ دہن مین خار ہین

چبھتی ہین پائے نظر مین صورت مژگان یار
کم نہین ہین نیش سے جتنے چمن مین خار ہین

جسم نازک مین چبھے جاتے ہین کانٹو کی طرح
گو کبھی دامنِ گل پیرہن مین خار ہین

وصل مین ہمسے جو چمٹا مین تو باز و چھل گئے
تکمڑی ہی یا تمھارے نور تن مین خار ہین

دل مین حاسد کے کھٹکتے ہین مرے مضمون جو لوگ
ہون مین حیران کیا مرے شعر وسخن مین خار ہین

کنیزون نے عرض کی حقیقت مین ایسے صاحبان سطوت وشوکت ولیاقت نگاہ سے نہین گذرے
مگر یہ شاہزادی کیا صاحب نصیبہ ہی کہ اپنے شاہزادے کے ساتھ رہتی ہی جب سواری شاہزادے کی
سامنے سے نکلگئی ملکہ کو پسینہ آگیا اعضا کانپتے تھے چہرے پر ہوائیان کنیزون نے عرض کی
واری خیر تو ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھری کہا صاحبو جس بات کو عیب جانتی تھی اُسی کا سامنا
ہوا چاہتا ہی حقیقت یہ ہی کہ ایسے صاحبان شوکت ولیاقت کوئی دیکھکر کہیگا کہ لمعان زندگی کو

انھون نے زیر کیا میرے والد کے یہان کیسے کیسے پہلوان نوکر ہین کوئی سامنا نہ کرسکا زور مین طاقت مین اپسے بینظیر مقبول بارگاہ خدا صاحب جاہ چہرہ رشک بدر اس وقت طبیعت قابو مین نہین ہی اس شاہزادے سے کیونکر ملاقات ہو کنیزون نے کہا حضور اس ملکہ کی مصاحب کوئی صنم جادو نامے وہ قاسم پر جبر کرتی تھی انھون نے اپنے باپ کے خزانے سے تیغ سحر کش چرا یا اُسی تیغ سے صنم جادو کو مارا ادھر ملکہ کے مان باپ مایئے گئے قاسم کے ساتھ احسان کیا تھا ملکہ نے کہا مین صورت اس نازنین کی دیکھا چاہتی ہون عرض کی واری متصل ڈیوڑھی خاص بازار جا کر اُتری ہین کل ملاقات کو تشریف لیجیے آہ کر کے کہا کل تک زندگی کا ہیکو ہوگی آٹھ پہر کیونکر گذرینگے یہ پہاڑ سا دن کیونکر بسر ہوگا جو کچھ دل پر گذرتی ہی اُسکو کیا بیان کرون چشم زدن مین یہ کیفیت دل کی ہوگئی جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون دل کو اشتیاق ہی قبر قیس مجنون پر جاؤن اُنکی قبر پر فاتحہ پڑھون اور عرض کرون کہ اے استاد والا نژاد آپ پر عشق لیلی مین کیا گذری شاید کچھ جواب ملے فرہاد نے اپنی جان شیرین گنوائی سنگدل مشہور ہوا یون پہاڑ کو کاٹنا مجھو تو بات کرنا بھی پہاڑ ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے کنیزین سمجھاتی ہین واری اپنے کو سنبھالیے کسی کو نہین لطف نہین ملا فرہاد نے کیا پھل پایا پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرا تیشہ سر پر مار لیا عاشقون مین مشہور ہوئے قیس مجنون کہلائے اب کوئی نام بھی نہین لیتا حضور اس کوچے مین نہ جائین ملکہ نے کہا صاحبو مین کیا کرون دل قابو مین نہین گویا پہلو سے نکلگیا قلب کو دھڑکن روح قفس جسم مین گھبراتی ہی دیکھو سُن لو کلیجے کے دھڑکنے کی آواز آتی ہی کنیزون نے جوش و خروش دیکھکر منھ پھیر لیا ایک کنیز نے کہا واری اگر حکم ہو تو مین اپنے کو تا بہ خاور سپاہ پہونچاؤن آپ کے باغ مین بُلا کے لاؤن ملکہ نے منھ پیٹ کے کہا ہی یہ اور زیادہ ذلت ہی مردوے پر ثابت ہو کہ عورت ہمپر جان دیتی ہی کتنا مغرور ہوگا جو کام بی زرین گیسو کشا نے کیا یہ کام مستورات پردہ نشین کا نہین ہی اپنے مان باپ کی آبرو کھوئی اپنے کو دریائے مصیبت مین ڈبویا بازاری عورتین ایسے کام کرتی ہین ہمسے تو یہ نہ ہوگا تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنے پاس بلا تکلف نہ بلائینگے مان باپ کو اختیار ہی اپنی خوشی سے جہان چاہین شادی کردین مگر زرین گیسو کشا سے ضرور ملاقات کرینگے اے سُکھ چین تو نے اُس عورت کو دیکھا ہی کہا واری مین نے دیکھا نہین سنتی ہون کہ بہت حسین و جمیل ہین ملکہ نے کہا اُنکو یہ زیبندہ نہ تھا کہ باپ کے یہان سے تلوار چُرائین تیغہ لیکر دوڑی گئین بڑا کمال کیا مان باپ کو قتل کرایا ہرچند میرے دل کی یہ حالت ہی عجب کیفیت ہی نظم

جسم مین موجود ہی کیفیت میخانہ آج
دید کے قابل نہین ہی محفل رندانہ آج
بیخودی آغوش ہی مین کر رہی ہی مستیان
بنگئے پہلے ہی کیفی ہم نگاہِ مست کے
بلک زاہد اسقدر چل سوے میخانہ چلین
دل سنور ہی خیال عارض پر نور سے

روح مثل بادہ تن ہی صورت پیمانہ آج
دختر رز کو لیے ہی گودین پیمانہ آج
ہی خیال یا سہی دل ہی مرا پیمانہ آج
لب تک آنے بھی نہین پایا لب پیمانہ آج
دیکھ لے تو بھی بہار صحبت رندانہ آج
مطلع خورشید تابان ہی مرا کاشانہ آج

خون ہو کر مے ٹپکتا ہی دہان زخم سے — بن گیا ہون مین شگاف پہلوے پیمانہ آج
چھٹ نہین سکتا وہ کی ہی بخیہ دوزی شوق نے — ہی دہن گویا کہ پیوند لب پیمانہ آج
محتسب نے آکے محفل کو نمازی کر دیا — جھکگئے خم گر پڑا سجدے مین ہر پیمانہ آج
روح اپنا گھر سمجھتی ہی تو عشق اپنا مقام — دو مکین ہین ایک قصر جسم مین ہمخانہ آج
زلف مین ہنگام آرایش نہان ہو جائیگا — جسم مو پیدا کریگا استخوان شانہ آج
التیام زخم کر دیگی یہ آرایش تری — چاک گیسوای صنم بھر دیگا چاک شانہ آج
جل رہا ہون وصل مین بھی شعلۂ رخسار سے — بنگئی تقدیر میری قسمت پروانہ آج
ناز کرتا ہی تصور بھی جمال یار کا — دل کو حاصل ہی مرے تکلیف معشوقانہ آج
چرخ پر روحین زمانے مین بشر مشتاق ہین — ناز جانان ہو گیا شاید مرا افسانہ آج
شمع بالین کی تمنا ہی نہ پرواے چراغ — بیکسی دکھلا رہی ہی ہمت مردانہ آج
بعد مدت آمد آمد ہی عروس مرگ کی — جلوۂ مدفن دکھاتا ہی مرا کاشانہ آج
جلگیا پروانہ دیکھو ایک ہی انداز مین — یاد رہے کی شمع کو تعلیم معشوقانہ آج
یہ غزل فرمایش احباب سے لکھی نسیم — ورنہ یہ سوداے بیجا اپنے کس مین تھا نہ آج

اسی حال پر ملال سے سوار ہوئین اپنے باغ مین آئین یہان جب شاہزادۂ خاور سیاہ آئے ایک قصر معقول واسطے ملکہ زرین گیسو کشا کے خالی کر دیا اُسمین ملکہ زرین گیسو کشا اُتر ین چوبدارنیان قلماقنیان ترکنین حبشین در دولت پر حاضر ہین ملکہ زرین گیسو کشا رونق افزا ہین سلیمان نے سامان عیش و نشاط وہان بھیجدیا ملکہ نے مکان کو آراستہ کرایا ملکہ بڑے تکلف سے اُس قصر مین داخل ہین سلیمان زرنگاری جب محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کہ ابا جان والد یہ کیا معرکہ گذرا بادشاہ نے سب معرکہ بیان کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ ناموس شہریار کا اس قصر مین داخل ہی ملکہ نے کہا بابا جان ہم بھی اُنکی ملاقات کو جائین بادشاہ نے کہا تمھاری مہمان ہین ضرور جاؤ دعوت کرو دعوت کا نام سُنکر ملکہ خوش ہو گئین کہا مین پیغام کیونکر دون کہا بیٹا محلدار یا ناظر کو حکم دو کہ وہ جائے اور جا کر پیغام دے یہان محل مین تیاری کرو گانیون کو بلواؤ اس طرح سامان دعوت کرو وہ بھی شاہزادی ہین ملکہ کو بہلو ملا کہا حضور مجکو عدم وقفیت ہی حضور پیغام کردین تو بڑا احسان ہو بادشاہ نے کہا بیٹا مین آج کہلا بھیجونگا خود شاہزادے سے عرض کرونگا کیا عجب ہی جو غلام نوازی فرمائین یہ فرماکر بادشاہ باہر آئے شاہزادۂ خاور سیاہ سے دست بستہ عرض کی کنیزین بھی چاہتی ہین کہ جمال بیمثال ملکہ کو دیکھین دختر حقیر کی ملکہ الماس گلنار پوش چاہتی ہین کہ ملکۂ عالم کی دعوت کرین قاسم نے کہا کیا مضائقہ ہی کہا حضور فرما دین کل جلوہ فرما ہون قاسم نے کہا مین کہدونگا شب کو قاسم محل مین آئے ملکہ سے ذکر کیا کہ دختر بادشاہ تمھاری ملاقات کی مشتاق ہین تمھین دعوت مین جانا ہوگا ملکہ نے کہا مین ضرور حاضر ہونگی اگر وہ میری مشتاق ہین تو مین بھی اُنکی مشتاق ہون دوسرے دن صبح کو ناظر محافہ لیکر در دولت پر حاضر ہوگے ایک ناظر اندر آیا ملکۂ عالم کو سلام کیا

عرض کی مجکو ملکہ الماس گلنار پوش نے بھیجا ہی آپ کی مشتاق ہین قدوم میمنت لزوم سے اُنکے کاشانے کو منور فرمایئے ملکہ نے کہا ہم شہریار سے پوچھ لین یہ کہکے قاسم کو بلوایا قاسم نے کہا ملکہ بسم اللہ دلشکنی کسی کی ہمارے مذہب مین جائز نہین بہت خلق سے پیش آنا اُنکی کنیزون کو خلعت دینا اور اسباب ضروری اپنے ہمراہ لو ملکہ نے کئی سوگشتیان خلعت کی مع نقدی جواہر کے اپنے ہمراہ لیے لمعان زنگی کو حکم ہوا ملکہ کے ہمراہ جاؤ ملکہ سوار ہوئین لمعان زنگی انتظام کرتا ہوا سواری کے ساتھ چلا نقارے پر چوب پڑی ملکہ کے کان مین آواز جو نقارے کی پہونچی کنیزون نے کہا واری سواری آتی ہی حضور بڑے اہتمام ہین لمعان زنگی جو لشکر کشی کرکے آیا تھا انتظام کرتا ہوا آتا ہی بازار مین حکم ہی سب دوکانین بند کردو عصمت کا ملکہ کو بڑا پاس ہی تمام شہر کی عورتین تماشا دیکھنے کو آئی ہین مردون کو حکم ہی کہ کوئی اپنے اپنے مکان سے نہ نکلے ملکہ بھی کوٹھے پر آئین دیکھا بڑے کروفر سے سواری آتی ہی لمعان زنگی اہتمام کرتا ہوا کوٹھون پر عورتون کا ہجوم عورتون نے چارپائیان کھڑی کی ہین کسی نے کسی کے پاؤن سے سر نکال دیا کسی نے کسی کے کاندھے پر سر رکھدیا ہمہ تن آنکھین ہی آنکھین معلوم ہوتی ہین ملکہ کوٹھے سے اُترین دل تو استقبال کو نہ چاہتا تھا مگر چونکہ مہمان بلایا ہی ڈیوڑھی مین آکے ٹھہرین ملکہ زرین گیسو کشا محافے سے اُترین بسم اللہ الرحمن الرحیم کی صدا بلند ہوئی ملکہ الماس نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ تھام کے اُتارا صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوگئین سراپا کو دیکھ رہی ہین جی مین کہتی ہین اُسی شہریار کے یہ لائق ہی کبھی جمال جہان آرائے ملکہ کو دیکھتی ہین کبھی آئینہ مین اپنے چہرۂ زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہی صرف چربی کا پتلا ہے دریائے جواہر مین غرق قدم بقدم زرنثار ہوتا ہوا چوبدارنیان آوازین لگاتی ہوئین جب شک آتا ہی تو ملکہ چپ ہو جاتی ہین خیال مہمان نوازی سے کنیزون کو اشارہ ہوتا ہی ہر مرتبہ سونے چاندی کے پھول لٹتے ہین اس عظم و شان سے لیکر داخل بارہ دری ہوئین سب سامان دعوت آگے مہیا ہوا کنیزان زرین پوش بھاری جوڑے پہن کے محفل مین آئین ناچ گانا شروع ہوا ایک کنیز شوخ و طرار موسوم بہ گلعذار سامنے بیٹھکر مچلنے لگی اور یہ غزل شروع کی

نظم

لالہ بیداغ بتھسا کوئی گلشن مین نہین ۔۔ ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین
یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا گمان ۔۔ جو ملاحت خال مشکین مین ہی سوسن مین نہین
باغ ہی بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا ۔۔ اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین
فصل گل مین سامنا چاکِ گریبان سے نہو ۔۔ ہی نگہ بد مین گھدے چشم سوزن مین نہین
خط کو رکھوا کر نہ کر اندھیر ای خورشید رو ۔۔ تیرہ شب ہی روشنی جب روز روشن مین نہین
شہر سے بھاگا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف ۔۔ سنگ زنی اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین
نیبرے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے ہی ۔۔ پانون مین بیڑی نہین ہی طوق گردن مین نہین
تھہیان کھدوا کے پھلوا دین ہین اُس سفاک نے ۔۔ عاشقون کے مردے اپنے اپنے مدفن مین نہین
جلوہ خورشید کر جادیگا اُسپر کا ربرق ۔۔ قطرۂ شبنم مین دانے اپنے خرمن مین نہین

ٹھگ کی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے ... ابرؤن کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین
چشم بد بین کا نہین اندیشہ حسنِ یار کو ... کونسا ہی حرز جو بازو کے جوشن مین نہین
گھر مین اُس خورشید رو کے رہتی ہی حاضر صبا ... ذرے کو پروانگی آنیکی روزن مین نہین
بے چھری کرتے ہین کافر عاشقون کو اپنے ذبح ... جو ہر قصاب کس طفلِ برہمن مین نہین
آب کے بدلے شرابِ سُرخ نہرون مین بہا ... باغبان جو پھول ہی وہ تیرے گلشن مین نہین
شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے ... محو یادِ دوست مین ہون فکرِ دشمن مین نہین
موم کے مانند ہی ہر چند جسم اُنکا گداز ... سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین
اشتیاقِ تیغِ قاتل کا نہ آتشؔ حال پوچھ ... جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ملکہ زرین گیسو کشا نے پلٹ کے دیکھا کہ غزل عاشقانہ جو گائن نے گائی ملکہ الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ملکہ زرین گیسو کشا نے پوچھا بہن تم اسقدر کیون بیقرار ہو ملکہ الماس نے سر جھکا لیا جب ملکہ نے بہت پوچھا تو ٹھنڈھی سانس بھر کے کہا کہ آپ کو خدا نے صاحب نصیب کیا ہی آپ کے سامنے کیا ذکر ہین ایسے کلمات ملکہ نے کہے کہ ملکہ زرین گیسو کشا سمجھ گئین کہ یہ کسی پر عاشق ہین اپنے ڈوپٹے سے آنسو پاک کیے اور کہا بہن خدا تمھاری مراد پوری کرے مگر افسوس ہی کہ تمنے حال مفصل نہ بیان کیا ملکہ خاموش ہو رہین کہ پہر رات گئے تک جلسہ رہا دو پہر رات گئے ملکہ زرین گیسو کشا گھبرائین یاد آیا کہ اب شاہزادہ محل مین آیا ہوگا بیقرار ہو کے کہا کہ بوا اب ہم رخصت ہونگے ملکہ الماس نے کہا آج شب کو اسی مقام پر رہیے ملکہ زرین نے جواب دیا بوا شہریار کو تکلیف ہوگی ملکہ الماس کو ناگوار ہو دل مین کہتی ہین کہ بے دھگڑے کے چین نہین ہی مگر قضائے کار لمعان زنگی جو یہان مسلمان ہوا ملازم تو یہ شاہان طلسم کا ہی قلعۂ اشراقیہ مین ملک اشراق شاہ فنون سیاہ گری مین نہایت طاق ہی نیزہ ہلانا خوب جانتا ہی لمعان زنگی نے بھی اسی سے نیزہ ہلانا سیکھا ہی چند سوار جو یہان سے بھاگے قلعۂ اشراقیہ مین آئے ملک اشراق بارگاہ مین بیٹھا تھا اُن سوارون نے آکر فریاد کی پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور لمعان زنگی جاکر قلعۂ زرنگار پر لڑے نبیرۂ حمزہ کے ہاتھ سے زیر ہوئے مسلمان ہوگئے اور سب بھی مسلمان ہوئے ہمکو منظور نہ ہوا کہ پوتے دو سو خداوندون کو چھوڑین اشراق نے زانوون پر ہاتھ مارا اور پوچھا کہ نبیرۂ حمزہ وہان کیونکر آیا کہا حضور راہ جاتے تھے ہنگامہ سنکر ادھر بھی آگئے اس وجہ مین مقابلہ ہوا ملک اشراق شاہ نے اُن سوارون کو اُترنے کا حکم دیا آپ تخلیے مین آکر بیٹھا شادان صبار فتار عیار اسکا جو دربار مین آیا پوچھا شہنشاہ کہان ہین ملازمون نے کہا نہین معلوم کیا صدمہ پہونچا کہ تنہا جاکے بیٹھے ہین ایسے ملول و حزین ہین کہ کسی کے آنیکا حکم نہین شادان سایۂ پرورش مین ہی گستاخ بھی ہی یہ کمرے مین آیا اشراق نے پوچھا کون کہا غلام آپ کا شادان کہا باہر ہی ٹھہرو اسنے کہا غلام ضرور حاضر ہوگا کیا ہوا جو آئینۂ رخسار پر گرد ملال ہی اشراق نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے یار شاطر تجکو بار خاطر کہین جیسا کہ آج صدمۂ عظیم گذرا ای شادان بیان نہین کرسکتا

اپنے مدعاے دل سے مایوسی ہوئی عیار نے عرض کی مفصل ارشاد ہو کہا کیا کہون عجب کیفیت ہی عرصہ دراز گذرا کہ زرین نگار کا بادشاہ سلمان زر نگاری ایک سوداگر نے اُسکی بیٹی کی تصویر مجکو دکہائی مین اُسپر مائل ہوا پیغام بھیجا تصویر بھی پھیری گئی اُس محبوب جانی نے نہ قبول کیا میرا قصد تھا کہ لشکر کشی کرون جس دن جاؤنگا زیر کرلونگا پھر کیا مجال ہی کہ نہ قبول کرے آج اُس معاملے سے یاس ہوئی کل قلعۂ زر نگار مسلمان ہو گیا اب ہمارے اُنکے مذہب کا فرق ہوا اب قبول ہونا غیر ممکن ہے ہاے کیا کرون اب بڑے زبردست کا وہان گذر ہوا افسوس صد ہزار افسوس اپنی یہ کیفیت ہی نظم

تن ضعف سے کہان کہ جو ہولی بدن مین روح — لپٹی ہوئی ہی جسم سمجھکر کفن مین روح
ہی آپ اپنے دہر مین معشوق باطنی — محو برہنگی ہی کہ باس بدن مین روح
قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی — کب سے اسیر دام ہی رکھاے تن مین روح
برسون سے ہین نظارۂ باہم کے مشغلے — یان روح تن کی دید مین ہی دید تن مین روح
سینہ ہجوم داغ سے گویا ہی لالہ زار — رہتی ہی یاد دلبر گل پیرہن مین روح
ہرسو ہی مثل نکہت گل جوش انتشار — ہی جستجوے دلبر غنچہ دہن مین روح
دیتا ہی زخم مین اثر جان لعاب تیغ — رکھتا ہی ہر شگاف جراحت دہن مین روح
ایسے ہین حلقہ ہاے رگ جسم استوار — گویا پڑی ہی بندش تار رسن مین روح
ممکن نہین کہ جائے مصیبت فراق کی — نکلیگی ایک دن اسی رنج و محن مین روح
ای عشق کچھ غبار بدن چھوڑ دیجیو — احباب سے لپٹ نہ سکیگی کفن مین روح
غافل طلسم دہر مقام فریب ہی — اٹکا نہ تو محبت ہر مرد و زن مین روح
کیبا لعاب افعی گیسو مین زہر تھا — پانی ہوئی جو دیکھتے ہی میرے تن مین روح
ای شمع رو بصورت پروانہ رات دن — رہتی ہی محو دید تری انجمن مین روح
عصمت شعار پاک ہین لوث نگاہ سے — پردہ کیے رہیگی حجاب بدن مین روح
ہر وقت ہی اذیت بیحد ہمین نسیم — بیچین ہی خیال بت سیمتن مین روح

اس طرح بلاکے یہ اشعار پڑھے عیار گھبرا گیا کہا ای شہریار جس طرح کہیے اُس طرح پیغام سلام کرین ہم نامہ لیکر حضور کا جائین بادشاہ نے کہا اب قاسم اُنکا حمایتی ہی وہ ہمارے پیغام کو کاہیکو مانیگا ہرکارون نے مجھے خبر دی کہ سامان دعوت ہو رہا ہی طائفے جابجا سے بلائے جاتے ہین آجکل اُسکے ہوش کاہیکو درست ہین لمعان زنگی ساخذ منگذار بلا اب وہ کاہیکو قبول کرینگے آج مجکو یاس ہوئی جی چاہتا ہی گلا کاٹ ڈالون یا دیوانہ ہوکر کہین نکلجاؤن سختی فرہاد کو یاد کرون کوہستان مین فریاد کرون عیار نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام وعدہ کرتا ہی کہ اپنی جان مٹاؤنگا جس طرح سے بنیگا ملکہ کو پکڑ لاؤنگا یہ جو عیار نے کہا بادشاہ نے تاج اُتار کے قدمون پر رکھدیا کہا ای شادان تاج و تخت کا تجکو اختیار ہی مجھے فقط صرف روزمرہ کو دیدے نصف تو لے لے عیار اُسی وقت بانہ ہاے عیاری سے آراستہ ہوا طرف قلعۂ زر نگار کے چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا فوجین اُتری ہوئی ہین علمہاے زنگاری کے

پھریرے ہوا مین اُڑ رہے ہین لعمان زنگی کی فوج کے جماؤ قلعے مین نہین سما سکتے بیرون قلعہ
اُترے ہین پھرتا پھراتا لوگون سے پوچھتا ہوا اول اُس قصر پر آیا جہان ملکہ فروکش ہین اُس
قصر کے دروازے پر آیا پوچھا آج یہان کیون سناٹا ہی کسی نے بیان کر دیا کہ ہماری ملکۂ عالم
دعوت مین ملکہ الماس کے یہان تشریف لیگئی ہین عیار طرار یہ سنتے ہی بھاگا در باغ پر آکے
پہونچا ملکہ زرین گیسو گشا سوار ہو رہی ہین کچھ کہاریان اندر جاتی ہین کچھ باہر آتی ہین دیکھا
اُسنے کہ یہی موقع ہی ایک کہاری کی صورت بنکر اندر پہونچا ہی یہ عیار طرار ہی ایک کنیز کو
بیہوش کر کے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنکر انتظام کرنے لگا ملکہ زرین گیسو گشا سوار ہو گئین
بعد اُنکے جانے کے ملکہ الماس بارہ دری مین آکے بیٹھین اب غم کی اور زیادہ ترقی ہوئی جب
خیال آتا ہی کہ ہائے یہ عورت اُس شیر کے پہلو مین بیٹھتی ہی ہائے کیا کرون اس سوچ مین بیٹھی کہ
شادان جو اندر آیا جمال جہان آرا پر ملکہ کے جو نگاہ پڑی ہوش و حواس پراگندہ ہوئے
جی مین کہتا ہی کیونکر بادشاہ کا غیر حال نہ ہو ایسی محبوب مرغوب خوش اسلوب حقیقت مین
نہین معلوم بادشاہ کے دل پر کیا گذرتی ہوگی اب جابجا پھرنے لگا باورچی خانے مین پہونچا
کھانے مین جا کے بیہوشی ملائی پانی مین جابجا بیہوشی ملاتا پھرتا ہی جہان پانی پایا بیہوشی اُسمین
ملا دی جہان کھانا پکتا دیکھا وہان پہونچا وہی کھانا سب کو تقسیم ہوا کنیزون نے ملکہ سے
عرض کی ملکہ نے کہا مین کھانا نہ کھاؤنگی پلنگ پر جا کے لیٹین بکمال ملول و حزین یہی خیال ہی
کہ کیون ای الماس یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا خواب پریشان دیکھا دیکھیے اسکی کیا تعبیر ہی اب موت
دامنگیر ہی جب رات کم رہی سب کنیزین جابجا بیہوش ہو گئین جب سناٹا ہوا شادان نے
اوپر آکے دیکھا شمع ہائے مومی و کافوری روشن ہین سب گل کئین پاؤن کی آہٹ جو ہوئی
ملکہ نے آنکھ کھول کے دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہی ملکہ نے کہا کون شادان پیچھے ہٹا
ملکہ نے جب زیادہ آوازین دین خواصون کے نام لیے کسی نے صدا نہ دی ملکہ الماس
خود اُٹھین باہر کوئی دو چار حبشنین جو باقی تھین آواز سُنکر پوچھا ملکۂ عالم کیا ہی کہا ایک
سیاہ پوش جاتا ہی حبشنین دوڑین شادان دیوار کو دے کے بھاگا فضلے کار بیرون باغ
فوج قاسم فروکش ہی سماک بلداقی طلایہ دے رہا ہی سماک نے آواز سُنی کہ حبشنین
غل مچا رہی ہین ارے چور جاتا ہی سماک نے جھپٹ کے دیکھا ایک سیاہ پوش دیوار باغ
پھاندا سماک نے اُسکا پیچھا کیا عیار بھاگا جب صحرا مین پہونچا سب نور دہگئے سماک بلداقی
چلا آیا شادان نے پلٹ کے کہا ای شخص تو کیا مجھے حلوہ سمجھا ہی چلا ہی آتا ہی یہ کہکے پلٹ پڑا
جانتا ہی مین عیار ہون جھکائیان دیکر مار تونگا سماک نیچہ کھینچکر جا پڑا اب جو شادان نے
تلوار چلی سماک خالیان بھی دے رہا ہی تلوار کو گانٹھ لیتا ہی ہر چوٹ کا جواب دیتا ہے
اب تو شادان گھبرایا چاہتا ہی بھاگ کے نکلجاؤن سماک نے للکار کے آواز دی ہین
سمجھ گیا تو عیار ہی یہ جعفر فرزند عمرو نامدار ہی تجھ ایسے ہزارون میرے شاگرد ہین اب
میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا ایک مقام پر ٹھہرکر شادان نے نیچہ مارا کہ دونون پاؤن

سمک کے اڑ ا دون سماب نے جست کی شاخ نخل سر پہ لگی سماک گرا اسنے جھپٹ کر حباب بیہوشی مارا
سماک بیہوش ہوا اسنے مشکین باندھین ایک سوار پیچھے چلا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ سمک کی
ایک عیار مشکین باندھ رہا ہی اسنے پکار کے آواز دی ارے تو کون ہی ہمارے آقا کے عیار کی
مشکین باندھتا ہی اسنے چکار کے کہا منم شادان صبار فتار عیار ملک اشراق شاہ
آیا تھا ملکہ الماس کو لینے مگر سعی شکار ملا یہ کہکے پشتارہ لے بھاگا سوار روتا پیٹتا پلٹا
لشکر مین ہلڑ ہی کہ ایک چور ملکہ الماس کے باغ مین آیا تھا سمک اُسکے پیچھے گیا وزدشبگرد
ماہتاباں جاکر قلعۂ مغرب مین چھپا ہی قاسم باہر نکل آئے لباس بزم پہنے ہوئے ہین ایک
ایک سے پوچھ رہے ہین کہ سمک کہان گیا کہ وہ سوار آگے پہونچا اُس سوار نے رو رو کر
عرض کی ای شہریار وہ سیاہ پوش عیار ملک اشراق شاہ تھا اُسی کی زبانی معلوم ہوا کہ
دختر شاہ کو لینے آیا تھا سمک کو پکڑ لیگیا جب قاسم نکلے تو ملک سلمان زرنگاری بھی
نکل آیا قاسم نے پوچھا ای سلمان یہ اشراق شاہ کون ہی کہا حضور یہانسے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی وہاں کا حاکم و ناظم مجھسے دشمنی رکھتا ہی سابق مین اُسنے مجکو پیغام دیا تھا کہ اپنی
بیٹی کی میرے ساتھ شادی کردو مین نے نامنظور کیا یہ سُناکرتا تھا کہ انکا ارادہ ہی کہ مجھپر لشکر کشی کرین
اب اُسنے یہ فتور کیا ہوگا قاسم نے کہا ہمارا مرکب لاؤ سلمان زرنگاری نے عرض کی ای شہریار
فوج کو لیکر چلیے قاسم نے کہا اگر خدانخواستہ اس عرصے مین میرے عیار کو قتل کر ڈالے تو مین
لشکر مین کیا منھ دکھاؤنگا اس عرصے مین اور سردار بھی آگئے قاسم نے کسی کا کہنا نہ مانا
پشت مرکب پر سوار ہوکے یکہ و تنہا چلے عقب سے قیاس خان خاوری و لمعان بھی چلے
یہان اشراق رات بھر جاگا ہی اپنے عیار کے انتظار مین صبح کو اسنے دیکھا کہ شادان
پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا ای شادان کیا کیا کہا حضور بڑا انقلاب ہوا لیکن
ایک شکار معقول لایا ہون قاسم کے عیار کو پکڑ لیا سمک بلیداقی فرزند عمرو اشراق نے
کہا اسکو بیڑیان پہنا کے لاؤ اسکو روپئے کا لالچ دو کہ دختر سلمان زرنگاری کو مجھ تک لائے عیار نے
کہا بہت مناسب ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنا کر سماک کو ہوشیار کیا سماک نے جو اس دربار کو دیکھا
مثل اہل اسلام سلام کیا ملک اشراق نے کہا ای عیار طرار جسقدر روپیہ مانگے مین دینے کو موجود ہون
مگر دختر سلمان زرنگاری کو لادے سماک نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی باتون مین تکرار ہوئی اشراق
نے جلاد سے کہا اسکو قتل کر جلاد نے سماک کو آگے کھینچا بیرون بارگاہ زیر تیغ بٹھایا ہنگامہ جو
ہوا اہتمام فوج تیار ہوکے آگئی جلاد حکم کا مشتاق ہی کہ لشکر مین زمین تلے کی اوپر ہوئی نعرہ شیر کی
آواز آئی نعرہ قاسم تصنیف مصنف

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیرودار

اب جو سیمون کی نگاہ پڑی ایک
شیر غضبناک کو دیکھا کہ صفین درہم و برہم کرتا ہوا آتا ہی عقب مین لمعان زنگی بھی آکے گرا

قاسم نے اول سمک کو رہا کیا جلاد کو واصل جہنم کیا اشراق شاہ تخت پر ساٹھ ستر ہزار فوج تیار ہوئی
قاسم کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی قاسم چاہتے ہین تا بہ اشراق پہونچین بیچ مین اہالیان فوج آجاتے ہین
قاسم وہان تک نہین پہونچ سکتے ہین تفضلے کا ابیض جادو تیغۂ سحر کش جو لیکر بھاگا قلعۂ ابیض کا حاکم
خیال مین آیا یہ تحفہ نایاب بادشاہ کو جاکے نذر دون آوارہ مارا مارا پھر رہا ہی اس وقت ادھر جو گذر ہوا
گیر و دار کی آواز کان مین آئی جھک کے دیکھا وہی جوان صاحب شوکت وجاہ شاہزادہ خاور سپاہ
شیرانہ و نہنگانہ لڑ رہا ہی خیال مین آیا ای ابیض اسی کو اٹھا کے لیچلو یہ سوچ کر ایک نخل پر آیا وہین سے
سحر کیا قیماس خان نے دور سے دیکھا لڑتے لڑتے تلوار ہاتھ سے قاسم کے گری رنگ رو متغیر ہوا
قیماس خان خاوری جھپٹ کر چلے کہ مین جاکے شاہزادے کو ہوشیار کرون یہ لڑتے لڑتے شکست
کیون ہو گئے ابیض نے جب دیکھا کہ قاسم مرکب پر جھوم رہے ہین تڑپ کے گرا قاسم کو اٹھا کے
لیگیا یہان معلوبہ مین لمعان زنگی و قیماس خان وغیرہ انتہا کے زخمی ہوئے سمک نے جو دیکھا کہ
آقا کو کوئی اٹھا لیگیا یہ روتا ہوا قریب سلمان زرنگاری کے آیا کہا آپ ہمارے بادشاہ ہین آقا
کو کوئی عین گرمی جنگ مین اٹھا لیگیا تلاش کرونگا سب سردار زخمی ہین جس طرح بنے ان سب کو
نکال لیچلیے سلمان نے آکر ان سردارون کو بیچ مین لیا بارہ چودہ ہزار تیرانداز آگے تھے انھون نے
تیر چلائے خطا شعار پیچھے ہٹے بعضے سہم کے بھاگے گوشون مین جا کے چھپے سلمان زرنگاری سرداران
قاسم کو لڑتا بھڑتا لیکر نکلگیا ہر چند اشراق نے چاہا روکون تیراندازون نے خوب جانبازی کی
قلعۂ زرنگار مین آکے داخل ہوئے لیکن اشراق نے پیچھا نہ چھوڑا یہ بھی فوج لیے ہوئے برابر
پہونچا سلمان زرنگاری نے قلعہ بند کر لیا سمک یلداقی تو تلاش مین قاسم کے نکلگیا اسکا ذکر وقت پر
تحریر ہوگا اشراق شاہ نے آکے قلعے کو گھیرا آب و آذوقہ بند کیا سلمان زرنگاری حیران و
پریشان اندر قلعے کے آیا زخمیون کو ٹانکے دلوائے زخم سب کے بگڑ گئے ہین اشراق قصد کرتا ہی
کہ یلغر کرکے قلعہ فتح کرون وزرا نے کہا سرکار کو تکلیف ہوگی جلدی مین ان لوگون نے قلعے کو
بند کر لیا ہی قلعے مین زراعت نہین ہوتی ہی اندر ایک ہفتے کے بیقرار ہو کے نکل آئینگے اشراق
کو یہ بات پسند آئی یہ تو قلعے کو گھیر کر اترا ابیض جادو قاسم کو لیے ہوئے اپنے قلعے مین آیا اب
حیران ہی کہ کیا کرون قاسم کو قید کیا تیغہ اپنے پاس رکھا یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی شکیل جادو
ہین اسکی جادوگری زبردست ہی خیال مین گذرا کہ ہین کو بلاؤن اس سے صلاح کرون ہین کو نامہ
لکھا جادوگر اسکا نامہ لیکر چلا کہ جا کر شکیل کو نامہ دون سمک یلداقی پھرتا پھرتا آج کئی دن سے
مارا مارا پھر رہا ہی ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا یاد مین اپنے آقا کے بیتاب و بیقرار کبھی کہتا ہے
ای سمک کون دشمن لگا ہوا تھا کہ آقا کو ہمارے اٹھا کے لیگیا داغ دیگیا اس سوچ مین بیٹھا ہی
کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہی سمک یلداقی نے جھٹ پٹ صورت
اپنی فقیر کی بنائی دو چار حقے بھی رکھ لیے ایک گندہ سلگا لیا پکار کر آواز دی میان جانیوالے کیون
اسقدر دھوپ مین جاتے ہو دیکھو لون چل رہی ہی ساحر پلٹ آیا سمک نے کہا ای برادر اپنی جان کا
خیال ضرور ہی ساحر نے کہا بھائی نوکری بری چیز ہی مجبور ہین آج ہی نامہ لیکر جائین آج ہی جواب لائین

سمک نے پوچھا کس قلعے پر جاؤگے کہا ہمارے آقا کی بہن ملکہ شکیل جادو اُنکو نامہ پہونچانا ہی جواب لیکر
آنا ہی یہ بھی ساحر کے منہ سے نکلگیا کہ ایک مقدمہ سخت درپیش ہی سمک بطبیعہ اتفاق نے پوچھا سخت مقدمہ
کیا ہی ساحر نے کہا ہمارے آقا تیغہ سحر کش و قاسم کو گرفتار کرلائے ہین ملکہ شکیل جادو کو اسی واسطے
بلایا ہی کہ اُنسے صلاح کرین سمک نے جلدی سے حقہ بھرا بیہوشی ڈالکے پیش کیا کہا بھائی ایک دم تو
لگالو ساحر نے کڑکڑا کے دم مارا لڑکھڑا کے دھم سے گرا سمک نے ٹانگ پکڑکے ایک کونے مین ڈالدیا
نامہ اسکی جیب سے نکال لیا نامہ لیکر اُسی ساحر کی شکل بنایہ تو پوچھ لیا تھا طرف اُسی قلعے کے چلا
راہ مین خیال آیا کہ ای سمک تجھنے نام نہ پوچھا اگر حلیہ سمجھا جائیگا جب سامنے قلعہ شکیل کے پہونچا دیکھا
دروازہ قلعے کا کھلا ہی ساحرون کی آمد و رفت ہی ایک نے پکار کے کہا بھائی سرطان جادو خیر و عافیت
تو ہی سمک سمجھا کہ میرا نام سرطان جادو ہی باتین کرتا ہوا اندر قلعے کے آیا دربار مین شکیل کے
پہونچا شکیل نے بھی کہا ای سرطان کہو بھائی صاحب کا مزاج کیسا ہی سمک نے باتین بنانا
شروع کین شکیل کو نامہ دیا شکیل نامہ پڑھکے رونے لگی کہا ای سرطان بھائی صاحب نے بڑا
غضب کیا تیغہ لائے سو خیر لیکن نبیرہ حمزہ کو کیون گرفتار کیا جب کسی نے اسنے پکڑی الجھائی وہ فورا
مارا گیا ملک ویران ہوا ہرچند کہ سحر العجائب و مصر الغرائب بڑی بڑی کدوکاوش کر رہے ہین
لیکن مین یہی جانتی ہون کہ اب طلسم نہ بچیگا طلسم کشا صاحبقران صاحب اسم اعظم ایسے شخص کو
جسوقت لوح ملیگی تو کیا ہوگا کون اُنکی جنگ کی برداشت کریگا ساحر و غیر ساحر بعید اُم اُنکے ساتھ ہین
اقبالمندی یہ ہی کہ رازداران طلسم شریک ہوئے ملکہ خورشید برق وش البتی ساحرہ کہ جسنے
کوہ عجائب و غرائب فتح کرایا ہفت جوش جادو نے کیا کچھ نہ کیا مگر کچھ نہ ہوسکا کتے کی موت
مارا گیا سمک نے کہا یہان فرمانے سے کیا فائدہ وہان تشریف لیچلیے شکیل نے کہا ای سرطان
تھکے ماندے آئے ہو آج تو رہجاؤ کل چلینگے سمک نے کہا بہت مناسب ہی شکیل نے سرطان
کی بڑی خاطر کی شکیل نے پوچھا نبیرہ صاحبقران کہان ملا ہین نے خبر سُنی تھی کہ وہ قلعہ جات وغیرہ
فتح کرتا ہوا آتا تھا سمک نے کہا حضور قلعہ اشرافیہ پر مقابلہ تھا دختر سلطان زرنگاری کو شادان
عیار گرفتار کرنے آیا تھا اسی پر معرکہ پڑا مین نے تو یہ سُنا ہی کہ خود آپ کے بھائی صاحب بیان کرتے تھے
اندرات کو قید خانے مین قاسم بہت بیقرار رہتا ہی کل جو جاکے پہونچے تو سُنا کہ تڑپ رہا ہے
قید خانے مین بھی اپنے معشوق کی یاد تھی لب پر یہی فریاد تھی

نظم

دلا ہرچند ساحر منہ کو اکثر بند کرتے ہین
مرا رونا بھلا دیکھوں تو کیونکر بند کرتے ہین
نہین پروا اگر وہ روزن در بند کرتے ہین
تصور کے لیے ہم دیدۂ تر بند کرتے ہین
اسیری کا جو وقت آیا کہا درو کے ایشعلہ نے
مجھے اب کنج زندان مین برادر بند کرتے ہین
درازی عمر کی ہی ہر کسی کی خاکساری سے
نہین بجھتے جو خاکستر سے اخگر بند کرتے ہین
تجھے ای ماہ دیکھا خاک پھر خورشید کو دیکھین
ہمیشہ صبحدم آنکھ اپنی اختر بند کرتے ہین
سُنا ہی کربلا کا حال زندان مین غضب اعظم
مے گلگون تو کیا پانی یہ کافر بند کرتے ہین
نکر پرواز ابھی ای طائر جان ایک دم رہجا
وہ باہر آنے ہی کو ہین اب کبوتر بند کرتے ہین

یہان صیاد ابیمار رشتۂ نازک خیالی ہی ۔۔۔ ہزارون طائر مضمون کو ہم پر بند کرتے ہین
وہ رشک حور جب رخسار تابان کھولدیتا ہی ۔۔۔ ملائک اپنی آنکھین چوندھیا کر بند کرتے ہین
مرے چاک گریبان سے جنون جو تنگ آگئے ہین ۔۔۔ دکانین چوک کی سارے رفوگر بند کرتے ہین
اسی صندوق مین کل انکی لاشین بند ہوتی ہین ۔۔۔ یہ غافل بے سبب کیون اب بھلا در بند کرتے ہین
تعجب کیا کوئی ادنی اگر غالب ہوا اعلی پر ۔۔۔ پیادے سے بھی شہ شطرنج کا گھر بند کرتے ہین
نہ دم مارو اگر غواص دریا سے سمجھتا ہی ۔۔۔ کہ غواصی مین دم اپنا شناور بند کرتے ہین
بہت گرگر کے گرمی عشق سے وہ سوخت دیتا ہی ۔۔۔ جبھی واسوخت کے مضمون ہم اکثر بند کرتے ہین
اڑا لیجائیگا شوق چمن تکیے کے تکیے کو ۔۔۔ عبث صیاد تکیے مین مرے پر بند کرتے ہین

شکیل نے آواز دی ای سرطان مین کل چلکر سب معاملے صاف کردونگی لاشہ ہاے مسلمانان سے سب میدان بھردونگی رات کو سامان دعوت و ضیافت کا ہوا سرطان اتلی سامنے شکیل کے خوب گایا بجایا شکیل جادو کو خوب راضی کیا شکیل بہت خوش ہوئی کہا ای سرطان خوب گاتے ہو کہا حضور مین نے اپنا لاکھون روپیہ اسمین صرف کیا تب یہ کمال حاصل ہوا ساقی گری بھی خوب کرتا ہون سرکے شراب پلاؤن ساری محفل کو راضی کرون شکیل نے کہا تمکو اختیار ہی کہا میخانے کی کنجی مجکو دیجیے کنجی سماک بلداقی کو ملی جا کر شراب کو خراب کیا حکم دیا کہ آج سب شراب بیجائین شراب تقسیم ہونے لگی جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے شراب تقسیم ہوگئی بقول شخصے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہی پیتے ہی ہر طرف ہنگامہ گرم ہوا یہان سماک بلداقی نے گلا بیان جنین سرطان جادو کی شکل بنا ہوا پیشواز بھاری پہنی اہل محفل کو مبہوت کرنیکو یہ غزل گائی کہ جسکی ردیف بھی رقص ہی نظم

آفت جان ہی ترا ای سرو گل اندام رقص ۔۔۔ ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے ۔۔۔ بام پر گویا کہ ہین ہوش اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہی وہ ذلت گوارا آدمی ۔۔۔ فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہراتے ہین ۔۔۔ بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص
ای دل پرداغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین ۔۔۔ ہوسکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ ۔۔۔ خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہی خراب ۔۔۔ بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگرو کی صدا ۔۔۔ بیقراری ہی تری یا ای دل ناکام رقص
ایک دن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھون تلک ۔۔۔ آج تک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہی ۔۔۔ عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہے ۔۔۔ کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر ۔۔۔ قلقل مینا ہی نغمہ اور دور جام رقص
دل اسی پہلو مین آتش بیش ازین بیتاب کا ۔۔۔ یہ وہی جا ہی جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے شکیل جادو کہتی ہی تمنے تو ای سرطان کیا بلند پروازی کی ہے

حقیقت مین تمنے ناچنا خوب سیکھا ہی طبیعت مین کیا موزونی ہی ناچنے کے بعد وہ غزل گائی کہ جسکی تعریف
رقص بھی ہم تمھاری صفت نہین کرسکتے سماک بلداقی نے جھککر سلام کیا کہا آپ کی عنایت ہی ابھی آپکو
بہت راضی کرونگا یہ کہکے جام پیش کیا شکیل نے جام پیا دو گھڑی کے عرصے مین سماک نے ساری محفل
کو شراب پلائی ملازمون کا بیہوش ہونا جا بجا تحریر کر چکا سب بیہوش ہوئے سماک نے شکیل جادو کے
دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھائی صندوق مین بند کر دیا اُسکی شکل بنکر سو رہا صبح کو سب کی آنکھ کھلی تلاش ہوئی کہ
سرطان جادو کہان گیا شکیل نقلی نے کہا کہ کہین چلا گیا ہوگا مصاحبون کو بیدار کیا کہا مصاحبو
بھائی صاحب نے مجکو طلب کیا ہی میرا جانا واجب و لازم ہی مگر مین نے قسم کھائی ہی سحر مسلمانون پر ضرور
کرونگی تم تخت اُڑا کر لے چلو مصاحبون نے عرض کی کنیزین حاضر ہین اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی چالیس
جادوگرنیان کامل و اکمل اپنے پاس بٹھالین سحر سے تخت کو اُڑاتی ہوئی چلی یہان ابیض جادو
جس دن سے شاہزادہ خاور سیاہ کو لایا ہی تیغہ سحر کش قبضے مین ہی گھبرایا کرتا ہی مصاحبون نے
اکثر کہا ای شہریار حقیقت مین آپنے برا کیا مشہور ہی کہ جہان ان مسلمانون کو ستایا ایسی بلا نازل ہوئی کہ وہ
قلعہ ویران ہوجاتا ہی ہزارہا ساحر اطراف طلسم نور افشان مین مارا گیا طلسم کشاے اصلی کوہ ہفت جوش
فتح کر چکے اب تلاش لوح مین نکلینگے یہ فرزند اُنکے سب اُنھین کے مددگار ہین آپ تردد نہ کرین ہمارے
نزدیک یہ بہتر ہی کہ دونون چیزین خدمت شہنشاہ نور افشان مین روانہ کر دیجیے ابیض جادو کہتا ہی
مین نے ہمشیرہ کو نامہ لکھا ہی اگر وہ بھی یہی صلاح دینگی تو روانہ کر دونگا انکا صلاح سے ضرور ہی یہ ذکر تھا کہ
شکیل نقلی کا تخت سامنے سے نمایان ہوا کہا لو صاحب ہمشیرہ صاحبہ بھی آگئین جادوگرنیون نے تخت اُتارا
سماک بلداقی نے ابیض جادو کو دیکھا ایک ساحر مکار و غدار کہا کیون ہمشیرہ کیا مناسب ہی
مین تیغہ سحر کش لایا اور قاسم کو بھی پکڑ لایا اب تمھاری کیا صلاح ہی شکیل نقلی نے کہا بھائی صاحب
یہ نوجوان بھی نایاب ہی تیغہ بھی اسکا پاس ہی اگر اسکو رہنے دیجیے گا ضرور طلسم کشا جھکیگا آج شب کو
جلسہ کرو کل صبح سے قلعے پر لشکر جمع کرین اول طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے اگر غالب آئے گرفتار کر لیا تو
شاہان نور افشان سے میل کرینگے اگر عاجز آئے یہی چیزین دیکر اپنی جان بچائینگے ابیض نے کہا دیکھو
بھائیو ہمشیرہ صاحبہ نے کیا خوب صلاح بتائی دو باتون مین جو مناسب ہوگا وہ کرینگے مذہب سامری
و جمشید پختہ نہین اس زمانے مین ہزارون جادوگر مسلمان ہوگئے طلسم مینوسواد طلسم گلبید وغیرہ
فتح ہوگئے راہ طلسم کھلچکی اب مرحلہ جات پر مقابلے پڑینگے طلسم کشا کو ضرور لوح ملیگی شکیل اُسکے کہنے سے
جلسہ آراستہ ہوا سماک نے اپنی عیاری قدیم پر شراب منگوائی ناچنے گانے لگی ابیض بہت خوش ہے
کہ میری بہن خوب ناچتی گاتی ہی نشے مین اسپر جا پڑونگا مدعائے دلی حاصل کرونگا پہر رات رہے
سماک بلداقی نے سب کو بیہوش کیا جب سب بیہوش ہوئے تو سماک بصورت اصلی بنا اب منظور ہوا
کہ قاسم کو رہا کرون میکون جادو غصے مین تڑپتی پھرتی تھی اسکو یہ خیال تھا کہ اگر شاہان نور افشان
کے پاس جاؤنگی وہ فرمائینگے ابیض کو کیون نہ پکڑلائی تو مین کیا جواب دونگی ہائے تیغہ سحر کش
ملعون لیگیا چلکر اسکے قلعے مین دیکھون کہ کیا کر رہا ہی ایک باز کی شکل بنی ہوئی آسمان پر اُتری ہوئی آئی
اسنے دیکھا قلعہ ابیض مین عجب ہنگامہ ہی دوکانداروں نے دوکانون کو چھوڑ دیا ہی بازارون مین

ناچ رہے ہین جو جدھر اُٹھ کر دوڑا ادھم سے گرا بیہوش ہوا میگون دہانے سے یہ معرکہ دیکھتی ہوئی قریب بارگاہ
کے آئی بارگاہ مین دیکھا سب بیہوش پڑے ہین سماک یلداقی قاسم کو قید خانے سے لایا ہی یا پہلے
بلوا لیا تھا بیڑیان کاٹ رہا ہی میگون نے یہ معرکہ دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین ابیض بھی بیہوش ہی
کڑک کے نعرہ کیا کہ باش او نا عیار کیا کرتا ہی منم ملکہ میگون جادو سماک یلداقی نے چاہا جھپٹ کر
نکلون میگون نے گولہ مارا سماک لڑکھڑا کے گرا آسمان سے اُتری نگاہ جمال بمثال قاسم نوجوان پر پڑی
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باران سحر برساتی ہوئی اُتری تھی سماک تو زمین پر پڑا ہی قصد ہوا
کہ قریب خاور سیاہ کے جاؤن اپنا حال دل عرض کرون کہ ابیض ہوشیار ہوا جادوگر اُٹھنے لگے
ابیض نے کہا ای میگون تمنے بڑا احسان کیا میگون نے کہا ای ابیض اب کہو کیا کہتے ہو دیکھو
بہتر اسی مین ہی کہ تیغہ سحر کش ہمکو دیدو شاہان طلسم سے بغاوت بہتر نہین ابیض نے کہا ملکہ اب
اسی مقام پر رہو میگون نے کہا ارے نا منصف اب یہ دریافت کر کہ شکیل پر کیا گذری کہا اُسکو عیار
نے مار ڈالا ہوگا اب بھلا وہ زندہ ملیگی ابیض یہ کہکے رونے لگا کہا ای ملکہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا
آج تمھاری وجہ سے ہم سب بچگئے نہین تو ہم سب مارے جاتے سماک یلداقی و شاہزادہ قاسم کو
پھر قید کیا میگون جادو کو بہت ناگوار ہوا مگر کچھ کہہ نہین سکتی حیران ہی کہ کیا کرون خیال مین گذرا آج رات
کو تیغہ سحر کش چراونگی قاسم و سماک کو لیکر نکلجاؤنگی اس احسان جان بخشی پر ضرور جھکیگا اور مجھے
قبول کریگا یہ سوچکر رات کو اُسنے جلسہ آراستہ کیا ابیض کو اسقدر شراب پلائی کہ یہ بیہوش ہوا
میگون جادو گھبرا کے اُٹھی قید خانے مین آئی شاہزادہ قاسم اور سماک یلداقی کو قید سے رہا کیا
تیغہ سحر کش لاکر قاسم کو دیا مسکرا کر یہ بھی کہا کہ ای شہریار اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا قاسم نے
کچھ جواب نہ دیا سماک نے قاسم کا پیر دبایا کہا ای شہریار یہ تحفہ نایاب تو لے لیجیے یہ کب امید تھی
کہ یہ تحفہ ہمکو ملیگا قاسم خاموش ہو رہے میگون نے قاسم و سماک کو تخت پر سوار کیا آپ پایہ
تخت کو پکڑ لیا تخت اُڑاتی ہوئی نکلی قاسم نے کہا ای سماک یہ ساحرہ ساتھ ہی خواہش وصل کریگی
تو کیا کیا جائیگا سماک نے کہا ای شہریار مین اسکو مارے لیتا ہون جب دو تین کوس تخت اُڑا کر نکل آئی
سماک نے کہا ای ملکہ عالم ذرا تخت ٹھہرالو اس کوہ پر ٹھہرو میگون جادو نے پہاڑ پر تخت اُتارا
سماک باتین کرنے لگا کہ ای میگون تمنے بڑا احسان کیا ہم آقا کو تمھارے وصل پر راضی کرینگے
باتین کرتے کرتے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جب یہ گری خنجر مار کے اسکا خاتمہ کیا اب
قاسم و سماک کوہ سے اُتر کر چلے خیال یہ ہی کہ اپنے لشکر مین چلین یہان صبح کو ابیض جو ہوشیار ہوا تو بہت
گھبرایا تیغہ سحر کش نہ پایا غصے مین کانپ گیا کہا مین ابھی جا کے میگون کی مشکین باندھے لاتا ہون
وہان کئی دن کے بعد لوگون نے شکیل جادو کو صندوق سے نکالا شکیل جادو غصے مین قلعہ ابیض پر
آئی پوچھا بھیا یہ کیا معرکہ تھا میری شکل کون بنکر آیا اور اُسنے کیا کیا ابیض جادو نے سب
حال بیان کیا کہا میگون بڑا غضب کر گئی قاسم و سماک کو لیگئی شکیل جادو نے کہا چڑھ چلو ادھر
لشکر کشی کرو دونون بہن بھائی فوج لیکر چلے جب شہر سے نکلے یکایک کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من
میگون جادو بود اس صدا کی جانب آکے دیکھا لاشہ میگون کا پہاڑ پر پڑا ہی قاسم و سماک

جا چلے یہ دونون ساٹھ ہزار کا لشکر لیے ہوئے جاتے ہین راہ مین ملک اشراق شاہ سے ملاقات ہوئی
اشراق نے کہا ای ابیض کہان جاتے ہو ابیض نے سب حال بیان کیا اشراق نے کہا قلعۂ زرنگار
پر اُسکا ناموس موجود ہی اور سردار قاسم کے بھی وہین ہین چلکر سب کو گرفتار کرین میرے ہاتھ سے
شکست کھا کے بھاگے ہین مین نے سب کو زخمی کیا ہی میرے ہاتھ سے بھاگ کے گئے ہین ابیض نے کہا
جلد چلو ابیض و شکیل و اشراق شاہ تین لاکھ کا لشکر لیکر اس کر و فر سے طرف قلعۂ زرنگار کے چلے
یہان سلمان زرنگاری شکست کھا کے آیا لمعان زنگی و قیماس خان وغیرہ کا علاج ہوا سب سے
زیادہ بیقراری ملکہ الماس گلنارپوش کی ہی یہ خبرین جو گوش زد ہوئین کنیزون سے رو رو کے کہنے لگین
ہمنے خبر سُنی ہی کہ قلعے کو آکر اشراق شاہ نے گھیرا ہی ایک ساحر نے خبر دی کہ ساحر بھی ہمراہ ہین اشراق نے
کہلا بھیجا کہ ای شہنشاہ زرنگار آپ اگر اپنی جانبری چاہتے ہین تو اپنی دختر بلند اختر کو سوار کرکے ہمارے
پاس بھیجدو تو ہم پلٹجائین ورنہ ایک کو نہ زندہ نہ چھوڑینگے بادشاہ تھراتا ہوا محل مین آیا سامنے ملکہ کے
ذکر کیا کہ ملک اشراق شاہ یہ پیغام دیتا ہی ملکہ نے کہا بابا جان میرا سر کاٹ کے دیدیجیے مین
زندہ تو نہ جاؤنگی یہ کہکر بلک بلک کر رونے لگی سلمان زرنگاری نے کہا ای نور نظر کیون گھبراتی ہو مین
تمھارے خلاف نہ کرونگا اگر سب قتل ہون تو ہو جائین مگر مین نہ گوارہ کرونگا یہ کہکے بالاے قلعہ آیا آلات
حرب و ضرب سے قلعے کو آراستہ کیا توپین لگائین گولہ انداز و برق انداز مقامات پر مقرر کیے اشراق شاہ نے
طبل جنگی بجوایا شکیل و ابیض اسکے شریک ہین آراستگی قلعے کو دیکھکر ہنس رہے ہین جب اشراق
نے طبل جنگی بجوایا اور قلعے مین خبر پہونچی تو سلمان گھبرا گیا کہنے لگا کہ اسکو جواب کون دیگا اُنکے
سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائینگے قلعے مین مہلکہ پڑا ہی ابیض کہہ رہا ہی اہالیان قلعے کی شامتین
آئی ہین توپین ہمارا کیا کرینگی جب سحر کرینگے گولہ اُگل دینگی بلکہ کہو تو یونہین اُنکو ہلاک کرین گولہ
پلٹ کے اُنھین پر پڑے ہمارے لشکروالون کو خبر بھی نہ ہوگی تو مین اُنھین کو پامال کرین ساحرون مین
تیاریان ہو رہی ہین شکیل کہتی ہی مین ایسی صورت کردونگی تڑپ کے آسمان پر جاؤنگی ایک لکہ ابر
تیار کرونگی آسمان سے پانی برسیگا تمام قلعے مین دریا جوش مارے کہو تو آگ لگا دون کہو پانی برسادون
دونون باتون کا اختیار ہی مجھسے کون مقابلہ کرسکیگا غیر ساحرون کا مار لینا ہمارے نزدیک کتنی بڑی بات
ہی سب ساحر الگ ہو گئے ہین تیاریان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی آگ برساؤن ایک کہتا ہی آگ لگاؤن
ایک کہتا ہی مین یونہین گھُسا ہوا چلا جاؤنگا منھ سے اُف اُف کرونگا شعلے نکلینگے غیر ساحر بھاگینگے
جبکہ جمشید زرین پوش بصد جوش و خروش ہمخانۂ مغرب سے برآمد ہوکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا
منقل مہر گلے مین ڈالے ہوئے سحر تار شعاع تیار میدان گاہ چرخ زبرجدی مین ٹہلنے لگا سحر ضیا
نے تمام عالم کو گھیر لیا یہان ابیض جادو و شکیل جادو و ملک اشراق گھوڑون پر سوار ہوئے
فوج ساحران کو پشت پر لیا آکر قلعے کو دیکھا ایک اژدہا منھ پھیلائے بیٹھا ہی گولہ انداز ٹہل رہے ہین
ملک سلمان زرنگاری تخت پر بصد شوکت و صولت جلوہ فرما ہی ملکہ الماس گلنارپوش
سر منزلے سے کھڑی تماشا دیکھ رہی ہین اور ملکہ زرین گیسو کشا اپنے محل مین بیٹھی ہین جام زہر کے
بھر کر رکھے ہین کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو اگر کسی نے یہان آنیکا ارادہ کیا تو ہمین زندہ نہ پائیگا خبر

ہمکو برابر پہونچانا کنیزین آمادہ ہین کہ ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے چارسو کنیزین ملکہ کے ساتھ جان دینے پر آمادہ ہین چند کنیزین واسطے خبر کے مقرر کین کوٹھے سے ملکہ الماس بھی ملاحظہ کر رہی ہین اشراق شاہ نے اپنی فوج کو لیکر بلوہ کیا بہیا نسے وہ گولے پڑے کہ پانچ ہزار آدمی داخل جہنم ہوگئے اشراق شاہ نے کہا ای ابیض دیکھا تمنے قلعہ بڑے لطف سے آراستہ ہی گولہ غضب کا پڑ رہا ہے ایسے وقت مین نہایت مشکل ہی اشراق شاہ نے کہا ای ابیض کوئی تدبیر بتا و ابیض جادو نے کہا ہم تدبیر کیے دیتے ہین یہ کہکے ابیض نے پڑھا ایک گولہ اسم سحر پڑھ کے مارا قلعہ تھرایا تومین پیچھے ہتیون پر گر پڑین ہتیون مین آگ لگگئی گولہ انداز منھ کے بھل زمین پر گرے ایک طرف سے شکیل جادو نے سحر کیا مینھ برسنے لگا جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا شکیل تو آسمان سے سحر کر رہی ہی ابیض جادو نے سامنے سے دو چار گولے مارے زمین تلے کی اوپر ہوئی دھوان نکلنے لگا پانی نے خاصیت آگ کی پیدا کی جسپر قطرہ پڑا جلگیا نخل جل رہے ہین برج ہائے قلعے سے شعلے نکل رہے ہین ملکہ الماس نے جو کوٹھے سے یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئین دونون ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے پہلے کئی سجدے کیے پکار اٹھین ای کس بیکسان وای والی غریبان وای دستگیر افتادگان ہمارے حال زار پر نظر کر نظم

کن بحال زار خود ہر وقت ای عاصی نگاہ
توبہ کن توبہ ندامت کش بدرگاہ الٰہ
دور کن گر بندہ از سر دماغ سرکشی
نہ جبین عاجزی بر آستان بارگاہ
مثل خور ہر روز اندر بندگی سرگرم باش
در اطاعت باش ہر شب مشتعل مانند ماہ
خاکسار دوست شو تا زر شوے ای خاکسار
شو گدائے کوئے جانان تاکہ گردی بادشاہ
ذکر حق لذت نہ بخشد مر ترا در کام جان
گر بود اندر دلت خیلے خیال مال وجاہ
اشک غم ہر بار بار از دیدہائے اشکبار
شستہ گردد تاکہ زاب دیدہ ات روے سیاہ
نیک و بد منسوب ان باذات پاک ایزدی
قدرت خلاق اکبر بین تو اندر کوہ وکاہ
نور حاصل کن ز نور معرفت در بندگی
کن دل تاریک را روشن کہ ہر شام وپگاہ
حاضر و ناظر پس وپیشت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین کنیزین گھبرا کر کہتی ہین واری آپ کیون اسقدر بیقرار ہین آپ کے تو نام پر وہ عاشق ہی آپ کے والد کو پیغام دیا تھا اگر ملکہ عالم کو میرے حوالے کردے تو مین پلٹ جاؤن آپ کے ساتھ یہ بدی نہ پیش آئیگا ملکہ الماس کہتی ہین خدا اسکو غارت کرے وہ دن پروردگار مجکو نہ دکھائے کہ مین اس بیحیا کے پہلو مین جاؤن مین یہ دعائین مانگتی ہون خدا میری دعا کو سنلے افسوس ہی مین نے حال زار اپنا اس شیر بیشۂ جرأت کو نہ لکھا اب تو دل اسی شیر کو ڈھونڈھ رہا ہی خدا انکے قدمون تک پہونچائے مثل ماہی بے آب دل تڑپ رہا ہی دیکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی اتو اپنی یہ کیفیت ہی نظم

کاٹے راہ طلب مین جو قدم اٹھتے نہین
چھوڑ لے اس سر کو جس سے کوہ غم اٹھتے نہین
مر کے اٹھنے کی دعا ہی یون تو ہم اٹھتے نہین
ہاتھ اٹھتے ہین ترے در سے قدم اٹھتے نہین
ایک دو جھٹکے اگر ہون دل اٹھائے عشق مین
لاکھ پیچ اک گیسوے پرپیچ وخم اٹھتے نہین

اک گرانباری کڑوڑا احسان تیرے بعد مرگ
آرزو ہمکو بھی ہی رہجائین بنکر سنگ در
بیٹھکر پہلو مین میرے چٹکیان لو دل ہین تم
آنسوؤنکے منھ کا اور آہون کی آندھی کا ہی ساتھ
جنکو راہ شوق مین ای دل تھکا دیتی ہی یاس
شام فرقت کی سحر کو حشر بر پا ہو تو ہو
دور ہو غفلت تو دیکھین تیرا جلوہ چشم و دل
کسقدر نادم ہوا ہون لکھکے شکوے یار کے
مٹ نہین سکتی مٹائین لاکھ اپنی سرنوشت
ناتوانی نے ہمین کیا دل کو بھی بٹھلا دیا
نقش پا ہین بیٹھتے ہین خاک ہونے کو وہان
پڑگئی ہی ایک مٹھی اُڑکے خاکِ کوے یار
پہنچے گا نہک ہین ای زاہد ترے ایمان کے
طرفہ دکھلاتے ہین سیر اُسکی گلی مین دونون پانون
حشر برپا کر دیا ٹھکرا کے اُسنے میری قبر
اشک بنکر کب نہین گرتے نظر سے ای جلال

کوچۂ محبوب مین لاکھو لٹے ہم اُٹھتے نہین
بیٹھکر جس بت کی چوکھٹ پر صنم اُٹھتے نہین
ایسے صدمے ایسے رنج ایسے ستم اُٹھتے نہین
کب یہ دو طوفان فرقت مین بہم اُٹھتے نہین
بیٹھ جاتے ہین جہان پر لیکے دم اُٹھتے نہین
رات بھر جو جاگتے ہین صبحدم اُٹھتے نہین
پردۂ دروازۂ دیر و حرم اُٹھتے نہین
اُنگلیان حرفون پہ اُٹھتی ہین قلم اُٹھتے نہین
حرف اُسکے صورتِ نقشِ قدم اُٹھتے نہین
ناز بھی تیرے ترے سر کی قسم اُٹھتے نہین
سایۂ دیوار و در ہین گرکے ہم اُٹھتے نہین
بار احسان سر پہ ہی اس سے قدم اُٹھتے نہین
بیچ ڈال اک جام مے پر دام کم اُٹھتے نہین
سو تو جاتے ہین ہم لیکن ہم اُٹھتے نہین
دیکھنے یہ سیر یاران عدم اُٹھتے نہین
دور ہو کر کب کسی محفل سے ہم اُٹھتے نہین

اُس وقت قلعے مین عجب ہملکہ پڑا ہی تمام اہالیان قلعہ بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کبھی ملکہ کہتی ہین ای پروردگار عالم زمین کو حکم ہو کہ یہ شق ہو مین سما جاؤن برق گرے کہ میرے دو ٹکڑے ہون اس مکار کا سامنا نہ ہو جب ابیض جادو و شغبیل جادو نے یہ سحر کیا کہ اہالیان قلعہ یکبارہ رہوئے فریاد فریاد کی صدا بلند ہی ملک سلمان زرنگاری نے بیقرار ہو کے کہا یاردکدو کا دست ظاہری کا تو وقت نکلگیا اب ہمنے دین شاہزادے کا اختیار کیا ہی یہ بھی اُنھون نے فرمایا تھا کہ پروردگار ہر مقام پر حاضر و ناظر ہی بس ہمارے حال کو دیکھ رہا ہی ضرور نظر کریگا یہ کہکے تاج سر سے اُتار امصروف دعا ہو رجوع قلب سے پکار اُٹھا نظم

حق بہ بخشد عاصیان را بیتک از افضال خویش
اہل غفلت مفت ضایع میکنند عمر عزیز
مال بیگانہ مآل اندیش میدانند مدام
خود ببازار محبت قیمتت گردد فزون
کے کنند اہل خرد بر حالتِ دیگر نگاہ
فخر کے بر مال و دولت میکنند مرد عقیل
بہر مرد بے تعلق ہست درحق از جہان
شکر کن ہندی کہ در دنیاے فانی مرترا

گر کشند بار ندامت بندہ از افعال خویش
بگذراند در تغافل روز و ماہ و سال خویش
ہرچہ دارد در تصرف ملک خویش و مال خویش
گرچہ یوسف خود در ین سوداشوی دلال خویش
زانکہ ہست او را نظر بر صورت احوال خویش
نیست نازان بندۂ مقبول بر اقبال خویش
اقربا عقرب عدو اولاد دشمن آل خویش
پرورش حق میکند در سایۂ اجلال خویش

جب قلعے مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ابیض و شکیل آگے آگے سب سے زیادہ اشراق شاہ کو خوشی ہے بڑھا ہوا آتا ہے ابیض سے کہتا ہے مال قلعہ و مال مردمان قلعے کا تمکو بخشتا ہے مجھے صرف معشوق سے مطلب ہے ابیض و شکیل کہتے ہین صرف قلعے پر ہم اپنا قبضہ کرینگے شاہان طلسم کو باج و خراج پہونچیگا بڑی مشکل سے ہمارا ہی ہوگی بڑا قلعہ زر ریز ہے اسم با مسمے اسی وجہ سے قلعۂ زرنگار نام ہے بخدمت شاہان نور افشان سال بین کئی کرور روپیے جاتے ہین سلمان زرنگاری بیتاب و بیقرار ہو کر پکارا کہ ای معبود ہماری ذلت گوارہ ہے علاوہ ہماری ذلت کے اُس شہریار کا ناموس تباہ ہوتا ہے ہاے یہ کیسا ستم ہے ہم کیا جواب دینگے بلبلاکر جو سب نے دعا کی صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا سب نے کہ آگے آگے ہزبر دشت وغا یکہ تاز میدان ہیجا صاحب رائے صفوف آرائے صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ بلک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ پشت مرکب پر سوار ہشت پر ساحر و غیر ساحر فریاد فریاد کی جو صدا اُسنی سمک نے عرض کی ای شہریار قلعۂ زرنگار پر کفار نے بلوہ کیا ہے قلعہ ہاتھ سے جایا چاہتا ہے قاسم نے مرکب باد رفتار بڑھایا وہین سے نعرہ کیا با شید ای کفاران ہیجا دای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نہ داند بشناسد نعرۂ قاسم تصنیف تو مصنف

منم ابن رستم یل نامور
فن جنگ مین حیرت ساحری
منم ابن فرزند صاحبقران

منم شیر میدان جنگ وجدل
زسیف الملک جنگ شد آشکار

منم نغمت خوان جنگ وجدل
منم حامل رایت گیر ودار

منم ہاشم نقد فتح وظفر
فریدون حشم رعب اسکندری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

ساتھ والے بھی سب دوڑ پڑے ابیض نے جو دیکھا دیکھتے ہی ہوش اُڑے اتنا تو البتہ منھ سے نکلا غضب ہوا کہ وہ شیر آگیا تیغ سحر کش موجود ہے دیکھین تقدیر کیا دکھائے ایسا گھبرایا کہ فوج کو بھی نہ اشارہ کیا تڑپکر زمین مین گرا چاہا طائر بنکے نکلجاؤن جیسے ہی بلند ہوا قاسم نے تیر مارا توڑ کر پشت کو پار گذرا ابیض کا زمین مین گرنا سلمان زرنگاری کے ہاتھ پاؤن کھلے اہالیان قلعہ مطمئن ہوئے پھاٹک کھولکر باہر نکل آئے لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی سرداران قاسم لمعان زنگی و قیماس خان وغیرہ یہ جو فوج ساحران پر گرے جسکو پایا چیر کر پھینکدیا لمعان زنگی مثل پیل مست جھومتا ہوا آتا ہے جس ساحر کو پایا کلائی اُسکی مروڑ ڈالی اُسنے کئی ساحرون کو مارا اس طرح لڑتا ہوا آتا ہے جس صف پر جا پڑا اُس صف کو درہم و برہم کیا شاہزادہ خاور سپاہ بصد شوکت و جاہ جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہین لڑ رہے ہین جب ابیض مارا گیا شکیل کے ہوش اُڑے عاشق جمال بیمثال شاہزادہ والا مقام بھی ہوگئی ساحر سامنے سے بھاگنے بھی لگے شکیل نے مینھ برسانا موقوف کیا غول مین آگئی سمک سے ملاقات کی کہا ای عیار طرار و ای رفیق و شفیق شاہزادہ عالیوقار مین چاہتی ہون شاہزادے کی اطاعت کرون سمک نے قبول کیا سمک شکیل جادو کو لیکر پاس شاہزادہ قاسم کے آیا عرض کی ای شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہین چاہتی ہین خدمت مین حاضر رہین شکیل نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کنیز مدت مدید سے ملازمت کی خواہش رکھتی تھی گل رخسار قاسم کو دیکھکر شگفتہ ہوئی جاتی ہے دل مین یہی خیال ہے کہ حاضر خدمت رہونگی قاسم نے پشت پر ہاتھ رکھا

فرمایا کہ تمکو اختیار ہی یہ سُن چکی ہوگی اور کتاب سامری مین دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ
دست حق پرست زلزلۂ قاف سے یہ طلسم فتح ہوگا انشاء اللہ ہم لوگ بھی جاکے شریک ہونگے شکیل
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی چاہتی ہون بقیہ عمر زیر قدم اقدس بسر کرون قاسم نے سماک کو
ساتھ لیا شکیل نے آواز دی اب کوئی سحر نہ کرے جسکو قدمبوسی منظور ہو وہ رہے جسکو محبت سامری و
جمشید ہو وہ ترک رفاقت کرے سب ساحر دست بستہ حاضر ہوئے اشراق ہاتھ سے قاسم
کے واصل جہنم ہوا رفیق اسکے بھی حاضر خدمت ہوئے یہانسے تا بہ قلعۂ اشراقیہ قاسم کی
عملداری ہوئی ملکہ الماس نے کوٹھے سے دیکھا کہ آتے ہی قاسم کے لڑائی فتح ہوئی طرف قلعے
کے چلے لیکن چند ساحر یہانسے جو بھاگے طرف طلسم نور افشان کے گئے یہان قاسم جو آکے
داخل قلعہ ہوئے محل مین ملکہ زرین گیسو کشا کے آئے ملکہ زرین نے جشن کیا اُس جشن مین یہ
خیال آیا کہا ای شہریار ایک بات کا بڑا خیال ہی خدا آپ کو سلامت رکھے پروردگار نے اس
بلائے ناگہانی سے بچایا آپ کے آتے ہی لڑائی فتح ہوئی لیکن ملکہ الماس گلنار پوش نے
میری دعوت کی خدا نے فضل بھی اپنا شریک کیا آج سامان جشن ہی آپ کی خوشی ہو تو ملکہ الماس کو
طلب کرین قاسم نے کہا بسم اللہ یہ تو واجب و لازم ہی ملکہ زرین نے کہا ای شہریار ایک
مقدمے مین مجکو بڑی حیرت ہی ملکہ الماس نے مجھسے ایسے طور سے باتین کین اس طور سے
ملین کہ جیسے کوئی کسی سے رشک کرتا ہی قاسم نے کہا وہ بھی شاہزادی والا قدر ہی حسن و جمال
مین رشک بدر ہی کچھ خیال اپنے جاہ و جلال کا ہوگا اسکا تصور نہ کرو پیغام بھیجو اُسی وقت ناظر کو
حکم ہوا کہ پیغام بھیجو اور ملکہ الماس گلنار پوش کو پیغام دو کہ ملکہ زرین گیسو کشا نے آپ کو دعوت
مین طلب فرمایا ہی خدا نے فضل کیا فتح نصیب ہوئی راحت قریب ہوئی کسی کو اپنی جان و آبرو
بچنے کی امید نہ تھی خدا نے فضل شریک کیا ناظر در دولت ملکہ پر پہونچا ملکہ خود بیقرار ہین صاحب
عصمت و عفت اُسپر یہ مصیبت و یاس ہی کہ اُس شیر بیشۂ جرأت سے کیونکر وصل نصیب ہوگا نہایت
خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کنیزون سے یہی باتین ہو رہی ہین اس وقت ملکہ یاد مین قاسم
کے رو رہی ہین کہ ایک کنیز نے عرض کی کہ ناظر فرستادۂ ملکہ زرین گیسو کشا ڈیوڑھی پر حاضر ہی
امیدوار باریابی ہی ملکہ نے مسکراکے فرمایا بلالو ناظر سامنے حاضر ہوا جھککر سلام کیا پیغام ملکہ کا پہونچایا
ملکہ یہ پیغام سُنکر خوش ہوگئین فرمایا اُنھون نے مجکو سرفراز فرمایا مین ضرور حاضر ہونگی میری جانب سے
عرض کرنا کہ آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی ناظر پلٹ گیا ملکہ چونکہ پابند احکام مادر و پدر ہین ماں
باپ سے پوچھا باپ نے کہا بیٹا جنھے جو دعوت کی تھی یہ اُسکا معاوضہ ہی بہت خلق و محبت سے ملنا
ملکہ نے کہا ای والد نامدار مین نے خیال کرکے دیکھا مزاج مین ملکہ کے غرور بہت ہی بادشاہ
نے کہا بیٹا اُنکا غرور بجا ہی رستم پیلتن کی بہو رشتے کے طور پر نقد روح روان شاہزادہ
خاور سپاہ ایرج عالیجاہ کی والدہ ماجدہ کیونکر غرور نہ کرے اُنکا غرور بہت بجا ہی ملکہ نے
کہا سبحان اللہ آپ نے تو اسقدر اُنکو بڑھایا کہ آسمان پر پہونچا دیا بادشاہ نے کہا ای نور نظر
مین نے انصاف کیا جو بات مین نے کہی اسمین کیا خلاف ہی بادشاہ نے جو ملکہ کی تعریفین کین

ملکہ نے منہ پھیر لیا فرمایا بس حضور آپ نے تعریفون کے انبار لگا دیے بادشاہ باہر گئے ملکہ نے تیاریان کین محافہ زرین طلب ہوا ملکہ کمال زیب و زینت سے سوار ہوئین ملکہ زرین گیسو کشا واسطے استقبال کے آئین ملکہ الماس اُترین آج چہرۂ زیبائے زرین گیسو کشا کو دیکھا کہ مثل ماہتاب ہی ہر عضو مثل ماہ فلک چہار دہم درخشان ہی قد سرو باغ محبوبی دہن غنچۂ گلزار خوبی آنکھڑیان رشک بادام ہر اعضا قابل پسند خاص و عام الماس نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ زرین نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر لاکے بٹھایا زر و جواہر بھی نثار کیا قاسم کوٹھے پر بیٹھے تھے جب ملکہ الماس داخل ہوئین قاسم نے دیکھا صحن خانے مین روشنی ہوگئی حیران ہوگئے کنیز سے پوچھا کہ دیکھو یہ روشنی کیسی ہی کنیز نے کہا داری ملکہ الماس جو تشریف لائی ہین اُنکے حسن کی چھوٹ پڑتی ہی قاسم کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا یہان سامان دعوت ہوا قاسم کوٹھے پر بیٹھے رہے دربار مین بادشاہ کے گئے بعد دو پہر رات گئے قاسم محل مین آئے ملکہ زرین واسطے استقبال کے گئین ملکہ الماس کو اور رشک ہوا خاموش ہو رہین مگر اشتیاق ہی کہ ای الماس شاہزادے کو کیونکر دیکھون قاسم تو کوٹھے پر گئے یہان ملکہ الماس کو زرین گیسو کشا نے شب بھر کا مہمان کیا اُسی وقت ایک شوخ و شنگ یہ غزل گانے لگی

نظم

دونون آنکھون نے جو تیری چار آنکھین ہو گئین
شکل نرگس اور بھی بیمار آنکھین ہو گئین

دُرج اشک گوہر غبار آنکھین ہو گئین
ای پری رو جوہری بازار آنکھین ہو گئین

دل مین بٹھا کیا کیا شکایت ہم کرینگے یار سے
بت تنگ نکلی نہ جب دم چار آنکھین ہو گئین

سچ ہی نور چشم کھو دیتا ہی نور آفتاب
پرتوِ رخسار سے بیکار آنکھین ہو گئین

ہر کس و ناکس پہ اپنی کب بھلا پڑتی ہی آنکھ
تیری آنکھین دیکھکر ہشیار آنکھین ہو گئین

رات دن منہ کیطرح آنکھون نے برساتا ہون اشک
غیرت ابر بہار ای یار آنکھین ہو گئین

جان سے مارا اُسے بھر کر نظر دیکھا جسے
قتل عاشق کے لیے تلوار آنکھین ہو گئین

نشۂ الفت چڑھا رہتا ہی آنکھون مین مدام
عشق چشم مست سے سرشار آنکھین ہو گئین

پتلیان دل کی طرح ہر گام پر پس پس گئین
اسقدر وارفتۂ رفتار آنکھین ہو گئین

کیا کسی گل نے ملی ہی اپنے ہاتھون مین حنا
بلبلون کی آج جو خونبار آنکھین ہو گئین

ای زہے قسمت وہ گل رکھتا ہی آنکھون مین مجھے
آشیانِ بلبل گلزار آنکھین ہو گئین

چار سو جلوہ اُسیکا نور آتا ہی نظر
اسقدر محو جمال یار آنکھین ہو گئین

یہ غزل جو نازنین نے گائی ملکہ الماس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے زرین گیسو کشا نے آنسو پاک کیے اور کہا بُوا تم اشعار عاشقانہ پر بہت روتی ہو معلوم ہوتا ہی دل مین سوز و گداز ہی ملکہ نے سر جھکا کے کہا بُوا سوز و گداز تمھارا جاسے ہی مین تو اس کوچے سے آگاہ نہین آپ البتہ اس کوچے سے ماہر ہین آپ پر بخوبی حال ظاہر ہین ملکہ زرین کو ناگوار تو ہوا خیال مین آیا یہ مہمان آئی ہین جواب دینا کیا ضرور ہی گانا موقوف ہوا ابکا دل نے آکر دستر خوان بچھایا دونون شاہزادیون نے ملکر خاصہ کھایا کھانا کھانے مین کچھ طعن و تشنیع کے کلام رہے

بعد خاصے کے دونون صاحبون نے آرام فرمایا الماس جو پڑے پڑے گھبرا مین پلنگ کاٹے کھاتا ہی پلنگ درندہ معلوم ہوتا ہی آخر اسی بیتابی مین اُٹھین باہستگی کوٹھے پر چلین اس اشتیاق مین کہ اس ظالم کو ایک نگاہ دیکھ لون یون دل کو صبر دون ادھر قاسم کو بھی اشتیاق مین نیند نہ آئی یہ بھی جوش مین اُٹھے ہین کہ چلکر جمال بیمثال ملکہ الماس دیکھون اُدھر سے قاسم آتے ہین ادھر سے ملکہ الماس جاتی ہین دونون کی نگاہین اُٹھین قاسم نے دیکھا ایک حور پیکر سمنبر غنچہ دہن سرو قد خورشید خد چہرہ رشک آفتاب روشن اندھیرے مین معلوم ہوتا ہی ماہتاب ہان نکل آیا رعب حسن و جمال سے تھرا کے گرے بیہوش ہو گئے الماس نے سرہانے بیٹھکر لوبے زلف معنبر دماغ مین پہونچائی قاسم کو ہوش آیا اضطرار زین سر قدمون پر رکھدیا کہا صاحب کوٹھے پر چلو چند ساعت بیٹھتے باتین کرین تمھارے تیر مژگان نے قلب زخمی کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ ساتھ قاسم کے کوٹھے پر آئین قاسم کمرے مین گئے ملکہ صحن مین ٹھہر گئین قاسم نے کمرے مین اگر فرمایا ملکہ عالم آئیے ملکہ حجاب سے آگے نہ بڑھین ملکہ زرین گیسو کشا کی جو آنکھ کھلی ملکہ الماس کا پلنگ خالی پایا خواص کو آواز دی ایک چوبدارنی نے آنکھ کھولکر عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ اُٹھ بیٹھین کہا ارے دیکھ تو ہماری مہمان کہان ہین ایک خواص نے کہا واری مین دیکھ رہی تھی گھبرا کے اُٹھین کوٹھے پر تشریف لیگئین ہین ملکہ زرین غصے مین کہتی ہوئین کہ سبحان اللہ صلاح نشد بلا شد گھر مین آکر ہمارے یہ گستاخی آج شہریار سے مین بہت لطف سے پوچھونگی کہ کیون صاحب یہ کیا معرکہ ہی لونڈی کو رخصت کیجیے میرے مان باپ قتل ہوئے مین نے کیا کیا جفائین اُٹھائین یہ جفا مجھسے نہ اُٹھیگی مین اپنی جان دیدونگی یہ کہتی ہوئی طرف کوٹھے کے چلین قاسم نے جو آواز ملکہ زرین کی سُنی گھبرا گئے ملکہ الماس سے کہا صاحب غضب ہوا ملکہ جاگ اُٹھین ملکہ الماس نے چاہا مین اپنے کو کوٹھے سے گرا دون جان دون بڑا غضب ہوا بڑی ذلت ہماری ہوئی یہ خبر والد تک پہونچیگی کیا فرمائینگے یہ سوچ کے چاہا اپنے کو گرا دون قضائے کار دلبر جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ کوٹھے پر کھڑی ہی متردد و متوحش کانپ رہی ہی تڑپکر گری ملکہ الماس کو اُٹھا لیگئی قاسم حیران کھڑے تھے جانتے تھے اب ملکہ زرین کوٹھے پر آئیگی کہ قاسم کے کان مین آواز آئی اے شہریار کنیز کو کوئی لیے جاتا ہی قاسم جھپٹ کر باہر آئے دیکھا ایک جادوگرنی ملکہ کو لیے جاتی ہی آواز دی او ملعونہ کہان لیے جاتی ہی اُسنے جواب بھی نہ دیا قندیل فلک ہوئی قاسم بیقرار کوٹھے سے اُترے ملکہ زرین نے پوچھا کیون شہریار کیا ہوا قاسم نے کہا ملکہ کوئی دختر سلطان زرنگاری کو اُٹھا لیگیا ملکہ نے مسکرا کے کہا چاہ کنندہ را چاہ در پیش اب جائیے انکو ڈھونڈھیے آئی تھین مہمان کوٹھے پر کیون گئین قاسم نے کہا صاحب تمنے دیکھا نہین وہ اُٹھ کے صحن قصر مین آئین کوئی جادوگرنی اُڑی ہوئی جاتی تھی ملکہ کو اُٹھا لیگئی سمک بلند اقبال یہ خبر سُنکے دوڑا ہوا محل مین آیا دیکھا قاسم رنجیدہ کھڑے ہین دعائین مانگ رہے ہین ملکہ زرین قاسم پر غصہ کر رہی ہین سمک نے کہا ملکہ کیا ہی قاسم نے سب حال بیان کیا کہا اے سمک

غضب ہوا سمک نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام ابھی پتہ لگاتا ہی شہزادہ قاسم نے اشارے سے
کہا ای سمک بڑا غضب ہوا باپ سے اسکے مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی مگر دلیر جادو ملکہ کو لیے ہوے
اپنے قلعے مین آئی ملکہ کو ایک قصر مین لاکے بٹھایا دست بستہ عرض کی حضور کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہی یہ کیفیت دیکھکر ملکہ رونے لگین کہا ای ساحرہ تجھے میرے لانے سے کیا فائدہ
ہوا کہا حضور اصل یہ ہی کہ صحبت شہنشاہ نور افشان مین یہی ذکر ہی کہ طلسم کشا تلاش لوح
مین آتا ہی اُسکے فرزندون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی جو جسکو جہان پائے وہ مار ڈالے
مین نے جو آپکو دیکھا مین سمجھی کہ متعلقین طلسم کشا مین سے ہین مین اٹھا لائی ملکہ الماس نے جھلاکے
جواب دیا او نابینا نبیرہ صاحبقران کمرے مین کھڑے تھے انکو نہ اٹھا لائی کہ ذرا انکی سختی بھی
پڑتی دلیر جادو کو خیال آیا کہ یہ نازنین بہت حسین ہی اسکی تصویر اور عرضی اپنی خدمت مین شہنشاہ
نور افشان کی بھیجون یقین ہی کہ بہت پسند فرمائنگے دلیر جادو نے اُسی وقت تصویر ملکہ الماس
کی کھنچوائی اور ایک عرضی بڑی شد و مد سے لکھی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان معشوقۂ نبیرہ
حمزہ کو لائی ہون حقیقت مین معشوق بےنظیر چہرہ رشک ماہ منیر اگر حکم ہو تو حاضر کرون شدید جادو
کہ کوکا اسکا ہی اُسکو بلا کے کہا تو جلد جا اور دربار مین جا کے یہ نامہ شاہ کے ہاتھ مین دینا شدید
وہ عرضی لیکر چلا ادھر سے سمک بلداقی تلاش ملکہ مین چلا تھا صحرا مین پھرتے پھرتے ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک جادوگر گھبرایا ہوا جلدی جلدی جاتا ہی سمک
نے جلدی مین ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شدید آواز
سنتے ہی پلٹ پڑا کہا بھائی کیا کہتے ہو سمک نے کہا کہان جاتے ہو اس دھوپ مین اسقدر جلدی
اُسنے کہا بھائی نوکری بری چیز ہی ہماری ملکۂ عالم نے حکم دیا ہی نامہ لیکر خدمت شاہ طلسم مین جاتا
ہون اسوجہ سے بہت جلدی ہی سمک نے پوچھا کس بات کا نامہ ہی شدید نے کہا معشوقۂ نبیرۂ
حمزہ کو اٹھا کر ملکہ دلیر لائی ہین منظور ہی خدمت مین شاہ طلسم کی پیش کرین سمک نے قلعۂ
دلیر جادو کا نشان پوچھا اُسنے سب بیان کردیا سمک نے سب حال پوچھکر اسکو بیہوش کیا
ایک درۂ کوہ مین ڈال دیا نامہ اسکی کمر سے نکالا پشت پر اُس نامہ کے تحریر کیا کہ ای دلیر جادو
اس معشوق پریچہرہ کو لیکر ہمارے پاس جلد آؤ تمھارا مرتبہ اعلی کرینگے سمک طرف قلعۂ دلیر کے
چلا آکے نامہ دیا دلیر نے جو پشت عرضی کو دیکھا خوش ہوگئی کہا ای شدید اسے کسطرح لیجاؤن
کہا حضور آج رات کو جلسہ آراستہ ہو اس نازنین کو سمجھا دیا جائے کہ خدمت شاہ مین جو جلسے
بہت لطف سے کلام کرے شدید لقلی نے کہا حضور ذرا کنارے چلین مین کچھ عرض کرونگا یہ
معشوقۂ نبیرۂ حمزہ ہی ضرور فساد برپا کریگی اسکو سمجھانا بیکار ہی حضور کنارے چلین تو مفصل
عرض کرون دلیر جادو اسکے ہمراہ کنارے آئی سمک نے باتین کرتے کرتے بیہوش کرکے
کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر باہر آیا چند جادوگرنیون کو قریب بلایا کہا صاحبو مین تو
قسم کھا چکی ہون جب مسلمانون سے مقابلہ ہوگا تب اپنا زور سحر دکھاؤنگی تم تخت کو اٹھا کے
لیچلو چار جادوگرنیان اپنے پاس بٹھا لین ملکہ کو چپکے سے اپنا نام بتا دیا کہ منم سمک بلداقی

صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن شہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن پشت مرکب پر سوار تختی لوح المحفوظ کی گلے مین پڑی ہوئی امیر بن عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے سمک کو جو امیہ نے دیکھا کہا ای شہریار غضب ہوا سمک بلیداقی پہاڑ پر چھپا ہی کوئی معشوقہ بھی ساتھ ہی یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا فوج کو اشارہ کیا کہ تم یہین ٹھہرو آپ گھوڑا بڑھا کے تنہا چلے للکارا و پوچھا کہان جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان تصنیف کو مصنف

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختہ شد بجنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گنجاب گشتہ چو جنگ آزما
تقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شد آن کافر بد دغا
یل صف شکن نظر معر پہلوان

نیلگون جادو نے جو پلٹکر دیکھا فوج تو سب ٹھہر گئی ایک تیر ز بصد کرد فر گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی نیلگون جوش مین اپنے کمال کے تیغۂ سحر کھینچکر دوڑ پڑا بدیع الزمان کے قریب پہونچا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح محفوظ چمکی ہزار ہا شعلے شاہزادے پر گرے مگر شاہزادے کو گزند نہ پہونچی بدیع الزمان نے اژدہے سے ہاتھ نکال کے وار کیا کہ نیلگون جادو کے دو ٹکڑے ہوے بخت سیاہ کا سامنا ہوا اسکے ساتھ کے ساحر دوڑ پڑے سب ملکر سحر کرنے لگے بدیع الزمان تلوار کھینچکر اُن ساحرون پر جا پڑے تھوڑے عرصے مین سب کو قتل کیا کچھ ساحر جانور بنکر بھاگے شہزادے نے اُسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی اُمیہ سمک و ملکہ کو پہاڑ پر سے بُلا لایا ملکہ کو ایک خیمے مین داخل کیا کنیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئین تمام کیفیت سمک بلیداقی نے بیان کی مگر آنا شہزادہ بدیع الزمان کا سمک کو بہت ناگوار ہوا. جی مین کہتا ہی آقا کو بہت قلق ہو گا بدیع الزمان نے قاسم کا حال پوچھا سمک نے کل کیفیت بیان کی کہ کئی قلعے فتح کیے اُن قلعون پر حاکم مقرر کر دیے اب بفتح فیروزی کوچ کیا چاہتے ہین طرف طلسم نور افشان انشاء اللہ آپکی دعا سے طلسم نور افشان شہزادۂ خاور سیاہ فتح کرینگے بدیع الزمان نے کہا بھئی خدا ایسا ہی کرے شب بھر سمک کو مہمان رکھا صبح کو ایک عمدہ محافہ منگایا اُسمین ملکہ کو سوار کیا چند سوار ساتھ کیے ہر چند سمک نے چاہا سوار ساتھ نہ لون بدیع الزمان نے نہ مانا کہا ای سمک ایسا نہو راہ مین کوئی اُفتاد پڑے مقدمۂ ناموس ہی سمک لاچار ہوا سوارون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین سمک سے ملکہ نے پوچھا کیون سمک یہ کون صاحب ہین سمک نے کہا یہ عم نامدار مین شاہزادہ والا قدر کے انہین سے چشمک ہی یہ مدد کرنا شاہزادے کو ناگوار ہو گا کیا عجب ہی کہ وہ قصد کرین جا کر سزا دین یہ باتین کرتا ہوا قریب لشکر کے پہونچا شہزادۂ خاور سیاہ کنارے پر لشکر کے انتظار مین سمک کے ٹہل رہے ہین ملکہ کے باپ کا عجب حال ہی قاسم نے دیکھا سمک پایۂ محافہ پر ہاتھ ڈالے ہوے چند سوار بھی ساتھ ہین بڑھکر پوچھا ای سمک کیا معرکہ گذرا سمک نے چاہا چھپاؤن قاسم نے کہا ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو قسم دلانے سے سمک لاچار ہوا مفصل سب

کہدیا حضور نہ گھبرائین آپکو خدمت شاہزادۂ خاور رسیاہ مین لیے چلتا ہون یہ سنکر ملکہ خاموش ہو رہی سر نگون غم مفارقت سے کلیجہ خون سمک تو تخت اُڑاتا ہوا چلا قضائے کار مصاحب سحر العجائب کا نیلگون جادو کسی کام کو اس صحرا مین آیا دیکھا ایک جادو گر درہ کوہ مین بندھا ہوا پڑا ہی نیلگون نے اُسکو اُٹھایا شدید جادو گھبرا گیا نیلگون نے پوچھا ارے تو کون ہی کسنے تجھکو بیہوش کرکے ڈال دیا شدید رونے لگا کہا حضور ملکہ دلیر جادو نے مجھے نامہ و تصویر دی تھی خدمت شاہ طلسم مین جاتا تھا نامہ و تصویر کوئی لیگیا اور مجھکو بیہوش کرکے یہان ڈال گیا نیلگون نے سب حال پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کی نیلگون نے کہا یہ کام کسی عیار کا ہی اور سب جادوگر بھی اسکے آگئے اُسنے کہا جس عیار نے یہ کام کیا وہ اب قلعۂ دلیر جادو مین گیا ہو گا ملکہ کی فکر مین آیا تھا اب طرف قلعے کے چلنا چاہیے نیلگون جادو شدید جادو کو لیکر طرف قلعہ دلیر کے چلا تھا کہ سامنے سے تخت پیدا ہوا شدید نے کہا لو ملکۂ عالم آتی ہین نیلگون نے کہا ای شدید یہ تمھاری ملکہ نہین ہین یقین ہی کہ وہی عیار ہو سمک نے جو اُسی ساحر کو دیکھا ایک پہاڑ پر اُتر پڑا نیلگون نے پکار کے آواز دی کہ ای عیار مکار اب تیرا مکر و حیلہ نہ چلیگا بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کردے تو جدہر چاہے چلا جا سمک نے چارون جادوگرنیون کو آمادہ کیا کہا صاحبو کیا غضب کی بات ہی ہم معشوقۂ شاہ کو لیے جاتے ہین اور نیلگون جادو ہمکو لینے آتا ہی جسطرح بن پڑے ہمکو بچاؤ یہ سنکر سب جادوگرنیان آمادہ ہو گئین نیلگون نے چاہا پہاڑ پر چڑھے چارون جادوگرنیون نے سحر کیا کئی ساحر نیلگون کے سر ٹکرا کے مرے جب تو نیلگون جھلایا پکار کے آواز دی اونالائقو تمھاری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم پر سحر کرو یہ کہکر گولا سحر کا پھینکا اُس گولے نے سب کے ہاتھ پاؤن بیکار کیے نیلگون تیغہ پکڑ کے طرف پہاڑ کے چلا سمک کے بھی پاؤن زمین نے تھام لیے ملکہ الماس حیران حیران دیکھ رہی ہی کہ نیلگون جادو تیغہ پکڑے ہوے آتا ہی چہرے سے ملکہ کے گونہ ردا کاہٹ گیا جمال آفتاب مثال پر جو نیلگون کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا کہ ماہ تابان و مہر درخشان تکلہ کوہ پر چمک رہا ہی کلیجے پر ہاتھ رکھے ہوے یہ تو لوٹیان طی کر رہا ہی ملکہ دعا کر رہی ہی نظم

خداست مظہر انوار و فالق الاصباح
برائے مصلحت بندگان کند اصلاح
بخواہ ہر چہ طلب داری از خدای کریم
کہ از حجاب دل و جان و دیدۂ ارجاح
بہ ملاح عالم ایجاد ہست از ان مصلح
خداست مرہم داغ جگر خدا اجراح
نمود از نمد شکر از چوب نیشکر پیدا
بغیر مشورت انتظار استصلاح
بجوریہ بخشش بدہ گنج سیم و زر بندی

خداست کاشف اسرار و فاتح و فتاح
بشرق و غرب جہان مہر و مہ کند روشن
بصد نیاز و بصد عجز و زاری و الحاح
نجات کشتی نوح از بلای طوفان یافت
فلاح کار جہان است صرف ان فلاح
خدا بدیدۂ بے نور نور می بخشد
ز سنگ ذائقہ شہد و لذت الملاح
خداست حاکم و محکوم آسمان و زمین
چو داد مالک مخزن بدست تو مفتاح

بہر معاملہ کان مصلح جہان خواہد
برائے روز یکے بہر شب دگر مصباح
کہ از وجود دہد جلوہ حضرت موجود
دران جہاز چو گردید خود خدا ملاح
بحکم اوست ہمہ نیش و نوش در عالم
بہ شاہراہ ہدایت خداہند مصباح
بہ اختیار کند کار حضرت مختار
خداست حامد و ممدوح و بندگان مداح
بیقرار سا ہو گئے جو ملکہ نے دعا کی

حال بیان کیا یہ سنکر قاسم مثل بید کے کانپے کہا او نالائق تیری وجہ سے ہمپر احسان ہوا عمر ہماری گذر گئی اُنکی بد کرتے کرتے آج تیری وجہ سے ہمکو خفت ہوئی دھوبی بچے کا احسان ہونا اب وہ جا بجا ذکر کرینگے بارگاہ مین طعن و تشنیع کرینگے بارگاہ مین بیٹھنا مشکل ہوگا تمھارے نزدیک تو آسان ہی سلیمان زرنگاری کو جو خبر پہونچی بیٹی سے حال پوچھا بیٹی نے کہا ای والد نامدار اصل تو یہ ہی کہ شاہزادہ والاقدر کے عیار نے بڑا کام کیا اگر یہ نہ پہونچتا ہمارا آپسے ملنا بہت دشوار تھا خدا نے اپنا فضل شریک کیا ہم تو بہت ممنون ہوے سلیمان زرنگاری نے ملکہ کو محل مین داخل کیا قاسم کو بڑا ملال ہوا سلیمان زرنگاری محل مین آیا بیٹی سے کہا ای نور نظر میرا ارادہ ہی تجھے ساتھ شاہزادے کے منسوب کرون ملکہ دل مین تو خوش ہوئین ظاہر مین عرض کی حضور کو اختیار ہی سلیمان زرنگاری نے باہر نکل کر تصویر ملکہ کی خدمت مین شاہزادے کے پیش کی شاہزادہ خاور رسیاہ نے بہ نگاہ محبت اُس تصویر کو دیکھا سلیمان زرنگاری نے ترنج خوشبوئی سینے پر شہزادے کے لگایا قاسم نے کہا ای سلیمان عقد شرعی ہو جائے ہم برسر راہ مین جب پروردگار طلسم نور افشان فتح کرائیگا اُسوقت دیکھا جائیگا سلیمان نے ایسا ہی کیا مگر شہزادہ قاسم کو بڑا ملال ہی حکم ہوا لشکر تیار کر و لمعان زنگی نے فوراً لشکر تیار کیا سب لشکر اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ قاسم تعاقب مین بدیع الزمان کے چلے یہی منظور ہی کہ کسی مقام پر کشتی گیر کو مین سمجھادون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہو قاسم تو فکر مین بدیع الزمان کی جاتے ہین کہ جس مقام پر چچا ملین تو چچا بنا کے چھوڑون کہ عمر بھر یاد کرین ایک سڑے ہوے جادوگر کو مار کے ہمپر احسان کیا ہم ایسا احسان کب مانتے ہین اگر خدا چاہے تو ایسا بدلہ کرین کہ عمر بھر یاد کرین کوئی لشکر والا اس رمز سے آگاہ نہین مگر قیاس خان خاوری نے لمعان زنگی سے کہا کہ آقا ہمارے فکر مین بدیع الزمان کی ہین دیکھیے چچا بھتیجے مین کیا گذرے بیشک فساد عظیم ہوگا لمعان کہتا ہی کسکی مجال ہی جو ہمارے آقائے نامدار سے آنکھ ملا سکے اب حال شہزادہ قاسم کا اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی کہ فکر شہزادہ بدیع مین جاتے ہین

دوسکلمے داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کہ برائے تلاش لوح زبانی جمشید حق پرست کی سنکر برائے تلاش باغ ہیکلان بن قہار مین چلتے ہین اور پہونچکر باغ مین لوح کا ملنا اور پھر کھو جانا لوح کا اور امیر کا تباہ و پریشان ہونا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

ای کلک سیاہ مست و طناز
مضمون ہو لاجواب تحریر
دے بادۂ خوشگوار ساقی
ہوتا ہی جگر کباب ساقی

ساقی نامہ کر ایک آغاز
ای ساقی گلبدن گل اندام
اب رند ہین بیقرار ساقی
دے بادہ کہ روح کو ہو طاقت

کر وصف شراب ناب تحریر
دے بھر کے مئے سرور کا جام
بے بادہ ہی اضطراب ساقی
اللہ رکھے تجھے سلامت

پوری ہو جو دل کی آرزو ہو
تو روے زمین کا بادشا ہو
بیٹھا ہون لگائے تاک جسپر
مین دیر سے تجھکو تاکتا ہون
ہے حسن کی جسکے چار سو دھوم
ہر شب ہو وہی پری بغل مین
غارت گر ہوش ہے سراپا
شوخی چنچل بلا ہر رنگ مستی
منھ جام شراب سے ملادون
کچھ دل کے ہین حوصلے نکالون
بو آئے شراب کی دہن سے

ساقی وہ نیا ہوا اور تو ہو
ہان پردے حجاب کے اٹھادے
پہلو مین بٹھادے اسکو لاکر
خود سونگھ رہا ہے جسکی بو مشک
کہتے ہین جسے رحیق مختوم
ہر گام پہ دل سے کام لون مین
عشوہ غمزہ و ادا کرشما
آواز بلی ہے کیا رسیلی
بوسے لب دخت رز کے لے لون
کیف مئے لالہ گون سوا ہو
مستی ٹپکے مرے سخن سے

اے پیر مغان مزا اٹھا ہے
شکل بنت العنب دکھادے
اُس دختر رز کا آشنا ہون
جسکا ہے لقب خطا ہے مو مشک
آرام کرون جو مین محل مین
پھر درد سے دل کو تھام لون مین
ہے فرق سے تا قدم بہ مستی
آنکھین پائی ہین کیا نشیلی
آغوش مین کھینچکر بٹھا لون
مستی مین مساس کا مزا ہے

چہرہ کشایان طلسم تحریر و تقریر و دستولیان لوح حالات مرحلہ جات بیظیر اس داستان شوکت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر

سخن سنج و دانا ے این داستان * چنین می نگارد زکلک بیان *

تحریر کر چکا ہون کہ جب صاحبقران نے جمشید کو مسلمان کیا اور اُسنے بیان کیا کہ لوح طلسم نور افشان باغ ہیکلان بن قہار مین ہے ظاہر مین تو حضور لشکر کشی کرین شب کو آپ داخلہ لشکر باغ سے پیچھے وسط باغ مین نخل چنار ہے جب اسکو کھودیے گا تو ایک صندوقچہ نکلیگا اُسمین لوح طلسم نور افشان ہے غلام نے یہ کیفیت زبانی سحر العجائب کی سنی ہے جب صاحبقران نے شاہزادہ کیہان گیر کو بھی کیا لوح طلسم لیکر کوکب کو دی کوکب روشن ضمیر نے اُس لوح کو پاس ہیکلان بن قہار کے رکھا ہیکلان نے آج تک کسی کو واقف نہین کیا دربار مین شاہان طلسم کے یہ ذکر نکلا تو غلام نے سنا یہ باتین سنکر صاحبقران چلے ہیکلان بن قہار کو یہ خبر پہونچی کہ بھائی ہمارا مسلمان ہوا فوراً اُسنے فرتوت جادو و برہوت جادو کو بلایا کہا لشکر صاحبقران مین چالیس سردار نامی ساحران زبردست ہین تم جاکے اُن سب کو لاؤ فرتوت و برہوت روانہ ہوے ہیکلان نے یہ بھی کہدیا کہ چالیس سرداران کو قید کرکے لاؤ اور اُنکی صورت کے چالیس ساحر وہان چھوڑ آؤ کہ وہ اُسی شکل پر کل لشکر کو لیکر آئین اور سب کو گرفتار کرادین یہان وہ وقت ہے کہ ملک اخضر کو ہمراہ لیوش و ملکہ زنار جادو و فیروزہ و آفتاب شعلہ مزاج و گلشن و ناہید وغیرہ اور غیر ساحران بہرام وغیرہ ہین کہ ان سب کا ذکر کیا جائیگا لشکر کو لیے ہوے کوہ عجائب و غرائب پہ فروکش ہین ملک اخضر کو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہین ملکہ آفتاب خبر دیتی ہین کہ کوہ ہفت جوش پر مقابلہ ہوگا وہان کے عجائب و غرائب سے خدا امیر با توقیر کو بچائے ملک اخضر بیٹھا ہے کہ دیکھا ایک نازنین نہایت حسین سامنے آکے ناچنے لگی کبھی اشعار گاتی ہے اخضر نے پوچھا اے نازنین تو کون ہے اگر کوئی بچے رکھے تو رہیگی اُسنے عرض کی ہمارے پیر و مرشد ہمارے ساتھ ہین جنکی مین کنیز ہون اگر وہ کہین تو البتہ رہ سکتی ہین ورنہ کیونکر ممکن ہے کہ آقا ارشاد فرمائے اور ہم وہ حکم نہ بجا لائین آپ بادشاہ

عالی جاہ مین آپکی خدمت مین رہنا باعث ہماری بہبودی کا ہوگا اگر آپکو منظور ہو تو ہمارے تاجر
صاحب کے پاس چلیے اُنسے تقریب کیجیے وہ ضرور ہمکو آپکے ساتھ کر دینگے یا جو قیمت مانگین دیدیجیے
آپکی فصاحت و بلاغت دیکھکر ہمکو بھی ہوس ہوئی کہ آپکے پاس رہین مگر مجبور ہین کہ دوسرے کے
قبضے مین ہین ملک اخضر نے گانا سنا دل پر تاثیر ہو چکی ہی اسلیے اُس نازنین کے ساتھ چلے یہان
درہ کوہ مین فرتوت و برہوت تاجر بنے بیٹھے ہین وہ نازنین لگا کر ملک اخضر کو لائی دست
بستہ عرض کی سوداگر صاحب عرصہ دراز گذرا کہ ہم جو کچھ کما کے لاتے ہین آپکی خدمت مین حاضر
کرتے ہین یہ بادشاہ لشکر صاحبقران ہین اگر مناسب ہو ہمکو انکے ہاتھ فروخت کیجیے فرتوت و برہوت
سحر تو کر ہی رہے ہین اُٹھ کھڑے ہوے اخضر کی تعظیم کی اور کہا کہ آپنے ہمین سرفراز کیا جو حضور
دیدینگے ہم لیلینگے ہمنے لاکھون روپیہ دیکر انکو علم موسیقی سکھلوایا اسی امید پر کہ انکی بدولت جا رہیے
پیدا کرین اخضر تو محویت تو ہو ہی چکی ہی انکی باتون پر ہان ہان کر رہا ہی فرتوت و برہوت نے
ایک جام شربت کا لبریز کر کے سامنے ملک اخضر کے پیش کیا کہا اسکو نوش فرمایئے سوانے
اپنے طریقۂ مذہب کے اسکے ساتھ عقد کیجیے ہم بھی یہی چاہتے ہین کہ اب اس سے کوچہ گردی
چھوٹے آپکے ساتھ بہ عیش و راحت رہے اخضر نے جوش محبت مین اُس نازنین کے جام لیا
انجام سے آگاہ نہ تھا پیتے ہی بیہوش ہوا فرتوت و برہوت نے ملک اخضر کو تو قید کیا درہ کوہ
مین رکھا اور ایک جادوگر اخضر کی صورت بنا کر روانہ کر دیا بصورت اخضر وہ ساحر بارگاہ اخضر
مین بیٹھا حکمرانی بطور اخضر کے کرنے لگا دوسرے دن ایک پری رقص کرتی ہوئی سامنے خیمۂ
آفتاب شعلہ مزاج کے آئی وہ غزل عاشقانہ گائی کہ آفتاب مبہوت ہوئی آفتاب کا چہرہ
زرد کہا اے نازنین تو یہ کیا پیشہ کرتی ہی ہم تجھکو اپنے مصاحبون مین درج کرین یہ سنکر وہ نازنین
رونے لگی اور کہا اے ملکۂ عالم مین ایک تاجر کی کنیز ہون جو کچھ دن بھر پیدا کرتی ہون اُسکی خدمت مین
حاضر کر دیتی ہون وجہ معاش ہماری اُسی کے ساتھ ہی اگر آپ تشریف لیچلین ہمارے تاجر صاحب کو
کو راضی کرین تو ہمین آپسے کیا عذر ہی آفتاب شعلہ مزاج گھر اگئی اُس نازنین کے ساتھ چلی درہ
کوہ مین پہونچی فرتوت و برہوت سے ملاقات ہوئی ان دونون نے آفتاب کو بھی دم دیکے
جام پلایا بیہوش کر کے قید کر لیا ایک جادوگرنی مکار و غدار کو آفتاب کی شکل بنا کر بھیجدیا کہ اسکے
لشکر پر جا کے حکومت کرو جب حکم ہوگا لشکر لیکر آنا مصنف بے ہنر قلم بخدمت ناظرین عرض کرتا ہی کہ
اسی طریقے پر فرتوت و برہوت نے سب ساحران نامی لشکر کے پکڑ لیے بہرام و عبد الجبار و عبد القہار
و مقبل وفادار بھی گرفتار ہوے چالیس جادوگرون کو گرفتار کر کے یہ دونون خدمت ہیکلان مین
حاضر ہوے حکم کیا انکو قید کرو فرتوت و برہوت نے عرض کی کہ تمام لشکر صاحبقران آپکے ساحرون
کے حکم مین ہی جب امیر لشکر کو طلب کرینگے وہی چالیسون جادوگر صاحبقران کو پکڑ لینگے قتل
کر ڈالینگے انکا کچھ زور نہ چلیگا ہیکلان نے کہا بقول شاعر مصرع صید را چون اجل آمد سوئے
صیاد رفت ہ یہ نہ سمجھو کہ یہ باغ ماہ دولت کا ہی اور بھائی صاحب کی قضا دامنگیر ہی کہ مسلمان ہوکر
شریک صاحبقران ہوے وہی امیر کو اسطرف لاتے ہین اس طرح کے سامان کرکے بارگاہ مین آکر

بیٹھا اپنے سردارون سے کہرہا ہی کہ یارو دیکھو شاہان طلسم نے بڑی غفلت کی جالمان کو وہ عجائب غرائب سے بھی کچھ نہ بن پڑا اہفت جوش بھی مارا گیا ساحر بڑی تعریف عیارون کی کرتے ہین عیار کیا عیاری کرینگے ابھی صاحبقران ہمارے مقابلے مین نہین پہونچے اور ہمنے لشکر کو اپنے قبضے مین کر لیا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین لشکر سامنے تین لاکھ ساحرون کا فروکش ہی بخوف ہیکلان بن قہار بیٹھا ہی اپنی کوشش پر نازمکار شعبدہ باز کہ صحرا سے گرد اُڑی ہیکلان بن قہار باہر نکل آیا آمد لشکر صاحبقران دیکھنے لگا اول اثالہ بارگاہ کا پہونچا بعد اُسکے جمشید حق پرست و نرگس تاجدار وگلپاش باپ نرگس تاجدار کا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے نرگس وغیرہ ساتھ باپ نرگس کا تخت پر دو یا اڑھائی لاکھ فوج صاحبقران کے بھی ساتھ ہی ہر وقت یہی فکر ہی کہ لوح طلسم ملے تو طلسم باطن پر داخل کون سحر العجائب و بصر الغرائب سے جنگ شروع ہو جب ملکہ سلماے گوہر پوش کا خیال آتا ہی قلب تھرا جاتا ہی فرماتے ہین خواجہ نہین معلوم سلماے گوہر پوش پر کیا گذری عمرو کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑتے ہین عمرو فرماتے ہین ملکہ کیلاے عنبرین مو معشوق خوشخو نہین معلوم کس حال مین ہون کہتی ہونگی کہ خواجہ ہمسے دعوی محبت رکھتے تھے ہماری رہائی کو نہ آئے امیر فرماتے ہین خواجہ کیا اپنا حال کہین

نظم

فکر سے مین نہین خالی غم جانان مین کبھی — کبھی زانو پہ مرا سر ہی گریبان مین کبھی
ناتوان ایسے ہین ہم سایہ گلون پر جو پڑے — نکہت گل سے نہ جنبش ہو گلستان مین کبھی
ہے یہ میرے دل صد چاک سے نفرت اُسکو — شانہ کرتا نہین وہ زلف پریشان مین کبھی
قافلہ کیا کہ جرس کی بھی صدا دہشت سے — نہین آتی مرے پر ہول بیابان مین کبھی
عالم آہون کے شرارونکا ہے یہ رونے کا — جسطرح اُڑتے ہین جگنو شب باران مین کبھی
ہم ہین وہ وحشی عریان کہ اگر قتل بھی ہون — لہو اپنا لگے قاتل کے نہ دامان مین کبھی
فائدہ قرب تونگر سے تہی دستون کو کچھ — نظر آئے نہ گہر بچۂ مرجان مین کبھی
راہ پائے ترے کوچے مین جو وہ آنے کی — نہ رکھے باد صبا پاؤن گلستان مین کبھی
شوق قاتل کی گلی کا ہو فرشتہ نقال — لاشہ اپنا نہ رہے گور غریبان مین کبھی
کہدے اک روز کہ غیر آنے نہ پائے گھر مین — جنگ دیکھی نہ اگر ہو سگ دربان مین کبھی
یار آیا نہ نظر برسون رہا مین گریان — برق چمکی نہ مرے سامنے باران مین کبھی
دن جدائی کا شب وصل سے رہتا ہی دراز — دخل ہوتا نہین خورشید کا میزان مین کبھی
سرد مہری یہ رہی شعلہ رخون کی ناسخ — گرم پہلو نہوا فصل زمستان مین کبھی

عمرو کا دل بلجاتا ہی ضبط کرکے عرض کرتا ہی ای شہریار خدا انجام بخیر کرے ابھی بڑی بڑی جفائین سرکار کو اُٹھانا ہین کہ ہرکارون نے عرض کی ای شہریار وہ سامنے لشکر کے کنارے پر ہیکلان بن قہار ٹہل رہا ہی گرد اُسکے سب رفیق شفیق ہین اور ایک امر اور یہ ہی کہ ہیکلان کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہی ایسا شخص ہی کہ بادشاہ طلسم نے اپنا دوست معتبر جانکر لوح طلسمی اسکے پاس رکھی ہی صاحبقران یہ سنکر اسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ استادہ ہوئی سب بارگاہ مین آگئے

اپنے مقام پر بیٹھے ہیکلان جو بیٹھا اسنے کہا یارو دیکھا تمنے حمزہ مع لشکر آگیا آنے کا مزہ چکھین گے میرے ہاتھ سے کہان جاتے ہین یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر امیر کے بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر حاضر خدمت ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ حضور ہیکلان بن قہار نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی دبتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صاحبقران جمشید سے صلاح کر رہے ہین رات کو فرمایا ای برادر ریجان برابر تمھاری کیا راے ہی مین پشت باغ سے اندر باغ کے جاؤن جمشید نے عرض کی ای شہریار مناسب تو یہی ہی خواجہ عمرو کو تو صاحبقران نے لشکر مین چھوڑا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری صاحبقران نے لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا تیغۂ عقرب سلیمانی کو بغل مین دبایا طرف صحرا کے صاحبقران چلے تمام راہ طی کر کے پشت باغ پر پہونچے قریب پہونچ کے دیکھا دیوار بہت بلند ہی صاحبقران نے خارستان کو جو طی کیا تمام جسم غربال ہو گیا لیکن برابر دیوار کے پہونچے کمند ماری کسی نخل مین جا کے کمند اٹکی ہوئی جست کرتے دیوار باغ پر آئے لیکن خواجہ عمرو بھی لشکر سے چل نکلے انکے دل کو چین کہان شمع جمال صاحبقران پر پروانہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران دیوار پر چڑھے اور باغ مین کودے عمرو نے بھی برابر دیوار کے آکر جست کی اپنے کو دیوار پر پہونچایا دیکھا صاحبقران چمنستان کو طی کرتے ہوے جاتے ہین عمرو بھی دیوار سے کودا دبتا ہوا چلا امیر اُس نخل چنار کو تا کے ہوے جاتے ہین جب قریب نخل چنار پہونچے خنجر کی کمر سے نکالی زمین کھودنے لگے مگر رنگ کیا ہی عمرو بنگاہ غور دیکھ رہا ہی ہر چند کہ وقت شب ہی ہواے گرم چلی عمرو دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار ای خالق لیل و نہار آقا کو لوح ملجائے اگر صاحبقران نے لوح پائی فتاحی طلسم مین مصروف ہونگے کئی سال گذر چکے لڑتے ہوے ابتک لوح طلسم نہین پائی کبھی پکار اُٹھتا ہی ای بانی بناے عالم ای رب اکرم وقت مدد ہی تیری عنایت سے یہ بلاے مبرم بھی رد ہی

نظم

سائلم بر درگہ والاے تو
ای شہنشاہِ معلے کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش
بر مریض خود مسیحا کن کرم
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز
بادشاہ کار فرما کن کرم

بر منِ مسکین خدایا کن کرم
اندرین حالت کریما کن کرم
کن کرم ای صاحب جود و سخا
بر دعا گویان رحیما کن کرم
کن نظر بر حالت ما بیکسان
خود برین قطرہ چو دریا کن کرم

کن کرم ای شاہ والا کن کرم
لطف کن ای بادشاہ دو جہان
فیض بخشِ دین و دنیا کن کرم
دہ دوا ای چارہ ساز درد دل
بر ہمہ اہل تمنا کن کرم
بندۂ ہندی غلام زار تست

عمرو تو دعائین مانگ رہا ہی یا تو جھونکا ہواے گرم کا چلا تھا یا طائرون نے آشیانون سے نکالے چیگارین مارنے لگے بعضے اشعار عبرت آمیز پڑھتے تھے بعضے کہتے تھے یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا چہار جانب سے گھیر لو طائر غل مچا رہے ہین عمرو گھبرا رہا ہی جی مین کہ رہا ہی کہ میرے آقا جلدی لوح پا جائین عمرو تو بیقرار ہی اور صاحبقران جلدی جلدی زمین کھود رہے ہین ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوا جھک کے اُسنے امیر کو دیکھا

کئی ہاتھ زمین صاحبقران کھود چکے ہین جب خنجر مارتے ہین طبقہ زمین کا شق ہوتا ہی انگلیون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین وہ طائر صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھکر دیوار باغ پر آیا پکار کے آواز دی ای ہیکلان جن قہار حفاظت لوح مین یہ غفلت ارے تجھکو کچھ خبر بھی ہی کہ کیا معرکہ گذرا طلسم کشا باغ پر بہار مین آگیا قریب نخل چنار ہو کر زمین کھود رہا ہی ارے جلد آ و نگہبان کو اسقدر غافل ہونا مناسب نہین زردک جادو طلایہ پر تھا زردک دمردک طائر کی آواز سنکر بہوش تو اُڑے طرف ہیکلان کے بھاگے ہر چند سب نے منع کیا مگر ایک ائین سے بارگاہ کے اندر گھس گیا ہیکلان کا پانون پکڑ کے کھینچا وہ گھبرا کے اُٹھا زردک نے حال جو کہا ہیکلان نے کہا یارو یہ پتہ کسنے بتایا اُسنے کہا جلد باہر نکلیے دیکھیے ہفت رنگ جادو غل مچا رہا ہی اور بھی ہزارہا طائر غل مچا رہے ہین ہیکلان باہر آیا دیکھا دیوار باغ پر طائر ہفت رنگ غل مچا رہا ہی ہیکلان نے ایک چیخ ماری کہ یارو جلدی دوڑو چہار طرف سے ساحر چلے کل لشکر تیار ہو گیا ہفت رنگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران زمین کھود چکے دیکھا ایک پختہ طاق بنا ہی اُسپر ایک صندوقچہ رکھا ہی غلاف مخمل کاشانی کا اُسپر چڑھا ہی کلید اُسمین لگی ہی صاحبقران نے صندوقچہ اُٹھایا ہیکلان تو بلوہ کیے ہوے آتا ہی طائر ہفت رنگ نے جو دیکھا کہ صاحبقران نے صندوقچہ نکالا ایک چیخ ماری کہ ای جانوران صحرائی کیا تم سب مر گئے امیر صندوقچہ لیکر سیدھے ہوے ہین کہ ایک طرف سے ایک آہوے وحشی شاخون کو جنبش دیتا ہوا ایک طرف سے ایک کرگدن مست ایک طرف سے ایک فیل ایک طرف سے شیر ببر سات جانور سات قسم کے پیدا ہوے جھپٹ جھپٹ کے صاحبقران پر حملہ کیے اب امیر کو واجب ہوا کہ انکے حربے روکون امیر نے صندوقچہ زمین پر رکھدیا تیغہ عقرب سلیمانی نیام انتقام سے کھینچا شاخ آہو پر میلا ٹرا شیر ببر پر قبضہ مارا کرگدن کو اوچھٹ سپر کی دی ہاتھی نے بھسونڈا مارا امیر نے بھسونڈا اسکا قلم کیا فیل نے زفیل دی ایک چیخ ماری آسمان سے ایک عقاب پیدا ہوا وہ طائر تو سب بھاگ گئے فیل کے بھسونڈ کے سے خون ٹپکتا ہوا غل مچا رہا ہی کہ یارو دوڑو اگر اسوقت غفلت کی بہت پچتاؤگے وقت وہ ہی کہ فتاح طلسم تاریکی یعنی نیر اعظم نصیب حشم لوح چھینا ہاتھ مین لیکر مرکب کہکشان فلک پر سوار میدان چرخ زبرجدی مین آیا فیل نے بڑھکر ٹکر ماری نخل چنار گرا صاحبقران پیچھے ہٹے بھسونڈا جو ہاتھی کا کٹا تھا اُس سے قطرات خون ٹپک رہے تھے جو قطرہ خون کا گرا طائر بنکر تیار ہوا ہزارہا طائر بنگئے شور و غل کر رہے ہین ہیکلان اُدھر پہونچا کہ جدھر امیر مصروف جنگ تھے فیل پر امیر نے کئی ہاتھ مارے ایک دانت کٹ کے گرا جب ہاتھ مارا زخم کھاتا ہی مگر ہٹتا نہین گھسا پڑتا ہی ہیکلان نے وہین سے نعرہ کیا یا صاحبقران ہوشیار ہو جائیے ہیکلان نے ایک گولہ طرف آسمان کے مارا وہ گولہ پھٹا اُس گولے سے برق چمکی برق سے ایک طائر پیدا ہوا وہ طائر برابر عقاب کے تھا تڑپ کے گرا صندوقچہ منقار مین لیا اور بلند ہو چکا اور ہاتھی پر ہاتھ تلوار کا پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو نے تو سر پیٹ لیا صورت تبدیل کر کے جادوگرون مین ملگیا وہ سب سحر کر رہے ہین ہاتھی کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اسقدر اندھیرا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دُم ظلمات ہی بلکہ تاریکی پردہ ظلمات کی مات ہی اُس اندھیرے مین کوئی امیر کے حرز ہیکل پر ہاتھ ڈالتا ہی کچھ ہاتھ تلوار پر پڑ رہے ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ قصد تلوار چھین لینے کا ہی

اُس اندھیرے مین صاحبقران تلوار ہلا رہے ہین ایک اژدھا سامنے سے پیدا ہوا جب اُسنے منھ
سے قلابۂ آتشین چھوڑا تب کسی قدر روشنی ہوئی وہ اژدھا منھ پھیلا کر صاحبقران پر آیا قصد کیا کہ
صاحبقران کو نگل جاؤن ایک آواز کان مین آئی کہ یا صاحبقران خیر جو کچھ کیا بہتر کیا اس اژدہے
کے منھ مین پھاند پڑیے ورنہ جانبری بہت دشوار ہی اُس آواز سے ایک محبت پائی گئی صاحبقران
نے سر اُٹھا کے دیکھا ملکہ خورشید مثل ستارۂ سحر بلی کے چمک جاتی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی ہین کہ اپنے کو
دہن اژدر مین گرا دیجیے ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جائیے تم آپ طلسم کشا ہین جرأت و لیاقت مین یکتا ہین
تقدیر ہماری یہ کہکر مثل ستارۂ سحری چمکین آسمان مین ڈوب گئین ہیکلان نے پکار کے کہا یارو یہ
کسنے آواز دی شاید طلسم کشا کا کوئی دوست تھا جیسے ہی وہ اژدہا قریب آیا صاحبقران توکل
بخدا کرکے دہن اژدر مین پھاند پڑے عمرو کے کان مین آواز آئی خواجہ دیر نہ کرو اگر ہمراہی
صاحبقران چاہتے ہو اپنے کو دہن اژدر مین گرا دو عمرو نے کہا پناہ بخدا ہم ساتھ رہنے سے
باز آئے چاہا کہ دیوار پھاندے کے بھاگون کسی نے پنجہ کمر مین دیکر اُٹھا کے پھینکا خواجہ دہن اژدر
مین گرتے ہی بیہوش ہو گئے اہالیان لشکر صاحبقران جمشید وغیرہ جو فردوکش تھے اُنہون نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا کل لشکر کو تیار تو کیا ہی تھا کہ براے مدد صاحبقران جائین ایک آواز کان
مین آئی یارو تمھارا اڑھنا مناسب نہین وہ صداے ہیبت ناک تھی کہ جمشید حق پرست
نے کہا یارو یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی نکل چلو یہ سنکر تمام لشکر نکل چلا ایک جانب قدم اُٹھائے
تھوڑی دور چلے تھے کہ وہ صحرا نابود ہو گیا دوسرے صحرا مین جا کر جمشید نے لشکر کو اُتارا لیکن عمرو
کو جو کسی نے دہن اژدر مین پھینکا ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا اب جو آنکھ کھلی دیکھا مین ایک
درخت کے نیچے کھڑا ہون خواجہ نے گھبرا کے جلدی سے گلیم اوڑھ لی حیران ہین کہ یہ کون صاحب
تھے جنہون نے مجھے دہن اژدر مین پھینک دیا اسی سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ سامنے سے
دیکھا صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین لیکن بہت گھبرائے ہوے چوکنا چہار جانب دیکھتے
ہوے عمرو نے گلیم اُتاری جھک کے سلام کیا کہا آقاے نامدار خیر تو ہی صاحبقران نے فرمایا
خواجہ مین نے بڑی کدو کاوش کی اپنے ہاتھ سے زمین کھودی صندوقچہ نکلا تھا مگر ایسا معرکہ پڑا
سات جانورون نے مجھپر حملہ کیا ایک عقاب آسمان سے آیا وہ صندوقچے کو منقار مین اُٹھا لیگیا
اب مصنف مقدمۂ لوح تحریر کرتا ہی کہ جب صاحبقران باغ ہیکلان بن قہار مین داخل ہوے
اور ہواے گرم چلی اور طائرون نے آنکھین کھولین ایک طائر آئین سے اُڑ کے گیا خدمت
مین سحر العجائب کی پہونچا یہ پڑا ہوا سو رہا تھا طائر نے بالون پر منقار ماری سحر العجائب
نے آنکھ کھولی طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا اے شہنشاہ طلسم طلسم کشا نے باغ ہیکلان مین
داخلہ کیا اب لوح لیا چاہتا ہی سحر العجائب گھبرا کے اُٹھا ایک چیخ ماری آواز دی اے محافظان
طلسم جلد حاضر ہو ایک عقاب اُڑتا ہوا سامنے آیا کہا اے عقاب جلد باغ کی خبر لے وہ عقاب وقت
پر پہونچا یہان سے کچھ سحر العجائب نے بھی کیے بھائی اسکا مصر الغرائب بھی دوڑا ہوا آیا
دونون بھائیون نے ملکر دستکین دین تھوڑے ہی عرصے مین وہ عقاب صندوقچہ لیکر آیا جسو جبین

صاحبقران کی نکاسی باغ سے ہوئی وہ حال بھی عرض کیا جائیگا جب صندوقچہ سحر العجائب نے
اپنے ہاتھ مین لیا صبح تو ہو ہی چکی تھی سب وزیران سلطنت و مشیران فہبت حاضر ہوے سحر العجائب
نے سب کیفیت بیان کی کہا کہ مین نے عقاب سحر کو اس لیے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مع لوح لاوے ہان
کوئی در انداز موجود تھا اُسنے حمزہ کو باغ سے نکال دیا خیر اور تدبیر ہو جاویگی مگر اب یہ بتاؤ کہ لوح
کو کہان رکھون سب نے کہا ہیکلان بن قہار کے پاس بھیجدیجیے سحر العجائب نے کہا اب اُس
مقام سے صاحبقران آگاہ ہو چکے اسوقت تو وہان سے چلے گئے جس رہبر نے وہان تک پہونچایا
وہ پھر پہونچا دیگا اب لوح کا اُس باغ مین جانا مناسب نہین ہیکلان بن قہار سے خوف بھی ہی
اُسکا بھائی مسلمان ہو چکا ایسا نہو وہ بھی طلسم کشا کی شراکت کرے لوح کا کسی اور مقام پر رہنا
مناسب ہی دربار جمع ہی کئی سو شاہزادے و کشاہان جلیل دربار مین حاضر ہین پکار کے سحر العجائب
نے آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ لوح کو بحفاظت اپنے پاس رکھے کہ لوح کی حفاظت
ہو ملکہ زمام ابلق سوار ایک ساحرہ نہایت سخت مزاج سیاہ رو تیرہ درون بڑے قد کی عورت
بد صورت اُس مجمع سے اُٹھی کہا ای شہنشاہ اگر مناسب ہو تو لوح مجھے دیجیے اس طور سے لوح کو
رکھون کہ اگر طلسم کشا سامنے آجائے ایک چیخ ماردون تو کلیجہ پھٹ جائے جو صاحب اُنکی حفاظت
کرتے ہین اُنکا بھی پتہ لگاؤنگی ایک سحر مین سب کو شکست دونگی سحر العجائب و مصر الغرائب
خوش ہو گئے کہا ای ملکہ زمام ابلق سوار ہمارے دل مین تھا کہ تمسے کہین مگر تمنے اسوقت ہمکو
شاد کر دیا خود ہی کہا اتنا سمجھ لینا کہ تمام اہالیان طلسم کی اس صندوقچے مین جان ہی اسی کی وجہ سے
قوت ایمان ہی زمام نے کہا حضور نہ گھبرائین ایسے طور سے لوح رکھون اور وہ حفاظت کرون
کہ پیک خیال بھی کسی کا نہ پہونچ سکے ساربان زادہ اور صاحبقران اور جو کوئی معین اُنکا ہی
ان سب کو آپ مجھ سے لیجیے ڈیڑھ لاکھ کنیزین سحر العجائب نے ساتھ کین زمام تخت پر سوار
ہوئی اسکا باغ صحراے زنگار رنگ مین کہ صیدگاہ غزالان اُسکا لقب ہی طرف اپنے باغ کے
چلی اپنے باغ مین آئی ایک قصر معقول سحر سے بنایا مکان کچھ اصلی کچھ نقلی اُسمین صندوقچے کو رکھا سب
جادوگرنیون کو حکم دیا کہ گرد اس مقر کے رہو ایک برج کہنہ تھا اُسمین خود آکے بیٹھی آٹھ پہر حفاظت
لوح مین مصروف رہتی ہی انشاء اللہ ذکر اسکا وقت تحریر کیا جائیگا صاحبقران زمان نے جب عمرو
سے ملاقات کی عمرو نے سب کیفیت سنی عرض کی ای شہریار اب لوح ایسے مقام پر جائیگی جہان
پیک خیال بھی نہ پہونچ سکیگا امیر نے فرمایا خدا قادر و توانا ہی اگر ہم اس طلسم کے فتاح ہین تو رہبر
کامل رہبری کریگا تا بہ لوح پہونچینگے امیر نے فرمایا خواجہ اب تم لشکر مین جاؤ سب ساحرون کو
اسی صحرا مین لیکر آؤ پھر سامان لشکر کشی ہو پھر باغ ہیکلان بن قہار پر چلنا چاہیے عمرو نے عرض کی
ای آقاے نامدار مولاے قدر شناس راہ ایسی خلاف ہی کہ تا بہ لشکر پہونچنا دشوار ہوگا امیر نے فرمایا
اب اس مقام پر رہبر کیونکر ممکن ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید برق وش مگر پریشان
بیتاب و بیقرار خواجہ عمرو و صاحبقران کو جو ایک مقام پر دیکھا اُتر کے زمین پر آئین صاحبقران
کو سلام کیا صاحبقران خوش ہو گئے ملکہ نے عرض کی کیون شہریار بڑی مشقت بڑی حقیقت مین آپنے

بڑی مشقت اُٹھائی ہر مقام پر لونڈی بھی موجود تھی آپکی جرأت کو دیکھا کی ماشاء اللہ آپ ایسا شیر صولت کنیز کی نگاہ سے نہین گذرا کیا کیا کارہاے نمایان سرزد ہوے کسی مقام پر جرأت مین کمی نہین ہوئی مزاج مین برہمی پیدا نہین ہوئی نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
پہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا
کیا شکر اللہ آب بقا نے کمیے اُسے ہمنے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا
غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا
کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراما کاتبین آیا
اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
جگہ بدبین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین
الٰہی خیر کیجو گرگ یوسف کے قرین آیا
بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا
دکھائے جوہر اپنے آئینے نے فکر رنگین کے
مقر منکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا
سنو گا حسن کا مجھسا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُسکو
زبان پر میری صدقے ہونے مار یاسمین آیا
نہ دیکھینگی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا
کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

صاحبقران نے فرمایا اے ملکۂ عالم حقیقت مین ہاتھ مین آکے لوح نکل گئی یہ آفت نہ تھی بلکہ سات جانوران درندے نے چہار جانب سے گھیرا کشمکش و پیچ مین تھا کہ کیا کرون جب اُنھون نے حملے کیے روکنا پڑے ملکہ نے عرض کی اے شہریار حقیقت مین مین نے بڑی کوشش کی کہ اپنے کو وقت پر پہونچاؤن جو پیشانی مین لکھا ہے وہی پیش آنی ہے اگر چند ساعت اور قبل پہونچتی حضور صندوقچہ زمین پر نہ رکھتے اسم اعظم ورد زبان کرتے کسی کا حربہ آپ تک نہ پہونچتا اب نہین معلوم کہ لوح کہان گئی اب حضور کے کل لشکر کا آنا واجب و لازم ہے امیر نے فرمایا مین نے بھی خواجہ سے کہا تھا تم ہمارے لشکر مین جاؤ ملک احضر وغیرہ کو لاؤ انکو راہ بھٹکنے کا ڈر تھا ورنہ ابتک چلے گئے ہوتے ملکہ خورشید نے کہا خواجہ آپ چپکے مین تیری گردنگی آنکو تابہ لشکر پہونچادو نکی خواجہ آمادہ ہوے ملکہ خورشید نے کہا خبر لینا صاحبقران کی ضرور رہے آپ بائین پر جائین درۂ کوہ سیاہ ملیگا اُس درے مین داخلہ کیجیے لیکن خواجہ عرصہ گذرچکا ہے لشکر مین سمجھ کے جائیے گا میرا دل کھٹکتا ہے عمرو نے کہا سمجھا جائیگا خواجہ چلے کئی کوس کے بعد کوہ سیاہ ملا عمرو داخل ہوے اور درۂ کوہ کو طے کرکے نکلے دیکھا سید ھا راستہ ہے کوئی دو کوس پر جا کے لشکر کی علامتین معلوم ہونے لگین یہان لشکر صاحبقران مین اُن چالیسون جادوگرون نے یعنے برہوت و مہبوت کے مقرر کیے ہوے قیصر جادو و صفدر جادو و رہبر جادو وغیرہ ان چالیسون نے یہ کیا ہے کہ دو چار کو ایسے کسی کام کو بھیجتے ہین کہ صحراے خارستان مین شیر بھیڑیے کھا جائین کئی ہزار ملازمون کو یون تباہ کر چکے ہین عمرو ایک نخل کے سایے مین تھک کے بیٹھا سوچ رہا ہے کہ ملکہ خورشید برق وش نے یہ کیا کلمہ کہا تھا کہ اے خواجہ ذرا لشکر مین سمجھ کے جانا اس سوچ مین عمرو بیٹھا ہی

کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک جادو اُڑا ہوا آتا ہی عمرو نے رنگ روغن عیاری کا لگا کے ایک نازنین کی صورت بنائی پکار کے آواز دی میان جانے والے ہم راہ بھول گئے ہین ہمین راہ بتا دو اس ساحر کا نام اذفر جادو ہی اُسنے دیکھا ایک عورت کمسن خوبصورت پکار رہی ہی جلد بلندی سے اُتر آیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب کیا کہتی ہو عمرو نے کہا بھیا ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو راستہ بتا دو اذفر جادو نے کہا کیون صاحب کہان جاؤ گی عمرو نے کہا پشیم آباد ایک گانون ہی کون خان زمیندار رہتی تھین اُنکے نائب ہین مین اُنکی دائی ہون نانی میری جاتی تھین اُنہون نے انتقال کیا اب مین جا کر اپنا رنگ جماؤن اُنکی جورو زہرا النسا حاملہ ہی مین بھی جا کے بیٹھ جاؤنگی بچے کو ہاتھ ڈال کے نکال لونگی مگر سنا ہی اُس بیبی کا لڑکا بڑے بڑے فیل لاتا ہی منھ نکال کے پوچھتا ہی امّان مین آؤن لٹکتے لونگا تمھارے مُنھ مین بچا ہا لگاؤنگا بھول تو جمع کرو غنچے چٹکے بہار آئی ایسی ایسی باتین لونڈا کرتا ہی نانی مگر کیا کرتی تھین اُسنے کہا کیا تم وہین جاؤ گی کہا ہان بھیا میرا ہاتھ پکڑ کے وہین پہونچا دے ساحر خوش ہو گیا کہ خوب معشوقہ ملی یہ کہکر پوچھا بھیا تم کہان جاؤ گے جیسے ہمنے اپنا حال کہدیا ویسے ہی تم بھی اپنا حال بتا دو ساحر نے کہا ہمارے افسر اعلی ہیکلان بن قہار ہین اُنہون نے برہوت و مبہوت دو جادوگر بھیجے تھے مبہوت و برہوت نے چالیس سرداران مسلمانان جو کامل و اکمل تھے اُنکو پکڑ لیا اور گرفتار کر کے لیگئے چالیس جادوگر ہمارے افسر اُن سب کا قیصر جادو کہ مالک اخضر بنا ہوا ہی چالیسون جادوگر لشکر مسلمانان پر حکومت کر رہے ہین اب مین نامہ لیکر جاؤنگا مراد ہیکلان بن قہار کی یہ ہی کہ سب لشکر کو لیکر آؤ یہان سب کو تباہ کیا اور باقی اب برباد کر دیا جائیگا عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ چالیس ساحرون نے لشکر اسلام پر قبضہ کیا عمرو نے پوچھا وہ چالیسون افسر کہان ہین ساحر نے جواب دیا کہ برہوت و مبہوت کی قید مین ہین قریب باغ ہیکلان ایک برج ہی کہ اُسکو برج شغال کہتے ہین اُسی مین چالیسون افسر قید ہین عمرو نے سب حال سُنکے ایسی لگاؤ کی باتین کین ساحر خوش ہو گیا نازنین نے ہنس کے کہا میان کہین سے ٹکے کا ٹھرا لاؤ ایک ایک جام ہین پھر راستہ چلین اذفر جادو دوڑا ہوا گیا بھٹی سے شراب لایا خواجہ نے اذفر کو پلا کے بیہوش کیا جھولی سے اسکی نامہ نکالا اسکو تو گوشے مین ڈال دیا عمرو بصورت اذفر لشکر مین آیا دیکھا تو لشکر عجب تباہی مین ہی افسر نوکریان سخت لیتے ہین فوج کو رنج و ملال دیتے ہین اخراج بلاد کرنے پر آمادہ ہین عمرو بصورت اذفر تنہائی کے وقت پاس ہمصورت اخضر کے آیا نامہ ہاتھ مین دیا کہا اے مالک اخضر یہ نامہ مبہوت و برہوت نے دیا ہی ہیکلان بن قہار کی طرف سے تاکید ہی کہ لشکر مسلمانان لیکر چلے آؤ لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی اب چلے آنا مناسب ہی ہمشبیہ اخضر نے کہا آج رات کو جلسہ کرو سب کو شراب پلا کے بیہوش کرین سب کو قتل کر کے نکل چلین خواجہ عمرو نے اس بات کو منظور کیا خواجہ کے خیال مین ہی کہ آج رات کو ان سب کو بیہوش کرون انکو قتل کر کے نکل جاؤن شب کو بارگاہ حشمتی مین سب سردار آ کے بیٹھے اہلیان فوج سے کہلا بھیجا کہ آج جلسۂ عام ہی کل یہان سے کوچ کرینگے سب کمیدان رسالدار آ کے جمع ہوئے اخضر آ کے مقام صدر پر بیٹھا اور سب سردار دنگلون پر اور کرسیون پر خواجہ نے کہا اے مالک اخضر تمھین نہین معلوم مین نے فن علم موسیقی کو خوب حاصل کیا یہ کہکر اذفر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے ساحرون کے متوجہ کرنے کو یہ اشعار شروع کئے غزل

فصل گل ہی لوٹتے کیفیت میخانہ آج ۔ دولت ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہی اپنا دل دیوانہ آج ۔ داغ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج ۔ گنج گل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہی فصل گل ۔ عقل کل کہیے اُسے جو کوئی ہی دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین ۔ قیمت یوسف نہ تھی جو ہی ترا بیعانہ آج
وصل کی شب ہی اندھیرے کا ہی وعدہ یار سے ۔ شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج
نزع کی حالت ہی کوئی آشنا اپنا نہین ۔ دیکھیے جسکو نظر آتا ہی وہ بیگانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہی بزم مین ۔ شمع اُڑ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج
امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین ۔ ایکسان ہی آہوے مست و سگ دیوانہ آج
جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین ۔ ساتھ لیکر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج
مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہی شراب ۔ دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
نقش آسیب پری ہی صورت زیبا تری ۔ ہوش مین آتا ہی مجھکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح ۔ آئینہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز ۔ کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند ۔ بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
مال ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین ۔ ہی زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک ۔ گرگ و یوسف سے برابر ہی ہمین یارانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون ۔ قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر ۔ شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اب عمرو نے شراب منگائی آکر رکھی تھی گلابیان عمرو نے اب آراستہ کین بیہوشی ملائی اب اس بات پر آمادہ ہوا کہ سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون قضائے کار وقت وہ ہی کہ ہیکلان بن قہار نے جب دیکھا کہ مہر غائب ہوے تمام صحرا اسنے چھانا لشکر تک صاحبقران کا پتہ نہ پایا حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ گذرا کہ لشکر بھی غائب ہوگیا صاحبقران کہان غائب ہوے اسی تردد مین اسنے مبہوت و برہوت کو بلایا کہا یارو تجویز تو کرو کہ حمزہ کہان گیا مین سوچا تھا کہ بعد نکلجانے لوح کے حمزہ کو پکڑ لینگے حمزہ تو مع لشکر غائب ہوا ان دونون ساحرون نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حمزہ کا مددگار ساتھ تھا شاید اُسی شخص نے حمزہ کو آگاہ کیا طرف صحرائے ابریشم کے نکل گئے لشکر بھی وہین چلا گیا ہیکلان نے کہا ای مبہوت و برہوت تمنے لشکر حمزہ کے چالیس سردار قید کر لیے چالیس ساحر وہان اپنے چھوڑ دیجیے جس مددگار نے حمزہ کو بھگا دیا اور لشکر کو ہٹا دیا ایسا نہو کہ لشکر کو بھی بلاوے یا اس رمز سے آگاہ ہوجاوے تو بڑے غضب کی بات ہی دریافت کرنا مناسب ہی کہ وہان کیا رنگ ہی کچھ اوراق پریشان ہیکلان نے نکالے اُسے دیکھنے لگا سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسار بان زادہ مجھکو مارا چاہتا ہی ای برہوت وغیرہ جلد جاؤ دونون ساحر بد حواس ہوکے اُڑے جوش و خروش سے جاتے ہین

یہان عمرو سب شراب اُٹھوا کر باہر نکلے ہین کہ اپنے افسران قدیم کو بھی اندر بلالون عمرو دربارگاہ پر کھڑا ہی اپنے افسرون سے کہتا جاتا ہی کہ یارو اندر چلو یہی خیال مین ہی کہ انکے لگاؤ مین اُنکو بلاؤن اسی فکر مین کھڑا ہی افسرون کو بلا رہا ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا عمرو نے دیکھا دو جادوگر آسمان پر اُڑتے ہوے جاتے ہین وہین سے دونون نے نعرہ کیا باشِ او ساربان زادے ہم تیری تلاش مین نکلے تھے اب بھاگ کے کہان جائیگا یہ کہتے ہوے وہ دونون تڑپ کے گرے خواجہ نے حسبت کی گلیم اوڑھ کے بھاگے مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب ہوا بھاگ کر خواجہ نکل گئے ان دونون نے دیکھا تمام افسران فوج امیر جمع ہین ایسا نہو ہمارے جانے مین کوئی فتور ہو پلٹ چلو عمرو کو تو ہمنے بھگا دیا خواجہ بھاگ کے نکل گئے یہان لوگون نے اندربارگاہ کے خبر دی کہ دو جادوگر آسمان پر آئے عمرو کو پکڑنے چلے خواجہ بھاگ گئے نہین معلوم وہ جادوگر کہان گئے اخضر نقلی نے کہا خیر خواجہ ملجائینگے کل کوچ کی تیاری کرو اب یہ سوچے کہ معلوم ہوتا ہی کہ عمرو سمجھ گیا ایسا نہو کچھ فتور برپا کرے خواجہ اس فکر مین بھاگے کہ مین جا کے صاحبقران کو خبر کرون کہ آقا غضب ہوگیا چالیس جادوگر لشکر مین افسر بنے ہوے بیٹھے ہین وہ صاحب اسم اعظم ہین سب کو مار لینگے یہ سوچ کر خواجہ چلے ہین خیال مین ہی کہ اپنے کو پاس صاحبقران کے پہونچاؤن عمرو بھاگا ہوا جاتا ہی قضا کا ایک مقام پر جو گذر ہوا سامنے دیکھا ایک باغ ہی اسکے دروازے پر کرسیان بچھی ہوئی ہین ایک نازنین سب کی افسر اور چند کنیزین بیٹھی ہین عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ساحر کی شکل بنکر طرف اُس نازنین کے چلا اُس نازنین نے جو دیکھا پکار کے آواز دی ای کمیت جادو کہان سے آتے ہو عمرو سوچا کہ مین جو صورت بنا ہون یہ صورت کمیت جادو کی ہی دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم طلسم گشت باغ ہیکلان بن قہار سے غائب ہوا حکم ہوا ہی کہ تلاش کرو اسی تلاش مین نکلا تھا کہین پتہ نہین ملا ملکہ نے کہا ای کمیت ہمارے ساتھ چلنا آج ہم بھی برج شغال پر جائینگے ایک کنیز کی زبانی معلوم ہوا کہ اس نازنین کا سمرن جادو نام ہی اور آشنا ہی برہنوت کی آج اُنھون نے لکھ بھیجا ہی کہ ملکہ ہمارے پاس آنا عمرو نے کہا اچھا ملکہ ہم بھی چلینگے اب عمرو سمرن کے ساتھ باغ مین آیا دیکھا باغ نہایت آراستہ ہی عندلیبان خوشگلو زمزمہ سرائی کر رہی ہین نہرین جاری ہین باغ پُربہار طائرون کی پکار سمرن باغ مین گئی بارہ دری مین جا کے بیٹھی عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر پھرنے لگے جب عیار طرار عالم گرد شہنشاہ زرین پوش گشت عالم سے فارغ ہوا اور قلعۂ مغرب مین جا کر داخل ہوا سمرن نے بناؤ کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا ایک تخت بہت معقول آراستہ ہوا عمرو سب سے پہلے قریب آیا سمرن نے کہا ابھی ہمنے کمیت جادو کو ٹھہرایا تھا وہ چلا گیا کہا واری باغ مین تو نہین ہی ملکہ کو خیال ہوا چلا گیا ہوگا سمرن تخت پر سوار ہوئی خواجہ بھی اچک کے تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ سمرن سے باتین کر رہے ہین کہا واری مین نے آپ سے بیان نہین کیا کل مجھپر عجب معرکہ گذرا شب کو جو مین سوئی جبتک جاگتی رہی خیال مین تھا کہ افسوس اتنا سن ہمارا آیا مگر پیدا کرنے والون کو نہین دیکھا نہین معلوم خداوند کیسے ہونگے وہ تو خداوند ہین آٹھ پہر کچھ ہی کھاتے ہونگے وہ ایسی ویسی چیز کاہیکو کھاتے ہونگے بادشاہون سے بھی مرتبہ بڑھ کے ہی اس سوچ مین جو سوئی تو مین نے خواب مین سامری و جمشید کو دیکھا مجھسے فرمایا تجھے کمال دینے ہین آج سے تو گانے مین طاق ہوئی شہرہ آفاق ہوئی ناچنے کا بھی کمال تجھے دیا اور تو سبکو شراب پلائیگی اُسکی

سو برس عمر بڑھ جائیگی تو واری مین جب سے سوچ رہی ہون کہ آپکو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن آپکی عمر بڑھاؤن ثمرن کہتی ہی کہ یہ تو تیرے واسطے بڑا اقبال ہوا آج سامنے برہوت کے ذکر کیجیے بھلا ہمارے سامنے گاؤ تو یہ سنکر عمرو نے راہ مین گنگنا کے سامنے ثمرن کے یہ چند اشعار گا کے نظم

اُٹھایا اُسنے بیڑا قتل کا کچھ دل مین ٹھانا ہی — چھپانا یان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہی
زمانے مین زبان زد ہر بشر کی یہ فسانا ہی — مین یکتا عشق مین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہی
جسے سب گور کہتے ہین وہ اپنا کنج عزلت ہی — اجل دنیا مین ناجنسون سے گویا منھ چھپانا ہی
اس آہ آتشین سے کام اب قاصد کا لیتے ہین — صنم کے گھر تلک ہر تار برقی بنتے تانا ہی
خدا سے بھی معاذ اللہ مجھکو رشک ہوتا ہی — جو سنتا ہون کہ انکو بھی خدا کو منھ دکھانا ہی
براقِ حسن کو معراج ہی اُس جعد مشکین سے — گندھا موباف زرین اور اُسپر تازیانا ہی
تلاشِ خانہ بر انداز مین گھر گھر بھٹکتے ہین ۞ — کبھی بیت الحرم بیت الصنم اپنا ٹھکانا ہی
قریب ابرو کے ہی اُس آنکھ مین دنبالۂ سرمہ — لگایا شاخ مین آہو کے اور اک شاخسانا ہی
جفائین سیکڑون اُس ترک ظالم کی سہین لیکن — وہ ابتک بھی یہ کہتا ہی کہ مجھکو آزمانا ہی
مرقع چین کا برہم کردیا تصویر جانان نے — بت چین نے ادا انداز کو مانی نے مانا ہی
خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوے جانان کی — ا ادہ حج بیت اللہ کا اب دل مین ٹھانا ہی
ہماری مرگ پر شادی عبث اغیار کرتے ہین — جہان سے رفتہ رفتہ ایک دن انکو بھی جانا ہی
وصالِ یار جنت ہی فراقِ یار دوزخ ہی — فقط بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہی
ہم اُسکے وصل سے کسطرح ہاتھون کو نہ دھوتے ہین — کبھی مہندی کبھی مسی لگانے کا بہانا ہی
عجب اللہ اکبر ہوگا اُسکے حسن کا عالم — قمر جسکا ہی آئینہ شعاع مہر شانا ہی
نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق کچھ اپنا — نشیمن دل ہی باغ جان مین اُسکا آشیانا ہی
مجھے اب بیٹھنے دیتے نہین غیر اُسکے کوچے مین — الٰہی جلد دنیا سے اُٹھالے گر اُٹھانا ہی
ہمارے طائر جان کی تعلی کوئی کیا جانے — نشیمن عرش ہی اور لامکان پر آشیانا ہی
ڈبو دیتی ہی دولت مفت کی دنیا مین انسان کو — گیا قارون زمین مین بارِ غم سر پر خزانا ہی
خدا جانے اُنھین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہی — ہمیشہ جب سنو غمزہ ہی حیلہ ہی بہانا ہی

عمرو نے یہ اشعار گائے کہ ثمرن عمرو کی تسبیح پڑھنے لگی تعریفین کرتی ہی کہتی ہی کیون نرگس تجھپر خداوند نے نگاہ ڈالی تیرے خانۂ دل کو کمال کے خزانے سے بھردیا خواجہ کہتے ہین ملکہ ابھی آپنے کیا دیکھا ہی یہ بات توسچی نکلی یقین ہی میرے شراب پلانے سے عمر بھی بڑھے گی یہ رنگ جاتے ہوے خواجہ سامنے برج سنگال کے پہونچے پہلو مین اُس باغ کے ایک باغ بہشت آئین نئے تکلف سے آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی گلون کی رعنائی وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی مہبوت و برہوت دونون بھائی بیٹھے ہین مہبوت کی معشوقہ گلعذار جادو پہلو مین بیٹھی ہی جیسے ہی ثمرن پہونچی برہوت بھی کھڑا ہوگیا کہا ملکۂ عالم بڑا عرصہ کیا کوئی اسقدر دیر لگاتا ہی ہم شام سے انتظار کررہے ہین ثمرن نے کہا اے برہوت آج ہمکو بڑا فخر حاصل ہوا ہماری کنیز نرگس اس انتظار دیدار مین سوئی کہ خداوند نے جمال جہان آرا دکھایا

سامری و جمشید خواب مین آئے علم موسیقی کا حالم کر گئے اور یہ بھی فرما گئے کہ جو اسکے ہاتھ سے شراب پیے گا سو برس اُسکی عمر بڑھ جائیگی گانے کا تو امتحان ہو چکا مہوت و برہوت نے کہا ہم بھی سنین خواجہ جلدی سے بیٹھگئے کہا حضور اگر آپکو نہ سناؤنگی تو میرے کمال کی رونق کیونکر ہوگی سنیے سازندون نے ساز درست کیے

خواجہ عمرو نے یہ غزل شروع کی غزل

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
گاہنگ ہنوز ہین ہم کبھی مروے کے مال کے
رنج خمار اُٹھانے کی طاقت نہین مجھے
سنگر سقر ہوے ہین تمھارے کمال کے
سُرمہ نہین ہوا ہی تجلی سے طور ہی
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے
افعی ہی زلف خال ہی افعی کی مردمک
سُرمہ ہوے ہین پیسے ہوے تیری چال کے
معنی کے شوق مین یہ ہوا دل کو میل تمر
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
آئینے سے کلام کو کیونکر گیا ہی صاف

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈال کے
شان و شکوہ نے ہمین برباد کر دیا
پیتا ہون مین شراب مین بھی لون ڈال کے
اُس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
ہم بھی ہین سوختہ ترے برق جمال کے
اُس شمع رو کا واہ رے جسم گداز و صاف
عقدے کھلے یہ فکر سے اُس زلف خال کے
اخوان دہر سے عجب اسکا نہ جانیے
تصویر شعر بنگئے پتلے خیال کے
شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو ای صنم
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کا

عاشق بزرگ لوگ ہین اس عہد سال کے
مضمون رفتگان ہی طبیعت کو اپنی تنگ
مثل حباب اُڑ گئے خیمہ نکال کے
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ چہار دہ
تو دے لگائے خاک شہیدان کمال کے
شام شب فراق سے پہلے موے جو لوگ
اللہ نے بنا یا ہی سانچے مین ڈھال کے
آنکھون مین اپنی رکھتے ہین اہل نظر انھین
یوسف کی فکر مین جو پھرین گرگ بال کے
سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
پنجے مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

یہ غزل اس رنگ مین عمرو نے گائی سب اہل محفل خوش ہو گئے مہوت و برہوت کلیجہ پکڑے لیتے ہین ہر مرتبہ کہتے ہین ای نرگس جی چاہتا ہی تیری صورت دیکھا ہی کرون حقیقت مین تجھکو خداوند نے بڑا اکمال دیا ایسا تو نے کمال دکھایا کہ دل بیقرار کر دیا نرگس نے عرض کی ای شہنشاہ جب خداوند نے مجھسے یہ فرمایا کہ ہمنے تجھکو یہ شرف عطا فرمایا کہ تو جس شخص کو اپنے ہاتھ سے شراب پلائیگی سو برس کی عمر بڑھ جائیگی مین نے تکرار کی یا خداوند پختہ وعدہ فرمائیے تو فرمایا کہ ہم تو تجھے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کر چکے کہ تو جسکو شراب پلائے جسقدر تیرا جی چاہے اُسقدر اُسکی عمر بڑھ جائے کلید میخانے کی اب مجھکو مرحمت فرمائیے کہ مین شراب کو درست کرون سب آپکے ملازمون کو بھی دون مہوت و برہوت نے کہا پہلے ہم لوگ پی لین پھر نوکرون کو شراب دیجائیگی نرگس نقلی نے کہا واری یہی تو مشکل ہی کہ مجھسے خداوند نے یہ فرمایا تھا کہ کسی بندے کو کمتر نہ جانو سب کو برابر سمجھو قدرت کہتے ہین ہمنے سب کو پیدا کیا تم جو ہمارے بندون کو ذلیل جانتے ہو یہی باعث ہی کہ آفت تم لوگون پر آجاتی ہی کلید میخانے کی مہوت نے دیدی کہا بی نرگس اب تمکو اختیار ہی جسطرح جی چاہے سب کو پلاؤ خواجہ نے آکر میخانہ کھولا پکار کے آواز دی یارو دوڑو جسکو اپنی عمر بڑھانا منظور ہو وہ شراب مجھسے لیجائے خبر تو پہلے ہی ہو چکی تھی اب جس ساحر نے آواز سنی وہ دوڑا انبوہ ہوا کہ یہ بی نرگس کا فیض عام ہی بعضے کہتے ہین کہ ملایہ ساحرون کی تسبیح پڑھو وہی تو اپنے ساتھ لیکر آئی نخین کنٹر گلابیان قرابے تقسیم ہو رہے ہین سامنے برج شغال کے شراب چل رہی ہی آپس مین دست درازیان ہونے لگین کوئی بلبلا کے اُٹھا کسی نے کسی کو طمانچہ مارا کوئی لڑکھڑا کے گرا کوئی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے تڑ ا رہا ہی کوئی سرنگون پڑا رہا ہی کوئی کہتا اب مین جاکے بی نرگس کی آنکھین نکال لونگا کوئی کہتا ہی کیا تو اندھا ہی تیری آنکھون مین چربی چھائی ہی کوئی کہتا ہم

تم چار چشم ہو ایک کہتا ہی ادھر نہ دیکھو تم تو آنکھون مین کھائے جاتے ہو ایک کہتا ہی تم پردہ ہائے چشم کے حساب بتاتے ہو یہان خواجہ نے شراب پلائی اور مبہوت اور برہوت نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ نرگس دیکھو تو یہ کیا ہو رہا ہی نرگس نے کہا واری عمر بڑھتی ہر رگون مین خون جوش مار رہا ہی اُسی کا جوش و خروش ہی دم بھر مین آپ دیکھین گے کہ ہر کس و ناکس بیہوش ہی عمرو نے بہ تعجیل پانون مین گھنگھرو باندھے اور گت ناچنا شروع کی ایسی گت ناچے کہ اہالیان محفل کی بڑی گت کر دی اشعار موافق مقام نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
جسکی جانب بتا کے بسملی کی

وجد کرنے لگا تدرد ادا
جان اُسنے سسک سسک کر دی

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

گت ناچ کے عمرو نے جام بلورین سر پر رکھا گاتے ہوے ناچتے ہوے ہر طرف بڑھے کہ نرگس نے کیا کمال کیا جام بلورین سر پہ تو ڑے لے رہی ہی ایک قطرہ شراب کا نہین گرتا سامنے مبہوت کے آکر سر جھکایا مبہوت نے خوشی مین آکر جام لیکر موتیون کا مالا گلے مین ڈال دیا دوسرا جام برہوت کو دیا اب تو دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب اہالیان محفل کو شراب پلائی محفل مین بھی دست درازیان ہونے لگین کوئی جوو بجود ناک پکڑ کے غوطہ مارتا ہی کوئی اُٹھکر دوڑا عورتین ننگی بھاگی جاتی ہین تماشبینون کی بن پڑی رنڈیون کو گود مین لے بھاگے عمرو نے مسکرا کے کہا شہنشاہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ آپکی محفل بازار معلوم ہوتی ہی دونون جھلا کے اُٹھے پکارکے آواز دی ادنا لائقو کیا ہماری محفل کو بازار سمجھا ہی مرگس نقلی نے کہا لینا اب کوئی نہ بچے دونون جھلا کے چلے پانچ چار قدم بڑھے تھے کہ لڑکھڑا کے گرے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ تصنیف تو مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
اڑاتا ہون کفار کے بین مین خون
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مست مستران
جھکاتا ہون گردن کو ہر دم گردن کشان
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرا نگر ہی گلشن قیل و قال
مرا افسر ذیحشم نامدار
تیغچہ کھینچ کر عمرو جا پڑا

مرے نام پر غدر شدید اہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

اکلا ہین دونون کی اُتار لین ایک تیغچہ جو عمرو نے مارا دونون کے سر کٹ گئے اندھیرا ہو گیا اب تو عمرو نے قتل کرنا شروع کیا وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی ہیکلان اپنے باغ مین بیٹھا ہی مصاحب گرد جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم طلسم کشا پر کیا گذری رفقا کہ رہے ہین ہم پتہ لگا ئینگے صاحبقران کو ڈھونڈھ کر لائینگے مگر یہان عمرو نے جو انکو قتل کیا وہ برج گرا چالیسون جادوگر یا تو بیہوش پڑے تھے ملک اخضر وغیرہ کو بھی ہوش آیا کڑک کڑک کے اُٹھے کہتے تھے یارو یہ ہمپر کیا سانحہ گذرا کہ بیہوش پڑے تھے ملک اخضر یہ کہتے ہوے نکلے کہ ہمین اتنا یاد ہی کہ ایک نازنین ہمکو بلا گئے درۂ کوہ مین لیگئی اُسنے جام شراب پلایا پھر ہمکو خبر نہین کہ ہمپر کیا گذری ملکہ آفتاب یہ کہکر اُٹھی کہ ہمارے ساتھ کسی نے مکر کیا ملکہ یاسمن گلگون پوش نے کہا کہ خداوند دگار لشکر اسلام کو سلامت رکھے خواجہ عمرو نے اُسکو مارا ہوگا جسنے ہمارے ساتھ یہ مکر کیا زنار نے کہا اب سمجھ کے نکلو اتنا ہم سمجھائے دیتے ہین کہ معرکۂ عظیم پڑیگا یہ سرحد ہمکو تو باغ ہیکلان بن قہار کی معلوم ہوتی ہی اور تو وہان کیا حمکن تھا کچھ خشتین کچھ سنگریزے سب نے اُٹھا لیے سرحد برج سے یہ سب نکلا چاہتے ہین کہ ہیکلان بن قہار کے کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مبہوت و برہوت بود اسنے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو یارو ہم میری ٹوٹ گئی وہ رفیق مارے گئے کہ جنکا کشتل

ممکن نہین ہاے انگو گسنے مارا یہ کہکر غل مچاتا ہوا باغ سے نکلا دیکھا برج ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا نخل صحر اجل رہے ہین زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین مرنے کی ساحرون کے آواز بلند اندر سے باغ سیاہ کے آوازین ہیبتناک آرہی ہین ہیکلان بلند ہوا اسپ ساحر اُڑتے ہوے چلے یہان خواجہ نے اور سو دو سو ساحرون کو مارا کپڑے اُتارنے مین مصروف ہین حبہ کا لاشہ جہان دیکھا لباس اُتارنے لگے صاحبقران اُسی نخل کے سایہ مین بیٹھے ہین یہی انتظار ہی کہ خواجہ آلین اور لشکر بھی یہان پہونچے تو روانہ ہو جاوین کر سامنے سے دیکھا ہزارون ساحر دوڑے ہوے جاتے ہین غل مچاتے ہین کہ عمرو کو پکڑلو صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچ کر چلے یہ آواز سنکر بیقرار ہوگئے کہ نہین معلوم خواجہ عمرو کہان ہین جو یہ سب پیچھا انکی فکر مین جاتے ہین یہان عمرو نے قتل کرتے کرتے دیکھا کہ آسمان سے جادوگر آتے ہین یہی غل مچاتے ہین کہ عمرو کو پکڑلو عمرو نے جلدی مین دو چار حقہ ہاے آتشبازی داغ کے مارے کہ اُن دغابازون سے دغا ایک حقۂ آتشبازی مار کے حسبت کرتا ہوا باہر نکلا جس ساحر نے اُڑنے کا ارادہ کیا عمرو نے کسی پر حلقۂ کمند مارا اس زور و شور سے عمرو لڑ رہا ہی کہ کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا ہی ذکر ہوچکا ہون کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا کہ عمرو کا نام لیتے ہوے ہزارون ساحران غدار دوڑے ہوے جاتے ہین اپنے رفیق کا نام سنکر صاحبقران اُسوقت پہونچے کہ خواجہ ہزارون جادوگرون پر گرے ہین لڑائی ہو رہی ہی لیکن عمرو اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ امیر تصنیف مصنف

زتیغم فراری انوشیروان
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
بلرزند از خوف دیوان جان
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو زخمم بہ سنجان بپے گیر دار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
سمندون بہ بخت گشتہ نگار

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
کہ گنجاب ملعون گروہ فرار
جزا تر بترازعدل و انصاف شد
کرار جنگ بدین ذلیلان نثار

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت اور یضان
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے تلوار کھینچی عمرو نے جو نعرہ صاحبقران کی آواز سنی پکار کے آواز دی آقاے نامدار اپنے کو بچائیے قلب فوج مین نہ آئیے مین لڑ بھڑ کے نکلا دیکھا یہ ہیکلان بن قہار کی فوج ہی حقیقت مین دریا کی موج ہی یہ ذکر تھا کہ آگ برسی دریاے قہار نے جوش مارا ہیکلان آگے پہونچا عمرو تو گلیم اوڑھ کے کنارے ہوا مگر صاحبقران کے واسطے بیقرار ہی گلیم اوڑھے ہوے دیکھ رہا ہی دعائین مانگ رہا ہی ای مالک حقیقی ای رب تحقیقی میرے آقاے نامدار کو اس بلوے سے بچالے ہیکلان نے آگ برسائی دریاے آب جوش مارنے لگا ساحران فوج کو بھی للکار رہا ہی کہ حمزہ کو گھیر کے مار لو اب اسکا کون بچانے والا ہی عمرو نے جو یہ بلوہ دیکھا بے اختیار ہو کے پکار اُٹھا قطعہ

کی نہان مانند بدل داغ نہان مستغیث
وانکہ سبت از شرح مستغنی بیان مستغیث
خانۂ اہل مصیبت دار رنج و آفت است
زین نشانہا میشود ظاہر نشان مستغیث
بشنو و با گوش رغبت داستان چیست کا
آستان معدلت دار الامان مستغیث

دانکہ گوید راز چشم خون فشان مستغیث
آید اندر گوش ہر کس نالہ ہاے دادخواہ
مسکن درد و الم باشد مکان مستغیث
ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت ہر دم روز و شب
واقف حال درون راز دان مستغیث
منہ یا بر درگہ فرمان دہ کون و مکان

کی شود در گفتگو گویا زبان مستغیث
میرود بر آسمان آہ و فغان مستغیث
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر درد جگر
رو نماید صدمۂ تازہ بجان مستغیث
باب انصاف است ہا و اطلب انصاف ہے
نالۂ فریاد و زاری کن بسان مستغیث

صاحبقران پر ہجوم عالم انبوہ خلائق ہی عمرو دیکھ رہا ہی ہیکلان بن قہار پکار رہا ہی کہ یار و طلسم کشا کو
گرفتار کرلو اسقدر انعام ملیگا کہ دولت دنیا سے نہال ہو جاؤ گے چہار جانب سے یہی غلغلہ ہی کہ جسنے
طلسم کشا کو گرفتار کرلیا مالا مال ہو جاویگا چہار جانب سے جادوگر بلوہ کرکے آتے ہین صاحبقران شیر شیر
جراٴت و یکہ تاز میدان جلالت شیرانہ نہنگانہ لڑ رہے ہین جب غول ساحرون کا جمع ہو کر آیا صاحبقران
اُس غول کو منفرق کردیتے ہین جب مارا افسر کو تاک کر قتل کیا رسالون کو بے افسر کردیا ایک طور پر
لڑ رہے ہین مگر جنگ سے عاجز ہو گئے ہیکلان نے سحر کیے صاحبقران پر تاثیر نہوئی امیر بہ آواز
بلند اسم اعظم پڑھ رہے ہین ہیکلان نے فوج کو پھر حکم دیا تیر و شمشیر و نیزہ سے جنگ کرو بلوہ کرکے
طلسم کشا کو گرفتار کرلو تمام جادوگر کمندین اور زنجیرین اور رسیان لیکر بڑھے اب عمرو بیقرار ہوا کہ پہلے
برج کیسے کڑکڑاہٹ کی آواز آئی ایک برق کڑک کے گری کہ کئی ہزار ساحرون کے سر اُڑ گئے نیزون
مین قوت نہ باقی رہی خنجر بیدم جراٴت حمزۂ صاحبقران بحکم جبیر گرے اُسکو قتل کیا یا تو برق چمک رہے
گر رہی تھی اب جو دیکھا تو ملک اخضر سبز پوش و آفتاب شعلہ مزاج و زنار جادو وغیرہ چالیس جادوگر
نامی گرامی ایک طرف سے بہرام و مقبل و عبد الجبار و عبد القہار تلوارین کھینچے ہوے آگے گرے
امیر حیران ہین کہ یہ افسر کیونکر یہان پہونچے نہین معلوم فوج پر کیا گذری لیکن اخضر وغیرہ نے گرتے ہی
سینے سپر کردیے لاشہاے کفار سے میدان کارزار بھر دیے اخضر لڑتا بھڑتا قریب صاحبقران
کے پہونچا امیر نے جو اتنی مہلت پائی ایک سوار کو مار کے گھوڑا لیا مرکب معقول تھا طرارے بھرنے
لگا اخضر نے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُس ہنگامۂ جنگ مین پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر پہونچے فوج
کہان ہی عرض کی مبہوت و برہوت ہمکو قید کرکے لائے تھے خواجہ نے انکو مارا برج سنغال
گرا تب رہائی پائی اسوقت آکے جنگ مین شریک ہوے دیکھیے غیر ساحر سردار بھی آپکے موجود ہین
نہین معلوم لشکر پر آپکے کیا گذری یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ چالیسون جادوگر بشکل اخضر وغیرہم
لشکر خستہ و شکستہ راہ مین ان بیچاؤن نے صحراے خارستان مین ہزارون کو تباہ کیا اسوقت آکے پہونچے
اب دیکھا کہ معلوم ہو رہی ہی اُن چالیسون نے قصد کیا کہ لشکر صاحبقران پر جا پڑین اخضر و آفتاب
نے اپنی صورتین دکھائین اور پکار کے فوج کو آواز دی ان چالیسون کو مار لو ہم تمھارے افسر ہین یہ
چالیسون مکار شعبدہ باز ہین ہماری صورت بنکر تم سب کو تباہ کیا اب یہ نہ بچنے پاوین لشکر والے
حیران کہ ہم کسکو قتل کرین اپنے اپنے ہمشبیہ پر جا پڑے زنار نے اپنے ہمشبیہ کو مار آفتاب نے اپنے
ہمصورت کو جلایا ملک اخضر نے ایک باغ بنایا اُسمین کئی ہزار ساحرون کو قید کیا بہرام اپنے ہمشبیہ پر
چلے تھے اُسنے سحر کیا بہرام کے پاؤن زمین نے تھام لیے ملکہ فیروزہ کی نگاہ پڑی کہ بہرام اصلی کو بہرام
نقلی نے سحر سے بیکار کیا فیروزہ نے بڑھکر گولہ مارا اُسکے سینے کو توڑ کے پار گذرا مقبل کے ہمشبیہ کو
زنار نے بڑھکر لڑکا ایک سحر مین واصل جہنم کیا یہ چالیسون ساحر جو مرے انکے مرنے کی آوازین کان مین
ہیکلان بن قہار کے آئین یہان سب ساحران زبردست و رازدار ان طلسم ملک اخضر بادشاہ طلسم موجود
زمین ہلادی دریا سحر کے خشک کیے آگ برسائی اخضر لڑتا بھڑتا ہیکلان پر جا پڑا ہیکلان نے للکارا او
اخضر اس طلسم والے کسی ملک کے ساحر سے نہین دبتے ہیکلان نے وہ سحر کیا کہ برق چمک کر سر پر اخضر کے گری

سر اخضر کا زخمی ہوا زنار جا پڑین زنار نے مقابلہ کیا آفتاب شعلہ مزاج نے بھی جا کے مقابلہ کیا اب زنار رو آفتاب شعلہ مزاج نے ہیکلان بن قہار کو گھیرا ہی آگ برس رہی ہی کسی ساحر کی مجال نہین ہی کہ اُس مقام پر ٹھہر سکے کہ فیروزہ جا پڑین تینون ساحرون نے جو ملکر ہیکلان بن قہار پر سحر کیا ہیکلان نے زنار کے سحر کا جواب دیا تھا کہ آفتاب شعلہ مزاج کڑک کے گرین سر اسکا زخمی کیا ہیکلان نے زخمی ہو کے اپنے ساتھ والون کو آواز دی یاروان جادوگرون کو لینا یہ سنتے ہی سب جادوگرون نے بلوہ کیا زنار نے پکار کے آواز دی او بیحیا اس بلوے پر سمجھے بڑا ناز ہی انکا قتل کرنا کیا مشکل ہی ہر ایک ساحر انہین جاہل ہی یہ سنتے ہی ملکہ آفتاب چمکین کئی ہزار ساحرون کو جلا دیا زنار نے جنیو اپنے گلے سے اُتارا جنیو کو جنبش جو دی کئی ہزار ساحران غدار کے سر کٹکر اُس رشتے مین بندھ گئے فیروزہ فیروزہ پوش نے ابر فیروزی گرایا ملکہ ماہیا نے اپنے سحر کے ستارے گرائے جبپر ستارہ گرا وہ جلکر خاک ہوا بہرام و مقبل وغیرہ ساحرون کے قریب تو نہین جاتے دور سے تیر اندازی کر رہے ہین ہزار ہا خطا شعارون کو داصل جہنم کیا چہار سمت تیرون کی بوچھار کچھ گوشون مین چھپتے ہین بعضے جلا جلا کے بھاگتے ہین صاحقران لڑتے بھڑتے تیغۂ عقرب چمکاتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ ہیکلان بن قہار کا سر زخمی کھڑا ہوا زخم سر کو باندھ رہا ہی امیر کی جو دور سے اُسپر نگاہ پڑی للکار کے آواز دی او ملعون خبردار وہین کھڑا رہ آگے نہ بڑھنا منم زلزلۂ قاف نعرہ کر کے ہیکلان پر جا پڑے ہیکلان نے آگ برسا دی دور سے یہ جو آفتاب نے دیکھا کہ امیر پر آگ برس رہی ہی جھپٹ کے آگ کو روکا ہوا ٹھنڈی چلی زنار نے اپنا کمال دکھایا فیروزہ نے ابر فیروزی گرایا طائرون نے زمزمہ سرائی کی منقارین کھولکر ابالیان لشکر ہیکلان کو یہ غزل یہ الحان داؤدی سنانا شروع کی

غزل

مین نگاہون مین بہارِ زلفِ جانان ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے خوابِ پریشان ہو گیا

تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہو گیا
ظلمِ جانان کی طرح آخر مین احسان ہو گیا

نار سے فرصت نہین دیتی کسی دم بیکسی
مین تو اپنے جیتے جی گورِ غریبان ہو گیا

طعنۂ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے
گو کہ قطرہ تھا مگر شرما کے طوفان ہو گیا

تھا مین طفلی سے بغل پروردہ بے رونقی
صبحِ مایوسی کبھی شامِ غریبان ہو گیا

رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح
خطِ خنجر میری گردن کو گریبان ہو گیا

طولِ عمرِ دردِ فرقت کا نہ پوچھو مجھسے حال
اسقدر دل مین رہا میرے کہ ارمان ہو گیا

جو یہان تشریف لائے پھر نہ پائے مخلصی
دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہو گیا

عشق مین رنگِ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے
ہائے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہو گیا

شہر ویران کر دیا تاثیرِ وحشت نے مری
قصد سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا

زیر دستون کو زبردستون سے کچھ چارا نہین
دردِ فرقت جبر سے سینے مین مہمان ہو گیا

ایک سے دو داغ دو سے چار پھر تو سیکڑون
کھلتے کھلتے پھول سینے پہ گلستان ہو گیا

اشکِ خونی شکلِ گل رہتے ہین اسمین ہر گھڑی
اب تو دامن بھی مرا جیبِ گلستان ہو گیا

ساغرِ مے بنتے ہی دو صورتین پیدا ہوئین
زاہدون کی توبہ مین زندون کا ایمان ہو گیا

نازنینان مہ جبین نے جو اس سحر کو ملاحظہ کیا سب کو یہی حوصلہ ہوا کہ ہم بھی ایسا ہی سحر کرین ہزار دو ہزار ساحر نا امیدنے مارے ہر نازنین نے اسی طرح کے سحر کیے کوئی گریبان چاک کرتا ہی کوئی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کوئی کہتا ہی دشت نجد کہان ہی کوئی گھبرا کے کہتا ہی مزار شیرین کدہر ہی کوئی کہتا ہی اپنے تن پر بار سر ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کو ربط کسی کو ضبط کسی کو خبط دس بارہ ہزار ساحر تپتے پھرتے ہین کوئی ملکہ زنار کو پکارتا ہی کوئی روے آفتاب دیکھکر ذرہ ہوتا ہی کوئی غم معشوق مین گرد برد ہوتا ہی کوئی سر جھکائے بیٹھا رو رہا ہی کوئی آنسوون سے اپنا چہرہ دھو رہا ہی کوئی کہتا ہی میری فصد کھولو اور پھر آپ ہی یہ بھی کہتا ہی میری فصد نہ کھولو شعر فصد مین کیا بدن سے نکلیگا ؎ خون تو خون مجھ مین دم بھی نہین ؎ غضب ہنگامہ اُسوقت برپا تھا امیر باتوقیر نے تو ہیکلان بن قہار کو ٹوکا ہیکلان نے دیکھا جتنے ساحر طلسم کشا کے ساتھ آئے ہین سب نے میرے لشکر کو دیوانہ کردیا کوئی اپنے ہوش مین نہین ہی دریا سحر کے بجھا دیے اگر کسی ساحر نے سحر کیا زنار وغیرہ نے مٹا دیا سب سے زیادہ کد و کوشش ملکہ آفتاب نے کی ہی جس پرے مین گھس پڑی بڑے بڑے ساحرون کو مار ڈالا ہیکلان گھبرایا ہوا بھاگا جاتا ہی صاحبقران نے ٹوکا ای ہیکلان بن قہار کہان جاتا ہی یہ سنتے ہی ہیکلان پلٹا تلوار امیر پر کھینچ ماری ہزارون تلوارین صاحبقران پر گرین امیر نے اسم اعظم پڑھا سب تلوارین ٹوٹ کر زمین پر گرین امیر قریب پہونچے اُسنے خنجر پھینک مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ کے اسکو بھی دفع کیا جبتک امیر قریب ہیکلان کے پہونچے اسنے کئی سحر کیے امیر نے قریب پہونچ کر تیغہ برقتاب چمکایا جب ہیکلان نے دیکھا کہ اب کچھ بن نہین پڑتا ہی اور طلسم کشا قریب آگیا اسنے اسم سحر پڑھ کے تیغہ مارا امیر نے وار اسکا تیغۂ عقرب پر روکا گھڑی بھر کامل تلوار چلی اسنے امیر کو سنبھلنا مشکل کردیا امیر نے للکار کے کہا او نامرد شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ یہ کہکر اُچھلے اور سے ہاتھ نکالا اس کن سے ہاتھ مارا کہ ہیکلان کے دو ٹکڑے ہوئے ہیکلان کا مرنا کہ ایک ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہیکلان بن قہار بود ناظرین پر واضح ہو کہ جسقدر افسران طلسم ہین سب کی تصویر دربار مین شاہان طلسم کے آراستہ ہین یہان ہیکلان مرا وہان اسکی تصویر مین آگ لگ گئی سحر العجائب نے کہا یارو ہیکلان مارا گیا پلٹ کر طرف ساحرون کے دیکھا کہا یارو بدعت طلسم کشا کی بڑھتی جاتی ہی ہم سمجھے تھے کہ چالیس سردار جو طلسم کشا کے شریک ہوئے ہمنے انکو قید کرلیا اب مردہ ہو چکیگی مگر اب وہ بھی شریک جنگ ہوئے ہونگے مہبوت و برہوت نے بڑا کام کیا تھا یہ چالاکی اُنکی پیغام موت تھا اب راہ زمام ابلق سوار کے باغ کی کھل گئی کوئی ایسا ہی کہ اپنے کو وہان جلد پہونچائے طلسم کشا کو روکے تا بہ زمام نہ جانے دے شبرنگ برق رو ایک ساحرہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا لونڈی جاکے انتظام کریگی اسی جنگ مین طلسم کشا کا بھی خاتمہ کردونگی سحر العجائب نے بہت بھاری خلعت اسکو دیا اور کہا اگر تو نے جاکر اپنا رنگ جمایا اور طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہم تجھکو وزیر طلسم کرینگے اسنے کہا ایسا ہی ہوگا شبرنگ برق رو تین لاکھ ساحر لے کر چلی یہان ہنگامہ گیر و دار بلند ہی تلوار بڑے زور و شور سے چل رہی ہی اب شمشیر کی طغیانی ساحرون کی پریشانی سب بھاگنے پر آمادہ ہین سحر ملک اخضر وغیرہ سے لاچار اتنا بڑا فتنہ مارا گیا کوئی روکنے والا نہین سب بھاگ نکلے بعضے فریاد کررہے ہین بعضے پکارتے ہین ای طلسم کشا بچا لے ہم سب کو امان دے مگر آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا شبرنگ برق رو مع تین لاکھ ساحرون کے آکے پہونچی آتے ہی اسنے اشارہ کیا سب ساحر پلٹکر پھر لڑنے لگے شبرنگ کد و کاوش کر رہی ہی

اسنے بھی کئی سحر صاحبقران پر کیے جب تاثیر نہوئی تو گھبرائی مقبل کو اسنے دیکھا بارہ ہزار تیر اندازون سے تیرونکی
بوچھار کر رہا ہے جب بارہ ہزار تیر اندازون نے تیر مارے بہت سے ساحر مر کے گرے شبرنگ نے بھٹک کر ابھیان
مقبل پر سحر کیا بہت سے تیر انداز گرے اسنے ساحرون کو اشارہ کیا انکو مار لو ملکہ آفتاب نے دور سے دیکھا
کہ شبرنگ کے سحر نے مقبل کے تیر اندازون کو بیکار کر دیا پکار کے آواز دی بی شبرنگ اسقدر ریکدھریان نہ کرو
خوش قدم رہو ایسا نہو کہ ڈکلی بھولو قدم بڑھاؤ ساحرون پر کوڑا اکر و شبرنگ برق رو نے جو یہ دیکھا کہ
آفتاب غصے مین میری طرف آتی ہے گھبرا کے پیچھے ہٹی آفتاب نے اپنا ابر گرایا مقبل کے تیر انداز چھوٹے
پھر تیر اندازی مین مصروف ہوے ہزار ہا ساحر مار کے ڈالدیے شبرنگ نے دیکھا کہ لڑائی اب بگڑ چکی سنبھلنا
دشوار ہے اسوقت یہان سے نکلجانا بہتر و مناسب ہے پھر تدبیر کر کے انسے لڑینگے یہ سوچ کر اسنے قدم پیچھے ہٹایا
اپنے ہمراہیون کو علیحدہ ایک مقام پر جمع کر کے ایک دو منتر زمین پر مارا ایک آندھی چلی کہ صحرا مین دور تک
اندھیرا چھا گیا دو گھڑی کامل رعد گرجا برق چمکی ساحران امیر با توقیر نے اپنے اپنے سحر کیے مگر وہ تاریکی دفع نہوئی
بعد تھوڑے عرصے کے اُسی تاریکی مین سے آواز آئی کہ خیر ای طلسم کشا اسوقت مین نے تمسے مقابلہ کرنا مناسب
نہ جانا پھر اور وقت تمسے سمجھا جائیگا اور بی آفتاب وغیرہ تم سب کو بھی دیکھ لیا جائیگا تم ملکہ شبرنگ برق رو
اب ہم جاتے ہین جسکا جی چاہیے روکے ہم کسی کے روکے سے نہ رکینگے تھوڑی دیر کے بعد اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی
اب جو سب نے دیکھا سب لشکر شبرنگ سامنے سے غائب ہو گیا خیمے بارگاہین سب ندارد امیر حیران ہو گئے
ایک ایک کو یہ تردد تھا کہ یہ لوگ کہان گئے صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے بارگاہ حشمامی استادہ ہوئی جو جو
ساحر زخمی ہوے تھے اُنکی زخمو زیچ کرائی گئی صحبت عیش آراستہ ہوئی جشن نوروزی کی بنا ہوئی تین دن
اس فتح کی خوشی رہی تیسرے دن اس جشن سے فراغت حاصل ہوئی ہی کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ملکہ خورشید
ابر نارنجی سر پر سایہ فگن ہنس پر سوار تاج شہنشاہی سر پہ طائر گرد ابر کے زمزمہ سرائی کرتے ہوے اس شان سے
خورشید آئین سب نے ملکہ کی تعظیم کی ملکہ نے امیر کو ایک سو ایک تختی الماس کی نذر دی عرض کی ای شہریار مبارک
ہو خدا نے بڑا فضل شریک کیا بڑا ساحر مکار و غدار مارا گیا مگر حضور اب کوچ مین جلدی کرین کنیز نے دریافت کر لیا
لوح زمام ابلق سوار کو ملی ہے اب عقاب جادو و شبرنگ برق رو حضور کو روکینگے میرا رہنا تو لشکر مین مناسب
نہین لوح آپکو ملجائے تو قلب تسکین پائے ایسا نہو کہ دشمن کسی آفت مین مبتلا ہو جائین تو طبیعت کو بڑا قلق ہوگا کنیز
رخصت ہوتی ہے صبح کو اٹھکر آپ اس صحرا مین جائین ایک طائر پیدا ہوگا قصد کریگا کہ آپکو اٹھا لیجائے اُسوقت جرأت
و شوکت کو کام فرمائیے گا جست کر کے اُسکی پشت پر سوار ہو جیے گا پھر وہ جانور آپکا دوست ہو جائیگا مگر اُسوقت
وہ آپکی جرأت و شوکت کو آزمائیگا ایک دم بھر مین وہ آپکو صحرا سے برفبار مین پہونچا دیگا آپ اُسکی پشت سے
اُتر کے جو وہ کہے اُسپر عمل کیجیے گا اکثر اوقات وہ آپکی مدد کریگا بڑی دقت و سختی سے رسائی آپکی تا بہ زمام
ابلق سوار ہوگی انشاء اللہ اگر موقع ہوگا تو مین بھی حضور کی شراکت کرونگی اور ملک اخضر سبز پوش کو
سمجھا دیا کہ تم لشکر کو طرف سے صحرای نیر نجات کے آؤ یقین ہے جلد پہونچو سب سردار حیران ہین کہ یہ کیا باتین کرتی
ہین ملکہ خورشید صاحبقران کو سمجھا کر اُسی وقت ابر نارنجی مین جا کے غائب ہوئی شب کو امیر نے آرام کیا
بوقت سحر سرداران نامور سے رخصت ہوے صحرا مین آئے کہ دیکھا آسمان پر سناٹا ہے صاحبقران اُسی جانب
متوجہ ہوے دیکھا ایک طائر قوی الجثہ پیدا ہوا تڑپ کے گرا چاہا کہ منقار کمر مین دے کر صاحبقران کو

اُٹھا لیجائے صاحبقران نے حلقہ ہائے کمند مارے وہ طائر زمین پر گرا امیر جست کرکے اُسکی پشت پر سوار ہو
طائر لے کر امیر کو اُڑا جب بلندی پر پہونچا تو منہ پھیر کے عرض کیا کہ ای طلسم کشا خدا آپکو مظفر و منصور کرے محفوظ جنی
میرا نام ہی ہر وقت ملنے لوح کے جہان دشمنون پر سختی پڑیگی فوراً حاضر ہو کر خدمتگذاری کرونگا مگر حضور کو بھی میرا
خیال رہے شبرنگ برق رو آگئی ہی بڑا اپنا رنگ جمائیگی یہی اُسکو خیال ہی کہ لوح طلسم کشا کو نہ ملنے پائے مین ہر
مقام پر خیر خواہی کو حاضر ہون پہر بھر کامل محفوظ اُڑا بعد پہر بھر کے مائل بہ پستی ہوا ایک پہاڑ پر آکے امیر
کو اُتارا کہا اب دو دن آپ اسی مقام پر رہیئے تیسرے دن ایک زنگی اس مقام پر آئیگا اُسکو قتل کیجیے گا پھر
مین آکے عرض کرونگا یہ کہکر محفوظ غائب ہوا امیر پہاڑ پر کھڑے رہے کہ دیکھا بوقت سحر ہوائے سرد چلی
اب جو امیر کی نگاہ پڑی سب پہاڑ سفید ہو گئے طرشقے سے معلوم ہوا کہ برف پڑی ہی سمجھے کہ یہی صحرائے برفبار ہی جو
جو دن چڑھا نیر اعظم کی حدت بڑھی برف غائب ہو گئی تیسرے دن امیر نے دیکھا ایک زنگی تلوار کھینچے ہوے
آیا پکار کے آواز دی ای طلسم کشا یہ صحرائے برفبار ہی آپ تلاش لوح کو جائیے یہان رہنا مناسب نہین
صاحبقران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر ہاتھ مارا زنگی نے ہاتھ بڑھا دیا
اسکا ہاتھ کٹا ہاتھ کٹتے ہی زنگی بھاگا کان مین امیر کے آواز آئی ای امیر اسی زنگی کے پیچھے جائیے امیر بھی
چلے صحرائے برفبار مین ایک کنوان تھا زنگی اُسمین پھاند پڑا امیر کے کان مین آواز آئی ای طلسم کشا
تم بھی اپنے کو اسی کنوئین مین گرا دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو امیر فوراً کنوئین مین پھاند پڑے بعد عرصے
دراز پانؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی اُسکی سیر دیکھتے ہوے امیر جاتے ہین
کہ محفوظ جنی آکے پہونچا عرض کی یہ انگشتر حضور کو دیتا ہون جب آپکے سامنے کوئی ساحرہ آئے اس
انگوٹھی کو اپنے جسم سے مس کیجیے گا اور فرمائیے گا ای انگشتر سلیمان نبی سلیمان میری صورت مثل شبیہ سردار
رسالہ داران ہو جائے ایک جوان ہی کہ اُسے میناے میفروش کہتے ہین اُسکی شکل آپ بن جائیے گا
اُسی کی شکل پر اپنے کو مخفی زمام ابلق سوار مین پہونچانا مناسب ہی انشاء اللہ ضرور لوح دستیاب
ہو گی یہ کہکر محفوظ تو چلا گیا امیر آگے بڑھے نخل کے سائے مین آکے ٹھہر گئے اُسی انگوٹھی کو بسم اللہ
کہکر ہاتھ مین پھیرا اب جو دیکھا صورت اپنی مبدل پائی بصورت میناے میفروش ہو گئے اب امیر ایک
جانب چلے یہ بھی سمجھ چکے کہ جسکی صورت پر مین ہون نام اُسکا میناے میفروش ہی اسی سوچ مین چلے جاتے
ہین زمام ابلق سوار اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ شبرنگ برق رو آگئی
مدد کو آگئین ملکہ نے مصاحب اپنے برائے استقبال بھیجے شبرنگ آکر پہونچی کہا لو اسنا ہی تمنے طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے واقفکار ہین طلسم کشا یہان ضرور آئیگا مین فکر مین طلسم کشا کی جاتی ہون زمام نے کہا لو انکو اختیار ہی
مین نگہبان لوح طلسمی ہون یہان سے ہٹ نہین سکتی ہون جب میرے مقام تک آئینگے تدبیر ہو جائیگی
شبرنگ جو پرپرواز پیدا کر کے چلی لشکر امیر با توقیر پر آکے نظارہ منظور رہا کہ دو تین سحر
ایسے کرون کہ سب مسلمان بیکار ہو جائین اسی فکر و تردد مین ایک نخل پر آکے بیٹھی قضائے کار خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری جانے سے امیر کے مکدر لشکر سے باہر نکلے ہین خیال مین یہ ہی کہ جا کر آقا کو تلاش کرون
ای عمرو ایسا نہو آقائے نامدار گرفتار ہو جائین تو بڑا غضب ہو گا پھر کچھ کسی کے بنائے نہ بنیگی شبرنگ
نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا خوش ہو گئی جی مین کہتی ہی اگر اس ساربان زادے کو مار ڈالا طلسم کشا کے لشکر کا خاتمہ کیا

کراک کے گری کمر مین پنجہ دیکر خواجہ کو لے اُڑی لشکر مین ہلڑ ہوا ملک اخضر نے خبر سنی کہ کوئی خواجہ کو اُٹھا لیگیا اخضر نے قصد کیا کہ مین تعاقب مین خواجہ کے جاؤن ملکہ آفتاب نے کہا ہم اس ملک کے واقفکار ہین ہم تلاش مین جاتے ہین زنار نے کہا مین جاؤنگی فیروزہ نے کہا مین فکر کرون زنار نے کہا ای اخضر تم لشکر لیکر آؤ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ملک اخضر نے اُسی وقت لشکر تیار کرایا زنار تلاش مین خواجہ کی چلین شبرنگ نے خواجہ کو لا کے ایک پہاڑ پر اُتارا کہا کیون او ساربان زادے اب تجھے کس عذاب الیم سے قتل کرون ہان ای شرط کہ تجھکو جانور بنا کے چھوڑ دون کہ طائران صحرائی تجھکو کھاجائین عمرو نے ہر چند منت کی مگر شبرنگ نے نہ مانا عمرو پر سحر کیا کہ عمرو کی صورت ایک عندلیب خوشنوا کی بن گئی شبرنگ نے مار کے ہٹا دیا کہا جا ساربان زادے اب کوئی باز وغیرہ تجھے شکار کریگا عمرو زمزمہ سرائی کرتا ہوا ایک جانب بھاگ گیا کبھی کسی نخل پر ٹھہرا جس شاخ پر جا بیٹھا ہزارون طائر جمع ہو گئے عمرو کو بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہی ایک جادوگرنی منیر جادو نہایت شوقین علم موسیقی مین کامل اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی ہی کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی دلخستہ عجب رنگ مین اس غزل کو گا رہا ہی

غزل

حکم تھا روز گذشتہ مین کہ ہم آتے ہین آج	جو کہا تھا کل وہی آپ فرماتے ہین آج
حال دل کیونکر کہین ہٹ پر انہین پاتے ہین آج	میرے بوسون کی لب نازک قسم کھاتے ہین آج
رنگ عارض غیر کے بوسون نے پھیکا کر دیا	دیدہ بیدار انکے ہمسے شرماتے ہین آج
مژدہ ای دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا	پانون آغوش اجل مین چل کے پھیلاتے ہین آج
اب تو یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو	جا چکے عیسیٰ احبا دیکھنے آتے ہین آج
منزل مقصود تک جانے کی طاقت جو نہین	جابجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہین آج
دم نہین لیتے جو منھ کھولین امان کے واسطے	متصل تیر نگہ وہ ہم پہ برساتے ہین آج
آرزومند تعلق ہی مری دیوانگی	دیکھنے کو دیدہ زنجیر ترساتے ہین آج
غفلت قاتل سے حاصل ہی ہمین پژمردگی	زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہین آج
دیکھتے ہین ابر رحمت سے ترشح کیا کیا ملے	ای فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہین آج
کی ہی تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے	اس لیے منھ کھولنے مین زخم شرماتے ہین آج
خندہ دزدیدہ ہی ہر دہان زخم مین	شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہین آج
شام فرقت نے سکھائے ہین مجھے کیا کیا خیال	ای فلک ہشیار پھر نالے مرے آتے ہین آج
آؤ قبل از حشر مل کر فیصلہ کر لین بہم	زندہ کر لینا ہمین لو تم پہ مرجاتے ہین آج
ہین خیالی نامہ و پیغام انسے ای نسیم	متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہین آج

منیر جادو بیقرار ہو گئی پلٹ کے چہار جانب دیکھنے لگی جب کہین کوئی آدمی نظر نہ آیا شاخہائے نخل پر نگاہ ڈالی دیکھا ایک عندلیب خوشنوا یہ اشعار مذکور گا رہی ہی تمام طائرون کی آنکھون سے آنسو جاری بعض طائرون نے اپنے پرون کا اسپر سایہ کیا ہی وہ عندلیب بدنصیب کیا چیکارین مار رہی ہی منیر بیتاب ہو گئی جی مین کہتی ہی یہ طائر خوش الحان کس لطف سے زمزمہ سرائی کر رہا ہی خوش آواز صدا مین سوز وگداز ہی اشعار بخوبی ثابت ہوتے ہین گانے مین تاثیر ایک ڈھیلا اُٹھا کے مارا سب طائر تو اُڑ گئے عندلیب کہان اُڑ

اس شلوخ نے پکڑ لیے عندلیب زمزمہ سرا ہو کے کہنے لگی خواجہ نے دیکھا ایک جادوگرنی آئی اُسنے مجھکو اٹھالیا
دل مین حیران ہین کہ دیکھون خدا اب کیا دکھائے منہ سے منہ ملا کر باتین کرنے لگی منیر جادو لیے ہوے
خواجہ کو اپنے باغ مین آئی سامنے اپنے بٹھالیا سازندون سے کہا ساز ملاؤ دیکھو میری بلبل کیا گاتی ہی
سازندون نے ساز ملائے منیر جادو نے چٹکی بجا کے کہا بی بی گاؤ عندلیب نے منقار کھولی تال سم پر
گانے لگی منیر جادو کیسی خوش ہوتی ہی کبھی قفس سے نکال لیا بلبل بھی اسکے سینے پر منہ رکھدیتی ہی کبھی رانون
مین منہ ڈالتی ہی چاہتی ہی دل مین گھس جاؤن منیر چھاتی سے لگا لیتی ہی کئی دن اسی رنگ مین گذرے
منیر جادو اپنے پاس سے جدا نہین کرتی ایک دن گود مین لیے بیٹھی ہی پیار کر رہی ہی جب چٹکی بجاکے کہتی ہی
عندلیب اشعار عاشقانہ گاتی ہی اسکے دل کو لبھاتی ہی منیر کے ہوش تو ضرور اُڑتے ہین مگر دل باغ باغ
کہ کیا طائر خوش الحان مجھکو ملا ہی ہاتھ سے پرون کو ٹٹولنے لگی سر پر جو ہاتھ پڑا کچھ سختی سی معلوم ہوئی اب جو پرون
ہٹاکے دیکھا ایک کیل آہن کی سر مین کسی نے ٹھونک دی ہی منیر نے سب کنیزون کو ہٹا دیا ہی کیل کو نکالا کیل
کا نکلنا تھا کہ عندلیب زمین پر گری قلملک مار کے اُٹھی دیکھا ایک انسان دبلا پتلا ناٹیا ہی اُٹھتے ہی
اشعار پڑھنے لگا منیر عاشق تو آواز کی ہو ہی رہی تھی گھبرا کے کہا اے شخص تو کون ہی عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم
اس گانے کی بدولت یہ مصیبت اُٹھائی ایک جادوگرنی شبرنگ جادو ہی اسکے یہان مجرے مین گئے
رات بھر گائے صبح کو چار آنے پیسے دینے لگی ہمنے بگڑ کے کہا صاحب ہمارے پانچ روپیہ مجرے کے ہین
اُسنے جھلا کے یہ کہا کہ وہ سزا دون کہ کوئی باز تجھکو کھا جائے میرا ہاتھ پکڑ کے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین
بشکل طائر بن گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا تھا خوش نصیبی کہ آپ ایسی قدردان کو ملا باز بہری سے بچا منیر نے
کہا نام تیرا کیا ہی کہا مجھکو اُستادی نواز کہتے ہین حضور نے میرے نانا جان کا نام سنا ہوگا میان سندر خان
خیالی نانی امان میری بی جنگو ہے باز اب فلک میرے ساتھ درپے آزار ہی مسلمانون نے سب ملکون پر
قبضہ کر لیا ہمارے دینے والے نہ رہے جہان جاکے دیکھو مسلمانون کی حکومت ہی انہین لوگون کی عملداری
کی کثرت ہی مسلمان کسی کو ایک پیسا نہین دیتے منیر یہ باتین سنکر بہت خوش ہوئی کہا اُستاد نہ گھبراؤ
اب اس طلسم مین سب شاہان طلسم جمع ہونگے بہت بڑا جلسہ ہوگا آجکل طلسم کشا نے بڑے بڑے مقام
فتح کیے ہم تمکو لباس معقول پہنا کر خدمت مین شاہان طلسم نورافشان کی لے چلینگے یہان سے قریب
باغ ہی زمام ابلق سوار کا اب لوح طلسمی اُنکو ملی ہی بڑی حفاظت کرتی ہی آٹھ پہر تین لاکھ جادوگر
نگہبانی کیا کرتے ہین وہ میری بڑی بہن ہین اُنکے یہان بھی جلسے مین لیچلونگی سب تمھارا گانا سنینگے بہت کچھ
ہم تمکو دلوا دینگے عمرو نے کہا ملکہ کچھ طلسم کشا کا بھی پتہ ہی جہان گئے ہین ذکر سنا منیر نے کہا صحرائے برفبار
تک خبر پائی تھی ہمشیرہ کی زبانی سنا کہ طلسم کشا صحرائے برفبار تک آئے بصدہا ساحرون کو ٹھنڈا کیا
اب نہین معلوم کہان گئے حال زمام ابلق سوار سنکر خواجہ کو اشتیاق ہوا کہ اپنے کو باغ زمام مین پہنچاؤن
رنگ اپنا اسیر جادون منیر نے کہا اُستاد تمھارے گانے کا دل بہت مشتاق ہی اب تک تو جانور کے بھیس
مین تھے اب انسان بنے ایک غزل سناؤ خواجہ عمرو نے منیر کے راضی کرنے کے واسطے زنبیل سے نی
نکالی نئے طور سے یہ غزل بجائی

غزل

پوچھنے سے ہمدمو دریا ہی کیونکر خشک ہو
سب کے دامن تر ہون پر کب دیدۂ تر خشک ہو

آہ کی گرمی سے دنیا مین ہو جو تر خشک ہو
نوح کا طوفان بھی ہو تو خشک ہو پر خشک ہو

آمن رے سوز نالہ واللہ رے سیل سرشک
اس سے تر ہووے زمین اُس سے سمندر خشک ہو

سوز دل آب جگر لینے دے دم تو کب تلک
تر ہین آنکھین ہمیشہ اور لب اکثر خشک ہو

موجزن ہی ایک دریا ہاے جوش اشک ہی
آستین ہو جائے تر دامان تر گر خشک ہو

شمع سان مین سوز گریہ سے سراپا جل گیا
ہی تعجب گر شجر پانی کے اندر خشک ہو

ابر بھی کھل جائے ہی دریا بھی گر تھم جائے ہی
دیدہ پرنم کبھی تو بھی تو دم بھر خشک ہو

روز محشر آپکے اس تشنۂ دیدار کا
حلق تشنہ تر نہو اور حوض کوثر خشک ہو

گریۂ خونی کو قصد عالم بالا ہی پھر
کیون نہ خون روحانیون کا آسمان پر خشک ہو

تشنہ کام عشق ہون گر خاک سے میری بنے
آب جو ہون جون بھرے دونون وان اور ساغر خشک ہو

رونے کی جا ہی اگر ہو بعد مرنے کے فراق
ہی غضب گر نخل کوئی پھول پھل کر خشک ہو

شعر تر دہ ہین مرے مومن کہ ہنگام جواب
خون سے منھ اور زبان ہر سخنور خشک ہو

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل بجائی منیر جادو بیتاب ہو گئی کہا اُستاد چلو تمہین باغ ہمشیرہ ملکہ زمام ابلق سوار مین لیچلین وہ تمھاری بڑی قدر و منزلت کرینگی عمرو نے کہا ملکۂ عالم میرے کمال کا تمام عالم مین شہرہ ہی گاتے مین اکثر ناز بھی کیا ہی جادوگر میرے نام کے دشمن بھی ہین یا اپنی کسی کنیز کی شکل بنا کے مجھے لیچلو منیر جادو نے کہا صورت کیونکر بدلی جائے عمرو نے کہا ایک بہروپیے کا اور میرا ساتھ مدت تک رہا ہی مین روپ بدلنا بھی خوب جانتا ہون جس کنیز کو یہان چھوڑنا منظور رہو اُسی کی شکل بنکر آپکے ہمراہ چلونگا آپ اُسنے کہیے گا کہ پانچ ہزار روپیہ صرف کر کے اپنی کنیز کو گانا سکھلوایا ہی منیر نے کہا کیا مضایقہ ہی زعفران نامے ایک کنیز تھی منیر جادو نے کہا اُستاد اُسکی شکل بنکر آؤ خواجہ نے کنارے آکے رنگ و روغن جیب کا نکالا زعفران کنیز کی صورت بنکر تیار ہوے سامنے منیر جادو کے آئے منیر بیقرار ہو گئی کہا اُستاد کیا کہنا خال مین خط مین کسی بات مین کمی نہین عمرو نے کہا مین خدمت مین حاضر رہکر اور کمالات اپنے حضور کو دکھاؤنگا منیر جادو بہت خوش ہی خواجہ نے کہا حضور میرے چند کمال آج باغ مین اپنی ہمشیرہ صاحبہ کے چلکر ملاحظہ فرمائیے گا سب کو آپکے سامنے شراب پلاکے بیہوش کرون اور پھر ہوشیار کرون جی مین آئے تو سب کو قتل کر ڈالون منیر نے کہا اُستاد کچھ گستاخی نہ کرنا آج سب کاملین جمع ہونگے آج ہنگامۂ عظیم ہی اُستاد ایک بڑا باعث ہی بانیان طلسم نے لکھا ہی کہ آج کی تاریخ شب کو خواجہ عمرو اور صاحبقران بھی اُس محفل مین ضرور آئینگے ملکہ زمام نے اسی واسطے یہ جلسہ کیا ہی اور شاہان طلسم کو لکھ بھیجا ہی کہ آج طلسم کشاے اصلی اور عیار اُسکا خواجہ عمرو میرے باغ مین ضرور آئینگے اسواسطے جلسہ کرتی ہون کہ جس صورت مین آئین گرفتار کرلون اسی واسطے آج مین نے واقفکاران طلسم کو بھی طلب کیا ہی خواجہ نے کہا آپکی عنایت سے جس رنگ مین طلسم کشا آئیگا ہم پہچان دینگے ملکہ نے کہا اُستاد تمنے بھی طلسم کشا کو دیکھا ہی عمرو نے کہا برسون مین اُنکی صحبت مین رہا حمزہ سے مجھسے بڑی ملاقات تھی جس رنگ مین آئینگے مین ضرور پہچان لونگا ملکہ منیر جادو بہت خوش ہوئین تخت پر سوار ہو کے خواجہ کو بشکل زعفران اپنے پہلو مین بٹھا لیا چند کنیزین اور خواجہ بہ ناز و کرشمہ منیر جادو سے باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور

راہ طے کی تھی سامنے باغ معلوم ہوا منیر نے کہا اُستاد دیکھو وہ سامنے باغ ملکہ زمام کا ہے ہر طرف سے جادوگر
چلے آتے ہین لکہ ہاے ابر سیاہ و سرخ اُٹھ رہے ہین سب افسر و تاجدار چلے آتے ہین خواجہ دیکھتے ہوے
جاتے ہین کہ وہ ابر شق ہوا کسی تخت پر کوئی نازنین کوئی ساحر عذار کسی ابر مین آفتاب کی ضو دکھاتا ہے کسی کے ہمراہ
کنیزین کسیکے ساتھ ساحر سیاہ رو چلے آتے ہین ملکہ منیر کا بھی تخت آگے پہونچا دیکھا باغ وسیع عمارت ہاے رفیع
گرد باغ عندلیبان خوشنوا اپنے آشیانون مین بیٹھی ہین لالٹینین مثل قطرہ ہاے نور روشن بہار بر گلشن ہر
طائر کا نشیمن و دو زلف سنبل پر پیچ و تاب سے باغ رشک گلشن شبنم گر رہی ہے یا مروارید بے بہا برس رہے ہین خواجہ
سیر باغ کرتے ہوے ساتھ منیر کے تخت سے اُترے منیر زعفران نقلی کا ہاتھ پکڑے ہوے آکے محفل مین بیٹھی
زمام ابلق سوار تخت شاہی پر بصد نخوت لباس فاخرہ پہنے ہوے اسباب سحر سامنے رکھا ہے شعلہ ہاے
آتش بھڑک رہے ہین اکثر طائر زمزمہ سرا آکے کاندھے پر بیٹھے سرگوشی کرنے لگے پھر اُڑکے چلے گئے ایکجانب
ملکہ کمیت تیز قدم مگر سرنگون غم سے کلیجہ حزن رنجیدہ کبیدہ معلوم ہوتی ہے ملکہ زمام ابلق سوار نے پلٹکر
پوچھا کیون کمیت مزاج کیسا ہے عرض کی داری سب ساحر آتے ہین شوہر میرا مینائے مینوش نہین معلوم
کیا سبب ہوا جو ابتک تشریف نہین لائے کنیز کو بڑا تردد ہے ملکہ زمام نے کہا بی کمیت تمھارے شوہر
بدلگام مین طرارے بھرتے ہین اُس صحرا مین صدہا گھوڑیان پھرا کرتی ہین اُنپر سواری گانٹھتے ہونگے آتے
ہونگے کیون گھبراتی ہو عرض کی داری آج مجمع عام ہے مین چاہتی ہون میرے شوہر پر کوئی بات نہ آنے
پائے دروازے پر باغ کے کنیزان خوش طبع حاضر ہین مستانیان مرد کے نام پر جان دیتی ہین ایسا نہو کہ
کسی پر اُنکی نگاہ پڑے بیٹھے بیٹھے کون ان مستانیون سے لڑے ملکہ زمام نے کہا کیا مجال کوئی تمھارے
شوہر سے کلام کر سکتا ہے منیر جادو مصاحبون مین آکے بیٹھین زعفران نقلی گویا جھونکا ہو لے خزان کا
ہے سر پکڑی ہوئی ملکہ منیر کے رومال جھل رہی ہے چپکے چپکے منیر سے پوچھ رہی ہے لوح کس مکان مین رکھی ہے
منیر جادو نے فرمایا پہلو مین جو قصر ہے اسی قصر کے بام پر لوح کو بڑی حفاظت سے رکھا ہے کوٹھے پر کسی کو
جانے کا حکم نہین ہے ملکہ خود دن رات مین کئی مرتبہ کوٹھے پر جاتی ہین لوح کو دیکھ آتی ہین اندر باغ کے یہ
جماؤ ہے گرد باغ یہ کیفیت ہے تین لاکھ ساحران غدار فروکش رہتے ہین آج سب جمع ہین ایک ایک سامری عہد
جمشید زمان اپنے کمال پر سب کو ناز ہے شعبدہ ہاے سحر کا آغاز ہے اب صاحبقران کا حال تحریر کرتا ہون
کہ بشکل مینائے مینوش طرف باغ ملکہ زمام کے چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ محفوظ جنی آکے پہونچا
پکار کے آواز دی آقاے نامدار ذرا ٹھہر جائیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہے صاحبقران گھبرا گئے کہ
میرا تو نام مینائے مینوش زنگی ہے محفوظ قریب آیا ہاتھون کو امیر کے بوسہ دیا عرض کی اے شہریار اگر اسطرح
آپ جاتے پہچاننے والے پہچان لیتے یہ انگشتر ہاتھ مین رکھیے کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر انگوٹھی صاحبقران
کو دی کہا اسکو حضور لیلین یہ دستگیری کریگی آپ انگشت نما نہونگے مین بھی وقت پر پہونچونگا چند باتین
عرض کرنا منظور تھین اسواسطے حاضر ہوا اے شہریار آپکا نام نامی مینائے مینوش زنگی دوسرے یہ کہ
کمیت تیز قدم آپکی زوجہ ہے اُس سے اُسی طور سے باتین کیجیے گا غلام حضور کو آگاہ کرتا ہے کہ خواجہ عمرو
پہونچ گئے شبرنگ جادو نے خواجہ کو بشکل عندلیب بنایا منیر جادو اُنکو لیگئی اُسی کے ساتھ خواجہ نے
داخلہ باغ زمام ابلق سوار مین کیا زعفران کنیز کی شکل پر ہین اول ملاحظہ کر لیجیے گا یہ کہکر محفوظ نے

خال مین خط مین بھی درست کردیا کہ مشابہت مین کوئی بات رہ نہ جائے سید ھارا ستہ صاحبقران کو
بتادیا محفوظ جنی رخصت ہوا کہا غلام وقت پر آئیگا یہ کہکر محفوظ رخصت ہوا صاحبقران بشکل مینای مینوش
طرف باغ زمام کے چلے کئی کوس راستہ طی کیا کہ سامنے باغ زمام کا معلوم ہوا جو علامتین محفوظ جنی نے
بتادی تھین وہ ظاہر ہوئین امیر با توقیر نے بھی دیکھا کہ گرد باغ کے لاکھون جادوگر فروکش ہین جو بادشاہ یا
بادشاہزادی اُتری لشکر کو باہر چھوڑا خود وزیر و مشیر و چند خدمتگار لیکر اندر گیا منقار جادو و ببران جادو
و بُرّان جادو و شمیم جادو و سیام جادو و ان چند ساحرون نے راہ مین صاحبقران سے صاحب سلامت
کی ہر ایک نے یہی پوچھا ای میناے مینوش زنگی مزاج تو اچھا ہی جسطرح محفوظ جنی نے تعلیم کردیا کہ
صاحبقران ہر ایک کو ویسا ہی جواب دیتے ہین کہ صاحبو دعاے ترقی سلطنت سحر العجائب مین مصروف
رہتے ہین یہ باتین کرتے ہوے در باغ پر آئے چند کنیزین بطور نگہبانان بیٹھی ہین جیسے ہی انہون نے
میناے مینوش کو دیکھا کھڑی ہو گئین کہا ای میناے مینوش آج آنے مین کیون عرصہ لگایا امیر با توقیر
نے ویسا ہی جواب دیا کہ ایک کار ضروری مین مصروف تھا یہ کہکر باغ مین داخل ہوے دیکھا بڑے
بڑے شاہ و شہریار باغ مین ٹہل رہے ہین صحبت مین جاکر ملکہ زمام ابلق سوار کی بیٹھے دل جو گھبرایا
پھر باغ مین چلے آئے جسنے صاحبقران کو دیکھا کہا ای وزیر اعظم و دستور معظم آج تو جلسۂ عام ہی چلکر
صحبت مین شریک ہو جیے صاحبقران اُن سب کے ساتھ بارہ دری مین آئے جیسے ہی صاحبقران
پہونچے امیر نے دیکھا زمام تخت پر بیٹھی ہی ناگوار تو ہوا مگر فہمائش محفوظ یاد آئی بکراہت سلام کیا کمیت
نے کہا صاحب آؤ تمھارا انتظار تھا لیکن زمام نے کہا ای طائر ساحری کیا کہتا ہی نخل سے ایک طائر
اُڑکے آیا اُسنے کان مین کہا ملکۂ عالم میناے مینوش سے ہوشیار رہنا زمام نے بنگاہ قہر دیکھا اُس طائر
نے گرد سر صاحبقران چرخ مارا صاحبقران کھڑے رہے انگشتر محفوظ اُنگلی مین تھا طائر نے پکار کے
آواز دی ای ملکۂ عالم شک نکل گیا یہ بھی مضمون درج کتاب تھا کہ میناے مینوش سے ہوشیار رہنا
بی کمیت یہ سنتے سنبھال کے کھڑی ہو گئی کہا واہ حضور میرے شوہر پر گمان بدہی اگر حکم ہو تو مین اپنے وارث
کو ساتھ لیکر نکل جاؤن آپ جانتی ہین کہ شوہر میرا صف شکن تیغزن محافظ لوح طلسم اگر اسپر کوئی بدگمانی
کریگا تو مین محفل مین نہ بیٹھونگی زمام نے کہا لو اخفا نہو کتاب کے مضمون کو دیکھو جس واسطے ہمنے یہ
جلسہ کیا ہی سامری و جمشید نے اپنے علم سے لکھا کہ آج کی شب عمرو و صاحبقران اس جلسے مین ضرور
آئینگے جو شک ہوگا اُسکی تصریح ضرور کرینگے کمیت نے ایک دنگل دیا صاحبقران زمرۂ ساحران مین
آکے بیٹھے زمام ابلق سوار نے کہا صاحبو ابتک تو خبر گذری کہ طلسم کشا ہمارے باغ مین نہین آئے اب
جلسہ شروع کرو گویون نے گانا شروع کیا کسی نے غزل کسی نے ٹھمری کسی نے ترانہ سب نے اپنا اپنا کمال
دکھایا گتی ہوتا حسدار اور شاہزادیان جمع ہین عین گرمی صحبت مین ملکہ منیر جادو اپنے مقام سے اُٹھی
صاحبقران چہار جانب دیکھ رہے ہین کہ محفوظ جنی نے کہا تھا کہ آج اس جلسے مین عمرو بن امیہ ضمری
بھی ہوگا ابھی تک گذر نہین ہوا اسی صورت پر تلاش کرون کہ منیر جادو نے دست بستہ عرض کی کہ
دادی اس جلسے کی خبر تو سال بھر سے ہلوگون کو معلوم تھی مین نے بھی بہت روپیہ صرف کرکے اپنی ایک
کنیز کو تیار کیا ہی ایسا گانا ہی کہ کلیجہ پانی ہو زمام ابلق سوار نے کہا لو بلاؤ آج کی شب اسی جلسے مین

بسر ہو صبح کو مژدہ خوشخبری جا کر شاہان طلسم کو سنائیں تو اعد مین مرقوم تھا کہ اگر آج کی شب لوح کی حفاظت ہو گئی تو ہزار برس تک طلسم کشا کو لوح نہ ملیگی دو پہر رات بسر ہو گئی دو پہر رات اور باقی ہے اسی عیش و طیش مین رات بسر ہوئی زعفران کہان ہین جیسے ہی امیر نے گانے کا نام سنا یاد آیا کہ محفوظ جنی نے سمجھا دیا تھا کہ یہ انگشتر جسم مین عمرو کے بھی مس کر دیجیے گا ورنہ صورت تبدیل ہو جائیگی صاحبقران نے فرمایا کہ بی زعفران ذرا میرے پاس آؤ عمرو حیران حیران سراپا کو دیکھتا ہے کہ آخر میرے آقا کہان ہین مطلق نہ پہچان سکا قریب صاحبقران کے آیا امیر اس خیال سے کہ شاید یہی خواجہ ہون یہ بھی پہچان نہ سکے صرف گمان سے ہاتھ پکڑ لیا باتین کرتے کرتے انگشتر جسم سے عمرو کے مس کر دی اب خواجہ تڑپ کر سامنے ملکہ زمام کے آئے جھک کے سلام کیا زمام کی نگاہ پڑی نازنین مہ جبین گلرخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار خوشخو خال ہندو چشم جادو خنجر ابرو سرو قد خورشید خد نہایت سلاست سے سلام کیا ملکہ زمام نے دیکھکر مسکرا کے پوچھا بی زعفران مزاج تو اچھا ہے عمرو نے ہاتھ اٹھا کے دعا دی حضور کے عالیجاہ مراتب رہین کیا لطف سے آپنے لوح کی حفاظت کی ہے یہ کہکر چہار جانب دیکھا جس تاجدار سے نگاہ مل گئی اسنے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا زمام نے کہا بی زعفران تمنے خوب گانا سیکھا ہے عمرو نے شرما کے کہا واری ری یہ ملکہ عالم کا شفقت کنیز کی آج آپکو خوب نہ راضی کرونگی سننے والے کہینگے کہ ایسا گانا نہین سنا چاہتے ہین خواجہ کہ گانا شروع کرین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک لکۂ ابر گلنار اُس سے خون ٹپکتا ہوا طاؤسان زرین بال رقص کرتے ہوئے زمام نے ابر کو دیکھکر کہا لو بی زعفران ذرا ٹھہر جاؤ ہماری دوست صادق ختظم صحرائے طلسم ملکہ شبرنگ تشریف لاتی ہین نام شبرنگ کا سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے سر جھکا لیا محفل مین ڈوبتا ہم نگر رگ تھا بازون مین رعشہ پڑ گیا ابر شق ہوا عمرو نے دیکھا شبرنگ جادو ایک مار سیاہ پر سوار بڑے کر و فر سے آ رہی کئی سو کنیزین گرد گھیرے ہوئے محفل مین آئی زمام کو بہ ادب سلام کیا زمام نے کہا لو شبرنگ آج کی تاریخ کو لکھا تھا کہ عمرو و صاحبقران اس صحبت مین ضرور آئینگے مین نے جلسہ آراستہ کیا ابھی تک تو کسی کا گذر نہین ہوا شبرنگ جادو نے کہا حضور خواجہ کو کوئی باز یا بہری نے کھا لیا ہوگا مین نے جانور بنا کے چھوڑ دیا ہے اسی واسطے مین گئی تھی بھلا اب اس صحبت مین کیا آسکتا ہے اب تو اسکی ایک ہڈی بھی نہ باقی ہو گی ملکہ منیر جادو نے کہا لو کس رنگ کا جانور بنایا تھا شبرنگ نے کہا گانا سنو تمھاری کنیز زعفران کے گانے کے سب مشتاق ہین عمرو نے بھی سازندون سے کہا جلد ساز درست کرو ساز درست ہوئے عمرو نے گلنار کے سامنے ملکہ زمام ابلق سوار کے وہ وہ ٹھمریان گائین زمام تعریفین کر رہی ہین بتانے کا یہ رنگ ہے جو ٹھمری شروع کی ایک ایک لفظ کو سو سو طرح بتایا تمام اہالیان محفل رجوع عمرو نے اس غزل کو شروع کیا سب کی طرف بتا بتا کے گانے لگے نظم

پیار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسون کا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو مین نہین کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے
ڈھونڈھتا ہون یہ نہین معلوم کیا جاتا رہا

وہ شب فرقت مین نکلا منتون سے موت کی
اب تغیر ابھی وہ احسان جفا جاتا رہا

وسعت آنکھین طین مین نے ہجوم شوق مین
پانؤن سے اس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

یہ تلافی کس لیے کچھ یاد وہ باتین کرو
مر گیا دشمن تو کیا میرا گلا جاتا رہا

کہکے تم کچھ رہ گئے سمجھون اُسے کیا خاک مین ۔ لفظ جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا
وہ نہ سمجھے میری بیتابی مین بہکی گفتگو ۔ ہاے عرضِ شوق سے بھی مدعا جاتا رہا
مجھسے وہ مین اُنسے لپٹا ازدیادِ شوق مین ۔ یان لحاظِ وضع وان پاسِ حیا جاتا رہا
تم رقیبون سے ملے ہمنے بھی دل بہلا لیا ۔ اب ہمارا آپکا وہ واسطا جاتا رہا
کیا گلا اسکا خلافِ وضع دونون ہوگئے ۔ ضبط مجھسے تمسے اندازِ وفا جاتا رہا
عالمِ پیری مبارکباد مدفن ای نسیم ۔ ولولے ٹھنڈے ہوے سب حوصلہ جاتا رہا

اس رنگ سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ تمام اہالیانِ محفل تعریفین کر رہے ہین یہان تو خواجہ گا رہے ہین صحبتِ عیش و نشاط آراستہ ہے اب عمرو کا ارادہ ہے کہ جرعا شراب کا کرون محفوظ جنی کے دل کو لگی ہوئی ہے لشکرِ صاحبقران ایک صحرا مین فروکش ہے وہی باغ قبضے مین ہے جہان پر ہیکلان بن قہار کو مارا سرداران صاحبقران بارہ دری مین بیٹھے ہین ملک اخضر و آفتاب وغیرہ صلاحین کر رہے ہین کہ نہین معلوم ہمارے آقاے نامدار کو لوحِ طلسمی دستیاب ہوئی یا نہین جسکو بھیجین کون خبر لائے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا محفوظ جنی گھبرایا ہوا آکے پہونچا کہا ای سرداران صاحبقران امیر اور خواجہ عمرو کا داخلہ قصرِ زمام ابلق سوار مین ہوا جلد آپ لوگ اُنتک پہونچائین اب حال کھلا چاہتا ہے یہ سنتے ہی چالیس جادوگر اُٹھ کھڑے ہوے بہرام و مقبل نے کہا ای محفوظ جنی ہم بھی کسی طرح وہان پہونچین محفوظ جنی نے کہا آپ لوگ بہ مشکل پہونچینگے ساحرون کو جانے دیجیے ملک اخضر و زنار وغیرہ چلے جسقدر ساحر تھے باز بط قرقرے بنکر روانہ ہو گئے کوئی طاؤس بنکر روانہ ہوا کوئی مار سیاہ بنکر غرق زمین ہوا کوئی اژدہا بنکر اُڑا محفوظ جنی تو خبر دیکر بھاگا کہ میرا نام محفوظ ہے جاکر صاحبقران کی حفاظت کرون ایک جادوگر کی شکل بنکر پہونچا سرِ صاحبقران کے رومال جھلنے لگا عمرو نے محفل مین اپنا رنگ باندھا ہے تڑپ تڑپ کے گا رہا ہے اہالیانِ محفل کو لبھا رہا ہے محو کرنے کو سب کے یہ غزل شروع کی نظم

دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے ۔ فلسِ ماہی کے گُلِ شمع شبستان ہونگے
ناوکِ انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے ۔ نیم بسمل کئی ہونگے کئی بے جان ہونگے
تابِ نظارہ نہین آئنہ کیا دیکھنے دون ۔ اور بن جائینگے تصویر جو حیران ہونگے
تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کر لے ۔ ہم تو کل خوابِ عدم مین شبِ ہجران ہونگے
ناصحا دل مین تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم ۔ لاکھ نادان ہوے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے
کرکے زخمی مجھے نادم ہون یہ ممکن ہی نہین ۔ گر وہ ہونگے بھی تو بے وقت پشیمان ہونگے
ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس ۔ ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے
صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین ۔ چارہ فرما بھی کبھی قیدیِ زندان ہونگے
منتِ حضرتِ عیسیٰ نہ اٹھائینگے کبھی ۔ زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے
غور سے دیکھتے ہین طوف کو آہوے حرم ۔ کیا کہین اُسکے سگِ کوچہ کے قربان ہونگے
داغِ دل نکلینگے تربت سے مری جون لالہ ۔ یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہونگے
عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن ۔ آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی محفوظ جنی رومال ہلا رہا ہی زمام ابلق سوار ہر مرتبہ صاحبقران کو دیکھتی ہی اور کمیت سے کہتی ہی بوا خفا ہونا مجھے دمبدم تمھارے شوہر پر شک ہوتا ہی کمیت جادو خفا ہوتی ہی اور کہتی ہی بات سمجھ کے کہو میرا شوہر تو کبھی اس صحرا کے باہر نہین گیا اور ادھر عمرو نے اہل محفل کو دنگ کر دیا ہی ہر نقطہ کو پچاس پچاس طرح سے بتایا قیامت برپا کر دی تمام اہالیان محفل نے کلیجے پکڑ لیے صاحبقران بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ پشت پر سے کسی نے چٹکی لی امیر نے پلٹ کے دیکھا محفوظ نے کہا ای آقاے نامدار اب رات بہت کم باقی ہی آپ کوٹھے پر جائین لوح حاصل کرین اب بلوہ ہوا چاہتا ہی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے زمام ابلق سوار نے پوچھا کیون ای میناے مینوش کیا ارادہ ہی کہا حضور کوٹھے پر جاؤنگا لوح کی حفاظت کراؤن یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز آئی ای زمام ابلق سوار ہوشیار ہو جا منم فرستادہ شہنشاہ نور افشان سبنے دیکھا ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کرتا ہوا چلا آتا ہی آواز دی جبکہ کتاب مین لکھا پایا امیر کیون نہ عمل کیا تحریر سامری جمشید کہین غلط ہوتی ہی ایسی غفلت یہ جو بیٹھا گا رہا ہی یہ ساربان زادہ ہی اور میناے مینوش جوان یکتا طلسم کشا ہی دونون کو گھیر کے مار لو صاحبقران سیڑھیون پر کوٹھے کے پہونچے تھے یہ ہنگامہ سنکر پلٹے دیکھا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے عمرو کے اُڑ گیا اُس طائر نے امیر پر عکس ڈالا انکی بھی صورت تبدیل ہو گئی سامنے آئنہ تھا اُسمین جو اپنی صورت دیکھی اصلی پائی اب تیغہ نیام انتقام سے کھینچا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

زنیغم فزاری انوشیروان
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نشان
بلرزند از خوف دیوان تمام
سلیمان ثانی لقب یافتم
مرا نام ہی خواجہ خواجگان

منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیرودار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
سمندون بہ بخت گشتہ تنکار

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
کہ گنجاب ملعون گروہ فرار
جزائر بر از عدل و انصاف شد
کہ ار جنگ بہیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت را در مصاف
در آنجا چو جاہ و ادب یافتم

نعرۂ امیر کی جو آواز عمرو نے سنی اسنے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

اُڑاتا ہون کفار کے میں چوبین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کمین
نشان تھا مری گردیاپوش کا
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مگر پیدا ہوا
مرا انکہ ہی گلشن قبیل و قال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مرے نام پر عذر شیدا ہوا
مری چال لینے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

تمام ساحران غدار جھپٹ جھپٹ کر قریب صاحبقران کے آئے روکنے لگے کہ یہ کوٹھے پر نہ جانے پائین چہار جانب سے گھیر لیا ہزارہا ساحر ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ طلسم کشا کو گھیر کے مار لو مگر صاحبقران و عمرو نہنگانہ و پلنگانہ لڑ رہے ہین صاحبقران کا یہ حال ہی کہ جسکے جھٹکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے عمرو پر بھی اسم اعظم پڑھتے ہین عمرو بن امیہ ضمری بھی شعلۂ جوالہ بنا ہوا لڑ رہا ہی صدہا حقہ ہاے آتشبازی مارے کسی پر جاب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مارے ہزارون ساحرون کے لاشے پھڑک رہے ہین بجلی چمک رہی ہی ابر سحر گرج رہے ہین ساحرون کے سحر سے مکان جل رہے ہین ابر سحر سے کسی نے آگ برسائی پانی کے دریا بہ رہے ہین ہزارہا مار ان سیاہ دوڑتے پھر تے ہین مگر امیر پر کوئی حربۂ سحر مطلق تاثیر نہین کرتا جو سحر آیا برکت اسم اعظم سے باطل ہوا زمام ابلق سوار نے بڑھ کے آواز دی یارو تم آٹھ سات لاکھ ساحر جمع ہو دو شخص تمسے نہین گرفتار کیے جاتے اگر ایک مرتبہ تم سب ملکر بلوہ کر لو تو کیا طلسم کشا سب کو مار ڈالیگا دس پانچ ساحر مارے جائینگے باقی سب ملکر گرفتار کر لینگے

ساحرون نے بلوہ کیا سب طرف سے لینا لینا کہکر چلے حربے ہاتھون مین نیزے اُٹھاتے ہین تلوارین چمکاتے ہین دور سے دھمکاتے ہین امیر جھپٹ جھپٹ کے اُنھین قتل کرتے ہین سنبر اثر نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین خواجہ عمرو نے لاشون کے انبار لگا دیے جادوگر کو مارا اور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے ارے وہ دبلا پتلا تانتیا ابھی تو اسی مقام پر تھا ایک مقام پر کٹ کیتون نے جو کڑکا کہا پکار کے یہ بند پڑھا بند مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	وجہ ہوا اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر	زاد رہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم	سفر دور و دراز است و ما بے خبریم

بعض پکار اٹھتے ہین مخمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی باکمالی تھے
دو مصرعے لکھے اس جا پر مضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

جھوم جھوم کے ساحر چاہتے ہین صاحبقران پر جا پڑین مگر امیر با توقیر تلوار چمکاتے ہین سب کافر بھاگتے ہین اپنی جان کا خوف کرتے ہین جو بڑھا مارا گیا ہزارہا لکہا ہے ابر گرج رہے ہین یہ معرکہ در پیش ہے کہ ناگاہ لکہ ابر سیاہ برروے ہوا بڑے زور و شور سے پیدا ہوا سب ساحر اوسی طرف دیکھنے لگے کہ یہ کون آتا ہی وہ ابر آکے سامنے شق ہوا سب نے دیکھا ملک اخضر و زنار جادو آفتاب شعلہ مزاج و دنیا ہیدو گلشن و یاسمن پہونچے اخضر آکے قریب شبرنگ کے پہونچا شبرنگ نے بڑھکر سحر کیا ساتھ والون سے کہتی جاتی ہی ارے یارو مین نے تو سار بان زادے کو طائر بنا کے چھوڑ دیا تھا یہ یہان کیونکر پہونچا مسلمانون کی باتین سمجھ مین نہین آتین اخضر سے مقابلہ پڑا کئی سحر اسنے اخضر پر کیے اخضر نے سب سحر دفع کر دیے اُسنے جھپٹ کر پنجہ مارا اخضر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر شبرنگ کا اُڑ گیا منیر جادو جھپٹی چاہا اخضر کو مارون آفتاب بیچ مین آپڑی منیر و آفتاب سے سحر چلنے لگا گھڑی بھر کامل دونون مین سحر چلے مگر زمام ابلق سوار نے جو دیکھا للکارا کہ او نمکحرام تجھے کچھ نمک شاہی کا پاس نہین آفتاب شعلہ مزاج نے جواب دیا او مکارہ جب بادشاہ کا نمک کھایا تو نے اُسکا پاس نہ کیا ان نمکحرامون کا کیا خیال کرین فطور و فساد برپا کرنے والے جنہون نے اپنے ولی نعمت کو قید کر لیا اُنکا کیا پاس زمام جادو نے ایک چیخ ماری کہ ارے شعلہ مزاج کو لینا ایک مار سیاہ لکہ ابر سے پیدا ہوا طرف آفتاب کے وہ مار سیاہ چلا آفتاب پیچھے ہٹی فیروزہ نے بڑھ کر سحر کیا ایک عقرب اسکے سحر سے پیدا ہوا عقرب نے اُس مار سیاہ پر ڈنک مارا کہ مار سیاہ پانی ہو کے بہگیا زمام ابلق سوار کے ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہتی ہی کہ صاحبو دیکھو راز داران طلسم طلسم کشا کے شریک ہین کیونکر اسکو قوت ہو طلسم کشا بھی مرد مردانہ شیر فرزانہ حقیقت مین ایسے جری نگاہ سے نہین گذرے جب ساحر آ گئے تو صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کے گھوڑا اُسکا لیا اُس قصر سے لڑتے ہوے باہر نکل آئے چالیس ساحر نامی سحر مین گرامی کس حسن سے لڑ رہے ہین اُس گرمی جنگ مین محفوظ جنی قریب صاحبقران کے آیا عرض کی ای شہریار آپ لڑتے ہوے باہر کیون چلے آئے اب آپکو کوٹھے پر جانا پڑیگا لوح طلسمی تو کوٹھے پر ہی اب جو صاحبقران کوٹھے پر جانے کا قصد کرتے ہین تو لاکھون

جادوگرون نے برے باندھے کسی طرف سے جانے نہین دیتے سب یہی کہتے ہین طلسم کشا کو مار لو کہ طبل سکندری پر چوب پڑی دیکھا تمام لشکر آکے پہونچا سب کے آگے آگے بہرام بڑھا ہوا طبل سکندری بجتا ہوا ایک جانب مقبل وفادار بارہ ہزار تیراندازون کو ساتھ لیے ہوے کس دھوم سے آکے لشکر پہونچا مگر ساحر صاحبقران کو کوٹھے پر نہین جانے دیتے کئی مرتبہ صاحبقران کوٹھے پر لڑ بھڑ کے پہونچے مگر لاچار ہو کے پلٹ آئے جب امیر نے ساحرون کا بلوہ زیادہ دیکھا لشکر پر تو کئی تاجدار جا پڑے لشکر پامال ہو رہا ہے جب ساحرون نے بڑھ کر سحر کیا کوئی منھ کے بھل گرا گھوڑے بدلگامی کرنے لگے پیدل پا بہ گل سوار مضمحل کئی ہزار سوار وپیدل مارے گئے مقبل اپنے کو سحر سے بچائے ہوے ایک گوشے سے تیراندازی کر رہا ہے جب تیر چلے ہزار دو ہزار مر کر گرے چاہا مقبل پر سب مل کر جا پڑین مگر یہ کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو بڑھا وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا مگر ہزارہا غیر ساحر بھی کام آئے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ایک طرف مہتر قران لغدہ پکڑے ہوے لڑ رہے ہین برق فرنگی نے کرچ سے سیکڑون کو ٹھنڈا کیا جسپر جا پڑا اُسی کو حباب مارا کسی پر کمند کے حلقے مار دیے ساحرون نے زمین ہلا دی زنار جادو نے جب جنیو کو گردش دی اُسنے ہزارون آدمی مارے آفتاب نے آگ لگا دی جب آفتاب بنکر چمکی وہ حدت ہوئی کہ جادوگرون کے بھیجے پکنے لگے عین گرمی جنگ ہے مگر صاحبقران خیال کرتے ہین کہ قصر کو لاکھون جادوگر گھیرے ہوے ہین چاہتے ہین صاحبقران نہ جانے پائین کہ نقابدار زرین پوش بصد جوش وخروش پشت مرکب سرچشمی پر سوار بارہ ہزار جوان شمشیرزن صف شکن پشت پر ہمراہ اس زور وشور سے آکے گرا بارہ دری کے برابر آکے جنگ کی لاشے ساحرون کے لوٹنے لگے باز سفید سر پر سایہ فگن جسپر عکس ڈال دیا جل کر رہگیا نتیجہ اور منقار سے جنگ کر رہا ہے جسنے نقابدار پر سحر کرنے کا قصد کیا باز نے اُسپر سایہ ڈالا منقار مار دی نقابدار نے پکار کے آواز دی اے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آپ اس جانب تشریف لائیے جا کر لوح کو قبضے مین کیجیے صاحبقران لڑتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نقابدار صفون کو توڑتا ہوا جاتا ہے جو صف ٹوٹی صاحبقران اُس صف پر پہونچے زمانے نے دیکھا کہ کئی سو تاجدار مارے گئے ایک صف پر دو ساحر منقار آتش ریز وشیداے سبک خیز موجود تھے ان دونون نے اسقدر لشکر سے نقابدار سے جنگ کی کہ کئی ہزار جوان لشکر نقابدار کے مارے گئے نقابدار لاشے اپنے رفقا کے اُٹھواتا ہے مگر آنکھون سے اشک حسرت ٹپک رہے ہین جب دیکھا کہ میرے رفقا سب مارے گئے منقار آتش ریز کو تاکا ایک تیر کمان مین جوڑ کے مارا اُسکے سینے پر پڑا پشت کو توڑ کے پار گزرا منقار کے مرنے سے اندھیرا ہوا شیداے سبک خیز بڑھا کہ نقابدار کو مارون پہلو سے آواز آئی باش او کافر ادھر کہان جاتا ہے ہمسے مقابلہ کر شیدا نے پلٹکر دیکھا امیر لڑتے ہوے قریب پہونچے اسنے ترنج سحر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھ کے گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے قریب پہونچا شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے شیدا کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا گرتے گرتے چورنگ ہوا ہوائی قلم کیا نقابدار یہ شوکت وجرأت دیکھکر جھوم گیا تعریفین کرنے لگا ای شہریار کیا کہنا حقیقت مین آپ فراش راہ دین اسلام مین آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے صاحبقران لڑ بھڑ کے قریب بارہ دری کے پہونچے دامن گردان کر گھوڑے سے کودے نقابدار نے گرد صاحبقران پھر کے جنگ کی صدہا کافرون کو قتل کیا اسم اعظم بھی ورد زبان سر پر باز سفید سایہ فگن شمشیر زنی واقع ہے دشمن جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے

کوئی وار نقابدار کا خالی نہین جاتا ہو زمام ابلق سوار نے جو دور سے دیکھا سر پیٹنے لگی پکارتی تھی یارو
دوڑو طلسم کشا برائے حصول لوح جاتا ہو بدون حصول لوح یہ جنگ ہو رہی ہو کہ کوئی اثر نہین سکتا اگر یہ شخص
لوح پا جائیگا تو کون مقابلہ کر سکیگا کہ آسمان پر ابر دھوندھکار اُٹھا کہ آفتاب و مہتاب چھپ گئے اندھیرا چھایا
ستارے معلوم ہونے لگے زمام ابلق سوار نے بہ نگاہ حسرت طرف ابر کے دیکھا ابر شق ہوا آفتاب چمکا مہتاب
نے مشعل دکھائی سب نے دیکھا سحر العجائب مرکب پرند پر سوار آتے ہی ایک گولہ مارا تمام فوج نقابدار
درہم برہم ایک گولہ طرف لشکر صاحبقران کے پھینکا سب مبہوت ہو گئے آپس مین تلوار چلنے لگی آوازین مہیب
آتی ہین نیر اعظم نے تابش دکھائی یہ چلا تھا کہ مین خود کوٹھے پر جاؤن لوح لیکر نکل جاؤن محفوظ جنی قریب
صاحبقران کے پہونچا عرض کی آقا سحر العجائب آگیا اگر اسکی لوح کو پایا اور لیگیا پھر عمر بھر لوح دستیاب
نہوگی بڑی خرابی پڑیگی صاحبقران جھپٹ کے پھر پشت مرکب پر سوار ہوے نقابدار نے چاہا سحر العجائب
پر جا پڑون مرکب اپنے مقام سے نہ ہٹا صاحبقران اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوے بڑھے گھوڑے کو کوڑا مارا
سحر العجائب نے چاہا تھا کہ بازوؤن کو بہ دیگر پرواز پیدا کرون کوٹھے پر جاؤن کہ پہلو سے آواز آئی او بدکردار
بدانجام نعرہ صاحبقران
کہ تیغ عقرب یکے ذوانجام

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار		لیکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان حملہ در خاک کرد		نعرہ کرکے سحر العجائب

پر جا پڑے سحر العجائب نے ہاتھ تلوار کا مارا آواز دی او حمزہ تو لڑتا ہوا یہان تک پہونچا امیر نے عقرب سلیمانی
کو آگے کر دیا تلوار پر تلوار بڑی جھنّاٹے کی صدا بلند ہوئی امیر نے اُچھاوے سے ہاتھ نکالا اسم اعظم الٰہی پڑھ کر
ہاتھ تلوار کا مارا سحر العجائب کا زخمی ہوا اس بیحیا نے زخمی ہو کے ایک چیخ ماری آواز دی ای نگہبانان
شاہان نور افشان کہان ہو جلد میری مدد کو آؤ یہ جو اسنے آواز دی آسمان سے ایک طائر اُڑتا ہوا بڑے
زور و شور سے پہونچا تڑپ کے گرا سر سے خون جو بہتا ہوا سحر العجائب کے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہو
آواز دی ای شہنشاہ نہ گھبرائیے ہم آپکے نگہبان ہین یہ کہکر طائر نے منقار کرمن سحر العجائب کے دی بلند
ہونے ہوتے طائر کے صاحبقران نے تیر مارا ایا تو اُن سحر العجائب کا زخمی ہوا لیکن طائر نے اُڑ ادم بھر
مین قندیل فلک ہو گیا آواز دی ای زمام ابلق سوار اب کد و کاوش بیکار ہی بدولت آپکے زخمی ہوے
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم ہی ایک طرف سے آواز آئی شہنشاہ نے ایک سحر مین لشکر نقابدار کو مٹایا یعنے بیکار کیا
ایک سحر مین لشکر حمزہ کو ساکت کر دیا مگر حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا یہ جو آواز آئی ساحران غدار گھبرائے زمام
کہتی ہی طلسم کشا کو لوح نہ لینے دو نگی یہ طرف قصر کے چلی محفوظ جنی نے بڑھ کر صاحبقران کے کان مین کہا ای
شہریار غضب ہو از زمام کوٹھے پر جاتی ہو اگر اسنے لوح کو پایا لیکر نکل جائیگی امیر نے اول بڑھ کے اسم اعظم
پڑھا کہ اہالیان فوج جو بیکار ہو رہے تھے سب کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی لشکر نقابدار بھی درست ہوا
امیر بارہ دری پر چڑھ آئے جب کوٹھے پر جانے کا قصد کرتے ہین لاکھون ساحر سدّ راہ ہوتے ہین امیر اسم اعظم
پڑھتے ہوے پیدل جنگ کرتے ہوے جاتے ہین کوٹھے پر چڑھ گئے زمام بھی پہونچی سیڑھیون پر سردارون
اپنے ہمراہ کیے ملک اخضر و آفتاب وغیرہ ہر سیڑھی پر لڑ رہے ہین جو ساحر پہونچا اُسکو مار کے گرا دیا امیر
نے دیکھا ایک پودا نخل کا کہ سات شاخین اُسکی مثل برق کے چمک رہی ہین مگر ایک شاخ کو سبت تابان
و درخشان دیکھا محفوظ نے آواز دی یہ جو شاخ سبت تابان و درخشان ہو مثل ستارون کے تپتے اُسکے جھاڑین

اسی شاخ پر بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالیے امیر بڑھے تھے کہ زمام ابلق سوار ٹوٹ پڑی پکار کے کہا باش او حمزہ
کہان جائیگا یہ کہکر چاہا شاخ پر ہاتھ ڈالون امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کر ہاتھ زمام کا اُڑ گیا دوسرا ہاتھ مارا کہ
زمام کے دو ٹکڑے ہوے اسکا مرنا تھا کہ تمام ساحران غدار بھاگنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی آوازین
مہیب آئین آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من زمام ابلق سوار بود امیر نے جھپٹکر ہاتھ مارا جھنّاٹے کی
آواز آئی اب جو دیکھا ہاتھ مین لوح طلسم نور افشان ریشم مین گندھی ہوئی الماس کی تختی یاقوت کے حرف
امیر نے بسم اللہ کرکے لوح کو گلے مین ڈالا کوٹھے سے اُترے جادوگرون نے دیکھا کہ صاحبقران
لوح پہنے ہوے آتے ہین بخوف جان بھاگنے لگے ہزارون رومال سے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرے کہتے تھے ای
شہریار ہم تو تابعدار ہین سحر العجائب و مصر الغرائب کے نام سے نفرت کرتے ہین ان دونون بھائیون
نے غضب کیا شہنشاہ کوکب کو قید کر لیا ہم تو دل و جان سے آپکے تابعدار ہین جو اسطرح حاضر ہوے
صاحبقران نے اُنکو دامن پناہ دیا ایک اور مقدمہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ منیر جادو کو
جو صاحبقران نے گرفتار کیا قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار خواجہ عمرو کے لانے کی تو مین باعث ہوئی
سبز رنگ جادو نے انکو طائر بنا دیا تھا میرے دل کو تقویت تھی کہ جب صاحبقران تشریف لائینگے اور
لوح طلسمی حاصل کرینگے تو ہم ملازمت مین حاضر ہونگے مین دل و جان سے اطاعت اسلام قبول کرتی ہون
دل مین تو منیر کے فطور رہی ظاہر مین اسنے اطاعت کی صاحبقران نے چھوڑ دیا بڑے بڑے افسرون کو اسنے
لا کے ملایا انتظام مین مصروف ہی نقابدار تو بعد فتح جنگ روانہ ہوگیا صاحبقران سے چلتے چلتے کہ گیا کہ
بامبلے حضور سے ضرور لونگا امیر نے فوراً یہی جواب دیا کہ آپ کہکر چلے جاتے ہین جسدن مزاج اقدس مین
آوے ٹھہر جائیے طبل جنگی بجوائیے میدان مین نکل کر میرے آپکے امتحان ہو جائے نقابدار نے کہا خیر جو حضور
یہی چاہتے ہین تو مین مجبور رہون مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر آپکو یہی منظور ہی تو بندہ مجبور
ہی آجکل پردۂ قاف مین ایک مقابلہ درپیش ہی مجھکو پس وپیش ہی اُس سے فراغت کرکے حاضر ہونگا یہ باتین
کرکے نقابدار تو بصولت و شوکت روانہ ہوا دو لاکھ جادوگر صاحبقران کے شریک ہوے منیر جادو
نے منظر جادو و رہبر جادو و معنبر جادو تین افسر لا کے ملائے کہا ای شہریار یہ رازداران طلسم ہین
وقت پر رہبری کرینگے صاحبقران نے فرمایا ای منیر مین رہبری اپنے پروردگار کی چاہتا ہون دیکھو
بہ عنایت پروردگار لوح ملی اب مرحلہ جات بھی فتح ہو جائینگے ای منیر خوشی ہمین اُس دن ہوگی کہ اپنے
برادر دینی کوکب روشنضمیر کو قید سے رہا کرینگے منیر جادو نے کہا یقین کامل ہی کہ حضور کے دست حق پرست
سے یہ سب کام ہون یہان تو صاحبقران جملہ سردارون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوئے سحر العجائب
یہان سے جو زخمی ہو کے گیا بارگاہ مین مصر الغرائب بیٹھا ہی تمام اہل دربار جمع ہین کہ سحر العجائب آکے
پہونچا مصر الغرائب نے گھبرا کے پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہی اور وقت وہ ہی کہ ملکہ مہران آسمان سیر
زوجہ اسکی بھی حاضر ہوا اپنے شوہر کو زخمی دیکھکر رونے لگی سحر العجائب نے کہا صاحب کیون روتی ہو
مصر الغرائب نے کہا کیون بھائی جو جو کچھ کتابون مین لکھا ہی وہ کرسی نشین ہو رہا ہی اگر آپ سب صاحبون
کی رائے ہو تو ہم کوکب سے اصلاح کرین سردارون نے کہا حضور مناسب تو یہی ہی سب کو یقین کامل
ہوا اب طلسم ٹوٹ جائیگا طلسم کشا لڑتا بھڑتا قلعہ طلسمی تک آئیگا سحر العجائب کے [illegible] ایک نامہ

شاخسار جادو کو لکھا جائے کہ قید کو کب لیکر آئے مصر الغرائب نے کہا بھائی صاحب کیا بیہودہ بکتے ہو سامری و جمشید کے ہاتھ مین قلم تھا جو چاہا لکھ دیا لوح ملنے سے کیا ہوگا وہ سحر کرین کہ حمزہ کو برسون یہ ثابت نہو کہ ہم زندہ ہین یا مردہ جس مقام پر ہین وہان سے جنبش نہ کر سکین فتح طلسم مین کوشش نہ کر سکین مرحلہ جات طلسم ایسے کہ جنکو ایک انسان ضعیف البنیان فتح کر سکے مقام حکما کہ جہان بھٹک بھٹک کے صاحبقران رہینگے فلاسفہ نے کیا کوئی بات اُٹھا رکھی ہوگی ہم دیکھین تو صاحبقران کیسے مذہب کے پابند ہین حکیم وہ دھوکے دیئے گی کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار ہو جائیگا ہمارا کیا نقصان ہی جس مرحلے پر جائینگے بڑے بڑے صدمات اُٹھائینگے بھائی صاحب نے یکایک فرمایا اب ہمسے سلطنت کا مزانہ چھوٹیگا لٹی برس ہمنے حکمرانی کی اب کیونکر ہو سکتا ہی کہ اب سپہ سالار بنکے رہین دوسرا سلطنت کرے یہ ہمسے کب ہو سکیگا جب کوکب گویا دآئیگا کہ انہون نے ہمکو قید کیا ہمارے ساتھ فطور فساد کرینگے بادولت سے کلمات سخت نہ سنے جائینگے وہ لڑائیان پڑینگی کہ اگر صاحبقران کے جملہ دوست جمع ہو جائین تو ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائین ایک سحر مین دس بیس لاکھ کو مار سکتے ہین مہران آسمان سیر نے کہا ایک مقدمہ دریافت کرو کہ منیر جادو پر کیا گذری وہ ہماری بہن کی بیٹی ہی وہ ضرور فساد برپا کریگی ہرکارے جائین مفصل خبر لیکر آئین کون کون سردار شریک ہوے کون کون مارے گئے یہ رائے سب کو پسند آئی کہ اسکا دریافت کرنا واجب ولازم ہی دو ساحر تیز رو سرخاب وعقاب واسطے خبر کے روانہ ہوے یہ دونون ساحر لشکر اسلام مین پہونچے یہان وہ وقت ہی کہ صاحبقران داخل بارگاہ ہین صحرائے برفبار تک لشکر اُترا ہوا ہی منیر جادو انتظام کرتی پھرتی ہی فکر مین ہی کہ کسی طرح سے لوح طلسمی لے نکلون میری خالہ امان گھبراتی ہونگی عمرو نے کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا بھی کہ ای آقا اور سردار تو بدل و جان مطیع و منقاد ہوے مگر منیر جادو مجھکو مکارہ معلوم ہوتی ہی اسکے مکر سے خدا بچائے اسکا لشکر مین رہنا مناسب نہین امیر نے فرمایا خواجہ تم خود مکار ہو اورون کو بھی مکار جانتے ہو منیر جادو بنہایت راسخ الاعتقاد ہی ہر وقت خدمت مین حاضر رہتی ہی مرحلہ جات کا پتہ دیتی ہی دونون ہرکارے مفصل خبرین لیکر بھاگے دربار مین سحر العجائب و مصر الغرائب کے پہونچے اپنے سب افسرون کے نام بتائے اور منیر جادو کا حال کہا کہ انتظام لشکر کر رہی تھی ہمارا یہ حوصلہ نہ تھا کہ ہم اُس سے بات کرتے مہران نے کہا کوئی ایسا ہی کہ پاس ملکہ منیر کے جائے تنہائی مین جا کے ملاقات کرے اسفل جادو مصاحب خاص ہی مہران فلک سیر سے کہا کنیز جائیگی مہران نے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھ دیا مضمون یہ تھا کہ ای نور نظر مقام افسوس ہی کہ ہمارا تو زوال دولت ہوا اور تم آرام سے بیٹھو اب بڑی خیر خواہی یہ ہی کہ کسیطرح لوح طلسم کشا سے لاؤ اسفل یہ نامہ لیکر چلی لشکر اسلام مین بصورت مبدل آئی کنیز بنکر پھرنے لگی کہ دیکھا منیر جادو خدمت امیر سے اُٹھی کچھ پلٹنین ورسالے کہ صحرائے خارستان مین فرو کش تھے اُن سب کو اسنے لاکر صحرائے برفبار مین اُتارا کہ یہ مقام محفوظ ہی آپ لوگ یہان رہین اب چندے لشکر یہین فرو کش رہے گا صاحبقران برائے فتاحی طلسم جائینگے سب لوگ آپکی خدمتگذاری مین رہینگے منیر جادو صحرائے برفبار سے پلٹی ہوئی آتی ہی ایک نخل کے سائے مین اسفل جادو کھڑی تھی اسفل نے پکار کے کہا ملکہ منیر جادو مجھکو تجھ عرض کرنا ہی منیر پلٹ پڑی کنیزون کو اپنی دور ہٹا دیا اسفل نے نامہ پیش کیا منیر جادو آنکھون مین آنسو بھر لائی نامے کو پڑھا نامہ تو ہاتھ مین چھپا لیا کہا ای اسفل خالہ امان کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا

اور کہنا حضور اسی واسطے مین رکھی ہون طلسم کشا سے اپنا اعتبار ظاہر کرتی ہون جسوقت موقع پاؤنگی لوح لیکر
حاضر خدمت ہونگی ای اسفل جادو اب تمہارا ٹھہرنا مناسب نہین ہی جدائی مین ملکہ کی آٹھ پہر تڑپا کرتی ہون
مگر اسوقت جو امر مین نے کیا یہی بہتر تھا یہ باتین کرکے اسفل جادو تو طرف دربار سحر العجائب کے روانہ
ہوئی نامہ منیر جادو کا ہاتھ مین اسکو دیکھتی ہوئی چلی آتی تھی کہ اسطرف سے خواجہ عمرو کا گذر ہوا دیکھا کہ
منیر جادو اُداس ایک کاغذ ہاتھ مین اسکو پڑھتی ہوئی چلی آتی ہی عمرو نے بڑھکر سلام کیا منیر نے کہا ای شہنشاہ
عیاران اسوقت کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا بازار بزازان مین تھا پہرے مقرر کرا رہا تھا یہ کاغذ تمہارے
ہاتھ مین کیسا ہی منیر جادو نے جلدی سے کاغذ کو چاک کر ڈالا کہا اسمین کچھ گھر کا حساب لکھا تھا اس حرکت سے عمرو
کے کان کھڑے ہوے اُسی وقت دوڑا خدمت مین امیر با توقیر کی آیا کہا ای آقائے نامدار جو گمان میرا تھا وہ
کرسی نشین ہوا منیر جادو کے پاس کوئی کاغذ پاس سے شاہان طلسم کے آیا تھا ایک عورت کو بھی مین نے
اُسکے پاس سے جاتے دیکھا امیر نے فرمایا خواجہ تمہارا گمان سراسر غلط ہی وہ بڑی منتظم ہی دیکھو چند
رسالے صحرائے خارستان مین تھے انکو بھی جا کر صحرائے پر فبار مین جگہ دی باغ جو خالی پڑے تھے وہ بسائے
عمرو نے کہا آپ یون نہ مانینگے مین اسکو اچھی طرح ثابت کر دونگا اب خواجہ اسی فکر مین ہین منیر جادو نے
کسی کنیز کو بھی راز دان نہین کیا اس راز کو سب سے پوشیدہ کیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سوچ رہی ہی کہ کیونکر
صاحبقران پر پنجہ قابض ہو کیا تدبیر کرون کہ لوح لیکر نکل جاؤن وہان میری خالہ امان کیسی پریشان ہونگی
فرمانی ہونگی منیر جادو نے بھی ہماری خیر خواہی نہ کی اگر آج میری والدہ ماجدہ زندہ ہوتین تو انکو کیسا قلق ہوتا
ضرور اُنسے خالہ امان شکایت کرتین یہی سوچ رہی ہی اکیلی بارگاہ مین سر جھکائے بیٹھی ہی کبھی سوچتی ہی کہ آج رات
کو لوح طلسم لون مگر کیونکر دست انداز ہو سکونگی خوابگاہ صاحبقران پر زنار و آفتاب شعلہ مزاج کا پہرا
رہتا ہی ملک اخضر بھی آٹھ پہر اسی انتظام مین مصروف ہی اور بڑا غضب یہ ہی کہ اور چالیس سرداران نامی
نگہبان طلسم کشا ہین اگر کسی کنیز نے پکارا کہ مین حاضر ہون جواب دیا ابھی باہر ہی ٹھہرو سب کنیزین در دولت پر حاضر
ہین یہ اندر بارگاہ کے بیٹھی ہی چاہتی ہی غرق زمین ہو کر اپنے کو بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤن جا کر لوح گلے سے
اُتار لون پھر سوچتی ہی کہ اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ نہ بچونگی سب ساحر مکر دشمنی کرینگے سب سے زیادہ ملک اخضر کو
امیر کی محبت کا جوش ہی ہر ایک زند مشرب اُنکی مے ولا مین بیہوش ہی کچھ بن نہین پڑتا کہ پہلو سے آواز آئی بیٹا
مزاج کیسا ہی کیون چپ بیٹھی ہو منیر جادو نے پلٹ کے دیکھا کہ ملکہ مہران آسمان سیر لیکن بد حواس ڈوپٹہ ڈھلکا
ہوا بیقرار و مضطر منہ پر خاک ملے ہوے کپڑے بھی گرد آلود جس سے ثابت ہوتا ہی کہ غرق زمین ہو کر آئی ہی منیر نے
جھک کے سلام کیا کہا مادر مہربان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مہران نے گلے مین ہاتھ ڈال دیئے کہا بی بی جسوقت
ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ منیر مطیع اسلام ہوئین تمہارے خالو صاحب بہت بگڑے فرماتے تھے کیون صاحب
تمہاری بھانجی سنگدل محبت اہل اسلام ہی یہین ایسی کامل کہ لشکر اسلام کا انتظام کرتی پھرتی ہی محبت امیر مین مرتی
ہی جہان تمہاری بھانجی گئی تم بھی جاؤ اس ہنگامے مین بڑے بڑے صدمے اُٹھائے مین نے دربار مین جانا چھوڑ دیا
اسوقت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہ جا کر اپنی بچی سے ملاقات کرون سنو بی بی اگر تم بصدق مطیع اسلام ہوئین تو مجھے بھی
چلکر قدمون پر صاحبقران کے گرا دو اگر بصلاح ایسا امر کیا تو لشکر سے نکل چلو جا کے اپنے خالو سے ملاقات کرو
یہ سنکر منیر رونے لگی کہا آپنے ناحق تکلیف فرمائی بھلا مین صدق دل سے مسلمان ہوتی مجھکو مسلمانون کے نام سے نفرت ہی

آپکا نامہ آیا تھا مین نے اسفل جادو سے زبانی بھی کہدیا تھا کہ خالہ امان نہ گھبرائین مین حاضر ہوتی ہون مگر یہ کام کرکے آؤنگی مین ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ غرق زمین ہوکر جاؤن لوح گلے سے صاحبقران کے اُتار لاؤن مگر خوف یہ ہی کہ ای مادر مہربان یہ چالیس ساحران نامی رازداران طلسم دل وجان سے کوشش کر رہے ہین کہ کوئی دست اندازی ممکن نہین ملک اخضر عقاب بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھتے ہین بی آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ یہ لوگ حسن مین رشکِ ماہ منیر سحر مین بینظیر یہ سب رازداران طلسم ہین جس کام کو کرتے ہین بحفاظت وبسلامت کون انکی بات کا جواب دے سکتا ہی اور ملک اخضر نے وہ انتظام کیا ہی کہ سارا لشکر آٹھ پہر آراستہ وپیراستہ رہتا ہی ساحرون کو سحر تو سکھائے جاتے ہین کم علم تعلیم پاتے ہین وہ انتظام لشکر قرار پایا ہی کنیز کو بڑا تردد ہی کہ لوح کیونکر دستیاب ہو مین اسی فکر مین ہون ملکہ مہران نے کہا بیٹا مین جو پلٹ کے جاؤنگی تو خالو تمھارے اور زیادہ درہم وبرہم ہونگے مین چاہتی ہون کہ انکا غصہ مٹے منیر جادو نے کہا بٹھتے عشرے مین یہ سب انتظام ہو جاتا حسن ہو جائیگا آپ تردد نہ فرمائیے مین ہر وقت مقام نشیب وفراز دیکھتی رہتی ہون لوح ضرور لاؤنگی صاحبقران کو دھوکا دونگی مہران نے کہا بیٹا میرے نزدیک ایک بات بہتر ہی کہ تم اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھو مضمون اسکا یہ ہو کہ خالو جان مین کرسے مطیع صاحبقران ہوئی ہون اسی فکر مین ہون کہ کوئی تدبیر بن پڑے تو لوح لیکر آؤن جس دن موقع پاؤنگی لوح آپکی خدمت مین حاضر کرونگی یہ بھی ذہن مین ہی کہ اگر ذرا طلسم کشا کو غافل پاؤن تو بعنایت سامری اُسے بھی گرفتار کر لاؤنگی اور سار بان زادے کو تو ضرور لاؤنگی یہ سب مضمون اپنے ہاتھ سے ایک پرچے پر تحریر کرکے مجھے دیدو مین جاکے تمھارے خالو ابا کو دکھاؤن پھر بیٹا تمھارا نام ہو جائیگا مجھکو بھی بڑی تقویت رہیگی منیر نے کہا بہت خوب خالہ امان مین آپکی بدنامی نہین چاہتی منیر نے اُسی وقت کاغذ اُٹھایا اسپر مضمون مذکور اپنے ہاتھ سے بہ تصریح لکھا مہر بھی اپنی کر دی مہران آسمان سیر نے وہ کاغذ ہاتھ سے منیر جادو کے لیلیا کہا لو بی بی جاتے ہین تمھارے خالو صاحب کو تسکین دینگے منیر نے کہا کدھر سے جائیے گا مہران نے کہا بی بی تم منھ پھیر و تو مین نکل جاؤن مین غرق زمین ہوکے جاؤنگی کہ مجھے کوئی نہ دیکھ سکے منیر نے منھ پھیرا مہران سراپچہ چاک کرکے نکل گئین صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین اخضر وغیرہ جمع ہین مرحلہ جات پر جانے کی فکرین ہو رہی ہین صاحبقران فرماتے ہین مجھے اب مرحلہ جات طلسم پر جانے کی جلدی ہی اخضر کہتا ہی جہان آپ جائیے گا ہم لوگ بھی بفضل خدا وقت پر پہونچینگے آفتاب شعلہ مزاج نے عرض کی ای شہریار کل مین سلا یہ بہتی کہ ملکہ منیر جادو اپنی بارگاہ سے نکلی آپکی بارگاہ کو دیکھ رہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپکے دشمنون کی فکر مین ہی مجھکو کھٹکا ہوتا ہی ذرا اسکے مقدمے مین لوح سے دریافت کیجیے امیر نے تیور بدل کے کہا ای آفتاب مجھے ناگوار ہوتا ہی منیر کی برائی نہ کرو منیر نہایت راسخ الاعتقاد ہی کس خضوع وخشوع سے وہ خدمتگزاری کرتی ہی جو فوج اُسکے سپرد ہی آٹھ پہر تیار رہتی ہی یہ صاحبقران فرما رہے تھے کہ دربارگاہ سے نعرہ ہوا منم ملکہ مہران آسمان سیر باش ای ٹکھر اسواب کہان بھاگ کے جاؤگے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے ایک ایک کو جلا دونگی خاک مین ملا دونگی یہ آواز سنتے ہی سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا آفتاب کے منھ سے نکلا لو بار وغضب ہو گیا زوجۂ سحر العجائب آگئی اسوقت بڑے غصے مین ہی ای شہریار ہوشیار ہو جائیے صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا آواز دی او لکاتہ خبردار کہان جاتی ہی منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان صاحبقران زمان جب امیر باتوقیر تیغہ کھینچکر دوڑے تو مہران اسمان سیر نے ہنس کے کہا یا صاحبقران

عمرو دوڑ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا مین بھی آپکے ساتھ چلونگا امیر نے فرمایا خواجہ تمھارا جانا مناسب
نہین طلسم کشائی مین قید ہی کہ طلسم کشا اکیلا جاتا ہی عمرو و برق و قران الگ الگ روانہ ہوے کہ انکا ذکر
تحریر کیا جائیگا صاحبقران نے کہ صبح کو بعد نماز سحری لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا ای فتاح طلسم اگر
پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جس مقام پر تخت تمھارے بادشاہ کا بچھا ہی اُس تخت کو بزور
صاحبقرانی اُٹھاؤ ایک نقب پیدا ہوگی اُسمین سے ایک اژدہا پیدا ہوگا قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا تمھارے
سامنے آئیگا دہن اژدر مین اپنے تئین گرا دو یہی راہ مرحلۂ قارن بن قدرت بن مقرون کی ہی نہایت
مکار و حیلہ ساز شعبدہ باز فسون ساز ہی بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا صاحبقران سب سے رخصت
ہوے سب نے یہی عرض کی یا صاحبقران جہانتک ہو سکے بے لوح دیکھے قدم نہ بڑھائیے گا ورنہ لوح قبضے سے
نکل جائیگی امیر باتوقیر نے بزور صاحبقرانی تخت اُٹھایا فرش کو ہٹایا ایک نقب پیدا ہوئی اُسمین سے ایک اژدہا
قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا نکلا صاحبقران بسم اللہ کہکر دہن اژدر مین پھاند پڑے بعد عرصۂ دراز پانؤن اُن
کے زمین سے آشنا ہوے دیکھا کہ ایک صحرا جسمین خس و خاشاک کا مطلق نشان نہین سنسان ویران
کہنست میدان بونڈلے واسطے استقبال کے اُٹھتے صداے جغد و بوم شوم بھی اُس مرز و بوم مین نہین آتی
ہوا گرم چل رہی ہی نخلون مین شاخین جل گئین پتے کف افسوس ملتے ہوے معلوم ہوتے ہین اپنی بے ثمری
پر نخل گریان اگر زبان قائم ہوتی یہی صدا دیتے کہ افسوس خارستان دنیا مین ثمر نہ ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا کسی درخت
مین پھول کا نام نہین غنچے کا کچھ کام نہین دام زلف سنبل کھنچا نرگس شہلا سرنگون آنکھون کے آگے بے ثباتی
عالم کا نقشہ پھر رہا ہی صحرا کی بے برگی پر بونڈلے اُٹھتے ہین خاک اُڑاتے ہین صحرا مین دوڑے دوڑے پھرتے
ہین کبھی منھ کے بل گرتے ہین امیر باتوقیر اس حال پریشان کو دیکھکر حیران مضطر اُس صحراے ہول خیز کو
طی کر رہے ہین تلاش مین سایہ کے بہت دور رہبری کی مگر سواے دھوپ کے جب کہین سایہ نہ ممکن ہوا
تمازت و حرارت آفتاب نے پریشان کیا ایک پہاڑ کی آڑ مین آکے کھڑے ہوے حیران تھے کہ دیکھیے انجام کار
کیا ہو کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا پشت مرکب پر بہرام گردن خاقان چین چلا آتا ہی پشت پر دس بارہ سردار
ایک خیمہ چھکڑے پر لدا ہوا بہرام نے آکے سلام کیا صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا ای بہرام کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا عرض کی بعد تشریف آوری حضور کے سحر العجائب نے لشکر ساحران بھیجا سب ساحر آپکے خوب
لڑے ملک اخضر مارے گئے آفتاب وغیرہ کو گرفتار کر لیا جب غلام نے دیکھا لشکر تباہ ہوا ان چند جوانون کو
میرے ساتھ دیا حضور کی خبر پائی کہ ایک صحراے وحشتناک مین گذری غلام تلاش کرتا ہوا آیا شکر ہی کہ حضور سے
ملاقات ہوئی جتنے نامی ساحر آپکے لشکر مین تھے وہ تو گرفتار ہو گئے باقی تمام لشکر اُسی مقام بیکار پڑا ہی
غلام پہلے ہی نکل آیا اگر لشکر مین رہتا مین بھی گرفتار ہو جاتا یہ کہکر خیمہ استادہ کیا عرض کی خیمے مین تشریف لائیے
کہ حضور دھوپ سے بچین صاحبقران ساتھ بہرام کے خیمے مین داخل ہوے تباہی لشکر کا حال سنکر بڑا ملال
ہی غصے مین کانپ رہے ہین فرماتے ہین ای بہرام عجب خبر وحشت اثر سنائی ان شاہزادیون کے گرفتار ہونے کا
بڑا ملال ہی یہ نازنینان مہ جبین اپنی اپنی افسری چھوڑ کے میری شریک ہو گئین اُنکے لیے کوئی خرابی ہونا
باعث رنج و ملال ہی اگر مجھکو معلوم ہو جائے کہ قید اُن افسرون کی فلان مقام سے جاتی ہی تو اپنے کو فوراً وہان
پہونچاؤن جاکے اُس ساحر کو راہ مین روکون اپنے سردارون کو قید سے چھڑاؤن بہرام نے عرض کی آقا

فوراً ہوش مین آئیے ایسا نہو تلوار ہاتھ سے گر پڑے اسم اعظم تو یاد کیجیے صاحبقران نے جو آنکھ ملائی ہنس
کہا او ساربان زادے ہر بات مین حیران کر دیتا ہی یہ کیا بیٹھے بیٹھے سحر این سوجھا سب سردار حیران کہ شاید
صاحبقران سحر مین پھنس گئے یا تو یہ غصہ تھا یا ہنس ہنسکر باتین کر رہے ہین امیر نے فرمایا یارو یہ ساربان زادہ
ہی ہر بات اسکی ایسی ہی قیامت کی ہوتی ہی بیٹھے بیٹھے غمزے دکھاتا ہی سب سردار خوش ہو گئے اخضر نے دوڑ کے
خواجہ کو گود مین اٹھا لیا کہا خواجہ بے سبب آپنے صورت مہران کی بنائی عمرو نے وہ نوشتہ ملک اخضر کو دیدیا
ملک اخضر نے بڑھکر سر پیٹ لیا کہا آقاے نامدار ذرا اس پرچے کو ملاحظہ کیجیے خواجہ نے بڑا کام کیا اُسکے
جو باطن مین تھا اُس سے دریافت کرلائے غلامان جانباز کو حکم دیجے کہ ہم ابھی اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کرکے لائین
صاحبقران نے فرمایا مین کسی کا حقیر کرنا نہین چاہتا ای زنار تم جاکر منیر سے کہو اب تم چلی جاؤ لشکر مین تمھارا رہنا مناسب
نہین ہی اور جس فکر مین تم ہو اُسکا ہونا بہت دشوار ہی طرف سے سحر العجائب کے فوج لیکے آنا ہمکو دھوکا دینا جسطرح
بن پڑے اُسکو لینا یہ ذکر تھا کہ منیر جادو آکر پہونچی اُسکو تو اس بات کی خبر نہ تھی بلا تکلف بارگاہ مین چلی آئی خواجہ
بشکل مہران آسمان سیر سب بے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین منیر جادو کے ہوش اُڑ گئے صاحبقران نے
فرمایا ای منیر آؤ دیکھو تمھاری خالہ امان بھی تشریف لائی ہین اطاعت اسلام قبول کرتی ہین عمرو نے قریب آکے
کہا بیٹا مین تو یہان آکے گھر گئی تمنے جو کاغذ دیا تھا وہ چھن گیا امیر نے فرمایا کیون منیر ہمین تجھسے یہ امید نہ تھی منیر
قدمون پر گر پڑی کہا ای شہریار اب مجھکو اعتقاد دین اسلام ہوا اب دل سے مطیع ہوتی ہون عمرو نے پیشانی
دیکھکر کہا بیشک نور اسلام اب اسکی پیشانی پر چمکا صاحبقران کو بہت خوشی ہوئی ملکہ منیر بصدق دل مطیع اسلام
ہوئین ہرکارے شاہان طلسم کے حاضر تھے یہ خبرین لیکر بھاگے یہ نامہ جو معرفت اسفل کے پہونچا مہران آسمان سیر
نے خوش ہو کے کہا کہ دیکھیے کیسا اقبال کرسی نشین ہوا وہ کبھی صدق دل سے شریک مسلمانان نہوگی اب دو چار
روز مین موقع پاکر لوح طلسم کشا سے چھین لائیگی اور اگر موقع ہوگا تو طلسم کشا کو بھی قید کرکے لائیگی یہ ذکر تھا کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آگئے تمام کیفیت جو یہان گذری تھی سب بیان کی کہ ساربان زادے نے آپکی صورت
بنکر تمام حال دل ملکہ سے دریافت کرلیا اور جاکے اپنے آقا طلسم کشا سے کہدیا ملکہ قدمون پر طلسم کشا کے گرین
اور منت کرنے لگین کہ آقاے نامدار و مولاے قدر شناس ابتک تو میرے دل مین مکر تھا مگر اب بصدق دل مسلمان
ہوتی ہون مہران کے ہوش اُڑ گئے کہا ای اسفل تم کسی طرح اپنے کو پھر لشکر مسلمانان مین پہونچاؤ باطن
منیر کا دریافت کرو اسفل نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر اسفل جادو چلی ایک عقاب کی شکل بنکر لشکر اسلام مین
آئی دیکھا منیر جادو پہلو مین آفتاب کے بیٹھی باتین کر رہی ہی عقاب پر نگاہ پڑی دیکھتے ہی پہچانا ملک اخضر سے
کہا ای ملک اخضر اسفل جادو آئی ہی آپ لوگ اسکو گرفتار کرین میری فکر مین بیٹھی ہی یہ سنتے ہی ملکہ آفتاب
تڑپ کے اُٹھین عقاب سے آنکھ ملائی چاہا عقاب نے کہ اُڑ کے نکل جائے ن آفتاب نے ایسا سحر کیا کہ اسفل جادو
بصورت عقاب منھ کے بل گری زنار نے ایک تیر مار دیا کہ اسفل اُٹھ نہ سکی اتنے عرصے مین آفتاب جا پڑی
عقاب کو پکڑ لیا ملکہ فیروزہ دوڑ کے آئین صاحبقران فرماتے ہین کہ اسکو گرفتار نہ کرو مگر آفتاب و زنار نے
اپنے سحر مین مبتلا کیا منیر نے اُسکے سر پر ہاتھ رکھا اسفل بصورت اصلی ہو گئی کہا اسکو لیجا کر قید کرو اسفل قید ہو گئی کئی ساحر
اسی طرح طرف سے شاہان طلسم کے آئے منیر نے سب کو پہچان پہچان کے گرفتار کرایا تیسرے دن امیر نے فرمایا کہ
لو صاحبو ہم اب رخصت ہوتے ہین اب تم سب صاحبون کو مناسب ہی لشکر کی حفاظت کرنا اپنے کو ہمارے پاس پہونچانا

اب انکا ماننا مشکل ہے انشاءاللہ حضور وہان تک پہونچینگے یہ ظاہر ہے کہ وہ ان سردارون کو قتل نہین کر سکتے
جس سردار نے بڑھکر سحر کیا اور کسی کو گرفتار کیا وہ بھی کہتا تھا کہ بڑی لاچاری ہے ہم لوگ داخل سرحد طلسم ہو
قتل تم سب کا بعد دن اتمام میعاد ممکن نہین سب قید رہینگے جفاے زندان مصیبت سہینگے صاحبقران سے بہرام
باتین کرتا ہوا خیمے مین لیکر آیا امیر آکے بیٹھے بہرام نے عرض کی آقا آپنے اس صحرا مین بڑی مصیبت اٹھائی پانی
غلام کے ساتھ ہی حکم ہو تو حاضر کرون یہ کہکر جام بلورین مین پانی بھر کے لایا امیر نے گھبرا کے ہاتھ بڑھایا مگر
دل دھڑکا خیال مین گذرا آیا صاحبقران مرحلہ طلسم پر آنا اور لوح طلسم کو نہ دیکھنا جیسے ہی یہ خیال آیا امیر نے
پانی پینے سے ہاتھ روکا بہرام نے عرض بھی کی حضور پانی نوش فرمائین کیون تامل فرماتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا
لوح پر جو نگاہ پڑی صاف مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم یہ آپکا سردار بہرام نہین ہے یہی جام اس ملعون پر
پھینک مارئیے امیر باتوقیر نے وہی جام آب ہاتھ سے بہرام نقلی کے لیا چاہا بہرام نے کہ پیچھے ہٹے امیر نے وہی
جام اوسپر پھینک مارا قطرے پانی کے جو جسم پر پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگا ساتھ والے چیخ مار کے بھاگے
مگر بہرام نقلی جل کے خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من استرار جادو دربان طلسم لو دعرصے تک اندھیرا رہا
بعد اسکے صاحبقران نے اپنے کو صحراے سبزہ زار مین پایا ایک نخل کے سائے مین آکے ٹھہرے سوچ رہے
تھے کہ ای امیر خداوند کریم نے بڑا فضل اپنا شریک حال کیا کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی علمہاے سیاہ
نشان لشکر کافران خیل خیل ساحر چلے آتے ہین ایک ساحر بدصورت کریہ منظر تخت پر سوار گرد ساحران
غدار نعرے کرتا ہوا کہ ای طلسم کشا بڑی تو نے بے ادبی کی مسم قارن بن قدرت بن مقرون مین منتظم مرحلہ
طلسم ہون اب تو یہان سے نہ گذر سکیگا تمام لشکر صاحبقران کے سامنے اوسی صحرا مین اُتارا صاحبقران
حیران کھڑے ہین کہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ساتھ کوئی نہین بارگاہ یا خیمہ بھی کوئی ہمراہ نہ آیا یہ خیال
دل مین آیا ہے کہ لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا مقیدان مرحلۂ اول اسی مقام پر ہین وہی تمھاری فوج ہے
انھین رہا کرو اور یہ جو جادوگر آیا ہے یہی منتظم مرحلۂ اول ہے صاحبقران نے حیران ہو کے پھر لوح کو دیکھا مراد
یہ تھی کہ آخر وہ قید خانہ کہان ہے حاشیۂ لوح پر یہ مضمون نکلا کہ جس نخل کے سائے مین آپ کھڑے ہین اسم حاشیۂ
لوح پڑھ کے دم کیجیے قصر قید خانہ ظاہر ہوگا امیر نے حاشیۂ لوح پڑھ کے دم کیا دفعتاً ہوا دیکھا ایک قصر
سیاہ ظاہر ہوا دروازے پر قصر کے ایک جادوگر بیٹھا ہے چند ساحر اوسکے گرد اوسنے دیکھتے ہی آواز دی لو یارو
طلسم کشا آیا اسکو گرفتار کرلو امیر نے بموجب حکم لوح تلوار نہ کھینچی لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا اجل گیا داروغہ
نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن جیسے ہی یہ اوڑکے بلند ہوا صاحبقران نے تیر مارا داروغہ مرکے گرا
سب ملازم بھی اسکے مرے دروازہ ٹوٹا صاحبقران اندر قید خانے کے آئے دیکھا کئی ہزار بندگان خدا مسلسل
و مطوق بیٹھے ہین ماران سیاہ گرد اونکے جو بیٹھے تھے وہ سب پانی ہو کے بہگئے آپس مین سب قیدی کہنے لگے کہ آج
کسی جلیل نے داروغۂ زندانخانہ کو مارا کہ ماران سیاہ ہمارے قریب سے ہٹے بلکہ پانی ہو کے بہگئے خدا اُس جلیل کا
جمال جہان آرا ہمکو دکھائے کہ سامنے سے صاحبقران کو سب نے آتے دیکھا سب جوان اپنے اپنے مقام سے
براے استقبال اوٹھے جھک جھک کے سلام کرنے لگے ایک جوان کو دیکھا تاج یاقوتی سر پر مگر کشتہ سر نگون بیٹھا
ہوا اور رہا ہے امیر ہتھکڑیان بیڑیان سب کی کاٹتے ہوے قریب اوس جوان کے آئے فرمایا ای برادر ذرا سر
اوٹھاؤ اب تمھارا وقت رہائی آگیا تم کیون ملول ہو اوس تاجدار نے کہا ہمارے واسطے رہائی کہان ہم قید تعلق

سے رہائی چاہتے ہین امیر با توقیر نے فرمایا ای تاجدار تمھارے ساتھ کے سب قیدیون نے رہائی پائی خداوہ دن
دکھائے کہ ہم لڑتے بھڑتے اپنے برادر کے قید خانے تک پہونچین تم قید تعلق سے کیون رہائی چاہتے ہو کیا
پس و پیش ہی کون سی مصیبت درپیش ہی اُس تاجدار نے رو کے عرض کی مین افسوس کرتا ہون آپکے حال اور اپنے
حال پر قارن بن قدرت بن مقرون آپکے مقابل آیا ہوگا افسوس ملعون سے مقابلہ سخت پڑیگا آپنے ان
قیدیون کو رہا کیا انکی رہائی قید حیات تک ممکن نہ تھی مگر وہ بڑا مکار و جعلساز ہی ہرچند کہ حضور نے بڑا احسان
کیا کہ ہم لوگون کو رہا فرمایا مگر آپکو خدا اُسکے مکر و حیلے سے بچائے مین اسی حوالی کا تاجدار ہون یاقوت گلگون پوش
میرا لقب ہی اور ایک ساحرہ الماس جگرخوار جادو کہ وہ اس حوالی مین بطور انتظام آئی مجھ بدبخت کو دیکھکر
عاشق ہوئی مجھکو گرفتار کر لائی ہر روز در پئے آزار ہی آج شب کو اُسنے خبر دی تھی کہ کل طلسم کشا آئیگا سب کو
رہا کریگا مین نے سامان ایسا کیا ہی کہ تجھکو اور طلسم کشا کو قتل کرونگی لہذا غلام کو حضور رہا نہ کرین اسی مقام
پر رہنے دیجیے امیر با توقیر نے فرمایا ای برادر تم اس بات کا مطلق تردد نہ کرو انشاء اللہ اُس ملعونہ کو بھی قتل
کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ فتح نصیب ہوگی اس حوالی کی سلطنت تمکو پھر ملیگی صاحبقران نے اُس تاجدار
کو رہا کیا جملہ جوان تین ہزار آدمی رہا ہوے یاقوت نے اُٹھتے ہی اُن سبکو اشارہ کیا کہا یارو سجدۂ شکریہ پروردگار
کرو کہ طلسم کشا نے آکے رہا کیا اُسکی قدرت سے یہ بھی یقین ہی کہ جا نین سب کی بچ جائین طلسم کشا مرد جلیل ہی
ظلم سے اُس ظالمہ کے امان پائینگے کوٹھون مین اسباب تھا تھوڑے عرصے مین اُن سب جوانون نے مال و اسباب نکالا
ایک بارگاہ زربفتی صاحبقران نے لدوائی یاقوت کو تخت پر سوار کیا اس عظم و شان سے مقابلے مین قارن
بن قدرت بن مقرون کے آئے اب جو قارن نے صاحبقران کو اس شان سے دیکھا گھبرایا ایک نامہ اُسی
وقت لکھا الماس کو جب نامہ اُسکے پاس پہونچا اُسنے جواب دیا کہ ای قارن کیون گھبراتا ہی تو طبل جنگی بجوا یہ
مرحلۂ طلسم نور افشان ہی اسکا فتح ہونا نہایت دشوار ہی مین بھی وقت پر آؤنگی طلسم کشا کی سرکشی مٹاؤنگی قارن
نے طبل جنگی بجوایا امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین ہمراہیان امیر با توقیر بھی آمادۂ حرب و
پیکار رہین چار پہر رات گذر کے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قارن نے گینڈا میدان مین نکالا پکار کے
آواز دی ای طلسم کشا میرے مقابلے مین آجا ہاتھا امیر نے کہ مقابلے مین اُس ملعون کے جائین کہ صحرا سے گرد
اُڑی امیر نے دیکھا کہ ملکہ آفتاب چار سو جادوگرنیان ہمراہ ہین وہین سے پکار کے آواز دی ای شہریار
آپ ہرگز قصد نہ کیجیے گا کنیز اس ملحد سے مقابلہ کریگی حضور کے فراق مین کنارے دریا کے گئی اور پریشانی بڑی
کنیزون سے بیقرار ہو کے کہتی تھی ای فلک کجرفتار میرے امیر نہون اور مین دریا کی سیر کرون افسوس صد ہزار
افسوس دل بھر آتا ہی اپنے حال پر رونا آتا ہی نظم

عاشق مہجور کے مانند ہی بیتاب موج
کھینچے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج
اپنا مہمان طفیلی جانتے ہین ہم اسے
آب دریا خشک ہو جائے تو ہو نایاب موج
چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت نایاب موج

رکھتی ہی دریا مین حال ماہی بے آب موج
ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق شیدا بھی
آ گئی گھر مین ہمارے ہمرہ سیلاب موج
کیا سمجھکر بحر ہستی مین کرون راحت طلب
قدرت اللہ دیکھیگی شب مہتاب موج
گنج باد آور بہا لاوے جو خسرو ہو گئی

غرق ہوتا پار اُتر جاتا ہی بحر عشق سے
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج
دم فنا ہووے تو ممکن ہی سخن گوئی کا ترک
دیکھتا ہون روز و شب دریا مین ہی بیخواب موج
بحر اُلفت کے شناور ہو اگر میری طرح
اب بھی ہی آتش بیان عالم اسباب موج

اس رنگ سے یہ اشعار پڑھے کہ جس سے یہ رنگ بخوبی ثابت ہوا جو جادوگرنیان ساتھ ہین اُنکو تو طرف امیر کے بھیجا آپ مقابلے مین قارن کے پہونچی صاحبقران نے دیکھا کہ قارن و آفتاب سے سحر ہونے لگے جو سحر ملکہ نے کیا ملکہ چمکین شعاع گرائی ضیا دکھائی سحر کو قارن کے دفع کیا لڑتے لڑتے قارن نے ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ آفتاب نے آواز دی او بیحیا سمجھکر سحر کر دیکھو تو خطوط تار شعاعی مین اُلجھا شمشیر کہکشان علم ہے اپنا گلا کاٹ لے یہ آواز سنکے قارن بد حواس ہوگیا حیرا اُداس ہو کے تلوار اپنے گلے پر رکھی ملکہ نے کہا جوہر جرأت دکھا اب مثل تلوار کے خم ہو نا قارن نے کہا ملکہ کیا مجال مین عشق مین تمھارے شمشیر بران ہون مثل سپر سیاہ رو نہونگا یہ کہکر تلوار کھینچی سر کٹ کے گرا ملکہ آفتاب اُن چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لشکر قارن پر جا پڑین امیر نے دیکھا آفتاب کس زور شور سے لڑ رہی ہے کہ ساری فوج کو شکست دی کچھ بھاگ گئے کچھ مرے کچھ گرفتار ہوئے قریب شام ملکہ لڑائی فتح کرکے پلٹین قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار فتح مبارک ہو مرحلۂ اول کے حاکم کو آپنے مارا یاقوت تاجدار دمبدم عرض کرتا ہے اے شہریار ایک مقدمے مین مجھکو بڑا انتشار ہے کہ الماس جو مرحلۂ اول سے واسطے کمک رکھنی تھی وہ کیون نہ آئی آفتاب نے جل کر جواب دیا اے یاقوت تمکو بھی کیا کیا سوجھتی ہے اُسکی مجال تھی کہ ہمارے مقابلے مین آسکتی اب کل تک لشکر صاحبقران کل آجائیگا اے شہریار زنار وغیرہ نے بڑے کام کیے جب آپ یہان چلے آئے تو ادھر کے راستہ پیدا کیا مجھے آپکی قدمبوسی کا بڑا اشتیاق تھا مین سب سے آگے بڑھ آئی دو تین دن کے عرصے مین سب لشکر حضور کا آجائیگا اے یاقوت اب اسی طرح لڑتے بھڑتے مرحلہ جات کو مٹاتے ہوئے تا بہ طلسم نور افشان پہونچینگے قلعۂ طلسمی پر اُن نمکحرامون سے مقابلہ پڑیگا اشتیاق دیدار صاحبقران مین آگے بڑھ آئی ہون اے یاقوت اب دراندازی نہ کرو ہمنے سب سامان کر لیا اپنی کیفیت کس سے کہین ہمارا عجب حال ہے نظم

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو روشن چراغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہو گئین
پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین روزن چراغ

روشنی طور ہو بارِ دگر ممکن نہین
ترے صدقے کا کہان سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہے خیالِ روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین روشن چراغ

سیکڑون پروانون کو اسنے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دلِ آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینے کا ہے گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہے فروغ
آتش افروزی سے ہونے کا نہین دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہماری باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہے تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہو وین گلِ سوسن چراغ

گنج زر رنگِ طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دے تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہے آتش گور مین
غم نہین اسکا ہوا نے سر مدفن چراغ

اُسکی قدرت سے یقین کامل ہے کہ نمکحرامون کا انتظام کامل ہو جائیگا جسقدر سرداران مرحلہ جات ہین وہ سب جمع ہو کے پاس سحر العجائب و مصر الغرائب کے گئے ہر ایک نے یہی کہا کہ طلسم کشا لوح طلسمی پا گیا وہ بڑا مرد جلیل ہے بڑے بڑے طلسم توڑ چکا ہے یہانتک کہ طلسم ہزار اسپ مین داخل ہوا بڑے بڑے مکار غدار ساحر ہلاک

جمع تھے کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکا صاحبقران نے وہ طلسم بھی شکست کیا اپنا بندوبست کیا لہذا اب اصلاح کر لو کوکب کو بادشاہ کرو موافق قدیم طریقے کے منتظم امورات سلطنت رہو ان صاحبان غرور نے یہ جواب دیا ہمنے اب سلطنت لی ہمسے نیابت نہو سکیگی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب کوکب کو خیال آئیگا کہ ہمکو قید کیا صدمہ دیا طالب ہونگے کہ سزا دین ہمسے یہ جفائین نہ اٹھینگی دیکھو تو مرحلہ جات پر کیا گذرتی ہی کیا مجال کوئی طلسم شکست کر سکے اس طلسم کے آگے کسی طلسم کی کیا حقیقت ہو وہ وہ عجائب و غرائب اس طلسم مین بھرے ہین کہ انسان کو زبان بلا نا دشوار ہوگا مرحلہ جات پر جب طلسم کشا جاویگا فوراً گرفتار ہوکے آویگا لہذا ای شہریار حضور اسی مقام پر دو چار روز رہین امیر نے فرمایا ای ملکۂ عالم انشاء اللہ بہ لطف فتح ہو جائیگا ان قیدیون کو لیجا کر قید کرو جیسی تمھاری رائے ہوگی ویسا کیا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے پھر گرد اڑی ملکہ آفتاب نے عرض کی ای شہریار مبارک ہو لشکر بھی آپکا آکے پہونچا کنیز انتظام کرکے آئی تھی جو مین نے سوچا تھا وہ ہی ہوا لشکر ہی کہ مین نے قارن کو مارا لشکر کو اسکے شکست دی یہ ذکر تھا کہ ملک اخضر سبزپوش و ملکہ زنار و فیروزہ آکر پہونچے قدوم میمنت لزوم کو امیر کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار انشاء اللہ اب بہت جلد طلسم کشائی ہوگی صاحبقران سب کو ساتھ لیے ہوے خوشی خوشی بارگاہ مین آئے نہایت خوش ہین اب سب ساحرون نے صاحبقران کو گھیرا یاقوت کو پاس نہین جانے دیتے جو جو شاہزادیان صاحبقران پر عاشق ہین وہ اپنے اپنے ناز و کرشمہ دکھا رہی تھین صاحبقران سب کے بیچ مین بیٹھے ہین جب یاقوت تاجدار کسی بات مین بولتا ہی ملکہ آفتاب منع کرتی ہین کہتی ہین ای شہریار اپنی سرحد پر آپ قبضہ کیجیے ہم لوگ افسر خدمت صاحبقران ہین آگئے اب کل لشکر بھی آجائیگا یاقوت دمبدم یہی چاہتا ہی کہ مین امیر سے عرض کرون کہ حضور قارن مارا گیا لڑائی فتح ہوئی سب آپکے رفیق آگئے لوح بھی ملاحظہ فرمائیے آفتاب و زنار یاقوت کو کلام نہین کرنے دیتین ان سبھون نے ملکر صاحبقران کو بارگاہ مین بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا اپنی اپنی جرات سامنے صاحبقران کے بیان کر رہے ہین کوئی کہتا ہی اس ہفتے مین طلسم فتح ہو جائیگا کوکب رہائی پائیگا کوئی کہتا ہی ای ملکہ فیروزہ تم ساحرہ جلیل ہو اہل اسلام کی کفیل ہو تمکو تخت پر سوار کرکے لے چلینگے صاحبقران فرماتے ہین ہمنے ملک اخضر کو بادشاہ کیا یہ عہدہ انہین کو دیا سب جادوگرنیان عرض کرتی ہین ہم انکے بادشاہ ہونے کے رضامند ہین اب بھی انہین کی رائے سے کام کرتے ہین اسطرح سب نے ملکر صاحبقران سے باتین کین کہ صاحبقران نے لوح کو نہ دیکھا آفتاب نے جھپٹ کر ایک جام شراب لبریز کیا کہا حضور نوش فرمائین تنہائی مین بڑی بڑی تکلیفین گذرین اسباب عیش و نشاط ممکن نہوے امیر نے جام نوش کیا آفتاب نے ایک نازنین سے کہا لوا کچھ گاؤ جب کل لشکر آئیگا سب سامان مہیا ہو جائیگا امیر جب جام نوش کر چکے تو ایک نازنین نے بڑھکر پایان اپنے ہاتھ سے چھیڑا یہ اشعار آبدار بصد ناز و ادا گانے لگی

غزل

شرف بخشا گہر کو صرف کرکے اپنے زیور مین	نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانۂ زر مین
رہا کرتا ہی نظم شعر کا سودا مرے سر مین	عروس فکر ان روزون لدی رہتی ہی زیور مین
تکلف برطرف ای نازنین موقوف آرائش	نزاکت سے دبا جاتا ہی کیون پھولون کی زیور مین
کرینگے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی	بھگو دینگے فتیلے روغن گوگرد احمر مین
قیامت تک یہی گردش رہیگی روز و شب انکو	مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین

مرے ویرانے کی سد مین کبھی اڑ کر جو آ نکلے
نکل کر کنج عزلت سے نہ کر ہنگامہ افروزی
کرے بڑا سا قد ہر چند پیدا اسکی موزونی
شرف اللہ نے بخشا ہی آدم پر محمد کو
جہان چاہے بسر اوقات کر لے چار دن بلبل
خدا چاہے تو نالون سے مرے پگھلے دل اُس بت کا
نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین می نہین پیتا
الٰہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے
دگرگون عشق حسن یار سے ہی رنگ عالم کا
کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے
دہن ای حور ہی تیرا لبینہ چشمۂ جنت کا
خیال بام سودا ہی ترے دروازے تک پہونچے
یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہی مدت سے
خیال آتا ہی جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتین
ترے دانتون کا دھوکا دے چکا تھا میری آنکھون
قناعت دی ہی مثل قبر مجھکو خاکساری نے

پلاؤن چند کر پانی ہما کے کاسۂ سر مین
شرر یاقوت کا ہمسنگ ہی جبتک ہی پتھر مین
ترے کانون کے پتون سے کہان ہے صنوبر مین
فضیلت ہی مقدم سے زیادہ یان موخر مین
چمن مین آشیانہ ہی قفس صیاد کے گھر مین
یہ شان اُسکی ہی نرمی موم کی پیدا ہی پتھر مین
نہین مہمان تو فاقہ ہی خلیل اللہ کے گھر مین
روانی ہی اُسی کے دم سے آب خشک خنجر مین
کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین
نہ پاوے جوہر الصاف قاتل تیرے خنجر مین
تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین
پر جبریل کپیدا ہون جو بازوے کبوتر مین
کھلے تھے جوہر اس آئینے کے عہد سکندر مین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر بین
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین
رہونگا باغ باغ آتش مین اک پھولونکی چادر مین

اس غزل کے سنتے ہی صاحبقران کو ایک مبھوتی سی ہو گئی سر دُھننے لگے جام شربت بنا کر آفتاب شعلہ مزاج نے مسکرا کے کہا یہ نوش فرمایئے اسوقت حضور پر ہجوم گرمی کا معلوم ہوتا ہی اسکے پینے سے طبیعت کو خنکی حاصل ہو امیر با توقیر اشعار سن چکے تھے فوراً وہ سب شربت بھی پی گئے جب شربت بھی امیر پی چکے تو آفتاب نے عرض کی لوح طلسمی ذرا اُتار دیجے حرز ہیکل بھی ہمکو دیجیے کچھ ہمین دیکھنا ہی امیر نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل اُتار کے بلا تکلف دیدی ملک اخضر نے سر اُٹھا کے کہا وہ مار از نار نے کہا مشکین باندھ لو فیروزہ نے کہا کاٹ لو بڑے بڑے شاہان طلسم مارے گئے ہمارے کلیجون پر چھریان چل رہی ہین ہمارے دل کو کیا آرام آئیگا آفتاب نے لوح طلسمی اور حرز ہیکل رومال مین لپیٹ کر سامنے امیر کے جھولی مین رکھ لی اخضر نقلی نے کہا ای الماس کیا کہنا تمنے وہ کار نمایان کیا اگر اسوقت ارسطو و لقمان ہوتے تو حلقۂ غلامی تمھارا کان مین ڈالتے ایسے تو مکر کبھی کسی نے نہ کیے ہونگے آفتاب نے کہا کہ ای برادر یہ طلسم نور افشان ہی اسمین بڑے بڑے لوگ موجود ہین بڑے بڑے کار نمایان کیے زنار جسکا نام تھا اُسنے بڑھ کر آواز دی باش او حمزہ اسی بھروسے پر ارادہ تھا کہ طلسم فتح کرین اب کیونکر بچوگے صاحبقران نے اب جو سر اُٹھا کے دیکھا جو بصورت آفتاب تھی ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام کریہ منظر لباس میلا عجب مہمل قطع ہی بقول سعدی تو گوئی تا قیامت زشت روئی ٭ بر و ختم است بر یوسف نکوئی ٭ اُسنے نعرہ کیا منم الماس جگر خوار کیون حمزہ ہمارا مکر دیکھا صاحبقران نے چاہا اسم اعظم پڑھون اسم اعظم بھی فراموش الماس نے شیشہ اُٹھا کے دکھا دیا کہا دیکھ یہ اسم اعظم بھی بند ہی امیر جھلا کے اُٹھے سیف عقرب سلیمانی

کھینچ کر چلے الماس نے کہا حمزہ ہوش مین آ اب تلوار نہ کھینچ یہ کہکر ایک دو شہڑ مارا امیر لڑکھڑا کے گرے تلوار
ہاتھ سے چھوٹ گئی ہاتھ پاؤن بیکار اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے ہر چند قصد کرتے ہین کر اُٹھون مگر ممکن نہین کئی مرتبہ
اُٹھ کے گرے الماس نے آواز دی ارے طلسم کشا کو گرفتار کرلو چہار طرف سے جادوگرنیان ٹوٹ پڑین امیر
کو ہاتھون ہاتھ گرفتار کرلیا ایک گوشے سے قارن بھی نکل آیا کہتا ہی ای الماس کیا کہنا جب تمنے لکھا تھا کہ مین
وقت پر آؤنگی تو مین دل مین کہتا تھا کہ ملکہ یہان آکے کیا بنا لینگی یاقوت تاجدار کو بھی گرفتار کیا اور جملہ قیدیان
مرحلہ جو کہ امیر نے رہا کیے تھے اُن سبھون کو بھی مسلسل و مطوق کرلیا اشارہ کیا کہ ورا بہ لاؤ ان سب قیدیان
بلا کو اُسپر ڈال کر پیچلو پیجا کر شاہان طلسم کے سامنے پیش کرین قارن کہتا ہی ای الماس بڑا کام کیا ہمین یہ یقین
نہ تھا الماس کہتی ہی ای قارن اگر ارسطو اس زمانے مین ہوتا تو حلقۂ غلامی کان مین ڈالتا مگر وہ کمو دن
بڑے شاہان طلسم کیسے خوش و مسرور ہونگے جس روز سے حمزہ کو لوح طلسمی ملی اُس دن سے دربار مین شاہان
طلسم کے آٹھ پہر شور گریہ و زاری ہی سحر العجائب و مصر الغرائب بھی یہی کہتے تھے کہ یارو نہ گھبراؤ سعر حلہ جات
پر طلسم کشا ضرور دھوکا کھائیگا جانتے تھے کہ الماس ایسی ساحرہ مکارہ موجود ہی یہ میرا ہی کلیجہ تھا کہ بشکل
آفتاب جمکی حمزہ کو آپ سے باہر کر دیا پہلے جام مین ہوش اُڑا دیے دوسرے جام مین اسم اعظم بند کیا
سب تعریفین کر رہے ہین کہ ای ملکہ الماس کیا کہنا حقیقت مین تیرا مثل و نظیر نہین کیا خوبصورت مکر کیا ہی
کون ایسا تھا کہ اس مکر مین نہ پھنستا عاشقانہ اشعار کیسے کیسے پڑھے ہین اخفر فتنم لشکر ہی یہ سب مین جانتی
تھی ان ساحرون کو اُسی صورت پر لائی جانتی تھی کہ مین گئی اور لوح لے لی ہاے ملکہ مہران آسمان سپہر
نے آب و دانہ ترک کر دیا ہی سحر العجائب کے دل کو بڑی تقویت ہی وہ کہتے تھے کہ اگر کچھ نہ بن پڑیگا تو ہم لشکر کشی
کرینگے ہمارے سحر سے زمین کانپے گی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا تخت پر شہنشاہ سحر العجائب
پہلو مین مہران آسمان سپہر چہرہ اُداس عالم یاس سحر العجائب کہتا ہوا صاحب اب کیون گھبراتی ہو الماس
نے خاتمہ کر دیا تصویر سامری نے مجھکو خبر دی اب چلکر آنکھون سے دیکھو مہران کہتی ہی صاحب مجھکو یقین
نہین آتا حمزہ گرگ باران دیدہ گرم سرد عالم چشیدہ لوح طلسمی پاس موجود ہی اسیر کیسکا مگر چل سکتا ہی
سحر العجائب کہتا ہی صاحب اسقدر نہ گھبراؤ ہماری سلطنت اب کون مٹا سکتا ہی ہمارے رعب و دبدبے
سے فلک کج رفتار کو سکتا ہی ارے صاحب ہمنے بے سبب نہین طلسم پر قبضہ کیا سب تحفہ جات طلسمی ہمارے
قبضے مین ہین اگر مین اُن تحفہ جات کو صرف کرونگا زمین و آسمان کو تزلزل ہوگا لاکھ لاکھ سحر العجائب سمجھاتا ہی مگر
مہران کی بیقراری موقوف نہین ہوتی الماس نے کہا لو یارو شہنشاہ خود تشریف لاتے ہین دیکھو زوجہ
کو سمجھا رہے ہین مگر اُسکی بیقراری موقوف نہین ہوتی حقیقت مین اتنی بڑی سلطنت اُسکا یکایک یون تباہ ہونا
کیونکر قلق نہو الماس نے پکار کے آواز دی ای شہنشاہ آپکو مبارک ہو کہ مین نے حضور کے اقبال سے طلسم کشا
کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی لے لی حرز ہیکل بھی ہمارے پاس ہی اسم اعظم بند کیا اب طلسم کشا بالکل بیکار ہی سیان
یاقوت تاجدار شریک ہوے تھے رات سے بلک بلک کے روتے تھے مین نے نگاہ بد سے انپر تھی وہ بے
کر خبر دار آپ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دیجیے یہ ہر مرتبہ یہی چاہتے تھے کہ کہون مگر مین نے منع فرمایا کہ
تم طلسم کشا سے بات نہ کرو ورنہ یہ صاحب فطرت ضرور آگاہ کر دیتے انکی بھی گردن لی ایسے طور سے ڈالتا کہ انکے
منہ سے بات نہ نکل سکی سحر العجائب نے مہران سے کہا لو صاحب اب تو خوشی کرو ملکہ الماس نے کیا کار نمایان کیا

بہر شہر و ہر قریہ نگہبانی کند مولائے
برائے بندہ مسکین مسکینی و تنہائی
بنہ در مخزن حق نقد تسیم و زر کہ میداری
نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را
کجا آن بلبلانِ خوش بیان طوطی زبان فتند
بجہ جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب داری

بود حق گو بہ گر خانہ بجا نہ جا بجا حافظ
خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
کہ تا در عاقبت سالم برساند مرترا حافظ
اگر باشد براہ حق رہی آن رہنما حافظ
کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
بحال شہدی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بیقرار ہوکے یاقوت دعائین کر رہا ہی صاحبقران آمین فرماتے ہین لیکن مہران آسمان سیر نے کہا صاحب سنو میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی ایسا ہو یہ ظالم رہا ہو جائے یہ تمھارے یہان کا براقاعدہ ہی کہ دشمن کو نیکر قید کرو اُسی عرصے مین وہ لوگ چھوٹ جاتے ہین کون کون لوگ قید تھے کس کس طور سے رہائی پائی صدہا ملک اسلام آباد ہوگئے ایک طرف وہ شجر پرست قیامتین برپا کر رہا ہی جس ملک مین پہونچا اُسے شجر پرست کیا کئی ملک اُسکے بھی قبضے مین آگئے اسی طرح جب سالہا سال قید کرینگے کوئی صورت انکی بھی رہائی کی نکل آئیگی اسوقت طلسم کشا کو قتل کرو سحر العجائب نے کہا ہونہہ صاحب تمھاری خوشی کے واسطے مین برائی بھی گوارہ کرونگا تمھین یاد ہوگا کہ نبیرہ حمزہ کا بھی تو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر اُسی وقت کنگرہ مکان کا گرا کئی سو ساحر ایک شخص کو نہ قتل کرسکے بلا سے طلسم برباد ہوجائیگا مگر صاحب مین تمھارا کہنا کرونگا ای الماس جگرخوار شراب لاؤ ایک منتر مجھے یاد ہی سامری نامے مین لکھا ہی وہ منتر اگر دم کردونگا جو اس شراب کو پیے گا سو برس عمر بڑھ جائیگی الماس نے کہا ای شہنشاہ آج تک اسکو کیون نہ صرف کیا کیسے کیسے رفیق مارے گئے سحر العجائب نے جواب دیا کتب ہاے پارینہ جو میرے پاس ہین انمین بڑے بڑے حالات درج ہین ایک مقام پر سامری نے یہ منتر بھی لکھا ہی سامرن باندی پر گئین تب سامری نے یہ منتر تصنیف کیا شراب پلائی لنگا جھاڑ کے اُٹھ کھڑی ہوئین پھر باندی بھی نہین ہوئین شراب کا مٹکا لاکے رکھا گیا سحر العجائب نے ایک بڑا اسا منتر پڑھا جسمین القاب سامری مع پورے دو سو خداوندون کے نام کے شریک تھا وہ منتر پڑھا چھو چھو کیا بھی کہا سحر العجائب نے اپنے ہاتھ سے جام الماس کو پلایا مہران آسمان سیر نے کہا صاحب ہمکو پلایا ہوتا کہا صاحب یہ میری جان کی نگہبان ہی مین نے اسکو آج سے اپنا وزیر اعظم کیا انتظام طلسم اسی کی ذات پر چھوڑا اسکے ساتھ بڑے بڑے احسان کرونگا الماس نے اُٹھ کے سلام کیا جام پیگئی اب تو جام بے اندیشہ انجام چلنے لگا بقول شخصے پے یا نون جام چل رہا ہی پینے والے خوش ہو رہے ہین مہران دمبدم کہتی ہی صاحب سب اُٹھتے پہلے حمزہ کو قتل کرو سحر العجائب کہتا ہی تمھاری خاطر سے مین نے یہ بھی گوارا کیا بلا سے طلسم برباد ہوجائیگا تمھاری خوشی تو ہوگی ابھی اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے سر اور لاشہ اُسی مقام پر چھوڑ دینگے کہ آکر راہگیر بھی دیکھین ہر جگہ مشہور ہوکر طلسم کشا مارا گیا سب شراب پینے لگے سحر العجائب کہنے جاتے ہین کہ سب کو راضی کردونگا کبھی یہ احسان کسی پر نہین ہوا ای مہران آسمان سیر تمھارے کہنے سے وہ چیز صرف کی یہ انجام اپنے واسطے رکھا تھا کہ جب طلسم کشا قلعہ طلسمی پر آئیگا یہی جام پی کے بیٹھ رہونگا مگر آج اپنے معشوق کا کہنا دل و جان سے قبول کیا سب کو شراب پلادی یہ چالیسون جادوگر مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئے کیون الماس

ای الماس ہم تو خبر رنجیدہ تھے یا خوش تھے ملکۂ عالم نے جسوقت سے سنا آب و دانہ ترک کر دیا کہتی ہین اب سلطنت مٹی ہی ہاے ہلو کو کب بڑے ظلم سے قتل کریگا جنے اُسپر بڑے بڑے ظلم کیے اُسکی بیٹی کو قید کر لیا قید خانے مین بڑے بڑے آزار دیے اُس بدعت کے خیال سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ای الماس ذرا انکو قیدیون کو دکھا دو سب ساحر دوڑے پایۂ تخت ملکہ سے لپٹ گئے تخت لا کے اُتارا سب ساحر گرد آ کے جمع ہوے مہران نے کہا طلسم کشا کو لاؤ ایک ساحر گیا سر زنجیر تھام کے صاحبقران کو لایا ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خاردار لٹو باہون پر چوڑے فولاد کے ہر چند کہ اسم اعظم بند دل دردمند مگر بل کرتے ہوے آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پکار کے کہا سامری و جمشید پر لعنت کرتا ہون سحر العجائب نے کہا ای حمزہ خوف کر کل اہالیان طلسم نام سے تیرے جل رہے ہین بڑے بڑے افسر ہاتھ سے تیرے مارے گئے اب تمھارے لشکر پر بھی لشکر کشی ہو گی میان اخضر وغیرہ کو ایک سحر مین ستائینگے بی آفتاب کی بھی حدت دیکھی جائیگی بی زنار کا جنیو ٹکڑے ٹکڑے ہو اُس رشتۂ خام پر اُسکو بڑا ناز ہی ایکسر ایک کی فکر کی جائیگی اب آپ کیونکر میرے ہاتھ سے امن پائیگا امیر نے کہا تیری کیا مجال ہی مہران پنجہ کھینچ کر اُٹھی الماس نے ہاتھ پکڑ لیا کہا واری آپ کیون تکلیف کرتی ہین غلامان جانثار حاضر ہین آپکے ملازم قتل کرینگے ارے یاقوت تاجدار کو بھی لاؤ یاقوت نے کہا او ملعونہ جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین اپنے اپنے طور پر سب کلام کرنے لگے یاقوت نے صاحبقران سے کہا ای شہریار افسوس ہی آپنے لوح کو ملاحظہ نہ کیا امیر نے فرمایا ای برادر بجان برابر جو قضا و قدر کو منظور تھا وہی ہوا یہ بچیا ہمارے قتل پر قابض نہین ہی اور اگر قضا دامنگیر ہی تو کون روک سکتا ہی اور اگر قضا نہین ہی تو خداوند عالم کو سب طرح اختیار ہی ان ملعونون کو یہ غرور بالکل بیکار ہی بقول سعدی

ای قطرۂ منی سر بیچارگی بنہ	کابلیس را غرور منی خاکسار کرد	بخشندۂ کہ سابقۂ فضل و رحمتش	مارا بحسن عاقبت امیدوار کرد
تا بر وہ سنگ گنج میسر نمی شود	مردان گرفت جان برادر کہ کار کرد	ہر گز عمل نکرد و عنایت امیدوار	دانا نکرد ابلہ و دل انتظار کرد
سعدی بہر نفس کہ بر آورد در سحر	چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد	شاید گر التفات کند خلعت منیر	سعدی کہ شکر نعمت پروردگار کرد

صاحبقران نے اس فصاحت و بلاغت سے یہ اشعار پڑھے کہ یاقوت کے دل کو تقویت ہوئی کہا ای شہریار بہت بجا ارشاد فرمایا اُس کریم و رحیم کی رحمت پر نگاہ کرنا چاہیے اُسی کو سب طرح کا اختیار ہی انسان بالکل مجبور و لاچار ہی کیا اشعار آبدار حضور نے پڑھے کہ اُنکے سننے سے دل کو میرے تقویت ہوئی کوئی ہمارے قتل پر قادر نہین اگر وقت آگیا تو انتشار بیکار ہی ایک دن پیوند خاک ہونا ضرور ہی اُسکی عنایت بے نہایت سے کیا دور ہی کہ ان دشمنون کے ہاتھ سے بچا لے انکی کیا لیاقت ہی جو ہم سب کو قتل کرین صاحبقران نے فرمایا اپنے معبود حقیقی و رب تحقیقی سے رجوع کرو امیر نے جو یہ فرمایا یاقوت نے بیقرار ہو کے دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار ای کریم کارساز ای سامع الدعوات ای رحیم و کریم آپ اس عبد خاکسار کو ان دشمنان خدا کے ہاتھ سے بچائے

نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ	خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
ہر وقت و ہر حالت خداے کبریا حافظ	خدا در ابتدا مالک خدا در انتہا حافظ
بجز ذات خداے واحد و یکتا و لاثانے	نمی باشد کسے اندر سراے دوسرا حافظ

تو اب کیا معلوم ہوتا ہی الماس نے کہا ای شہنشاہ مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی سحر العجائب بہت ہنسے کہا ای الماس اب تم مقبول خداوند ہو مین اب خداوند کی خدمت مین جاؤنگی جو تمنے کیا تمھین بہت جلد انعام ملا چاہ کندہ را چاہ در پیش الماس نے کہا ای شہنشاہ یہ باتین میری سمجھ مین نہین آتین سحر العجائب نے کہا اب سمجھ مین آجائینگی تھوڑی دیر مین خاتمہ ہوتا ہی اب نہ گھبراؤ اپنے مقام تک پہونچ جاؤگی آج ماہ دولت کی زبان سے ایک غزل بھی سن لو اسے یاد رکھنا دیکھو ہمارے شہر کے اُستاد ناسخ والاجناب کیا خوب ارشاد فرماتے ہین

نظم

مر چکا ہون جلد ساقی سے کہو لائے شراب — صاف اگر باقی نہو ہی مغتنم لائے شراب
ہون وہ صاحب ظرف پی جاتا ہون خمہای شراب — ایک کوزے مین سما جاتا ہی دریاے شراب
بزم مین کیا دوڑتے پھرتے ہین ای ساغر کشو — دست ساقی کو کہون کیونکر نہ مین پاے شراب
مست ہون دیوانہ بھی اور سنگ زن اطفال بھی — غم نہین سر کا کہین ٹوٹے نہ میناے شراب
ساغر زاغ جنون سے مست مین دیوانہ ہون — کیا خرابات جہان مین مجھکو پرواے شراب
تجھسے کب ای محتسب ڈرتے ہین رند سر فروش — گر رہے ہین ہم سر بازار سوداے شراب
ہجر ساقی مین ہی ایسا شور بختی کا اثر — ٹپ ٹپ سرکہ ہو جائے جو میری بزم مین آئے شراب
ہو گیا لبریز ای ساقی پیالہ عمر کا — فرقت ساقی مین ہی کس کو تمناے شراب

سحر العجائب نے اس رنگ مین یہ غزل گائی مہران کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے کہا ای شہنشاہ ماشاء اللہ کیا کہنا الماس جگر خوار گھبرا کے اُٹھی کہا ای شہنشاہ آپ گا رہے ہین تو مین ناچونگی سحر العجائب نے کہا جلد اپنے مقام سے اُٹھو پھر خاتمہ ہو قارن نے کہا ای ملکہ مین بھی تمھارا شریک ہون قارن و الماس دونون ہاتھ تھام کے اُٹھے دونون کا اُٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے اور ساحر لینا لینا کہکر چلے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا چالیسون جادوگر بیہوش ہوے سحر العجائب نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجہ خواجگان
اُڑا آتا ہون کفار کے مین دھوان
فلک کی جو گردش کا سامان ہی
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مست مہتران
جھنکاتا ہون دشمن کو ہر دم عنان
نشان تھامری گرد پاپوش کا
کہ آقا ہمارا اچھا تگمیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرا امر ہی گلشن قیل و قال
مرا افسر ذی حشم نامدار

مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مری چال سے ہی صبا پائمال
امیر عرب شیر پروردگار

عمرو نیچہ پکڑے اُٹھا ملکہ خورشید برق و شش کو خواجہ مہران آسمان سیر کی صورت بنا کر لائے تھے یہ معرکہ اسطرح پر گذرا کہ جب یہان امیر گرفتار ہوے خواجہ عمرو فکر مین پھر رہے تھے کہ مین اپنے کو خدمت مین آقاے نامدار کے پہونچاؤن ایک صحرا مین بیٹھے رو رہے تھے کہ افسوس مین اپنے آقا سے جدا ہون کہ ملکہ خورشید آکے پہونچین مگر آبدیدہ کہا خواجہ تمنے سنا صاحبقران مرحلۂ قارن بن قدرت بن مقرون پر قید ہو گئے الماس نے بڑا مکر کیا صاحبقران نے بڑا دھوکا کھایا ہر چند کہ مین سحر مین اُس سے کم نہین ہون مگر مقدمہ مرحلۂ طلسم ہی اگر کسی آفت مین پھنس گئی تو رہائی دشوار ہوگی عمرو نے کہا ملکہ مجھکو لیچلو خواجہ بصورت سحر العجائب اور خورشید کو بصورت مہران بنا کر بشکل مذکور آکے پہونچے عیاری بن پڑی سب کو بیہوش کیا خواجہ نے جھپٹ کے الماس و قارن کو قتل کیا ملکہ خورشید نے برق چمکائی اور سب ساحرون کے سر اُڑ گئے عمرو نے سب کے کپڑے اُتار لیے صاحبقران کی قید خود بخود جسم سے دور ہوئی شیشۂ اسم اعظم کا ملکہ نے توڑ ڈالا صاحبقران ہوشیار ہوے خورشید نے قدمون پر

سر رکھدیا یاقوت تاجدار خواجہ کے گرد پھرنے لگا کہا خواجہ آپ خوب وقت پر پہونچے خورشید نے کہا ای شہریار ایسی غفلت آپکو لازم نہین اگر حضور لوح کو ملاحظہ فرما لیتے تو اس آفت مین مبتلا نہ ہوتے امیر نے فرمایا اب انشاء اللہ ایسا نہوگا اب قدم بقدم لوح کو دیکھتا رہونگا خواجہ عمرو نے کہا آقا غلام بھی ساتھ رہیگا امیر نے کہا طریقہ طلسم کشائی سے سراسر خلاف ہی مین تنہا طلسم کشائی کر جاؤنگا عمرو نے تمام مکان لوٹ لیا اسباب بہت نکلا ہرچند صاحبقران نے کہا خواجہ اس مال مین غازیون کا حق ضرور ہی عمرو نے کہا غازیون کے واسطے دانہ گھانس بہت ہی اپنے اپنے ٹھکان پر ہنھنایا کرین اب وہ تین ہزار جوان جو قید سے چھوٹے وہ بھی ہمراہ ہین یاقوت تاجدار کو بڑی خوشی ہوئی خورشید نے کہا حضور اب دیر نہ کرین دیکھیے لوح کیا خبر دیتی ہی امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیاح این عجائبات اگر خدا اپنا فضل کرے الماس جگر خوار سے مہلت ملے تو اُسی کے قصر مین بیٹھ کے یہ اسم ورد زبان کرو جو کچھ مقدمات ظاہر ہون لوح کو دیکھکر کام کرنا ملکہ خورشید ترٹپ کر بلند ہوئین خواجہ گلیم اوڑھ کے الگ ہوے صاحبقران نے ایک گوشے مین بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کردیا قضائے کار ایک نخل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہای بوقلمون اُسمین بے انتہا ہین ایک عندلیب خوشنوا اُسپر آکے بیٹھی اُس عندلیب نے شاخ گل پر بیٹھ کر زمزمہ سرائی شروع کی پہلو گل مین پھول کے بیٹھی ہی نظارہ چہرۂ محبوب جو نصیب ہوا ہی رقص کر رہی ہی دم محبت کا بھر رہی ہی رنگ محبت گل مین ڈوبی ہوئی بلبل کی خوش ادائی پر طفلان غنچہ مسکرا رہے ہین ایک آہو بھی چرا کرتا ہوا صحرا مین آیا دونون سنگوٹیان مثل زلف محبوب پیچ وتاب کھائی ہوئی پشت پر سفید لکیر مثل کہکشان فلک آہو نے جست کرکے جو طرارہ بھرا چند پھول جست کرنے سے آہو کے زمین پر گرے بلبل ترٹپ گئی پھولون کا گرنا بار ہوا آہو پر جھپٹ کے منقار ماردی اسقدر پر پشت آہو پر لگائے کہ آہو پھولون کو پامال نہ کرسکا ایک غنچہ بھی شاخ سے گرا تھا بلبل نواسنج نے اُس آہو کو بھگا کے غنچے کو منقار مین اُٹھایا شاخ گل پر بیٹھی زمزمہ سرائی تو موقوف کردی جا بجا تھی کہ غنچے کو اُسی مقام پر نصب کردون یا تو صاحبقران اسم حاشیۂ لوح پڑھ رہے تھے جوش طلسم کشائی مین سب کچھ بھولے ہوے تھے بلبل نے جو غنچے کو منقار مین اُٹھایا آہو کو بھگایا گلون کو پامال نہ کرنے دیا غنچے کو منقار مین لیے ہوے شاخ گل پر بیٹھی ہی صاحبقران نے اسم پڑھنا تو موقوف کیا اس تماشے کو بنگاہ غور دیکھا غنچے کے ٹوٹ کے گرنا آہو کا آنا یا تو جوش طلسم کشائی مین تھے یا اسم موقوف کرکے ایک آہ کی ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر تحریر کر چکا ہی کہ صاحبقران غنچۂ آرزوے دلشاد دختر شاہ طلسم پر عاشق ہوے تھے یا تو بالکل بھولے ہوے تھے اب اسوقت اس حرکات پر عندلیب کے صاحبقران کو یاد آگیا بیقرار ہوگئے آنکھون کے نیچے تصور غنچۂ آرزو پھر گئی اسم وغیرہ موقوف کردیا ترٹپنے لگے بیقرار و مضطر ہوکے پکار اُٹھے نظم

آہ مظلوم سے ڈرا کر | کرتے ہو شہید ہان لگا کر | باتین نہ کرو چھپا چھپا کر | عاشق پہ نہ بے سبب جفا کر
گل ہنستے ہین خوب کھلکھلا کر | ای دل ہی یہ مقتضای الفت | شکوے سے زبان نہ آشنا کر | روتا ہون چمن مین جا جا کر
توبہ توبہ خدا خدا کر | اللہ بچائے مرغ دل کو | بکھرتے ہین وہ زلف کو بنا کر | کیا نام بتون کا چپ رہا ہی
انصاف تو بندۂ خدا کر | ہاتھ اُسکی کمر مین ڈال ای دل | عنقا کو شکار برملا کر | کیا رحم سے کام ہی بتون کو
وہ آپ سے بیٹھے پاس آکر | قسمت نہ شب وصال جاگی | سوئے سر شام سے وہ آکر | ممنون ہین جذب شوق کے ہم
پچھتائے ہم اُنسے دل لگا کر | ای موت ہی جان وتن مین لاکر | ناخن سے نہ گوشت کو جدا کر | تار زیست نہ نام عشق لیکے
ہی سامنا بعد مرگ کسکا

غافل اعمال سے حیا کر
اندھیر نہ دن کو مہ لقا کر
خود کو صرف رہ فنا کر
بیٹھے مرے پاس سر جھکا کر
دیکھو تو ادھر نظر اٹھا کر
بو بسم لطیف کی سنگھا کر
بردے سے جمال کو دکھا کر

ما تھے کا جو مانگتا ہون بوسہ
دونی ہو تا بصارت چشم
عاشق سے نہ چاہیے کدورت
اللہ نے دی ہی گر بصارت
شعلے نکلین نہ کیون دہن سے
گر جاؤ گے خلق کی نظر سے

کہتے ہین کہ ہوش کی دوا کر
خاک اُسکے قدم کی توتیا کر
دل آئینہ ہی اُسے صفا کر
آنکھون کو نثار نقش پا کر
دل خاک کیا جلا جلا کر
سر پر اغیار کو چڑھا کر

بالون سے چھپا نہ روئے روشن
غافل لازم ہی فکر عقبی
صدقے اس شرم اس حیا کے
مشتاق نگاہ لطف کا ہون
دنیا کی بساط لوٹنے کھو یا
بیہوش کیا بزنگ موسی

صاحبقران نے اسم پڑھنا بالکل موقوف کیا اُس عندلیب خوشنوا نے غنچے کو منقار سے پھینکا اُڑکے چلی اب حال لکھنا اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا بھی ضرور ہوا کہ ملکہ غنچۂ آرزو اپنے باغ دلکشا مین گرد کنیزین آج جو شب کو محل مین گئی سحر العجائب نے آکے کہا بڑا غضب ہوا ای پارہ جگر اب بڑی مشکل ہوئی طلسم کشا کو لوح مل گئی وہ وہ ساحر قتل ہوے جنکا مثل ممکن نہ تھا غنچۂ آرزو کو کچھ تسکین ملی کلی آرزو کی کھلی بوقت سحر باغ مین شگفتہ ہوکے آئین کنیزین پرا باندھے کھڑی ہین ملکہ صحن باغ مین آکر بیٹھین کنیزون سے کہنے لگین کہ صاحبو طلسم کشا لڑتا بھڑتا چلا آتا ہی الماس جگر خوار نے گرفتار کیا تھا وہ بھی قتل ہوئی دیکھیے اب والی کیا انتظام کرتے ہین لاکھون جادوگر واسطے انتظام کے بھیجے گئے ہین ہر ایک کو یہی حکم ہی کہ جسطرح ہو سکے مکر سے سحر سے زور سے زر سے طلسم کشا کو گرفتار کرو زندہ نہ بچین ہر طرف سے ساحر گئے ہین اُنکا خدائے نادیدہ دشمنون کے شر سے اُنکو بچائے ایک جری دبہادر اُسکے لاکھون دشمن یہ باتین کر رہی تھین کہ دیکھا ایک عندلیب خوشنوا اُڑی ہوئی جاتی ہی غنچۂ آرزو نے آواز دی ای عندلیب جادو کہان جاتی ہو کہا واری مین نے اپنے دام مکر مین طلسم کشا کو پھنسایا پایا تو اسم پڑھ رہے تھے اب کچھ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین ملکہ نے کہا تونے کیا حرکت کی عندلیب جادو نے کہا غنچۂ گل جو شاخ سے ٹوٹ کے گرا مین نے اُسکو منقار مین اُٹھا لیا طلسم کشا بیتاب ہو گیا رنگ تبدیل ہوا اُسوقت سے اسم نہین پڑھا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین مین شہنشاہ کو خبر کرنے جاتی ہون اب بلا نازل ہو گی طلسم کشا گرفتار ہو جائیگا ساحران غدار فکر مین چلینگے ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے طرف اپنی کنیز نسترن کے دیکھا کہا ای نسترن حقیقت مین کیا خوب کسی نے شعر کہا ہی فرد میان عاشق و معشوق رمز یست ۔ کراماً کاتبین را ہم خبر نیست ۔ اور اس مقام پر میان نعمت خان عالی کیا خوب ارشاد فرماتے ہین دل کو عاشق کے برماتے ہین اشعار

بسکہ عاشق در خیالش گفتگو دہن ملیجا کند
تا شدی در سینہ پنہان آرزو در خاطرم
ہر نگاہ چشم حیرانش بہائے یوسف است
مردم ای یاران گران جان اندچون سنگ مزار
عالی از خود رفتہ دل در فکر یارے گم شدہ است

نامۂ اعمال را برگ گل رعنا کند
ہر نفس گرد و برنگے تا ترا پیدا کند
گر تو سودا سیکنی عاشق دکان را وا کند
کو سبک روحی چو بوئے غنچہ در دل جا کند
سید ہم جان مژدگان گر کسے پیدا کند

کیون نسترن اگر یہ جاکے شاہ سے کہیگی تو کیا ہوگا نسترن نے کہا واری بڑی آگ لگیگی ملکہ نے باتون مین عندلیب جادو کو روکا ملکہ چاہتی ہی عندلیب کو جانے نہ دون اگر یہ جائیگی تو بڑی آفت برپا ہوگی یہ کہکر کہا ای عندلیب جادو ذرا ٹھہرئے جانا کہا واری طلسم کشا کے مددگار بہت ہین ایسا نہو کوئی ہوشیار کردے

جلد انتظام ہو اگر طلسم کشا نے پھر اسم پڑھ لیا پھر ہمارا مطلب دلی بر نہ آئیگا عندلیب نہین مانتی جا ہتی ہی جلد جا کے شاہ سے خبر کرون پھول نرگس کا غنچہ کے ہاتھ مین تھا ملکہ نے کہا کیون عندلیب جادو تجھکو پھول سے بڑی محبت ہی دیکھ تو یہ پھول کیسا ہی عندلیب جادو نے پھول ہاتھ مین لیا یہ بھی اسنے پہلے کہدیا تھا کہ مین جو شہنشاہ سے کہونگی وہ دس ساحرون کو روانہ کردینگے وہ جادوگر جا کے آفت برپا کردینگے اور اگر مین نہ پہونچی تو مالک مرحلہ سمندر آب بار فکر کریگی مگر مین نے جو کار نمایان کیا خلعت کی امیدوار ہون اور دوسری تدبیر بھی ہو جائیگی یہ کہکر اسنے گل نرگس سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہوئی نسترن کنیز کہ رازدان ہی یہ سمجھ گئی کہ ملکہ نام پر طلسم کشا کے جان دیتی ہی نسترن نے کہا واری اب کیا ہوگا کہا نسترن مین تیرے صدقے ہو جاؤن تو اپنے کو خدمت طلسم کشا مین پہونچا دیکھ تو کیا کر رہے ہین اگر تجھسے ہو سکے تو جا کر ہوشیار کردے یہ تو بات راز کی ہی اگر موقع پانا تو عندلیب جادو کے حال سے آگاہ کرنا کہ ای صاحبقران آپ طلسم کشا ہین لوح کو کیون نہین دیکھتے نسترن نے کہا مین ابھی جاتی ہون جب یہ جانے پر آمادہ ہوئی تو ملکہ نے اسکے گلے مین ہاتھ ڈالکے کہا ای نسترن تجھے ہمارے سر کی قسم اگر ہو سکے تو مدد بھی کرنا عندلیب جادو گو تو مین نے نہین جانے دیا ہی مگر قضاے کار عندلیب کی بہن بلبل بے خانمان نخل چنار سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی صاحبقران جو سیر باغ دیکھنے لگے مبہوت سے بیٹھے ہین غنچۂ آرزو کا صحرا مین ملنا یاد آیا حیران ہین کہ کیون ای امیر اب غنچۂ آرزو تک کیونکر پہونچنا ہوگا اُس نخل خلد منزل تک کیونکر رسائی ہو اسی سوچ مین امیر بیٹھے ہین اور بلبل بے خانمان نے یہ تو دیکھا کہ میری بہن عندلیب جادو نے عجب شعبدہ کیا کہ طلسم کشا دیکھنے سے لوح کی اور پڑھنے سے اسم کے محروم ہین یہ سوچ کر ایک آواز چیخ کے دی ای سمندر آب بار اب جلد اپنے کو پہونچاؤ یہی وقت گرفتاری طلسم کشا ہی بلبل بے خانمان نے جو یہ آواز دی غنچے مسکرائے گلون نے آنکھین کھولین نرگس کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے زلفین عنبرین کو درست کیا عروسان چمن نے اپنے کو چالاک و چسپت کیا ایک مقام پر سے زمین شق ہوئی امیر نے دیکھا زمین شق ہوئی ملکہ خورشید برق وش نے زمین سے سر نکالا تھر تھر کانپتی ہوئی قریب آئین کہا ای شہریار سارے طلسم مین ایک کھلبلی پڑی ہوئی ہی حضور کیون حیران حیران چہار جانب نگران ہین مین ابھی آپکو دربار شاہان طلسم مین لیے چلتی ہون آپکو دربار مین شاہون کے فوراً پہونچا دونگی وہان پہونچ کر خنجر رستمانہ کھینچیے تیغۂ برق مثال چلکیے اگر آپنے دو نوق تمرامون کو مار لیا تو طلسم فتح ہو گیا مرحلہ جات اگر نہ ٹوٹین تو کچھ نقصان نہین مال طلسمی پر قبضہ ہو جائیگا قلب حضور کا تسکین پائیگا لیکن لوح طلسمی مجھکو دیجیے مین اسکو پختہ کردون امیر یاد مین ملکہ غنچۂ آرزو کے ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ اسوقت خورشید کی باتون پر یقین کامل ہوا کہ یہ جان دیے ہوے بربادی طلسم کی تدبیرین کر رہی ہی ساحرۂ زبردست بادۂ عشق و عاشقی سے مست امیر نے گلے پر ہاتھ ڈالا خورشید اسی طرح کی باتین کر رہی ہی کہتی ہی ای شہریار اب آپنے طلسم فتح کیا اب مشکلین نہ پڑینگی کوکب کو بھی ہم رہا کرا دینگے اب سب مشکلین آسان ہوئین جیسے ہی امیر نے گلے پر ہاتھ ڈالا نسترن جادو فرستادۂ غنچۂ آرزو ایک طائر کی شکل پر پہونچی دیکھے تو یہان عجب رنگ ہی طلسم کشا دنگ ہی سمندر آب بار بصورت خورشید برق وش طلسم کشا سے لوح لیا جاہتی ہی دیکھتے ہی کبتیاب ہو گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا نے لوح دیدی تو پھر یہ ملعونہ دریا دکھائیگی طلسم کشا کی آبرو پر بنیگی پکار اُٹھی ای شہریار مقام افسوس ہی کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ نہین فرماتے

لوح کو جلد ملاحظہ فرمائیے آپنے لوح طلسمی دی اور غضب ہوا امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ آواز دینے والا
تمھارا دوست ہی اگر تمنے لوح دیدی پھر تمھاری جان نہ بچیگی یہی لوح اسکے جسم سے مس کر دیجیے سمندر نے
پلٹ کر طرف طائر کے دیکھا کہ یہ طائر نے کیا آواز دی پکار اُٹھی کہ او فتنہ انگیز مین نے تجھکو پہچان لیا اتنے عرصے
مین صاحبقران نے لوح طلسمی جسم سے خورشید نقلی کے لگا دی اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی او طلسم کشا
غضب کیا مگر کہان جائیگا منہ سے سمندر کے ایک شعلۂ آتش نکلا اُس سے سارے جسم مین آگ لگ گئی
دم بھر مین جل کے خاک ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من سمندر آب بار بود وہ طائر زمین پر گرا امیر نے
دیکھا ایک کنیز کمسن چلی آتی ہی آکے اُسنے کہا ای شہریار ملکہ غنچۂ آرزو دلکشا نے بعد اشتیاق ملاقات کے
عرض کیا ہی کہ طلسم کا ایک ایک گل بوٹا آپکے واسطے خار ہی بہت ہوشیاری سے کام کیجیے امیر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ای
نازنین تجھکو واسطہ اپنے دین و مذہب کا مجھکو ابھی پاس اپنی ملکہ کے لیچل مین اُسی کے اشتیاق مین مبہوت ہون
اسوقت کسی چیز کا ہوش نہین ابھی عندلیب نے عجب رنگ دکھایا غنچہ کو زمین سے اُٹھایا چاہتی تھی شاخ
پر نصب کرے یہ کیفیت جو مین نے دیکھی بس تصویر خیالی ملکہ کی میری آنکھون کے نیچے پھر گئی بقول مصنف
فرد ہون تصور مین تمہارے صورت تصویر گل ؎ جسم بجسم ہی مرا پیکر بیجان کی طرح ؎ ای قاصد ملکۂ عالم
نام نامی تو اپنا بتا دے کہ اسوقت ملکہ نے تجھکو ہم تک بھیجا ہمارا یہ مطلب نکل گیا کہ سمندر آب بار کو
مین نے قتل کیا نسترن نے دیکھا کہ انکی باتون سے اشتیاق پیدا ہی یاد زلف معنبر مین پریشان تصور مین
آئینہ رخ کے حیران بیتاب و بیقرار آہ آہ کرتے ہین کہا حضور اب کنیز کو جلد رخصت کیجیے یہان میرا زیادہ
ٹھہرنا مناسب نہین مین مقرب صحبت ملکۂ عالم ہون اگر کسی بدانداز نے اس خبر کو سن لیا یا مجھکو یہان
دیکھ لیا ملکہ پر گمان کریگا اور وہان شاہان طلسم سے جا کر کہدیگا ملکہ سے یہ صدمات نہ اُٹھ سکینگے اگر
سحر العجائب وغیرہ نے انکی گرفتاری کا قصد کیا وہ فوراً جان دیدینگی نسترن نے جو یہ باتین کین امیر
نے جلدی ہاتھ چھوڑ دیا قصد کیا تھا نسترن نے اب چلون کہ پہلو سے نعرہ ہوا باش او لکاتہ مین نے
تجھکو پہچانا منم ذخار جادو برادر سمندر دیکھا امیر نے کہ ایک ساحر زبردست جھومتا ہوا پیدا ہوا
جیسے برق تڑپ کے آسمان سے گرتی ہی اسطرح ستون پر گرا نسترن کی گردن لی یہ بھی کہتا جاتا ہی کہ مین نے
پہچانا تو ہی نے میری بہن کو قتل کرایا اب تجھکو شاہ کے سامنے لیچلونگا نسترن نے آواز دی یا امیر
غضب ہوا مجھکو ذخار جادو لیے جاتا ہی امیر نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا اگر ذخار نسترن
کو لیگیا تو تمھارے دوست کا پردہ کھل جائیگا یہ بھی امیر نے دیکھا کہ ذخار جادو بلند ہو چکا نسترن مثل
مرغ بسمل تڑپ رہی ہی مگر اسکے پنجۂ قدرت سے نہین چھوٹتی امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر کو بچر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا اُسنے تیر کو جلا دیا اسطرح امیر نے کئی تیر لگائے اسنے سب کو
جلا دیا تیرون نے خطا کی امیر تڑپ کے رہگئے دل مین کہتے ہین کہ یا صاحبقران غضب ہوا جو نسترن
کشتنی تھی وہی بچ ہوا اگر یہ گرفتار ہوکے سامنے تمکو اموق کے گئی کنیز ہی اگر کہہ بیٹھی کہ مجھکو ملکہ نے بھیجا تھا
امیر اس سوچ مین کھڑے ہین یاد مین غنچۂ آرزو کے سب کچھ بھولے ذخار جادو لیکر نسترن کو چلا
ایک صحرا مین آکے ٹھہرا نسترن کو نخل سے باندھ دیا متوجہ ہوا اسے بیہوش ہو گئی تھی اسنے ہوشیار کیا
کو ٹکرا کر کھڑے سامنے آیا کہا کیون نسترن اب تیرا کیا حال کرون نسترن نے آنکھین کھولکے دیکھا کہ ایک

ساحر کھڑا ہی اور کہہ رہا ہی کہ تو نے طلسم کشا کو کیون ہوشیار کیا اور سمندر آب بار ایسی ساحرہ کو قتل کرایا بھلا
کیا نفع ہوا یہ کہکر اسنے ایک کوڑا مارا نسترن بلک گئی جسم کی بوٹیان اڑنے لگی بلک کے اسنے کہا ای ذخار
مین جسکی کنیز ہون اُسنے جو حکم دیا وہ مین بجا لائی میری کیا خطا ہی اگر مجھکو سزا دینا چاہتا ہی تو کوڑا نہ مار ایک ہاتھ
تلوار کا مار دے کہ سر اُڑ جائے یہ صدمے میرے اُٹھانے کے لائق نہین ہین مجھکو قتل کر ڈال مگر انصاف شرط ہی
کہ مالک نے میرے مجھکو بھیجا تھا مین کیونکر نہ اُسکے حکم کو بجا لاتی ذخار نے کہا ای نسترن زیادہ باتین نہ بنا کیا
تجھکو ملکہ غنچۂ آرزو نے بھیجا تھا وہ بھلا کیون اپنے باپ کا گھر برباد کرتین نسترن ایک کوڑا کھا چکی ہی نہایت
بیچین ہی ضبط نہو سکا کہنے لگی کہ وہ تو طلسم کشا پر جان دیتی ہین ایک روز صحرا مین برائے شکار گئی تھین وہان
طلسم کشا سے آنکھ لڑی اُسی دن عاشق ہوگئے آئین جیسے طلسم کشا اُنکے واسطے وہ برائے طلسم کشا بیقرار ہین
آٹھ پہر رویا کرتی ہین عندلیب جادو کو گرفتار کر لیا بیہوش کرکے ایک چمن مین ڈال دیا مجھکو اسواسطے بھیجا
تھا کہ جاکے طلسم کشا کو آگاہ کردے دشمنون کے شر سے بچالے مین چلی آئی میری اسمین کیا خطا ہی جو مالک نے
حکم دیا وہ کیا ذخار جادو نے کہا مین ابھی جاکر ملکہ کو بھی گرفتار کراتا ہون ہر چند کہ وہ دختر بلند اختر بادشاہ
طلسم ہی صاحب قہر و خشم ہی مین جاکر غفلت مین سحر کرکے بیہوش کر لونگا یہ کہکر اُٹھے کنیز کو درخت سے کھولا
کمر مین پنجہ دیا چاہتا ہی کہ لیکر اُڑون کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی ذخار جادو آواز کی طرف
متوجہ ہوا دیکھا ایک عورت منھ ڈھانپے ہوئے رو رہی ہی ذخار نے نسترن کو پھر نخل سے باندھ دیا آپ
قریب آیا چادر عورت کے منھ سے ہٹائی اب جو اُس نازنین سے آنکھین چار ہوئین نازنین نے پھر منھ ڈھانپ
لیا اور کہنے لگی ای شخص تو نامحرم ہی میرے قریب چلا آیا مجھکو کیون ہاتھ لگایا ذخار جادو صورت زیبا دیکھکر
بیقرار ہوا بخوشامد پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہی اُسنے شرما کے چپکے سے کہا مین خواجہ جمشید بازرگان
کی دختر ہون میرے باپ کا قافلہ اس صحرا سے جاتا تھا مین بھی اُنکے ہمراہ تھی کہ قزاق آکے گرے سب مال
لوٹ لیا سب سے آدمیونکو جان سے مار ڈالا نہین معلوم میرے باپ پر کیا گذری مین نے یہ معرکہ دیکھکر
اپنے تئین ایک جھنڈی مین چھپا دیا تین روز ہوئے بے آب و دانہ اس جنگل ویران مین پڑی ہون
ایسا نہو کوئی جانور درندہ مجھکو کھا جائے ذخار جادو نے جو یہ سانحۂ مذکور سنا بوفور محبت پاس بیٹھ گیا کہا
ای نازنین مہ جبین مین شہنشاہ نور افشان کا سردار معزز و سرفراز ہون بڑے ساحرون مین ممتاز ہون
یقین ہی کہ اب مجھکو عہدۂ وزارت ملیگا تجھکو خاتون محل قرار دونگا قزاقون کو گرفتار کرادونگا مان باپ کو تیرے
قید سے چھڑا دونگا اُس نازنین نے کہا صاحب اگر تمکو اسوقت میرے حال زار پر رحم آیا تو اتنا احسان اور کرو
ایک ہاتھ تلوار کا مار دو کہ مین اس کشاکش سے نجات پا جاؤن ذخار نے کہا میری جان تیرے نثار ہی مین تمکو اپنے
ساتھ لیچلونگا یہ کہکر نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میرے ساتھ چلو مین تخت سحر تیار کرکے اُسپر بٹھا لونگا وہ جو سامنے
نخل سے کنیز بندھی ہوئی کھڑی ہی اُسکو بھی لیلون تو چلون وہ نازنین شرمائی ہوئی اُٹھی ساتھ ساتھ ذخار کے چلی
چند قدم چل کے گر پڑی کہا صاحب بھوک کے مارے میرا عجب حال ہی قدم اُٹھانا محال ہی ذخار نے پھر ہاتھ تھام لیا
نازنین نے کہا صاحب میرا ہاتھ چھوڑ دو دیکھو کوئی اور مرد چلا آتا ہی ذخار اُدھر ملتفت ہوا نازنین نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرہ خواجہ عمرو
زمانے کا مکار و غدار ہون

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرا تیز رفتار گر ہو قدم

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم

ترا شندۂ ریش کفار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

نہ پاوے مری گرد پاپوش کو | دونده جہانگرد طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

عمرو نے نعرہ کرکے حلقے کمند کے مارے اسکی گردن و کمر مین پیچ ہوے لڑکھڑا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے خنجر مار دیا نیمچہ عمرو کا ٹوٹ گیا ذخار نہ مرا ادھر صاحبقران پریشان و حیران اُٹھے گوشے سے نکلے نسترن کے گرفتار ہونے کا بڑا صدمہ ہے مڑ کر دیکھا خواجہ نے ذخار کو نیمچہ مارا مگر وہ نیمچہ ٹوٹ گیا کچھ اثر نہ کیا امیر نے آواز دی ای دوست صادق ای یار موافق یہ تمنے بڑا کام کیا یہ ملعون نسترن کو گرفتار کرلایا تھا وہ بیچاری کیا ہوئی عمرو نے کہا وہ سامنے نخل سے بندھی ہے اس ملعون نے بڑے صدمے پہونچائے امیر نے آکے تیغۂ عقرب سلیمانی سے ذخار کو قتل کیا نسترن قید سے چھوٹی روتی ہوئی سامنے صاحبقران کے آئی عرض کی ای شہریار خواجہ نے بڑا اکرام نمایان کیا کنیز پر بڑے بڑے صدمے گذر گئے صاحبقران کو بڑا افسوس ہوا فرمایا ای نسترن کوئی صورت ایسی بتا ذکر ملکہ کو ایک نظر دیکھ لین ہماری تو اب عجب کیفیت ہے بقول آتش نظم

عشق اُسکا جان کھوتا ہے برنا و پیری کی
سیدھی ہے جو سمجھے تو اگر اُلٹی کبیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجیے
تاثیر اسمین بھی ہے دعاے اسیر کی
زنجیر ہوگئی ہین بدن کی مرے رگین
زنجیر مین ہماری صدا ہے فقیر کی
خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلیے
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہمصفیر کی
دیکھا شمشیر کار نہ دیوانے کا کوئی
لی ہے قسم تبرون سے خداے کبیر کی
جیسا کہ شادمان ہون زندان زرد مین
بو آتی ہے ہمارے دہن مین سے شیر کی
تیری زیادتی مین ہوگی کبھی کمی
رخ مین صفا ہے سینۂ روشن ضمیر کی
دیکھے اگر مرا دل سودا زدہ زلف
کودک مزاجی مجھکو خوش آتی ہے پیر کی

اُس شاہِ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی
صحرا سے لیچلا ہے ہمین شہر کی طرف
مولا مرے سوال ہے صورت فقیر کی
غافل نہ مثل برق ہو شادی سے خندہ زن
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی
اللہ ری اُس صنم کے بدن کی ملاحت
رنگ اسمین ہے گلال کا بو ہے عبیر کی
وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہِ حسن کا
اس بادشاہ کو نہین حاجت وزیر کی
جسمین تو دے مین شریک ہے علی اپنی خلق کی
شیعہ کو یہ خوشی ہے شب عید غدیر کی
آنکلے گی کدہر سے کمان یان سے جانگیر کی
ای عشق خیر چاہیے حسن شریر کی
تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کرون
ہر مو سے ہو بلند صدا دارہ گیر کی
اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نہ سنا

بیہودہ گفتگو نہین مرد فقیر کی
گم ہوگئی ہے عقل جنون سے مشیر کی
پیدا کریگا یوسف گم گشتہ جذب عشق
باران غم سے ہے گِل آدم خمیر کی
دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی
دم بند اُسکا زمزمون نے میرے کر دیا
سودے مین جسکے بکتی ہے گودڑی فقیر کی
چھیڑا ہے مین نے جلکے برہمن کو دیر مین
حسرت ہی رہگئی لب معشوق تیر کی
اُس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام
اول کی کچھ خبر ہے نہ ہے کچھ اخیر کی
اُس ماہ چار دہ کو ہے حاصل کمال حسن
طفلی مین تجھ سے سال چھپکتی تھی پیر کی
اپنی شرارتون سے نہ باز آئے آسمان
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی

نسترن نے عرض کی داری جسوقت آپ باغ سیاہ فتح کرینگے اُسوقت ضرور باغ ملکہ مین گذر ہوگا امیر نسترن سے یہ باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نسترن نے عرض کی ای شہریار اور ساحران غدار آپکی تلاش مین آتے ہین سیر اُٹھنا مناسب نہین ہے نسترن تو چلی گئی دیکھا یاقوت تاجدار تین ہزار جوان ساتھ امیر نے فوراً لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ طلسم کشا یہ سب تمھارے سردار ہین تمھاری تلاش مین آتے ہین یاقوت نے جو صاحبقران و عمرو کو دیکھا عرض کی ای شہریار غلامان جانباز نے صرف ایک آواز سنی تھی کہ ای اہالیان طلسم مبارک ہو طلسم کشا قید ہوگیا اس صدا کو سنکر دل ہمارا بیقرار ہوگیا تاب نہ باقی رہی آپکی تلاش

مین نکلے شکر ہی کہ آپکو بصحت وعافیت پایا امیر نے فرمایا ہان گرفتار تو ہو گئے تھے مگر حافظ حقیقی نے بچالیا دو
اُفتادین پڑین دو لون سے نجات پائی ابھی ذخار جادو کو مین نے آکر مارا مگر تم سب صاحبون کا اسوقت
آنا بہت غنیمت ہوا مین نہایت کسلمند تھا تین شبانہ روز ایک طور پر گذرے مین نے طلسم ہزار اسپ
مین جب داخلہ کیا تھا وہان کے بھی ساحر بڑے بڑے مکار و غدار تھے مگر یہان کے ساحر اُنسے زبردست
اور حیلہ ساز ہین خداوند کریم ان ملعون کے مکر و غدر سے بچائے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی امیر
داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے تین ہزار جوان بھی گرد بارگاہ اُترے سردارون نے اپنے اپنے خیمے استادہ
کیے بارگاہ امیر کو مثل دل کے بیچ مین لیے ہوے صاحبقران بارگاہ مین خواجہ کا ہاتھ تھامے ہوے فرمارہے
ہین کہ خواجہ کسی تدبیر سے اپنے کو خدمت مین ملکہ غنچۂ آرزو دلکشا کی پہونچاؤ دیدار ملکہ کا دل مشتاق ہی ایک
ایک پل جدائی ہمپر شاق ہی عمرو نے کہا آقا کوشش کرونگا یہ باتین کر رہے تھے کہ ایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر
پیدا ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ پوش پشت پر اُسکے بارہ ہزار آدمی سب سیاہ کپڑے پہنے ہوے علمہاے
سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے مقابلے مین لشکر صاحبقران کے آگے اُترا انسانے آگے آواز دی کہ اے طلسم کشا
منم سیہ پوش جادو بہتر یہ ہی کہ یہان سے اب پلٹ جائیے اب ایک قدم آپکو آگے نہ بڑھنے دونگا مجھکو
حکم ہی شاہان نور افشان کا کہ طلسم کشا کو جلد گرفتار کر کے لاؤ اگر آپ پلٹ جائین تو مین شاہون سے
جاکر عرض کر دونگا کہ طلسم کشا سے ملاقات نہین ہوئی مین جس مقابلے پر گیا کبھی خالی نہین پلٹا تین دن کی
آپکو مہلت ہی یہ کہکر لشکر مقابلے مین اُتارا صاحبقران نے جواب مین کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی اجل تیری شاید
گریبان گیر ہی یہی تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر امیر داخل بارگاہ ہوے سیہ پوش جادو لشکر مین داخل ہوا
مگر طبل جنگی نہ بجوایا صاحبقران نے انتظار کیا جب فسترن گئی تھی تو اُسنے اتنا کہا تھا کہ اے شہریار
یہان سے تین کوس پر باغ ہی کہ اُسکو باغ گلعذاران کہتے ہین وہان ملکہ تشریف لاتی ہین اگر آپ شب کو
وہان جائینگے تو کیا عجب ہی کہ ملاقات ہو جائے صاحبقران کو یہ بات یاد تھی پہر رات گئے دربار برخاست
کیا خواجہ کو اس بات کا خیال نہ تھا امیر سے وعدہ کیا کہ مین پتہ لگاؤنگا جب رات زیادہ آئی دل امیر کا
بہت گھبرایا اُٹھ بیٹھے خیال آیا کہ اسوقت چل کے اپنے محبوب مطلوب کو دیکھ آئین باغ بتایا ہوا تھوڑی دور
ہی راہ طی ہو جائیگی یہ سوچ کر لباس شبروی جسم پر آراستہ کیا تیغۂ عقرب سلیمانی کو بغل مین دبایا اُسی شب
تیرہ و تار مین راہی ہوے صحرا کا سناٹا درختون کی ہوا بڑے بڑے پہاڑ جب ہوا چلتی ہی پتے کھڑکھڑا
گرتے ہین جانوران درند کی آوازین کسی طرف سے شیر ببر دھڑوکا مار کے نکلا کسی جانب سے اژدہا منہ
سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا ظاہر ہوا کسی سمت ماران سیاہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین صاحبقران
جوش اشتیاق ملکہ مین چلے جاتے ہین قلیل رات باقی ہی کہ اُسی صحرا مین دور سے ایک سمت روشنی معلوم
ہوئی صاحبقران نے بہ نگاہ غور دیکھا تو چار دیواری باغ کی معلوم ہوئی جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا
کہ دروازہ باغ کا بند ہی سناٹا معلوم ہوتا ہی امیر پہلو پر باغ کے آئے دیوار پر کمند ماری کسی نخل
مین جاکے بچی ہوئی امیر کمند مار کے دیوار باغ پر آئے دیکھا کہ باغ مین سناٹا پڑا ہی امیر دیوار سے اُترے
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھے یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ آرزو دلکشا بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اُٹھین کہا صاجو اسوقت
میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو آتا ہی کیا کرون صحن باغ مین چلو ذرا روشنی کرو عجب مزاج کی کیفیت ہی جی چاہتا ہی

طرف صحرا کے نکل جاؤن کیون بوا نسترن صاف کہو تمنے ہمارے واسطے تکلیف اُٹھائی یہ تو بتاؤ کہ طلسم کُشا کس کام مین ہین کیونکہ وہان کی خبر ملے نہایت پریشان ہون نظم

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند / کبتک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند
اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم / دن رات رہا مثل حباب اپنا مکان بند
ہم الفت دین ہی اسے ہم لذت دنیا / وہ گنج ہی دل جسمین ہی نقد دو جہان بند
منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا / آنکھین تو کھلین مین مری لیکن ہی زبان بند
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود ہی وان بھی / گر شیشۂ ساعت مین رہے ریگ روان بند
پھرتا ہی یہ کوئی تو ترے کوچے مین شب کو / تا صبح نہین ہوتی ہی آمد زسگان بند
تنگ آکے شب وصل مین ہو جاے برہنہ / اندام کو اُس گل کی قبا سے ہون گران بند
سبزہ گلستان ہون چلے باد بہاری / کھولے اُسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند
آوازہی کوچۂ قاتل سے ہی آتی / ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یان بند
سودے نے تری زلف مسلسل کے کیے ہین / زندان محبت مین ہزارون ہین جوان بند
دکھلائیگا اللہ مجھے یار کا کوچہ / مدفن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند
قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی / آتش خفقانی کو قیامت ہی مکان بند

نسترن نے عرض کی واری صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے یہ تو خبر کنیز دیتی ہی کہ سیہ پوش جادو بڑے زور و شور سے مقابلے مین اُترا ہی کچھ مکر و غدر کی فکر کر رہا ہی اب اُنکا خدا ہے نادیدہ اُس ملعون کے ہاتھ سے اُنکو بچائے ادھر ذرغۂ نخلستان مین سے صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے آکے چبوترے پر فرش بچھایا ملکۂ غنچہ دہن آرزو سے لکشا کو دیکھا کہ گل سا چہرہ مرجھایا ہوا بال پریشان حسن مین لاثانی آئینۂ رخسار پر حیرانی اُسوقت صاحبقران کی بیقراری ہر مرتبہ یہی قصد کرتے ہین کہ جاکے قدمون پر سر کو رکھدون اور دست بستہ عرض کردون کہ نقاب اُتار لیجیے اب ہمسے بار سر نہین اُٹھتا مگر جبر کرکے رک جاتے ہین دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی ملکہ بھی چونکنی چہار جانب دیکھ رہی ہلاتی ہین فرماتی ہین کہ آج کیا ماجرا ہی کہ بیتابی کو ترقی ہی جی چاہتا ہی گریبان چاک کردن بوے لباس صاحبقران آتی ہی طبیعت لہراتی ہی نسترن ہر مرتبہ سمجھاتی ہی کہ داری مین نے شہریار سے کہدیا تھا کہ بعد فتح جنگ سیاہ پوشان اب باغ گلعذاران مین آئیے اب یہ دعا کیجیے کہ پروردگار انکا سیہ پوش بے انکو مہلت دے آئینۂ آرزو مین صورت فتح و ظفر دکھائی دے رنج و غم دفع ہون ملکہ نے کہا ای نسترن ہمین اُم بخت واژگون و طالع نگون سے یہ اُمید نہین کہ باغ سیاہ پوشان فتح ہو اور ہم اُنسے بخیر و عافیت ملین باغ مین دیکھو ہر وقت انقلاب ہی دیکھا غنچہ کھلا گل ہوا عندلیبان خوشنوا پھول کے پہلو سے گل مین بیٹھین زمزمہ ہوا اُسی وقت گلچین آیا اُسنے دست تعدی دراز کیا پھول کو توڑ لیا بلبل بحسرت نگران ہی کہ صیاد کا گذر ہوا اُسنے دام بچھایا بلبل گرفتار ہوئی کنج قفس جاے مسکن ہوا بلبل کا کچھ زور نہ چلا عاشق و معشوق دونون کو ثبات نہین ہم بھی مثل حباب لب جو دنیا سے کنارہ کیے ہوے ہین زندگی کا کیا بھروسا اگر بعد ہمارے اُنسے ملاقات ہو تو میری طرف سے عرض کرنا ای شہریار وہ کشتۂ تیغ حسرت دنیا سے انتقال کرگئی اب قبر پر جاکے فاتحہ پڑھیے کیا عجب ہی کہ تشریف لائین ہمکو یاد کرین ہماری روح کو شاد کرین نظم

چون کند پردہ نشین چہرہ نور افشان را
دوش بر دوش رود دانۂ اشکم زنظر
بے مہ روے تو روشن نہ شود خانۂ دل
غنچۂ شیرین نہ کند لب زتبسم بہ چمن
نالہ آہستہ کہ خاموش محبت مخفی

پنجہ در پنجۂ مژگان کنندم مژگان را
حلقہ در حلقہ بود سلسلۂ طوفان را
بے سر زلف تو ایمان نہ بود ایمان را
پُر ز خوناب جگر تا نہ کند دامان را
صید صیاد کند بلبل خوش الحان را

نسترن نے عرض کی واری کیون اسقدر حضور مایوس ہوتی ہین خدا نے چاہا تو بہ لطف ملاقات ہوگی یہ کلام حسرت انجام سنکر صاحبقران کو تاب نرہی بیقرار ہوکے آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان یہ مصیبت زدہ حاضر ہی اپنی محفل خلد منزل مین ہمکو بھی جگہ دیجیے یہ کہکر صاحبقران بیتابانہ دوڑے ملکہ نے پلٹکر دیکھا امیر لباس شبرنگی پہنے ہوے تیغہ برق مثال بغل مین دبا ہوا دیکھتے ہی ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین پکارکے آواز دی ای شہریار ذیوقار آئیے تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؛ جھپٹ کے صاحبقران جو چلے ایک نخل کی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نہین معلوم کتنے عرصے تک بیہوش رہے آنکھ جو کھلی دیکھا خواجہ عمرو سر زانو پر رکھے ہوے کہ رہے ہین کیون شہریار خیر تو ہی کیا آپ بدخواب ہوے امیر نے بہ نگاہ حیرت طرف عمرو کے دیکھا کہا ای یار وفادار یہ کیسے عجائب وغرائب ہین کہان تھا اب کس مقام پر ہون جی چاہتا ہی گریبان چاک کرون یہ کیا ستم ہوا کاشکے روح قالب خاکی سے نکل جاے کیا کہون کیا سانحہ گذر گیا دل میرا قابو مین نہین ہی جی چاہتا ہی خودکشی کرون نظم

خیالِ یار مین دل شادمان ہی
تماشا ہی تہ آتش دھوان ہی
تکلم ہی غلط ہی اُس صنم کا
طلوعِ صبح ہی وقتِ اذان ہی
نقاب اُلٹی گلِ عارض سے اُسنے
کرو دل کا مثالِ آسمان ہی
ہما تا کوے جانان مجھکو پہونچائے
زمین فیض قدم سے آسمان ہی
خیالِ زلف مین نالان جو ہی دل
کعبو پائے حسینان آشیان ہی
غزل اک اور پڑھیے اس زمین مین

نہین ہی غم جو نظرون سے نہان گنج
تصور سیم تن کا دل مین ہی گنج
خدا کی طرح گویا بے دہان ہی
سراپا ہون غمِ فرقت سے مین زرد
گلِ خورشید کی بھی اب خزان ہی
نہ کیون اُس شمع رو کے گرد ہو خلق
کہ نامہ بر مرا جو استخوان ہی
دہان سنگ مین ہی مانند مشعل
لبسان اژدہا آتش فشان ہی
ہر اک اُنگلی ہی اُسکی شمع کافور
کہ سب مشتاق بزم دوستان ہی

مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی
خیال یار کا کل پاسبان ہی
کرون نالے ہوئی آخر شب وصل
مرا قد مثل شاخ زعفران ہی
تصور رہ ہی جو اک خورشید رو کا
کہ فانوس خیالی آسمان ہی
ستارے جھڑتے ہین جو کفش پاکے
یہ سوزان میرا ہر اک استخوان ہی
برنگ طائر رنگ حنا ہون
ہتھیلی اک بلورین شمعدان ہی
بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ

جگر بند امام انس و جان ہی

اس طور سے امیر نے یہ اشعار آبدار پڑھے کہ عمرو نے گھبرا کے کہا ای آقا مفصل ارشاد فرمائیے کیا معرکہ گذرا جو آپ اسقدر بیقرار و مضطر ہو رہے ہین امیر نے فرمایا ای مونس تنہائی شب کو جو مین اُٹھا طبیعت میری گھبرائی فراق یار نے بہت پریشان کیا اُس کنیز نے چلتے وقت مجھسے اتنا فقرہ کہا تھا کہ آج کی شب ملکہ باغ گلعذاران مین تشریف لائیگی مین خود لباس شبرنگی پہنکر

چلا گیا باغ مین پہونچا ملکہ صحن باغ مین آکے بیٹھین حکایت و شکایت کر رہی تھین ممنا زرغۂ نخلستان مین سے
بیقرار ہوکے دوڑا نخل کی ٹھوکر لگی گر پڑا بیہوش ہوا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو یہان پایا حیران ہون کہ یہ
کیا معرکہ گذرا عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہا آقا آپکو سہو ہوا خواب دیکھا ہوگا امیر نے فرمایا خواجہ یہ خواب
نہین دیکھا مین رہروی کرکے گیا تھا صحرا مین اژدہے دیکھے ماران سیاہ ملے کئی جانورون نے چاہا مجھ حملہ
کرین مین نے اپنے کو اُنسے بچایا وہان پہونچ کر عرصۂ دراز تک بیٹھا رہا عمرو نے کہا ای شہریار اور کیا کہون
یہ سب عجائب و غرائب طلسم ہین ذرا لوح تو ملاحظہ کیجیے امیر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ ای فتاح طلسم
اگر پروردگار فضل کرے ذخار جادو مارا جاے اور سیاہ پوش سے مقابلہ ہو وہ طبل جنگی نہ بجوائے شہ
کو کہین جانے کا ارادہ نہ کرنا اب آپ عجائب و غرائب سیہ پوشان مین گھرے ہوے ہین وہ جو اسم حاشیہ لوح
پہ بتعداد تمام نہین کیا اُسی کی یہ تکلیفین ہین اپنے کو جسطرح ہو سکے بارگاہ سیہ پوشان مین پہونچاؤ اسی
بارگاہ مین مقابلہ پڑے اور بہت کچھ مضمون صاحبقران نے دیکھا فرمایا خواجہ ہم عجائب و غرائب مین
سیہ پوشون کے مبتلا ہین نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو دانی نے ہمکو دیکھا یا نہین مگر خواجہ اصل یہ ہی کہ
ملکہ کو بھی ہماری ملاقات کا اشتیاق ہی خوف شاہان طلسم ایسا ہی کہ زبان نہین ہلا سکتین اگر خدا نے فضل کیا
اور شاہان طلسم سے مقابلہ پڑا اور ہمنے اُنکو قتل کیا تب ملکہ سے ملاقات ہوگی صلح مین ملاقات بھی ناممکن ہی
امیر نے فرمایا مین اپنے کو بارگاہ سیاہ پوشان مین کیونکر پہونچاؤن منہ ہاتھ دھو کے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو
بارگاہ سے باہر نکلے لشکرون کو دیکھتے پھرتے ہین سیہ پوش جادو اپنی بارگاہ مین ہی اپنے ساتھ والون سے
کہہ رہا ہی مین نے طلسم کشا پر رنگ بیہوشی جما دیا اسی تین دن کے اندر لوح لے لونگا شب بھر مین نے سحر تیار
کیا ہی شہنشاہ نے کہا تھا عمرو کو گرفتار کرکے جلد روانہ کرنا مین ابھی جا کے عمرو کو گرفتار کر لاؤن یہ کہکر کھڑا ہوا
ایک عقاب پر سوار ہوکے روانہ ہوا خواجہ بازارون مین پھر رہے ہین دوکاندارون سے روپیہ تحصیل رہے
ہین سیہ پوش نے آسمان سے جو عمرو کو دیکھا اُتر کے کر انجہ کمر مین دیکر لے اُڑا عمرو نے ایک چیخ ماری
برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد کو ایک جادوگر لیے جاتا ہی برق تڑپتا ہوا بھاگا خدمت امیر مین
آیا عرض کی ای شہریار ابھی اُستاد بازارون مین پھر رہے تھے کہ سیاہ پوش جادو آکے گر اُستاد کی کمر مین
پنجہ دیکر لے اُڑا امیر سنکر گھبرا گئے کہا بڑھکر خبر لو کہ میرے یار وفادار پر کیا گذری برق نے کہا
ہرکارے گئے ہوے ہین یقین ہی خبرین لیکر آتے ہونگے یہان سب بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ سیاہ پوش
عمرو کو لیے ہوے آکے پہونچا تمام سردار اُٹھ کھڑے ہوے کہا ای شہریار کیا کار نمایان کیا شہنشاہ کی یہی تاکید
تھی کہ جسطرح ہو سکے عمرو کو پکڑ کے قتل کر دو اگر ساربان زادے کا سر کاٹ کے بھیجا تو شہنشاہ طلسم بہت مسرور
ہونگے اور آپکو مرتبۂ وزارت ملیگا جاگیرین معاف ہو جائینگی اور یہ بات جو آپنے شاہون کے سامنے عرض
کی تھی کہ طلسم کشا کو مع لوح طلسمی مجھسے لیجیے اب آج اسکا ظہور ہوگا اصل یہ ہی کہ ساربان زادہ ہی یہان
طلسم کشائی کر رہا ہی اسنے وہ وہ کارہاے نمایان کیے کہ جنکا ہونا ناممکن تھا ورنہ اب تک طلسم کشا قتل
ہو جاتا مگر اب حضور ساربان زادے کے قتل مین تامل نہ کرین فوراً دار پر کھینچ دیجیے سر کاٹ کر روانہ
کر دیا جائے اور یہ لکھ بھیجیے کہ امروز فردا مین طلسم کشا بھی گرفتار ہوکے آجائیگا سیہ پوش جادو نے
جلاد کو فوراً طلب کیا خواجہ ہرچند داد فریاد کرتے ہین کہ ای سیہ پوش لوگون نے تمھارے سامنے

غلط بیان کیا ہاں اگر مجھکو نوکر رکھو تو بیشک تمہاری خدمتگذاری کرون خوب راضی کرون ہر چند عمرو نے
خوب خوب باتین بنائین سیہ پوش جادو کب مانتا ہی اگر اسکے دل مین کچھ مزہ بھی آیا تو اس بات کو سردار
سنا دیتے ہین رنگ نہین جمنے دیتے آخر کار لاچار ہو کے خواجہ چپ ہو کے بیٹھے جی مین کہتے ہین مین نے تو
اُس بری چیز کو یاد بھی نہین کیا وہ جو شخص مجمع کو منفرق کردیتے ہین عورتون کو بیوہ لڑکون کو یتیم کرتے پھرتے
ہین مین کبھی اُنکا نام بھی صفحۂ قلب پر تحریر نہین کرتا اور اگر زبردستی وہ قصد کرتے ہین تو اُنکی بزرگی سے
بعید ہی وہ بھی جانتے ہین کہ عمرو مرد سعید ہی وہ میرے پاس نہ آئینگے اس عرصے مین جلاد بھی آگیا لیکن
تڑپتا ہوا آواز دیتا ہوا ای شہنشاہ کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی ناحق کی حیرانی ہی ایک ہاتھ مین سر کو
تن سے قلم کرتا ہون یہان تو جلاد نے گردن پر کرے کا خط دیا جاسیسان لشکر اسلام موجود تھے خبر پا لشکر
بھاگے اُفتان و خیزان لشکر مین جو پہونچے ہر شخص خبر پوچھتا ہی کہ اُستاد پر کیا گذری مگر ہرکارون کے منھ سے
بات نہین نکلتی گھبرا گھبرا کے ہر ایک سے یہی کہتے ہین خدا اُستاد کی جان بچالے تو بڑی بات ہی سارا دربار
دشمن ہی ہر ایک ساحر در ہمزن ہی روتے پیٹتے ہوے سامنے صاحبقران کے پہونچے امیر نے گھبرا کے
پوچھا ارے خیر تو ہی ہرکارے رونے لگے دست بستہ عرض کی اُستاد گرفتار کیے گئے تھے اب وہ ملعون
اُستاد کو قتل کیا چاہتا ہی ہمارے سامنے اُستاد کے قریب جلاد آچکا تھا گردن پر کرے کا خط دیا صرف حکم
لینے کی دیر تھی یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا ای مقبل وفادار مرکب جلد تیار کرو مقبل وفادار نے
مرکب تیار کیا امیر جھٹ پٹ سوار ہوے یاقوت تاجدار نے قصد کیا امیر نے فرمایا خبردار کوئی
میرے ہمراہ نہ آوے مین اپنی جان دونگا یا اپنے یار وفادار کو رہا کرکے لاؤنگا یہ فرما کے امیر با تزک
چلے فرماتے ہین کہ یارو برق فرنگی کہان ہی ہرکارون نے عرض کی حضور وہ تو عاشق جمال خواجہ عمرو
ہی جسوقت سے اُسنے خبر سنی کہ خواجہ گرفتار ہوے اُسی وقت سے غائب ہی یقین ہی کہ بارگاہ سیہ پوشان
مین پہونچا ہو یہ فرما کے امیر نے مرکب کو مہمیز کیا یہان سیہ پوش نے جلاد سے اشارہ کیا ارے جلد
ساربان زادے کا سر کاٹ لے خبردار اب مجھسے حکم نہ لینا جلاد نے کہا اسکے ساتھ بہت سے سر کٹینگے بعض
نے کہا حضور دیکھیے جلاد کیا کہتا ہی جلاد نے کہا کیا مین بیجا کہتا ہون سب مسلمان مارے جاینگے
یہ کہکر وہ جلاد قریب خواجہ عمرو کے آیا عمرو نے جو نگاہ ملائی دیکھا میر الھور یا جلاد بنا ہوا آیا ہی
اشارہ کیا اُستاد سنبھل بیٹھے عمرو درست ہو بیٹھے برق فرنگی نے لیک کے نیمچہ مارا عمرو نے ہاتھ اُٹھا دیا
وہ وار ہاتھ پر خواجہ کے پڑا ہتھکڑی کی کٹی دوسرے ہاتھ مین بیڑی بھی کاٹ دی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

برق فرنگی تصنیف مصنف

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
ہے زیر قدم غرب ہی شرق ہی

لقب ہی مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار غدار ہون
ور مکر پہ میرا اپھرا رہا
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

کہ استاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا

خواجہ عمرو بھی اُٹھے اُٹھتے ہی دونون
نے حقہ ہائے آتشبازی داغنا شروع کردیے بارگاہ سیاہ پوشان مین چہار سمت اندھیرا چھا گیا اُس
دھوئین نے صدہا کو بیہوش کیا اندھیرے مین دونون نے بڑے بڑے ساحر مارے برق فرنگی نے کہا
اُستاد اب یہان سے جلدی نکل چلو خواجہ عمرو و برق فرنگی لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلے بارگاہ مین

بعد تھوڑے عرصے کے روشنی ہوئی سیہ پوش نے کہا اگر یہ دونون نکل گئے تو قیامت برپا ہوگی دیکھو جانے نہ پائین گھیر کے مار لو جادوگر باہر نکلے خواجہ و برق بھاگے ہوے جاتے تھے سیہ پوش نے بڑھکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا خواجہ و برق فرنگی گرے سیہ پوش نے کہا یارو مین نے سحر سے بیکار کیا اب یہ عیار جا نہ سکینگے دوڑ کے مار لو ساحر دوڑے تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے کوئی نیزہ لیکر چلا کوئی خنجر کھینچ کر آیا عمرو برق نے دیکھا کہ چہار جانب سے ساحرون کا بلوہ ہی بلبلا کر دعا کی ای خالق لیل و نہار ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی مدعت سے ان کافران غدار کی بچائے نظم

ببست در اقلیم دل ذات خدا فریادرس
شاہ عادل مالک ملک قضا فریادرس

خالق خلق و رحیم و راحم و پروردگار
دادبخش و حاکم و فرمان روا فریادرس

وقت حاجت میکند امداد آن حاجت روا
حل کند ہر مشکل آن مشکلکشا فریادرس

حاجتِ ہر بندہ می بیند بچشم عاطفت
بشنود با گوش قدرت ہر صدا فریادرس

باز دارد از کمال لطف بر ہر مستغیث
باب عدل خویش ہر صبح و مسا فریادرس

کیست غیر از ذات آن فرمان روائے جن و انس
بندہ پرور سایہ گستر بادشا فریادرس

بندہ را در بندگی دارد خداے لایزال
کی پسندد مبتلا را در بلا فریادرس

کارفرماے عدالت منصف انصاف دوست
صاحبِ صدق و صفا و بے ریا فریادرس

بشنود فریاد و بخشد داد خلق آن داد گر
میرسد بہر حمایت جابجا فریادرس

بر درت آمد ز نفس خویش ہندی دادخواہ
گوش کن فریاد این مظلوم یا فریادرس

عمرو برق نے جو بیقرار ہو کے دعا کی چاہتے ہین ساحر کہ دونون عیارون کو قتل کرین کہ نعرہ شیر کی آواز آئی نعرۂ صاحبقران

زیغم فراری انوشیروان
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
بلرزند از خوف دیوان تمام
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
چو رفتم بہ سنجان پئے گیر و دار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
کہ کنجاب ملعون گروہ فرار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
کہ از جنگ بیرین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
چو در باختر جنگ شد آشکار
زدم دیو عفریت را در مصاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

دور سے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو برق زمین پر پڑے ہین ساحر قتل کیا چاہتے ہین امیر تلوار کھینچ کر جا پڑے لوح کا عکس دونون پر ڈالا یہ دونون یا تو بیکار پڑے تھے یا اٹھ کھڑے ہوے پیچھے پکڑ کے لڑنے لگے سیہ پوش سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے پیچھا کیا لوح نے یہی خبر دی تھی کہ اسکی بارگاہ مین جانا چاہیے سیہ پوش اپنی بارگاہ مین پہونچا امیر بھی اسکے پیچھے چلے جاتے ہین یہی فکر کی کہ بارگاہ مین جا کر تلوار چلے جب سیہ پوش نے دیکھا کہ طلسم کشا بارگاہ مین گھس آئے ساحرون کو آواز دی یارو گھیر لو چہار طرف سے ساحرون نے بلوہ کیا امیر بھی لڑنے لگے سیہ پوش جادو بھی لڑنے لگا بارگاہ مین تلوار چلنے لگی صاحبقران اکیلے لڑ رہے ہین لوح کی حفاظت کرتے جاتے ہین سیہ پوش کہتا ہی یارو سب ملکر لپٹ جاؤ لوح طلسمی چھین لو جب ساحر نے ہاتھ بڑھایا امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا ہاتھ اسکا اڑ گیا چیخ مار کے بھاگا امیر نے ہزار ہا ہاتھ اڑا دیے امیر شیرانہ لڑ رہے ہین ملک یاقوت بھی آ کے پہونچا سرداران صاحبقران بھی آ گئے عین گرمی جنگ ہی اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہی کہ لکا ابر مردار ریدی پیدا ہوا

نعرہ ہوا اکو برادر نہ گھبرانا مین آپہونچا ستم نیلی پوش جادو سب نے دیکھا ایک جوان نیلی پوش لکۂ ابر
سے پیدا ہوا بارہ ہزار ساحر اُسکے ساتھ تھے نیلی پوش بھی مع اپنے ہمراہیون کے آکے شریک جنگ ہوا
امیر نے دیکھا کہ ہمارے ساتھ والے قتل ہونے لگے اب صاحبقران کو مشکل ہی اگر سردارون کو بچاتے ہین
تو ساحر ارادہ لوح لینے کا کرتے ہین لوح کو بھی بچاتے ہین سردارون پر بھی سینہ سپر کرتے ہین اس آمد و رفت
مین صاحبقران نے چند زخم بھی کھائے ایک مقام پر انتہا کا بلوہ ہوا ہی صاحبقران کو کئی ہزار ساحرون
نے گھیرا ہی چاہتے ہین لپٹ پڑین امیر کو نہایت پریشانی ہوئی کہ اب لوح کا بچنا دشوار ہی بیقرار ہوکے
دعا کی ای پروردگار مجھکو اس آفت سے بچالے امیر نے دعا جو کی آسمان سے ایک برق کڑک کے گری
کئی سو ساحرون کے سر اُڑگئے برق گرکے پھر بلند ہوئی سیاہ پوش نے ایک گولہ مارا برق شق ہوئی سب
نے دیکھا ایک طاؤس زرین بال پر ایک مہ جبین بنفش پری بیٹھی ہاتھ ہلا رہی ہی دسون انگلیون سے دس
برقین چمک کے گرتی ہین سو سو کے سر اُڑ جاتے ہین سیاہ پوش نے ملکہ خورشید برق وش کو پہچانا کہا
کیون ای خورشید تمھین متانے سے ساحرون کے کیا حصول ہوا ملکہ نے آہ سرد کھینچ کر فرمایا او نمک حرام
ہمارے باپ کی سلطنت کو جو تم سب نے متایا کیا پھل پایا اب انشاءاللہ تم سب کتے کی موت مارے جاؤگے
یہ کہکر نیمچہ بلالی کمر سے کھینچا پہلو بر صاحبقران کے آگئین جب نیمچہ مارا دس دس کے سر اُڑ گئے جب گولہ مارا
کافرون کے سینون کو بر پا کے نکل گیا کبھی ماش کے دانے مار دیے سو دو سو بدمعاش یون قتل ہوے ملکہ کے
لڑنے سے امیر کو مہلت جو ملی جھپٹ کے قریب نیلی پوش کے آئے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے لوح کو چمکایا
نیلی پوش کی آنکھون مین اندھیرا چھایا امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا نیلی پوش کے دو ٹکڑے ہوے دور
سے سیاہ پوش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ نیلی پوش ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا گھبرا گیا سوچتا ہی کیا تدبیر کرون
مگر کچھ بن نہین پڑتا بھاگا بھاگا پھرتا ہی چاہتا ہی پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن صاحبقران اسکا تعاقب کرتے
ہین ملکہ خورشید برق وش نے قیامت برپا کر دی ہی جسطرف سحر کیا ہزارون ساحرون کو مارا دریاے
خون بارگاہ مین بہر ہا ہی کشتی جسم کافران طوفانی بھیاؤن کر حیرانی آب تیغ کی طغیانی دریاے خون کی روانی
ہزار ہا سر مثل حباب تیر رہے ہین تیر مثل ماہیان دریا دریاے خون مین پیر رہے ہین خون برس رہا
ہی صاحبقران کا یہ قصد ہی کہ مثل نیلی پوش کے سیاہ پوش کو بھی مارون مگر یہ اپنے کو بچاتا پھرتا ہی خوف
جان سے منہ کے بھل گرتا ہی ہر چند ساحر چار طرف سے امیر کو گھیرتے ہین ملکہ خورشید برق وش
جب تڑپ کے گرتی ہین مجمع متفرق ہو جاتا ہی کچھ ساحر بھاگتے ہین کچھ قتل ہوتے ہین پھر بلند ہو جاتی ہین [illegible]
سیاہ پوش نے بڑے بڑے سحر کیے کسی سحر نے ملکہ خورشید پر تاثیر نہ کی ایک مقام پر خورشید گرتین
کئی سو کو مارا چاہا تڑپ کے بلند ہو جاؤن کہ سیاہ پوش نے پشت پر آکے گولہ مارا چونکہ ملکہ کا خیال
اُس طرف نہ تھا گولے سے ایک برق گری کہ شانہ ملکہ کا نشانہ ہوا شانے سے خون جاری ہوا امیر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ زخمی ہوئین صاحبقران غصے مین جھپٹ کر سیاہ پوش پر جا پڑے سیاہ پوش
نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا امیر نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہی جلدی لوح پر نگاہ ڈالی مرقوم تھا
اگر یہ مفسد نکل گیا تو بڑا فساد برپا کریگا امیر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر نکال کے بحر کمان مین پیوست
کیا دست زبردست امیر جہان گیر تین بھال کا تیر ابہو تاک کر مارا سینۂ پر کینہ پر سیاہ پوش کے پڑا اگر

پشت کو توڑ کے پار گذر الاشہ سیاہ پوش کا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ چلی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سیاہ پوش جادو منتظم طلسم نور افشان بود ملکہ خورشید برق وش نے آکے امیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی بسم اللہ اب مرحلہ سلسلہ بن مسلسل پر گذر ہوگا ذرا بہت سمجھ بوجھ کے کام کیجیے گا وہان بڑی مشکل سرکار کو پڑیگی صاحبقران نے دیکھا وہ بارگاہ جل گئی کسی ساحر کا پتہ نہین صحرا بھی سنسان معلوم ہوتا ہی امیر اپنے ہمراہیون کو لیے ہوے وہان آئے جہان لشکر اترا ہوا تھا دیکھا وہ مقام بھی ویران پڑا ہی بارگاہین خیمے سراپردے وغیرہ موجود نہین صاحبقران بہت پریشان ہوے مگر یاقوت تاجدار سے کہا تم اسی مقام پر اترو ہم اب مرحلے پر جاتے ہین یاقوت تاجدار لشکر کو لیکر فروکش ہوے ملکہ خورشید تو قتل ہوتے ہی سیاہ پوش کے چلی گئین امیر نے اب لوح کو دیکھا جو ملکہ خورشید برق وش نے کہا وہ ہی اسمین بھی مرقوم تھا کہ سلسلہ بن مسلسل سے مقابلہ کرنا ہوگا ای طلسم کشا اب مقام ہوشیاری ہی امیر نے فرمایا مین کیا ہوشیاری کر سکتا ہون وہ حافظ حقیقی مالک ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کریگا خواجہ عمرو بہت پریشان تھے امیر نے فرمایا خواجہ تم بھی اسی مقام پر رہو عمرو نے کہا مین کد و کاوش کرونگا کہ حضور کے پاس پہونچون جب حضور نہین ہوتے تو مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا ہی امیر نے فرمایا خواجہ چندے صبر کرو دل پر جبر کرو لاچار خواجہ بھی اسی مقام پر رہے صاحبقران نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای فتاح طلسم وای سیاح این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے بعد قتل سیاہ پوش اسی اسم کو ورد زبان کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے حصار کرکے اسم شروع کیا دیکھا صحرا پر بہار ہوا طائرون کی زمزمہ سرائی بڑھی عندلیبان خوشنوا نے نواسنجی شروع کی گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن بونڈے گرد کے اٹھے صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ ایک بونڈلا گرد کا بہت بڑا اٹھا پیچ و تاب کھاتا ہوا صحرا مین بڑھنے لگا اسقدر وسیع ہوا کہ تمام صحرا کو اُس بونڈلے نے گھیر لیا اب جو امیر نے لوح کو پھینکا یا دیکھا تو وہ صحرا نہین ہی سامنے ایک باغ ہی کہ دروازہ اسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہی امیر حیران ہو رہے ہین کہ وہ صحرا کیونکر تبدیل ہو گیا لوح کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ یہی باغ سیاہ پوشان ہی بالائے قصر جاکے بیٹھو جو سانحہ گذرے اسکو ملاحظہ کرو مگر خبردار خبردار بے دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا صاحبقران باغ مین آئے دیکھا باغ ویران روش و پٹریان ٹوٹی ہوئی درختون خم شاخین بے دم پتے ندارد پھول کسی شاخ مین نہین غنچے کا نشان کیسا جانور حیران و پریشان سرنگون ان شاخہاے ویران پر بیٹھے ہین بنگاہ حسرت امیر کو دیکھنے لگے کوئی طائر منقار نہین کھولتا ہی امیر اُس باغ ویران کو دیکھتے بھالتے بالائے قصر تشریف لائے دیکھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی جنگل ویران معلوم ہوتا ہی نخل بڑے بڑے گرپڑے ہین امیر دیکھ رہے تھے ایکطرف نظر جو اٹھائی گنوارون کو دیکھا دوکانین طریقے سے لگانے لگے آکے جا بجا جمنے لگے ایک ٹوکرے مین بہت سی ہنڈیان ایک مٹکی مین مٹھائی سب طرح کی بھری ہوئی صحرا مین آکے مٹی کی ہانڈیون مین مٹھائی چن دی ایک چادر گاڑھے کی اسپر ڈال دی زمیندار آتے جاتے ہین ڈھال پٹکے باندھے ہوے دوہری مرزائی نیچے نینو اور نینسکھ دھوتیان گاڑھے کی باندھے ہوے کسی درخت کے نیچے ایک دوکاندار بیٹھا ہی ایک سفید چادر پر بہت سا گانجہ لاکے ڈھیر کر دیا ایکطرف کچھ کنڈے سلگا دیے کسی گنوار نے آکے ایک پیسا پھینکا کہا بھائی گانجہ بلواؤ اُسنے ایک کلی گانجے کی اٹھائی توڑ مروڑ کے چلم مین رکھی اوپر سے کنڈے کی آگ توڑ کے رکھدی کہا لو میان دم لگاؤ گنوار نے بیٹھکر دم مارا

غلہ سی آنکھمین نکل آئین لٹھ کاندھے پر رکھکر چلا گیا میلے مین گشت کرنے لگا بعض نے آکے کہا ایک پیسے کی چرس بلواؤ اس دکاندار نے جلدی سے چلم جا کر اُسمین کنڈے کی آگ رکھدی گنوار کچھ بلبلایا کچھ فقرات مہمل زبان پر لایا ایک فقرہ اسمین یہ تھا کہ یارو یہ چرس ہو اسکا پینے والا مچرس ہو گانجہ اسکا بھائی گانجے نے یہ آواز سنائی کھانسی کر دون ٹھرا کر دون اسپر بھی نہ مرے تو کیا کر دون کسی طرف کچھ کبڑ مین ہولی گاجر کے جھوٹے آگے رکھے ہوے ایک موتی باندھے بیٹھی ہین کالی صورت ملکہ کالی کی مورت گنوارون سے اشارے کر رہی ہین اس طرح کا میلہ جمع ہی سب طرف گنوار ہی گنوار جمع ہین بہت سے گنوارون نے آکر لکڑیون کا انبار کیا صاحبقران حیران ہو رہے ہین کہ یہ سب لکڑیون کا انبار کیون کرتے ہین بغور اس میلے کو دیکھ رہے ہین ایک مرتبہ ڈفلے کی آواز آئی دیکھا امیر نے ڈفلہ بجتا ہوا ہزارہا گنوار لٹھ بڑے بڑے کاندھون پر رکھے ہوے بڑھے ہوے چلے آتے ہین جب ہزارہا گنوار گذر گئے دیکھا ایک تخت پر ایک مہ جبین چہاردہ سالہ نہایت حسین خوبصورت بھاری لہنگہ پہنے ہوے چندری بہت بھاری پُر زر کسقدر وہ چندری اُس نازنین پر زیب دیتی ہی دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوے نتھ ناک مین ایک موتی اُسمین پڑا اہد القبول برق نتھ کے موتی سے صاف پہچانا تھا ای ماہ کا ستارہ ہی وہ صاحبقران اُسکی صورت دیکھکر بیقرار ہو گئے مگر وہ نازنین پاؤن پھیلائے ہوے کوئلے بہت سے روشن پاؤن اُن کوئلون پر رکھے ہوے اُسپر ایک دیگچی چڑھی ہوئی ست پکار رہی ہوئی چلی آتی ہی ایک تخت پر ایک لاشہ تافتے مین لپٹا ہوا وہ بھی اُسکے ہمراہ ہی صاحبقران اُس نازنین کو دیکھکر بیقرار ہو گئے تمام میلے والے دوڑے پکارتے ہوے کہ ستی آگئین ستی آگئین ہمارا میلہ قبول ہوا ایک ٹھاکر صاحب کی کل شادی ہوئی نہین معلوم رات کو کیا ہوا کسی نے سوتے مین ٹھاکر صاحب کو مار ڈالا اُسی کی جورو ستی ہونے آئی ہی ہمارے واسطے بڑا شرف ہوا سب گنوار خوش ہو رہے ہین صاحبقران مبہوت ہو کے قصر سے اُترے کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہی شاید ان سب کا یہی ارادہ ہو کہ زندے کو بھی مردے کے ساتھ جلادین ایسی مہ جبین آگ مین جل جائے امیر سوچتے ہوے طرف میلے کے چلے جاتے ہین اس وقت پہونچے کہ جب تخت پر لاش مردے کی رکھی ہی وہ قریب آگ کے رکھا گیا ہی اور وہ مہ جبین بھی ست ست کہتی ہوئی قریب آگ کے جاتی ہی چاہتی ہی لاش کو لیکر لکڑیون پر چڑھ جاؤن کہ صاحبقران نے قریب آکے نعرہ کیا خبردار ای کافران بیحیا یہ کیا بدعت پر کمر باندھی ہی تلوار کھینچ کر صاحبقران لڑنے لگے دس گنوار قتل ہوے امیر نے جھپٹ کے اس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا گنوار سب بھاگے فرمایا ای نازنین مہ جبین ای قمر منظر ای پری پیکر یہ کیا حرکت ہی سراسر حماقت ہی اپنے کو مردے کے ساتھ جلاتی ہی ہمارے پاس آ مین طلسم کشائی کرنے جاتا ہون یہ جو اُس نازنین نے دیکھا اور یہ باتین سنین بنگاہ محبت صاحبقران کو دیکھنے لگی صاحبقران نے اس نازنین سے فرمایا اصل تو یہ ہی کہ جان دینے سے کچھ فائدہ نہین ہی

کیا خوب نسیم دہلوی فرماتے ہین

نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا	مین تو دیوانہ تھا ای ناصح تجھے کیا ہو گیا
آدمی کیسے فرشتے سیکڑون موجود تھے	میرے لاشے پر جو وہ آئے تماشا ہو گیا
مین نہ کہتا تھا نہ دیکھو آئنہ اچھا نہین	صدقے جاؤن حال میرا سا تمھارا ہو گیا
اب تو افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہی	مرگیا گو مین بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہی دنیا سے اٹھا آج رشیدا آپ کا — جان و ینا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا
دشمنی کی مجھسے میرے ازدیاد شوق نے — اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا
سو گئے انکے فریب وعدہ سے شب کٹ گئی — ہاے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا
کوئی ناواقف اگر کہتا تو کہتا غم نہ تھا — کیون جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا
یہ ذکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے — مجھکو حیرت ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا
پھر وہی دھومین پڑین وحشت کی میری ای نسیم — پھر وہی جوش گذشتہ دل مین پیدا ہو گیا

نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای شخص تو نے بڑا غضب کیا اتنی خونریزی کر کے مجھکو بچا لیا اب مین برادری کے لائق نہین رہی مجھکو چھوڑ دو مین اسی صحرا مین سر ٹکرا ٹکرا کے مرجاؤنگی اب کسکو یہ روے سیاہ دکھاؤنگی گانون والے کہینگے یہ مکار تھی تیری جرأت پر مجھے بھی توجہ ہوئی ہمارے مذہب لات و منات مین یہ منع ہی کہ جب کوئی عورت ستی ہونے کا ارادہ کرے اور پھر اپنے فعل سے باز رہے تو اسنے لات و منات پر جبر کیا امیر نے فرمایا تو میرے ساتھ چل میرا لشکر ہی فوج ہی اُس نازنین نے پوچھا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی امیر نے فرمایا صاحبقران زمان فتاح طلسم نورافشان داماد نوشیروان ثانی سلیمان میرا لقب ہی اُس نازنین نے کہا ای شخص تو اپنی جلالت مجھپر ظاہر کرتا ہی مجھے یقین نہین اگر تو اپنے زمانے کا صاحبقران ہوتا تو لاکھ دو لاکھ فوج ساتھ ہوتی رفیق شفیق وزرا امرا سب تیرے ساتھ ہوتے اگر یہ نہین ہی تو آپ صاحبقران ہونگے مجھے کیا معلوم نہ آپکے ساتھ فوج نہ لشکر امیر نے فرمایا ای نازنین تو بھی جاسے کہتی ہی مین واسطے فتاحی طلسم آیا ہون یہی لوح کا حکم ہی کہ طلسم کشا اکیلا مرحلہ جات فتح کرے اُس نازنین نے کہا پھر مجھے کہان لیجایئے گا مین گانون مین جانے کے لائق نہین ہون بڑے بڑے مکانات میرے گانون مین بنے ہین مگر اب میرا وہان جانا ممکن نہین امیر باتوقیر نے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو اُسنے شرما کے سر جھکا لیا کہ اب تو مین تمھارے ساتھ ہون اور کہان جاؤنگی اب صاحبقران محبت مین اس نازنین کی طلسم کشائی بھولے اُس نازنین کے ساتھ ہوے امیر تو یہ سوچ کر لیچلے کر آگے بڑھکر ہمارا لشکر ملیگا وہین اسکو چھوڑ دینگے اور ہم براے طلسم کشائی چلے آئینگے اپنے دل سے یہ باتین کرتے ہوے اُس معشوقہ کو ساتھ لیکر چلے دن بھر رہروی کی مگر لشکر کا کہین نشان نہ معلوم ہوا ایک مقام پر آکے پہونچے دیکھا آبنون کا باغ ہی اسمین ایک چھوٹی سی منڈیا پڑی ہی اندر اُسکے بہت سا پیال بچھا ہی وہ نازنین امیر کو لیکر اُس باغ مین آئی منڈیا مین جا کر بیٹھ گئی اور چیخین مار کے رونے لگی کہا ای شہریار اب مجھسے نہین راستہ چلا جاتا ہی صاحبقران نے کہا اچھا شام بھی ہو گئی ہی اسی جگہ مقام کرو امیر بھی اُسی چھپریا مین آ بیٹھے وہ نازنین بھی قریب آ بیٹھی امیر نے فرمایا غربت مین چراغ کہان جب لشکر مین پہونچینگے سب کچھ ممکن ہو گا آنکھون مین آنسو بھر کے اُس نازنین نے کہا ای شخص مین نے تیرا ساتھ دیا کل عزیز و اقارب سے چھوٹی دن بھر گذرا ہی کہ مین نے کچھ کھایا نہین ہی امیر نے تیر و کمان ہاتھ مین اُٹھایا باہر نکلے سب طرف نگاہ دوڑائی دیکھا ایک آہو ایک مقام پر چرا کرتا ہی امیر نے تیر کو کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا وہ آہو تنبیا کے گرا امیر جھپٹ کے قریب گئے اُس آہو کو بقربانی پہونچایا کھینچ کر اندر باغ کے لاے گوشت عمدہ عمدہ صاف کر کے نکالا چقماق پتھری سے آگ نکالی لکڑیان صحرا سے چنکر لاے انکو روشن کیا جب دھوان نکل گیا کوئلون پر کباب لگانے جب تیار ہوے نازنین

کے سامنے پیش کیے کہا لو صاحب آج بھی غنیمت ہی اُسنے ایک کباب اُٹھا کر ہاتھ بڑھایا کہا اب تو تمھین ہمارے مالک ہو ہمنے لات و منات پر لات ماری تمھاری ہمراہی اختیار کی اب تمھین ہمارے ہاتھ سے کباب کھاؤ امیر نے بفرط محبت اُسکے ہاتھ سے کباب نوش کیے جب امیر کباب کھا چکے وہ نازنین ایک لُلائی اُڑھے ہوے تھی لُلائی کے نیچے ایک دوپٹہ اوڑھے تھی لُلائی اپنی بچھادی کہا امیر بیٹھیے اب ہم تمھارے ساتھ ہین جس حال سے ہمین رکھوگے ہم رہینگے صاحبقران اُس نازنین کے پاس بیٹھے اختلاط ظاہری کرنے لگے گلے سے جو لگایا لوح چبھی سسکی لیکر کہا کیون صاحب یہ کیا ہی یہ تختی میرے چبھتی ہی اسکو اُتار کے رکھ دو امیر نے لوح کو اُتار کے رکھا اندھیرے مین اُس نازنین نے لوح اُٹھالی کہا مین رفع حاجت کر آؤن یہ کہکر باہر نکلی پکار کے آواز دی ہاش او طلسم کشا منم سلسلہ بن مسلسل اب جو امیر نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی عورت بدصورت دسون اُنگلیان مثل پنجشاخے کے روشن ہین پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گئی صاحبقران گھبرا کے چھپر یا سے باہر نکلے مگر حیران و پریشان رات کا سناٹا صحرائے پرہول اب نہایت متردد ہوا کہ کسطرف جاؤن تاریکی اسقدر ہی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا اسی انتشار و تردد مین امیر خاموش کھڑے ہین کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران نے دیکھا ایک نازنین خوبصورت کمسن ایک شمعدان ہاتھ مین لیے ہوے جابجا تلاش کرتی ہوئی کئی مرتبہ یہ بھی ٹھنڈھی سانس بھر کے آواز دی ہاے افسوس کا مقام ہی ساری رات مجھکو اسی صحرا مین گذری مگر افسوس ہی کہ صاحبقران نہین ملتے صاحبقران نے جو یہ آواز سنی کہ کوئی مجھکو تلاش کرتا ہی پکار کے آواز دی اے نازنین آوارگان دشت محبت و دیوانگان صحرائے الفت اس مقام پر حاضر ہین کیون نازنین تجھکو مجھ غمزدہ سے کیا مطلب ہی جو تو تلاش کرنے نکلی اپنی تو اب یہ کیفیت ہی بقول آتش نظم

حسن کس روز ہمسے صاف ہوا
درد اُس مین ہوا کہ صاف ہوا
زہر پر سبز ہو گیا مجھکو
سینہ اپنا زمین صاف ہوا
وعدہ جھوٹا نہ کر وہ مرد نہین
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا
رند مشرب ہون مجھکو کیا ہووے
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گنہ عشق کب معاف ہوا
تیغ قاتل پر اپنا خون جمکر
درد دندان سے المضاف ہوا
کمر یار نے دکھائی آنکھ
قول سے فعل جب خلاف ہوا
اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
مذہبون مین جو اختلاف ہوا
گرد اُس کوچے کے پھرا آتش

لے لیا شکر کرکے ساقی سے
مخمل سرخ کا غلاف ہوا
خاکساری کی ہو چکی معراج
مردم دیدہ خال ناف ہوا
فاتحہ کو جو وہ پری آیا
فکر کر کرکے مو شگاف ہوا
وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
حاجی سے کعبے کا طواف ہوا

اب جو وہ نازنین قریب آئی امیر نے پہچانا وہی کنیز غنچۂ آرزو دلکشا کی نسترن ہی دیکھتے ہی شگفتہ ہو گئے صاحبقران نے پوچھا ای نسترن تم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ابھی لوح ہمارے قبضے سے نکل گئی نسترن نے منھ پیٹ لیا کہا ای شہریار حقیقت مین کہنے والون نے سچ کہا ہی کہ دل کو دل سے راہ ہی آج دن ہی سے ملکہ کچھ پریشان تھین دمبدم یہی فرماتی تھین کہ اب طلسم کشا کا گذر مقام سلسلہ بن مسلسل پر ہی وہ از حد مکارہ ہی جب شام کیوقت ملکہ کو بہت متردد پایا تو عرض کی حضور کنیز جائے ملکہ خوش ہو گئین کہا ای نسترن اگر ایسا کام کرو تو مجھپر بڑا احسان ہو مین وہان سے چلی شام سے اس صحرائے عجائب و غرائب مین ٹھوکرین

کھاتی پھرتی ہون مگر ملکہ نے یہ فرمایا تھا کہ ای نسترن خدا ایسا نہ کرے کہ طلسم کشا کو غمگین پاؤ سو آپ کی
زبان سے ایسے کلمات سنے کہ دل بیقرار ہو گیا کیا سانحہ گذرا امیر نے فرمایا کسی طرح پر لوح مجھ سے مکار لے
لیگئی اُسنے عرض کی حضور یہان سے باغ ملکہ کا بہت قریب ہے تشریف لے چلیے نسترن کے ہمراہ ہوے امیر
کو نسترن لیکر چلی رہبری کرتی ہوئی جب قریب باغ پہونچی نسترن نے کہا حضور ٹھہر جائین مین جا کے
ملکہ سے اطلاع کر دون یہان ملکہ سرنگون بیٹھی ہین اگر کسی کنیز نے کچھ کلام کیا فرمایا جاؤ جو میرا بات کرنے کو
جی نہین چاہتا باہر جا کے بیٹھو کنیزین بیرون بارہ دری آئین ملکہ اکیلی بیٹھی رو رہی ہین کہ نسترن آ کے پہونچی
اشارے سے عرض کی کہ مین طلسم کشا کو لائی مگر حضور لوح قبضے سے جا چکی ملکہ نے سنتے ہی منھ پیٹ لیا کہا
نسترن بڑا غضب ہوا سلسلہ لوح لیگئی ہوگی ہن تو جانتی تھی وہ بڑی مکارہ ہے بڑے دام مکر مین طلسم کشا پھنسے
خدا صاحبقران کو بچائے صبح سے مین کہہ رہی تھی کہ آج بڑے مقام سخت پر طلسم کشا کا گذر ہوا نسترن کنیزون
کو ہٹا دو کسی پر ظاہر ہونے پائے پشت باغ سے طلسم کشا کو لاؤ نسترن نے آ کے کنیزون سے کہا جاؤ سب
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو اتنی رات آ گئی مگر تم سب کو نیند نہین آتی ملکہ اسوقت تنہائی مین کسی کتاب
کا مطالعہ کرینگی یہ سنکر سب کنیزین اپنے اپنے مقام پر گئین نسترن باہر گئی صاحبقران کو پشت باغ پر
لائی کھڑکی کھول کے اپنے کو اندر باغ کے پہونچایا ساتھ ساتھ صاحبقران ملکہ باغ مین ٹہل رہی ہین کہ
گلستان مین روشنی ہوئی صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماہ تابان شب تیرہ و تار مین نمایان ہوا ملکہ نے بغور
دیکھا آگے آگے نسترن پیچھے صاحبقران مگر پریشان حال باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہوے جب امیر
قریب پہونچے تو ملکہ کو حجاب آیا ستون کے پیچھے چھپ کر کھڑی ہوئین صاحبقران نسترن کے ہمراہ اندر
بارہ دری کے تشریف لائے بارہ دری کو خالی پایا فرمایا کیون نسترن ہمارا آنا ملکہ کو اسقدر شاق ہوا
بارہ دری خالی پڑی ہے نسترن نے لا کے صاحبقران کو مسند پر بٹھایا ملکہ ستون کی آڑ سے دیکھ رہی تھین
نسترن نے آ کے عرض کی حضور مہمان کی خاطر داری ضرور ہے ملکہ نے کہا ای نسترن مجھے شرم آتی ہے
نامحرم کے سامنے یکایک چلے جانا سراسر خلاف ہے مین تیرے ہمراہ چلتی ہون تیری خاطر سے بات بھی
کرونگی نسترن نے کہا حضور تشریف تو لائیے آگے آگے نسترن ملکہ اسکے پیچھے چھپی ہوئی نسترن
نے لا کر ملکہ کو قریب صاحبقران پہونچایا ملکہ سرنگون شرم سے پسینے پسینے کلام نہین کرتین نسترن نے
دیکھا صاحبقران بھی خاموش بیٹھے ہوے ہین اسنے گلابی کھینچ کر سامنے کی دست بستہ عرض کی ایک
جام نوش فرمائیے صاحبقران نے گلابی کھینچی اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیا ملکہ کے سامنے پیش کیا ملکہ نے
حجاب سے کچھ رد و قدح نہ کی جام نوش کیا پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر کے صاحبقران کے سامنے کیا امیر
نے جام پر ہاتھ رکھدیا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا تیور پر بل پڑ گئے خنجر ابرو جنبش مین آئے ضبط کیا مگر نہ ہو سکا
فرمایا سبحان اللہ شاید انکو ہمارے ہاتھ کے جام سے انکار ہے بی خورشید نے اپنی چمک دکھائی ہے عہد لیا
ہوگا کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا امیر نے فرمایا ملکہ مجھکو کوئی منع نہین کر سکتا صرف مذہب کا خیال ہے
ملکہ نے سر جھکا لیا فرمایا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست * ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست
ہم تو اس کوچے مین قدم رکھکر سب کچھ بھولے جو آپ فرمائیے بسر و چشم بجا لائین جام پیا نشہ بھی ہو چکا
خیال خیر و شر دل سے دفع ہے امیر نے کلمہ طیبہ زبان سے ارشاد فرمایا ملکہ غنچہ آرزوے دلکشائے گفتہ

ای شہریار ابھی آپکو مقدمات سخت درپیش ہین لوح طلسمی آپنے کھوئی سلسلہ کے دام تزویر مین پھنسے آج دیر سے مین بیقرار تھی مین نے اطاعت دین اسلام بدل وجان قبول کی اب اول کوشش وجستجوے لوح واجب ولازم ہی صاحبقران اور ملکہ اور نسترن کنیز بیٹھے ہین بیچ مین لالٹین یاقوت احمر کی روشن ہی صاحبقران ملکہ سے باتین کررہے ہین ملکہ حجاب سے سر جھکائے ہوے جواب دے رہی ہین یکایک وہ لالٹین یاقوت احمر کی خود بخود زمین سے اٹھی کر کے برابر جاکے غائب ہوگئی ملکہ صاحبقران سے لپٹ گئین کہا ای شہریار شاید اس مقام پر کسی بھوت پلید کا گذر ہوا یکایک نسترن نے ایک چیخ ماری کہ ای ملکہ عالم غضب ہوگیا خدا غارت کرے کسی نے منھ پر میرے منھ رکھدیا عجب طرح کا کلمہ کہا کہ اسکو مین کہہ نہین سکتی یہ کہکر صاحبقران سے لپٹی کہا حضور نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین سینے پر بھی ہاتھ رکھدیا کان مین آواز دی ہاے مرتا ہون یہ کون نگوڑا اسوا موئی کا آتا ہی خدا اسکو غارت کرے ہاتھ مین کوڑھ ٹپکے یہ کہکر صاحبقران سے لپٹنے لگی ملکہ کو ناگوار ہوا کہا دیکھو بی نسترن اپنی حد سے آگے نہ بڑھو کہا واری میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی امیر بھی گھبرا کے دعائین پڑھنے لگے کہ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا پاندان غائب ہوا اب تو ملکہ نے گھبرا کے کہا دیکھیے میرا پاندان بھی غائب ہوگیا امیر کچھ سمجھے پکار کے فرمایا کہ خواجہ سامنے آؤ یہ باتین کیا ضرور بھائی ایسا نہ کرو نسترن نے کہا حضور بھوت پلید نہی آپکے بھائی ہین امیر نے فرمایا بی نسترن چپ رہو خواجہ آؤ ہمارا دل تمکو ڈھونڈھتا ہی ملکہ بھی دیکھ رہی ہین نسترن کے پہلو سے آواز آئی یہ غلام حاضر ہی مگر میری سفارش کیجیے نسترن نے گھبرا کے دیکھا ایک شخص عجیب الخلقت سامنے کھڑا ہی نمدے کا کرتہ نمدے کی ٹوپی کھاروے کی جانگھیا گاڑھے کی گوت اُسمین زنگ ٹکے ہوے نسترن نے ایک چیخ ماری کہا ارے یہ بدمانس کہان سے آیا عمرو نے ہنسکر کہا مین تو اچھا خاصا بھلا مانس ہون ملکہ بھی حیران حیران دیکھنے لگی پوچھا ای شہریار یہ کون صاحب ہین دل خود بخود کانپ رہا ہی امیر نے فرمایا یہ ریش تراشندہ کافران جنھون نے اپنے پیشاب سے زمرد شاہ بے ایمان کی ریش تراشی کی ملکہ نے کہا آئیے تشریف لائیے خواجہ آکے بیٹھے نسترن کنکھیون سے دیکھ رہی ہی کلکلا کلکلا کے کوس رہی ہی دمبدم یہی قول ہی کہ نگوڑے کے ہاتھ ٹوٹین امیر نے فرمایا خواجہ اسوقت کچھ گاؤ ملکہ تمھارے گانے کی بہت مشتاق ہین ملکہ نے بھی کہا ہان خواجہ مناسب تو ہی خواجہ تو جانتے ہین کہ میری صورت کوئی پسند نہین کرتا جبتک سیرت نہ ظاہر ہوگی کوئی پسند نہ کریگا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بایان چھیڑا اسامنے ملکہ کے بے تکلف آبیٹھے بے تکلف تمام سامنے ملکہ کے گنگنا کے یہ غزل شروع کی

غزل

لبھاتا ہی نہایت دل کو خط رخسار جانان کا	کھسیٹیگا مجھے کانٹون مین سبزہ اس گلستان کا
روان رکھتا ہی خون آنکھون سے ہجر اک مہر تاباں کا	شفق آلودہ رہتا ہی ہلال اپنے گریبان کا
یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہی	جلا ہندو کے مردے کی طرح زندہ مسلمان کا
حسینون کو دیا دل جسنے اپنی جان پر کھیلا	روا رکھتے ہین خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا
گریبان گیر قاتل ہونگے ہم فرداے محشر کو	ہمارا محضر خون ہی ہر اک پاک اُسکے دامان کا
لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت	نہ وہ ہمسنگ ہی لب کا نہ وہ ہمپلہ دندان کا
خط شبرنگ حجت ہوگیا جو اُسکی ظلمت پر	دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا

لکھے ہین سرگذشت دل کے مضمون کلیم امین
بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اُسنے
چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہی
عدم کو بازگشت روح ہی اک روز ہستی سے
وہ جانے گا ہماری حالت دل جسنے دیکھا ہی
نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی
اُٹھا دے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
کیا ہی خانۂ زنجیر مین جو یاد صحرا کو ٭٭٭
پھنسے ہین بسکہ دل سودا زدون کے تیری زلفون مین
ہوا ہی تیری خوش چشمی کا شہرہ ای صنم ہر سو
قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہی
خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے

تماشہ فتنگہ کا ہر مطلع میرے دیوان کا
یقین ہی سیر حوری رتبہ کھو دیتی ہی مہمان کا
بنا ہی نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا
ارادہ نیدہ رہا ہی مصر سے یوسف کو کنعان کا
اشارہ ابروے پیوستہ سے ہر رشتۂ مژگان کا
شہادت نامۂ بلبل ہی ہر پتا گلستان کا
مرے مرزا منش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا
ہوا ہی دوربین ہر ایک روزن میرے زندان کا
ہر اک موے رسا پر اُنکے عالم ہی رگ جان کا
عجب کیا اُڑ کے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہانکا
کہ وہ مہ ہفت کشور مین ہی تابع تیرے فرمان کا
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی نسترن کو علم موسیقی مین نہایت دخل ہی اشارے سے کہا ای ملکۂ عالم حقیقت مین یہ شخص اس علم مین کمال رکھتا ہی خواجہ اشارے کنائے سب سمجھے ہین ملکہ سے متوجہ ہو کے کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے بی نسترن صاحب مجھسے اشارے کرتی ہین کہتی ہین مجھے گانا سکھا دو نسترن نے کہا واری ستیاناس جا تلے جو مین نے نگوڑے کی جانب دیکھا بھی ہو عمرو نے کہا ابھی تم میری بلائین لیتی تھین اب یہ باتین بناتی ہو نسترن جو شرما کے رونے لگی امیر نے فرمایا نسترن تم کیون روتی ہو یہ ساربان زادہ جیسے عاشق ہوتا ہی اُسکو ذلیل کرتا ہی تم کیون روتی ہو یکایک شاہ انجم سپاہ نے لشکر سلطان زرین پوش سے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جا کے چھپا دبیر فلک نے خط شعاع سے حاشیۂ صفحۂ فلک نیلی کو مزین کیا مسطر کہکشان کھینچا سطور ضیا ظاہر ہوئین عندلیبان خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے نکل کے درختون پر بیٹھین زمزمہ سرائی کرنے لگین سب کنیزین منہ ہاتھ دھو کے واسطے سلام کے آئین بارہ دری مین آ کے دیکھا ایک بد مانس اور ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال صحبت ملکہ مین بلا تکلف بیٹھے ہین بی نسترن بھی گھلی ملی ہوئی باتین کر رہی ہین سب کنیزون نے جھک کے سلام کیا حیران حیران امیر و عمرو کو دیکھ رہی ہین ملکہ نے نسترن سے اشارہ کیا کنیزین سب حیران ہین ذرا انکو تم جا کے کہدو کہ خبردار کوئی ایتین سے باہر نہ جانے پائے ایسا نہو درانداز ی کرین نسترن نے سب کو الگ بلا کے اپنے طور سے سمجھایا اتفاق سے ملکہ واسطے رفع حاجت کے جاتی ہین نسترن آفتابہ لیے پشت پر کہ پرون کے سناٹے کی آواز کان مین آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک عقاب جلد پرواز اُسکے گلے مین ایک کاغذ بندھا ہوا ایچ بیچ و خروش اُڑا ہوا جاتا ہی ملکہ غنچۂ آرزو نے نسترن سے کہا دیکھو شاید یہ کسی کا نامہ دار اسقدر بڑی ضرورت سے جاتا ہی نسترن نے کہا واری شاید مقدمۂ طلسم کشا ہو ذرا دریافت تو کیجیے ملکہ نے اشارہ کیا انگلی ہلاتے ہی عقاب دھم سے زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا نسترن نے بہ تعجیل نامہ کھول لیا نامے کو کھول کے جو ملکہ نے پڑھا چہرہ زرد ہو گیا عرضی طرف سے سلسلہ بن مسلسل کے شاہان طلسم کو اس مضمون کی ہی کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان آپکو مبارک ہو لوح طلسمی تو مین نے طلسم کشا سے لے لی

چونکہ آگاہ ہون کہ طلسم کشا صاحب اسم اعظم الٰہی ہی حرز ہیکل بھی گلے مین موجود ہی میرا حوصلہ نہ پڑا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون بمقدمہ لوح جو حکم ہو بجا لاؤن اپنے باغ مین بیٹھی ہون اور نشست عرضی پر طرف سے شاہ کے جواب تحریر ہوا ای سلسلۂ شب مسلسل حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا جبانتک ہو سکے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرو اور لوح کو فوراً ہمارے پاس روانہ کرو ایسا نہو کوئی خرابی پڑے ملکہ اُس نامے کو لیکر پلٹین صاحبقران کو آکے وہ نامہ دکھایا خواجہ نے یہ مضمون نامے کا سنا کہا ملکہ کوئی تدبیر ایسی کرو کہ مجھکو اُسکے باغ تک پہونچا دو عقاب جادو کو تو ملکہ نے مار ڈالا کہا خواجہ مین خود چلتی ہون عمرو نے کہا تجھے ساتھ لیجلیے صلاحین جانے کی ہونے لگین عمرو نے کہا مین تو بشکل کنیز چلون صاحبقران کو بھی بصورت کنیز بنالین صاحبقران نے فرمایا کہ مین تو لونڈی کی شکل بنکر نہ جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا آقا برائے خدا اب اس امر مین تامل نہ فرمائیے لوح ہاتھ سے جاتی ہی یہ تدبیر خدا کی طرف سے نکل آئی امیر نے کہا لوح کے نہ ملنے سے جان جائیگی از صدقہ پاپوش مین جان دونگا مگر یہ امر گوارہ نہ کرونگا ملکہ نے کہا ای شہریار وہ میرے نام پر جان دیتی ہی اُسکا ہمیشہ قصد رہا کہ ملکہ مجھکو صحبت مین جگہ دین مین حاضر خدمت رہون وہ بڑی فاحشہ ہی عورت عورت مین جو مقدمے ہوتے ہین اُنہین کی طالب رہی مین نے کبھی منھ نہین لگایا مین جو اُسکی صحبت مین جاؤنگی وہ بہت خوش ہو جائیگی عمرو نے کہا یا امیر آپ یہین رہیے مین جا کر لوح لے آؤنگا ملکہ غنچۂ آرزو دلکشا نے کہا خواجہ قاعدہ کے سراسر خلاف ہی کتاب سامری مین مرقوم صاف صاف ہی کہ سوا طلسم کشا کے مالک مرحلہ بھی کسی کے ہاتھ سے قتل نہوگا اُسکا قتل دست طلسم کشا پر موقوف ہی وہ ملعونہ یہی انتظام کر رہی ہی آخر بعد حجت بسیار یہ رائے قرار پائی ملکہ نے کہا افغان تیغزن میرا اسپہ سالار جوان ترکی ہی سب طلسم والے اُسکو بخوبی پہچانتے ہین اُسکی صورت پر آپ میرے ہمراہ چلین خواجہ نے امیر کو بشکل افغان تیغزن بنایا آپ ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آئے نسترن سے آکے لپٹ گئے کہا کیون صاحب تم بھی ملکہ کے ہمراہ چلوگی نسترن جمال دیکھکر بیتاب ہو گئی گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا اری نوبہار آج تو تجھپر بڑا جوبن ہی سینہ پر ہاتھ رکھکے کہا یہ خنجر حسن کا تمہی ہی صاحبقران نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ دیکھو خواجہ نوبہار بنکر آئے ہین اُنسے ملکہ نسترن کیا گھل مل باتین کر رہی ہین تمنے دیکھا کسطرح گلے مل رہی ہین صاحبقران جو ہنسے ملکہ نے پلٹ کے کہا اری نسترن تو کس سے گھل مل کے باتین کر رہی ہی یہ نوبہار نہین ہی وہی نگوڑا جعلساز شعبدہ باز ہی نسترن ایسی شرمائی کہ پسینے پسینے ہو گئی پلٹ کے ایک دو تھپڑ مار کہا نگوڑے خدا تجھکو غارت کرے سب کے سامنے تو نے میری آبرو لی عمرو نے کہا میان یہی ملنے ہین کسی کا اجارا ہی حمزہ کے مزاج مین تو فساد کرانا ہی یہ نہ بتاتے تو کیا ہوتا اب عمرو نے امیر کو بشکل افغان تیغزن بنایا ملکہ نے تقریر مین تصویر دکھائی عمرو نے وہی نقشہ بنادیا ملکہ بہت خوش ہوئین صاحبقران ہتھیار لگا کے ملکہ کے ساتھ تخت پر سوار ہوے عمرو بشکل نوبہار چند کنیزون کو ملکہ نے ساتھ لیا تخت اُڑائے ہوے چلین چالیس کنیزین باغ مین چھوڑ دین ایک کنیز ہی اُسکا نام بد باطن جسوقت سے اپنے صاحبقران کو دیکھا ہی پھولی ہوئی ہی کسی کنیز نے پوچھا کیون بوا بد باطن آج تم کچھ پھولی ہوئی ہو خود بخود غصہ چلا آتا ہی آج کیا باعث ہی بد باطن سے ضبط نہو سکا ناظرین ملاحظہ فرمائین کتنے صاحبان کم ظرف ہوتے ہین اُنکے مزاج کا یہی طریقہ ہوتا ہی جب کسی نے پوچھا کیون بی بد باطن کیا کیفیت ہی کیا تردد ہی بد باطن نے جھلا کے جواب دیا صاحبو میرا غصہ ظاہر ہی کہ بی غنچۂ آرزو ایسی

بلبلائین دھگڑے کو بلاکے پہلو مین بٹھالیا یا تو یہ شرم و حجاب تھا کہ باغ مین جب برائے سیر جاتی تھین اگر پھول
کوئی مردانے نام کا ہوتا تھا تو فرماتی تھین یہ نگوڑا پھول مجھکو بہ نگاہ غور دیکھتا ہی اُس پھول کو توڑکے پانوٴن
سے ملتی تھین یہی ہمیشہ قول تھا کہ سرو کو شاعرون نے قد سے مثال دی ہی مین اسکے سایے مین نہ چلونگی اُسکا
عکس مجھپر پڑیگا یا یہ کہ مرد وا جو خوبصورت پایا پہلو مین بٹھالیا وہ شرم حجاب اُٹھا کیا ہوا ہم لوگون کے دکھانے
کی باتین تھین بوا مین سچ کہون مجھکو بہت ناگوار ہوا مین چاہتی ہون عاشق و معشوق دونون آج قتل ہو جائین
تیغ بیدریغ شاہان طلسم سے مہلت نہ پائین جسوقت شہنشاہ کو خبر ہو جائیگی وہ اس زور و شور سے آئینگے کہ انکو
جان بچانا دشوار ہوگا شاہان طلسم انتظار کر رہے ہین کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کو گرفتار کرین خبر پاتے ہی
گرفتار کرینگے بوا مین تو جاتی ہون ابھی خبر کرتی ہون سنو صاحبو ناک چوٹی ہماری تمھاری کاٹی جائیگی شاہ
یہی فرمائینگے کہ تم لوگون نے بھی ہمکو خبر نہ کی ہماری بات کون مانتا ہی بی غنچۂ آرزو اسقدر بہولین کہ نامدار
کو بھی اپنے باپ کے مار ڈالا یہ جوش محبت کا کہ کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ اسکا انجام کیا ہوگا مین سب حال جاکر کہونگی
ذرا خاموش نہ رہونگی بوا مجھکو بہت ناگوار ہوا کنیزون نے گھبرا کے کہا بوا بد باطن تمھین ان باتون سے کیا کام
کہا واہ بوا کام کیون نہین ہم سب اُنکی معلم ہین ہمکو بڑا افسوس آتا ہی بوا مین نے صبح کو سنا ہی تو اُس بات
پر بھی راضی تھین مگر طلسم کشا کے مذہب مین یہ قید ہی کہ بدون عقد و نکاح فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے
دوسرا بڑا اعتراض یہ ہی کہ ملکہ ساحرہ ہین جب سحر سے توبہ کرین سامری و جمشید کو برا کہین ای بوا ملکہ
کو اب سزا دلوانا ہمین تو اب ہی سامری جمشید کو برا کہہ چکین اب تو انکو قتل کرنا سامری جمشید کو راضی
کرنا ہی ہرچند کنیزون نے سمجھایا مگر بد باطن نے نہ مانا کہا بوا بیٹھو بھلا مین اُٹھکر جین لینے دونگی باپ کے قتل
پر کمر باندھی ہی سب سامری پرست قتل ہون گے خدائے نادیدہ کا مذہب جاری ہو دیکھین خداوندن
کو موت مین پڑا دیکھین مجھے نہ سمجھاؤ میرے آگ لگی ہوئی ہی اور کنیزین بیچاری چیختی رہگئین بد باطن اس
ارادے پر چلی کہ دربار مین شاہان طلسم کے جاؤن کنیزین دعائین مانگ رہی ہین کہ خدا ملکہ کی آبرو بچائے
یہ حرامزادی دشمن خدا افشائے راز کرنے گئی ہی وہان صاحبقران کا حال سنیے کہ ساتھ ملکہ کے چلے ہین بشکل
افغان و خواجہ بشکل نوبہار ملکہ راہ مین سمجھاتی جاتی ہین کہ ای شہریار اگر اب کی مرتبہ لوح نہ ملی تو بڑا غضب ہوگا
خواجہ کہتے ہین مین چلتے ہی رنگ جما دونگا ملکہ نے کہا اُس حرامزادی کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین اُسکو
مٹا سکتی ہون یہان سلسلہ بنت مسلسل دربار کو آراستہ کیے بیٹھی ہی لوح طلسمی جھولی مین رکھی ہی گھبرا گھبرا کے
کہتی ہی ارے کیا ستم ہوگیا ابھی تک نامہ دار سیرا پلٹ کے نہین آیا افسوس ہی طلسم کشا کو گرفتار نہ کر سکی
علاوہ لوح طلسمی کے طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ہی صاحب اسم اعظم الٰہی ہی مین نے جلدی کی ورنہ اسم اعظم
بھی بند کر دیتی یہی خیال تھا ایسا نہو کوئی درانداز آجائے انکو ہشیار کر دے اسوجہ سے لوح لیکر بھاگی اسی سوچ
مین بیٹھی ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکہ غنچۂ آرزو آتی ہین سلسلہ بنت مسلسل اُٹھی کہا
اسے آج کیا ہی کہ جو ملکہ میرے یہان آتی ہین میرا دل کھٹکتا ہی برسون سے مین کد کرتی تھی کہ کبھی گھڑی بھر
آکے میرے پاس بیٹھیے یا مجھکو صحبت مین اپنی بلائیے کبھی ایسا اتفاق نہوا آج کیا باعث ہی صاحبو جا بجا سے
یہی خبرین سننے مین آئین کہ شاہزادیان فرزندان حمزہ اور حمزہ پر عاشق ہو کے سلطنتون کے مٹانے پر
آمادہ ہوئین ایسا نہو کہین ملکہ بھی حمزہ پر پھسلی ہون حقیقت یہ ہی کہ طلسم کشا نہایت حسین و جمیل ہے

ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان بعد مہرنگار ملکہ مہرگہر تاجدار حمزہ پر عاشق ہوئین نسل کیان کو برباد کیا آخر انکی کیا سزا ہوئی زہر کی کے مرین آج تک پناہ نہین پونے دو سو خداوندون کو چھوڑ کے کوئی بھی آباد نہ ہوتا ہی میرا دل دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی یہ ذکر تھا کہ تخت ملکہ غنچۂ آرزو کا ظاہر ہوا سلسلہ برای تعظیم کھڑی ہوگئی برای تسلیم خم ہوئی ملکہ نے مسکرا کے پوچھا بہن مزاج تو اچھا ہی سلسلہ نے عرض کی دعای دولت حضور پر نور مین مصروف رہتی ہون تخت ملکہ کا اتارا سلسلہ نے لا کے مسند پر ملکہ کو بٹھایا دست بستہ عرض کی اسوقت آنے کا کیا باعث ہو ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کے کہا ارے کیا ہمارا آنا ناگوار ہوا ہم نہ آئین چلے جائین کیا تجھپر شاق ہو سلسلہ منت کرنے لگی ملکہ نے کہا ہمنے سنا ہی کہ آج تمنے بڑا کار نمایان کیا ہی لوح طلسمی طلسم کشا سے لے آئی ہو سلسلہ نے عرض کی واری مین نے تو بڑا جھگڑا پھیلایا تھا سنی بنکر گئی میان طلسم کشا تو بڑے شوقین ہین مجھپر مائل ہوے لڑکے سبب کو بھگایا جب مجھکو لیکر تنہائی مین بیٹھے مین نے فقرے سے لوح لے لی واری مین گھبرا گئی خوف ہوا یہ بھی سنتی ہون کہ اس طلسم مین طلسم کشا کے مددگار رہتے ہین ملکہ نے کہا ای سلسلہ تمنے بڑا کام کیا اب ہم بابا جان کی ملاقات کر جاتے ہین وزارت طلسم اب تمہین کو ہوگی سلسلہ نے کہا مجھکو سلطنت ملگئی کہ آپ نے مجھکو سرفراز کیا مین نے آپکی عنایت پر ناز کیا مجھکو سلطنت ملی کہ آپ آئین ملکہ نے کہا آج ہمکو بڑی خوشی ہی کہ طلسم ہمارا بچا ہماری کنیز نوبہار نے ایسا کمال حاصل کیا ہی ذرا اسکا گانا سنو دیکھو کیا خوب گاتی ہی نوبہار جو چمک کے سامنے سلسلہ بت مسلسل کے آئی چونکہ کار مذکور مین تماق ہی شوق مین جان دیتی ہی بیتاب ہوگئی کہا ارے نوبہار آج تو تو عیسی بن ٹھن کے آئی کہا اب مین تمہارے پاس تنہائی مین ضرور آؤنگی سلسلہ بت مسلسل خوش ہوگئی سازندون کو اشارہ کیا کنیزون نے ساز ملائے نوبہار نے سامنے سلسلہ کے بیٹھکر پوچھا کوئی ٹھمری چھیڑون یا غزل گاؤن سلسلہ نے کہا کوئی غزل گاؤ نوبہار نے یہ غزل شروع کی

غزل

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گمنام و نامی کا — یہ لکھوا تا ہی خط مولا سے بندے کی غلامی کا
لہو کا اپنے مثل کوہکن مین اب پیاسا ہون — مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا
بلا سے مجھکو ایذا ہو برای جوش جنون پہونچے — زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا
گیا گر جان سے مین ای سوز غم پر شکر کرتا ہون — کباب دل مین تو نے نقص کور کھا نہ خامی کا
گلوے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی — مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا
تعاقب کچھ سمجھکر بھی کسی کا کوئی کرتا ہی — نہ تھا اندیشہ ای فرعون تجھے موسی کی حامی کا
حلاوت کچھ تو ہی جو دیکے اپنی جان شیرین کو — مزہ چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا
شکار اپنے ہمای حسن کا شاید کہ کھیلے گا — پہنتا ہی مرا صیاد پیراہن ودامی کا
بسر ہو جائیگی کملی کے سائے مین فقیرون کی — مبارک اہل دولت کو ہو تمگیرہ تمامی کا
ابھی سیف زبان سے لون مین کار ذوالفقار انتش — کرو کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل بیتاب ہوگئے کنیزین رونے لگین ملکہ کا ارادہ یہ کہ کسی حیلے سے لوح منگواؤن یہ قتل ہو لوح ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر یہان بر باطن جو جلی دہ کوس دربار باقی تھا تھک گئی ایک پہاڑ پر ٹھہری تتمل رہی ہی کہ کملی زنگی غلام سحر العجائب کسی کار ضروری کو جاتا تھا

سلسلہ نے جو طلسم کشا کو دیکھا بھاگی کنیزون نے جو عمرو کو گھیرا خواجہ نے سب کے پہلے بدباطن پر نیمچہ مارا
اسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اسکے عمرو نے ایک حقۂ آتشبازی داغ دیا کنیزین جل گئین سلسلہ نے پھر قصد
کیا کہ تڑپ کے نکل جاؤن لوح کو چھپا کے جھولی مین رکھا جیسے ہی یہ بلند ہوئی امیر نے تیر مارا سینہ پر کینہ پر پڑا
توڑ کے پشت کو پار گذرا سلسلہ نہبت مسلسل چرخ کھا کر گری ملکہ نے اُسکی جھولی سے لوح لی گلے مین صاحبقران
کے بسم اللہ لکر ڈال دی امیر نے لوح کو ملاحظہ کیا اسمین مرقوم تھا اے سیار این عجائبات اے فتاح طلسم
اگر لعبد قتل سلسلہ لوح حاصل ہو تو مناسب ہے کہ اُسی وقت واسطے طلسم کشائی کے جاؤ مرحلہ ماران زہر بار
ہیگا اپنے کو ماران سے بچانا بدون ملاحظۂ لوح قدم نہ بڑھانا سب کنیزین سلسلہ کی قتل ہوئین ملکہ نے کسی کو
نکلنے نہین دیا خیال تھا جو انہین سے بچ جائیگی شاہان طلسم سے جا کے اطلاع کریگی راز کھل جائیگا جب سب کی
صفائی ہو چکی خواجہ نے تمام اسباب مکان کا لوٹ لیا امیر نے فرمایا خواجہ سلسلہ الگ مرحلہ تھی خزانہ یہان
نہین نکلا عمرو نے کہا آقا کچھ بھی نہین تھا کچھ پھٹی ہوئی دریان چاندنیان پڑی تھین امیر نے فرمایا خواجہ تمھاری
وجہ سے خزانہ نہین بچتا عمرو نے کہا آقا اگر خزانہ ہو تو مین کیا کرون امیر طرف ملکہ کے متوجہ ہوے کہا اے ملکہ
ہم مرحلۂ ماران زہر بار پر جاتے ہین ملکہ بیقرار ہو کے رونے لگین عرض کی شہریار وہ مقام بہت سخت ہے
ایسا نہو وہ سانپ آپکو آزار پہونچائے جی چاہتا ہے مین بھی ساتھ چلون اپنی بدنامی کا خیال ہے امیر نے فرمایا کہ
تمام مدارج لوح مین مین دیکھ چکا ہون سوائے ذات پروردگار کسی کی احتیاج نہین ہے لوح نے مجھکو خبر دی ہے کہ
دمبدم لوح کو دیکھنا ملکہ نے کہا ہر چند کہ میرا راز ابھی تک نہین کھلا ابھی تو یہ مقام آپکو مرحلہ جات طلسم باطن
جو متعلقۂ طلسم مین مل رہے ہین جب انسے مہلت حاصل ہو تب دوسری تدبیر کی جائیگی ملکہ مع کنیزان کی طرف
اپنے باغ کے چلین خواجہ ایک طرف راہی ہوے صاحبقران نے بموجب حکم لوح تخت سلسلہ کو اُٹھایا
دہنہ نقب کا ظاہر ہوا پختہ نقب بنی ہوئی تھی امیر اُس نقب مین داخل ہوے جب نقب کو طے کر چکے تو
دیکھا صحراے خارستان ہے اسمین ہزارہا مار سیاہ دوڑتے پھرتے ہین امیر کو ماران سیاہ نے دیکھا اپنے اپنے
کپھنے بلند کر کے طرف صاحبقران کے چلے ایک ایک قدم امیر کو اُٹھانا مشکل ماران سیاہ کا زمین پہ فرش ہے
ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی صاحبقران روشنی کی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک اژدر مہیب منہ سے
قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا آتا ہے اُس پر ایک ساحر سیہ فام بدانجام وہین سے للکارتا ہوا آتا ہے اے نگہبانان مرحلہ
طلسم کشا آگیا یہ آواز سنتے ہی وہ ماران سیاہ اُڑے ساحر بن بن کے صاحبقران پر گرنے لگے وہ ساحر کھڑا ہوا
نعرہ مار رہا ہے منم ماران زہر بار ارے یارو تم اتنے ہو اور طلسم کشا اکیلا ہے جلد چارون طرف سے گھیر کے
مار لو یہان سے طلسم کشا بچ کے نہ جانے پائے ساحرون نے بلوہ کیا امیر بھی لڑنے لگے سب ساحر اژدر سوار
کے کہنے سے لڑ رہے ہین صاحبقران نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا نابینا ہو گیا جب ساحر بہت سے
مارے گئے امیر قریب ماران پہونچے ماران نے اژدہے پر تازیانہ مارا آتشین کا مارا آب اژدر رستے کو دوڑا
اژدر تڑپ کے چلا منہ سے قلابۂ آتشین چھوڑا درخت جلنے لگے دم کھینچا جسم اقدس صاحبقران کو مطلق جنبش
نہوئی امیر خود جھپٹ کے قریب اژدہے کے پہونچے اژدہے نے چاہا امیر کو اپنے منہ مین لون امیر نے بحکم لوح
لوح کا عکس ڈالا اژدر نابینا ہوا ماران نے جو دیکھا اژدھا بیکار ہوا قریب آ کے چاہا کمر مین نیمچہ دیکر
امیر نے عکس لوح کا ڈالا ماران زمین پر گرا چاہا غرق زمین ہو جاؤن عکس لوح سے زمین سنگ لاخ ہو چکی تھی

اسطرف گذر ہوا دیکھا ایک عورت گدہری گال پھولے پھولے چاندی کا زیور پہنے ہوے پہاڑ پر ٹہل رہی ہے کمیل پلٹا مسکرا کے پوچھا ای نیکبخت تو کون ہی اسوقت تجکو دیکھکر دل ٹھہر گیا بد باطن نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مین شاہان طلسم کی ملاقات کو جاتی ہون وہ خوشخبری لائی ہون کہ دس پانچ کے سر کاٹے جاوینگے دس بیس قید ہون ہمین انعام ملے ہمارا غنچۂ آرزو کھلے کمیل نے کہا وہ خبر ہمسے بھی بیان کرو ہم بھی سحر العجائب کے غلام خاص ہین بد باطن نے کہا او کلموہے تجھسے کیا بیان کرون کمیل نے کہا ذرا اکنارے آؤ دیکھو مین بہت بیقرار ہون تمہارا کیا ہرج ہوگا ہمارا مطلب نکل جائیگا یہ کہکر آگے بڑھا ساری پکڑ لی بد باطن نے کہا او بیحیا کچھ شامتین آئی ہین مین وہ خبر لائی ہون کہ شاہان طلسم خوش ہوجاوینگے ارے ہماری ملکہ غنچۂ آرزو طلسم کشا پر عاشق ہوئین ساسلہ کو قتل کرنے گئین مین حمزہ اور عمرو عیار ملکہ کے ساتھ گئے ہین کمیل نے کہا اری ان باتون کو بالاے طاق رکھ ذرا لیٹ جا میرا مطلب ہوجائے بد باطن نے کہا ارے پہلے مجھے دربار شاہی مین پہنچا دے کیا مجھ سے کسی بات مین انکار ہی مین وہان ہو آؤن خبر کردون ساحر روانہ کیے جائین طلسم کشا اور غنچۂ آرزو گرفتار ہوکے آئین پھر مین تیرے ہمراہ یہین چلی آؤنگی مین بھی اسی بات کی متلاشی تھی کہ کوئی جوان معقول مل جائے تو اس سے آشنائی کرون کمیل نے کہا مین تو اسوقت بیتاب ہون توکل کا وعدہ کرتی ہی مین نہ مانونگا کمیل نے چاہا سحر کرے کہ بد باطن نے نیچے سے پتھر ایک گولہ مار دیا کہ کمیل جل کے خاک ہوا مرنے کی جو کمیل کے آواز بلند ہوئی زیر کوہ سے کئی ہزار زنگی دوڑے غل مچاتے ہوے ارے کمیل کو کسنے مارا بد باطن بھاگی سوچی کہ جو اب قلعہ مین جاؤنگی اسکے بھائی بند مجھکو مار ڈالینگے اڑی ہوئی جاتی ہی قضاے کار گذر اسکا گذر طرف سلسلہ پیچ مسلسل کے ہوا جھک کے جو دیکھا ملکہ غنچۂ آرزو مسند پر بیٹھی ہین محفل رجوع ہی کنیزین بلائین لے رہی ہین صاحبقران بصورت افغان شمشیر زن عمرو بشکل نوبہار تالیں مار رہا ہی ساری کیفیت دیکھکر بد باطن جل گئی سوچی کہ اب یہ کیا بجائے لوح لیلیگا آسمان سے اتر آئی ملکہ نے جو بد باطن کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئین پوچھا ای بد باطن تم اسوقت کہان سے آتی ہو بد باطن نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ نے کہا اری ہم تجھسے پوچھتے ہین کہان سے آتی ہی یہ ملعونہ جلی ہوئی تھی کمیل کے مرنے کا دل پر داغ کہا ہے مین نے اسکا کہنا نہ مانا ہاے مطلب دل ہی رہگیا جھلاکے بول اٹھی بی سلسلہ کیا غافل بیٹھی ہو ہماری ملکہ صاحبہ عمرو و حمزہ کو لیکر آئی ہین ہوشیار ہوجاؤ سلسلہ نے جو یہ سنا گھبرا گئی غل مچانے لگی ارے طلسم کشا کو مار لو امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چار	بیکے تیغ صمصام و قمقام نام	امیر عرب ضیغم روزگار
زین کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد	بیکے تیغ عقرب بکے ذو الحجام
گزان استاد عیاران عالم	سراپا دالیش و مشعل بجسم	عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو
جہان [illegible] بگہ در خنجر گذاری	بہر کشور بلاے جان کفار	بہ باغ دین ز نگارش اب باری
		عمرو آن شاہ عیاران عیار

سلسلہ نے ایک دو پتھر مار از زمین منشور یہ تھا کہ اندھیرا ہو تو مین نکل جاؤن اسکے دو پتھر مارنے سے تاریکی ہوئی چاہا پرواز پیدا کرکے نکلون ملکہ نے آواز دی او شغل اب کہان جائیگی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ سلسلہ زمین پر گری ملکہ نے خنجر کھینچ کر جھپٹی کہ اسکا سر کاٹ لون سلسلہ نے لوح چمکا دی لوح جو چمکی ملکہ لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوئین سلسلہ بڑھی کہ سر کاٹ لون صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچ کر آ پڑے

کا لکھا جاتا ہی کہ بدیع الزمان بشوکت تمام سفر کیے ہوے آتے ہین قلعے فتح کیے کئی تاجدار ساتھ مال و اسباب
کے چھکڑے لدے ہوے فضل و قارن چھکڑا مال کا لدا ہوا اسب پہلوان گرد تیک تیک کی صدا بلند ہی فرحان
و شادان صاحبقران کی تلاش مین آتے ہین کہ پشت کی جانب سے گرد اڑی فضل آگے بڑھکر کھڑا ہوا
کہ یہ کون آتا ہی دیکھا شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ پشت مرکب پر پیٹری جمی ہوئی
کئی ہزار سوار عقب مین گھوڑے بگٹٹ اڑاے ہوے آتے ہین قاسم کو دیکھکر فضل کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آگیا کہ اس جاہل کا سامنا ہی دیکھیے یہ کیا فتور برپا کریگا یہ جوان بڑا ابجوت و بیم نبرہ صاحبقران ہی کہ قاسم
سامنے آکے پہونچے کہا ای فضل ہٹ جا یہ مال ہمسے متعلق ہی غازیون کو تنخواہ بٹیگی فضل نے ہاتھ باندھکر کہا
مال تو یہ آپہی کا ہی آپکے عم نامدار لائے ہین بڑے بڑے ملک فتح کیے ہین بادشاہون کو زیر کیا قاسم نے کہا
بس ہٹو اسی مین تمھارے واسطے خیر ہی باتین نہ بناؤ مجھے یہ خوشامدین ناگوار ہوتی ہین فضل نے کہا ای شہریار
غلام تو نہ ہٹیگا سر غلام کا کاٹ لیجیے مجھکو نگہبان کیا ہی یہ جو فضل نے کہا قاسم تلوار کھینچ کے جا پڑے فضل
نے بھی قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا آقا سر لیجائیے یہ مال سر کے ساتھ ہی قاسم نے کہا وار کر فضل نے کہا میری کیا مجال
ہی ہاتھ گستاخی جو آپ پر وار کرون قاسم نے ہاتھ مارا فضل کا سر زخمی ہوا چاہا سر کاٹ لون کہ قارن جا پڑا
قارن بلند کہان کے منھ سے نکلا ہم کہان تک خاطر کرین گئی ہاتھ تلوار کے قارن نے قاسم پر مارے
قاسم نے روک کے جو ہاتھ مارا اسکا بھی سر زخمی ہوا یہ دونون سامنے سے ہٹے شاہزادہ بدیع الزمان
نے جو دیکھا کہ چلتے چلتے لشکر رک گیا پلٹکر فرمایا یہ کیا معرکہ ہی کہ فضل و قارن زخمدار آکے پہونچے گھبرا کے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا عرض کی حضور قاسم نے زخمی کیا مال آپکا لوٹ رہے ہین ہمنے جو منع کیا ہمارا کہنا نہ
مانا ہم زخمی ہوے یہ سنتے ہی بدیع الزمان مثل شعلۂ جوالہ چلے آکے دیکھا کہ چھکڑے مال کے قاسم اپنے قبضے مین
کر رہے ہین سوارون نے نگہبانون کے سینون پر نیزے رکھدیے وہ چھکڑون سے کود پڑے قاسم نے اپنا
قبضہ کیا کہ نعرہ بدیع الزمان کی آواز کان مین آئی قاسم نے آواز دی او کشتی گیر خبردار اب آگے نہ بڑھنا
بدیع الزمان نے کہا اس مال کے ساتھ جان بھی ہی قاسم نے کہا تو آئیے آپکی قضا لائی ہی خدا کی قدرت تو
ہمکو شوکت دکھانا ہی جیسے ہی بدیع الزمان قریب آئے یہ سلامت کہتے ہوے کہ ای فرزند جسقدر خواہش ہو
لیجاؤ مگر محبت مانگو تم تو جرأت دکھاتے ہو قاسم نے کہا ہم کیا لوٹے لیتے ہین ہم زبردستی لیتے ہین بدیع الزمان
نے کہا یہ مال یون نہ جائیگا یہ سنتے ہی قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو اٹھا دیا تیغہ پلپار کر
سپر سے کب رکتا ہی سپر کے دو ٹکڑے ہوے عاشقون کو خوشی ہوئی حقیقت مین شب ہجر کٹی سر پر زخم آیا
اب تو بدیع الزمان کو بھی غصہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ طلسم طیمورس و لیوبند اور دست زبردست
بدیع الزمان تڑپ کے تلوار گری قاسم کا شانہ نشانہ ہوا آپس مین تلوار چلنے لگی قضاے کلہ بہان سے
صاحبقران کا لشکر بہت قریب ہی ایرج کنارے پر لشکر کے کھڑے ہین کہ شاپور نے آکے خبر سنائی کہ قاسم
و بدیع الزمان سے مقابلہ پڑا ایرج اپنے باپ کی مدد کو جاتے ہین نور الدہر گھوڑے پر سوار ہو کے
قریب ایرج کے آئے کہا کیون بھائی اسوقت کہان جانے کا ارادہ ہی ایرج نے کہا کج کشتی گیر کی شامت آئی
ہی نور الدہر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی گلاب کیوڑے سے کلی کرنا جب نام قبلہ و کعبہ کا لینا یہ کہکر گھوڑے کو اڑا
کیا ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر نور الدہر کا زخمی ہوا نور الدہر نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچا

امیر نے تیغۂ عقرب سے اسکو قتل کیا ماران سیاہ اُچھلنے لگے اژدہے کے جسم سے شعلے نکلے سب ساحر
جلکر خاک ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من ماران زہر بار بود امیر نے دیکھا سامنے سے
خواجہ آتے ہین ملکہ خورشید برق وش بھی آکے پہونچین ایک جانب کو دیکھا ملک یاقوت شاہ لشکر کو
لیے ہوے پہونچا ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی ملک اخضر و زنار و آفتاب شعلہ مزاج وغیرہ مع لشکر
ظفر اثر آگے پہونچے صاحبقران نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا یہ سب تمھارا لشکر ہی کوئی شعبدہ
نہین اب بڑی ہوشیاری چاہیے کہ مرحلہ جات سخت باقی ہین امیر خاموش ہو رہے لشکر مین ملکہ خورشید
نے داخلہ کیا صاحبقران اور سب سردار بارگاہ مین آکے بیٹھے امیر نے اس فتح کا بڑا جشن کیا دوسرا دن
ہی مصروف جشن ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک لشکر گران ایک تاجدار ازحشت
سوار بارہ لاکھ ساحر پشت پر بڑے کروفر سے آکے اُترا ایک بارگاہ کلان استادہ ہوئی وہ تاجدار امیر
کے لشکر کو دیکھتا ہوا بارگاہ مین داخل ہوا ملکہ خورشید نے کہا اے شہریار صفیر کوہکن تاجدار اسرحسد
غرائب آپکے مقابلے کو آگیا اب اس سے مقابلہ پڑیگا صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین فرماتے ہین آیا ہی
تو آنے ہمارا بھی خداوند کریم مددگار ہی

دوکلے داستان شوکت بیان حال شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم نوجوان بصد عظم و شان تحریر ہوتے ہین

غزل عوض ساقی نامہ

حق نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو
جسطرح نشو و نما ہی گل سے اوّل خار کو

ہو یقین دیکھے جو دونون ابروے خمدار کو
دوسری بھی کھنچتی ہی کھینچے جو اک تلوار کو

دی ہی خالق نے ازل سے آبرو تلوار کو
کیون نہ آنکھون پر جگہ ہو ابروے خمدار کو

ہی بجا مشکل جو گھر مین بیٹھنا ہی یار کو
جو کہ یوسف ہی بچاوے کسطرح بازار کو

رحم آجائے اگر موران کوے یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسم زار کو

کون ہی گلگشت کا عازم کہ استقبال کو
گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو

آبلے جبتک نہون جاتا نہین صحرا کو مین
تا نہ میرے سخت تلوون سے ہو ایذا خار کو

چربی دوزمی بچالیتی ہی خونخوارون کو بھی
زنگ کھا جائے نہ چلنا مین اگر تلوار کو

تنزل کرتا ہی مجھے تیرا یہ انداز ناز
سجدہ گہ ہی سنگ تیغ ابروے خمدار کو

ہی اگر دربان سلامت یار کا تیر نگاہ
غم نہین تو بند کردے روزن دیوار کو

کیا دلا شکوہ بتون کا قصۂ موسیٰ ہی یاد
رنج دیتا ہی خدا بھی طالب دیدار کو

سورۂ یٰسین کے بدلے حشر کی صورت پڑھون
مرنے دم مین یاد کرتا ہون خرام یار کو

ہین جو خونریزون کے پیرو شاد رہتے ہین مدام
رات دن ہنستے ہی دیکھا ہی لب سوفار کو

سامنے خالق کے ہی نامہ کراماً کاتبین
روز لیجاتے ہین لکھ لکھ کر مرے اشعار کو

چہرہ شہسواران عرصۂ گیر و دار و یکہ تازان میدان جلالت شعار اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین
شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؎ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ؎ اب حال شہزادہ قاسم و بدیع الزمان

خبردار خبردار کہکر مارا ایرج کا بھی سر زخمی ہوا دونون لشکر تیار ہو گئے آپس مین تلوار چلنے لگی صاحبقران
بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار قاسم و بدیع الزمان سے راہ مین
تلوار چلی یہان ایرج و نورالدہر آپسمین لڑ رہے ہین لشکرون مین ہنگامہ ہو گیا تین لاکھ جوانون مین تلوار
چل رہی ہے ہزارہا لاش گر گئی صاحبقران تیغ عقرب کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے فرماتے ہوے ان
جھگڑون نے کلیجہ کباب کردیا دور سے آکے دیکھا لشکرون پر نعرہ کیا امیر کو دیکھکر لشکر والے الگ ہوے
ایرج و نورالدہر نے جو صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا نورالدہر گھوڑا بھگا کے بھاگے ایرج نے
اپنے تئین ایک جانب پوشیدہ کیا صاحبقران نے پکار کے فرمایا خبردار اگر اب کسی نے دست چپ و دست
راست کا نام لیا اُسکو قتل کرونگا یہ کہکر صاحبقران طرف صحرا کے چلے ایرج و نورالدہر کو سردار لیکر
شفاخانے مین آئے یہان قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چل رہی ہے لشکر والون نے بھی بلوہ کیا ہے عین گرمی جنگ
ہے بعضی پلٹنین خاموش کھڑی ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ یارو کیا کرین چچا بھتیجے کی جنگ مین کیا دخل دین کہ صحرا سے
گرد اُڑی بیجن بن سہراب سات لاکھ فوج سے جاتا تھا شاہان طلسم نور افشان سے کہکر چلا ہے کہ
مین طلسم کشائی چلکر مشکین باندھونگا اس مقام پر جو پہونچا دیکھا دو شخصون مین تلوار چل رہی ہے عیار سے کہا
بڑھکر دریافت کر یہ کیا ماجرا ہے عیار آیا سب حال دریافت کرکے عرض کی فرزندان طلسم کشا آپس مین
مصروف جنگ ہین لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہے اس بیجن نے گینڈا بڑھا کے کہا دونون کو قتل کرکے
اُس مال پر ہم قبضہ کرینگے یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا ان سب کو مار لو سات لاکھ فوج نے جو بلوہ کیا قاسم
نے پلٹکر کہا اے عم نامدار غضب ہوا فوج کفار آ پڑی بدیع الزمان نے کہا اے فرزند تم اپنے کو بچاؤ مین ان
سب سے سمجھ لونگا قاسم نے کہا اگر خدا نخواستہ آپکا کوئی موے جسم میلا ہوا تو مین دادا جان کو کیا منھ دکھاؤنگا
بدیع نے کہا تم بھائی کے نور نظر ہو اگر تمپر کوئی آنچ آئی تو مین اُنکو کیا منھ دکھاؤنگا دونون شیر دلیر زخم
باندھ کے لشکر کفار پر گرے ایک طرف سے قاسم نے نعرہ کیا نعرہ قاسم بطرز نو تصنیف مصنف

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم نعمت خوان جنگ و جدل
ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم ابن فرزند صاحبقران

منم ابن رستم یل نامور
فریدون حشم رعب اسکندری
منم حامل رایت گیر و دار

منم شیر میدان جنگ و جدل
فن جنگ من غیرت ساحری
منم شیر دل صف شکن پہلوان

نعرہ کرکے لشکر کفار سے لڑنے لگے بدیع الزمان دوسرے پہلو پر فوج
کے آئے بیجن بن سہراب کو تاکا بڑھکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان تصنیف نو مصنف

منم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گنجاب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شد آن کافر پر دغا
یل صف شکن نامور پہلوان

بدیع الزمانم یل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ و ر باختر شد بجنگ
بدیع الزمان ابن صاحبقران

دونون شیر جنگ مین مصروف ہوے سردار بھی انکے آ پڑے بدیع الزمان کے سر مین زخم تھا بڑھ
بڑھ کے جو لڑے سر سے اسقدر خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گردن مین
گھوڑے کی ڈال دیئے فرمایا اے مرکب اصیل اگر تجھسے ہو سکے تو ہمکو اس جنگ سے نکال کے لے چل

بدیع الزمان کو گھوڑا اپنے دیکر قاسم پشت مرکب پر جھوم رہے ہین سمک نے آکے خبر دی کہ حضور لشکر
بدیع الزمان کو بچائیے وہ تو زخمی ہوکے کسی سمت نکل گئے لشکر انکا معروف جنگ ہی ہر ایک جوان جنگ
ہی بیحجن بن سہراب لڑتا بھڑتا ہوا چلا آتا ہی قاسم کو جو آتے دیکھا آواز دی او جوان کہان جاتا ہی میرے
مقابلے مین آ منم بیحجن بن سہراب یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی فورا جا پڑے اوسکے ٹوکتے ہی تلوار
چلنے لگی انکی آنکھون پر قطرے خون کے آتے ہین اوسنے جو ہاتھ مارا زخم سر قاسم چہ پارہ ہوا فیما بس خان
وغیرہ بیچ مین آپڑے قاسم کو ہٹایا سینہ سپر کرکے مقابلہ کیا بیحجن نے سردارون کو بھی زخمی کیا اب بیحجن جنگ کرتا ہوا
بڑھتا ہوا چلا آتا ہی چاہتا ہی کہ شہزادہ خاور سیاہ کو گھیر کے مار لون بیچ مین گمیندان رسالدار آپڑتے ہین اسکا تمنے
بے پناہ چل رہا ہی تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے کسی کو زخمی کیا لڑتا بھڑتا سامنے
آتا ہی سب سردار پریشان ہین کہ ایسا نہو ہمارے آقا پر کوئی چشم زخم پہونچے جانبازی کرکے لڑ رہے ہین کہ دفعتہً
نعرۂ شیر کی آواز آئی جوانان تہمتن کے کلیجے سینون مین ہلنے لگے سب نے دیکھا کہ ثانی سلیمان امیر عالیشان
حمزۂ صاحبقران زمان پشت اشقر پر سوار تیغہ برقتاب ہاتھ مین آگے پہونچے دیکھا قاسم انتہا کا زخمی ہی
بیحجن بن سہراب کو دیکھا کہ ایک عفریت خود سر بصد کر و فر معروف جنگ ہی بڑے بڑے جوانون کو اسنے
قتل کیا امیر نے وہین سے نعرہ کیا منم ہژبر بیشۂ وغا یکہ تاز میدان ہیجا نعرۂ صاحبقران بطرز نو

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم فراری انوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ تبکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بہ سنجان پے گیرودار
بہ بازو شدہ فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
کہ ار جنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
ز گنجاب ملعون کردہ فرار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
بلرزند از خوف دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف بیحجن کے چلے یہ بیحیا عفریت مثال
جھومتا ہوا بڑے زور و شور سے آتا ہی صاحبقران جس غول پر گرے اوسکو درہم و برہم کر دیا علمدار
کی جانب چلے علمدار نے ہاتھی بڑھایا علم کو گردش دیتا ہوا آتا ہی نقیب آوازین لگا رہے ہین پکارتے
پھرتے ہین یارو دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی یہان بڑے بڑے نامی و نامدار آئے اور حسرت
و یاس سے کر اوٹھ گئے

نظم

کی شود آباد اندر دار دنیا دار حرص
زانکہ بے بنیاد باشد سر بسر دیوار حرص

در بہار باغ دل کی شگفد گلزار حرص
کی بر آید بندہ را از پاے خاطر خار حرص

ہان منہ بر دوش خود تا زندہ انبار حرص
زانکہ روزے گردنت خواہد شکست این بار حرص

از مسیحا کی کند حاصل دوا آزار حرص
کی شفا یابد ازین مہلک مرض بیمار حرص

حق کند اہل طمع را در جہان خوار و ذلیل
از فلک نازل بر ان مدبر شود ادبار حرص

تا دم آخر بہ زندان طمع پابند ماند
شد مقید ہر کہ مثل نقطہ در پرکار حرص

سینہ گر خواہی مصفا از غبار ماسوا
اولا از آئینۂ دل دور کن زنگار حرص

کور باشد در طمع چشم جہان بین خرد
در تاسف خون بگرید دیدۂ خونبار حرص

صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ تمام کفار بھاگتے پھرتے ہین اس عرصے مین بہرام وغیرہ بھی
آگئے ایک طرف دیکھا کہ بارہ ہزار تیر انداز لیکر مقبل بھی آگئے انہون نے آتے ہی تیرون کی بوچھار کردی
سیکڑون خطا شعار گھوڑون سے گر رہے ہین گوشون مین چھپ رہے ہین بعضے سہم کے چلاتے ہین بہرام کے
چینی بھی مصروف گلچینی ہین چن چن کے افسرون کو مارا جس غول پر جا پڑے اُسے پراگندہ کردیا تھوڑے عرصے
مین میدان کارزار لاشون سے بھر دیا سب بچیا الامان کہ رہے ہین صاحبقران لڑتے بھڑتے
اول سامنے علمدار کے پہونچے علم فوج کر مع علمدار قلم کیا علمدار کو قتل کرکے ملٹے ہین کہ بیجن سامنے آیا کہا
حمزہ تیری جرأت کے بڑے شہرے ہین مگر آج میرے ہاتھ سے تیری قضا ہی یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا امیر
نے تلوار کو اسکی تیغہ عقرب سلیمانی پر گانٹھا جیسے ہی تلوار مار کے پلٹا خبردار خبردار کہکر امیر نے
ہاتھ مار دیا بیجن کا سر زخمی ہوا بیچ مین اسکے سردار آ پڑے ورنہ امیر کا یہ ارادہ تھا کہ یہ نکل کے جانے
نہ پائے بے بس ہوکے رہگئے یہ سوچ رہے ہین کہ ای معبود بدیع پر کیا گذری عمرو نے آکے خبر دی
کہ حضور بدیع الزمان کو جنگ سے گھوڑا نکال لیگیا پہلے دونون شیر آپس مین لڑے بھتیجے کے ہاتھ سے
زخمی ہو چکے تھے لڑائی مین قوت و توانائی نہ باقی رہی ہرکارون نے خود دیکھا کہ مرکب اُنکو نکال لیگیا
صاحبقران نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا اُنکو خدا کے سپرد کیا پروردگار اُنکا حافظ و نگہبان ہے دن
بھی کم باقی رہگیا تھا بیجن زخمی ہو چکا علم فوج بھی گر چکا دیکھا اسنے لشکر کو شکست فاش ہو بھاگنے کی تلاش
نواب اگر جنگ ہو گی لشکر نہ رک سکیگا گھبرا کے عیار سے کہا مین تو بدون قتل حمزہ یہان سے واپس ہونگا
تو جلدی طبل بازگشت بجوا دے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے تلوار روک لی سرداران
بدیع الزمان و قاسم کو لیکر داخل لشکر ہوے مقابلے مین لشکر بیجن کے آگے لشکر اُتارا امیر نے یہان قاسم کی
زخم وزی کی ہرکارون کو حکم دیا دیکھو تو بدیع الزمان کو گھوڑا کہان لیگیا امیہ تو اسی وقت روانہ ہوا
اور ہرکارے بھی چلے صاحبقران نے کئی مرتبہ دربار مین فرمایا دیکھیے دنگل رستم کا جھگڑا کیا کرتا ہی کیون صاحبو
وست راستی و دست چپی مذہب ہو گیا ہر روز یہی جھگڑا در پیش ہی کس مزے سے لشکر آتا تھا آپس مین
لڑکے اپنے کو پراگندہ کیا نہین معلوم اُنکو مرکب کہان لے گیا مگر اب شہزادہ بدیع الزمان کا حال تحریر ہوتا ہی
کہ انکو جو مرکب جنگ سے لیکر نکلا ہارے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی ایک سبزہ زار مین پہونچا
صبح کا وقت ہی نسیم سحری چل رہی ہی گھوڑے نے گھانس پر منھ ڈالا بدن کو جنبش دی بدیع الزمان عالم غشی
مین تھے زمین پر گر پڑے گھوڑا ہر مرتبہ گھٹنے ٹیک دیتا ہی زبان سے ہر مرتبہ زخم کو چاٹتا ہی اب بیان سے
ذکر کیا جاتا ہی کہ جب سحر العجائب و مصر الغرائب کو خبر پہونچی کہ سلسلہ بن مسلسل کو صاحبقران نے مارا
اور لوح اپنے قبضے مین کرلی اور اب مع لشکر فلان صحرا مین فروکش ہین گھبرا کے کہا یارو سنتے ہو کیسی خرابی ہوئی
سلسلہ نے کیا کام کیا تھا لوح طلسم کشا سے لے لی تھی ہمین خیال تھا کہ اب طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائیگا
یارو یہ مین نے سنا کہ امیر مکان پر سلسلہ کے پہونچے یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے وہان تک طلسم کشا کو پہونچایا
سب سردار عرض کرتے ہین بیشک حضور اس بات کی مفصل خبر نہین ملی رات کا وقت ہی دربار مین یہی
فکر ہو رہی ہی کہ آسمان پر ایک برق چمکی لکہ ابر سیاہ بڑے زور و شور سے پیدا ہوا سب اُسی سمت دیکھنے
لگے دیکھا ملکہ نجم درخشان ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل سرحد طلسم کی حاکم قریب سرحد سلسلہ کے

اسکا ملک واقع ہوا ہی قتل سلسلہ بن مسلسل کی خبر سنکر گھبرا گئی دربار مین شاہان طلسم کے آئی اگر سحر العجائب و مصر الغرائب کو سلام کیا سحر العجائب نے پوچھا ای نجم درخشان اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا انجم درخشان نے کہا حضور مین نے قتل ملکہ سلسلہ کی خبر سنی تھی کہ اسکو طلسم کشا نے اسکے مکان پر آکے مارا کنیز گھبرائی خیال ہوا کہ اب جاکر کچھ تدارک کرون یہ یقین ہوا کہ اب طلسم کشا میرے ملک کی جانب توجہ کرینگے اسوجہ سے چلی آئی کہ مین خود انکا استقبال کرون سات لاکھ کا لشکر جمع کرکے لائی ہون اب طلسم کشا کا دن بدن عظم و شان بڑھتا ہی نمک حرامون نے بہت سر اٹھایا ہی سحر العجائب نے کچھ تحفہ جات اسکو دیے اور کہا مقابلے مین طلسم کشا کے بیجن بن سہراب پہونچ گیا تم بھی جاؤ ہم اور فوج بھی عقب سے روانہ کرینگے اور سردار پہونچینگے یہ حکم لیکر نجم درخشان مع فوج دریا موج روانہ ہوئی اسنے بھی اسی صحرا مین لشکر اُتارا انجم درخشان ٹہل رہی ہی کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی کہ ایک گھوڑا ٹہل رہا ہی باگین کٹی ہوئی زین ڈھلا ہوا کنیز نے عرض کی واری دیکھیے کسی کا گھوڑا کوتل پھر رہا ہی ایک کنیز نے کہا حضور سوار بھی اسکا زخمی پڑا ہی نجم درخشان یہ کہکر دوڑی کہ ارے کسی جلاد نے اکیلے کو گھیر کے مارا دور سے دیکھتی ہی کہ وہ نخل نخل وادی ایمن معلوم ہوتا ہی صاف ستارہ سحری چمک رہا ہی جب قریب پہونچی دیکھا ایک جوان قوی تن قوی طریقے سے ظاہر ہی کہ صف شکن قبضہ تلوار کا ہاتھ مین جما ہوا زیور جواہرات پہنے ہوے زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی سپر پر موتیون کا جال پڑا ہوا خنجر کمر مین نیزہ ایک سمت پڑا ہی خون کے لختے جسم پر جمے ہوے نجم درخشان جمال جہانتاب دیکھکر گھبرا گئی تھر تھر کانپنے لگی ہاتھ پانوٴن مین رعشہ آگیا ٹکٹکی بندھی سانسین بھرنے لگی پلٹ کے کنیزون سے کہا جلد چارپائی لاؤ جوش محبت مین سینے پر ہاتھ رکھا تو آنکھون مین آنسو بھر آئے دیکھتے یا آمد و شد نفس دیکھکر خوش ہوگئی کہا یہ سامری و جمشید کی عنایت ہی ابھی تک اس جوان مین روح باقی ہی مین لاکھون روپیہ صرف کرونگی مگر اسکا علاج ضرور کرونگی کنیزین دوڑ کے چارپائی اُٹھا لائین ملکہ نے کہا ارے اس بیچارے کو چارپائی پر ڈال لو کنیزین رکین ملکہ نے خود سر کے نیچے ہاتھ دیا اب تو سب کنیزین بھی لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ اُٹھا کے شاہزادے کو پلنگ پر ڈالا انجم درخشان کبھی پانوٴن پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو کمال کیا صدہا تیر اس گورے گورے جسم پر پڑے ہین مگر جان بچائی کیا کمال کیا کہ مال اپنا نہین دیا صاف ظاہر ہی کہ قزاقون نے کسی مقام پر اس شیر کو گھیرا ایسے لڑے کہ اسباب نہین دیا لڑ بھڑ کے نکل آئے سامری و جمشید اس جوان کی جان بچائین کنیزین دیکھتی ہین کہ ملکہ انتہا کی پریشان ہین یہ باتین کرتی ہوئی اپنی بارگاہ مین بدیع الزمان کو لیکر آئین کنیزون سے کہا جو جراح کہ اعلے درجے کا کاریگر ہو اسکو جلد لاؤ کنیزین فوراً گئین جراح کو لیکر آئین ملکہ نے ہاتھ باندھ کے جراح سے کہا ای جراح جو تو کہیگا وہ دونگی مگر اسطور سے علاج کر کہ اس جوان کو تکلیف نہو دیکھ تو زخمون مین چور چور ہی واہ ری جرأت کہ لڑائی سے منہ نہین پھیرا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کئی ہزار جوانون سے لڑائی پڑی جسم پر تیر بھی پڑے ہین سب نشان معلوم ہوتے ہین جراح نے عرض کی حضور مین نے زخمون کو خوب دیکھا کوئی رگ و پٹھا ایسا نہین کٹا کہ جس سے خوف ہلاکت ہو یہ کہکر جراح نے زخمون کو شراب سے دھویا ٹانکے لگانے لگا شاہزادہ تو بیہوش ہی جب سوئی کسی مقام پر رکتی ہی تو ملکہ جراح کا ہاتھ تھام لیتی ہین فرماتی ہین ای شخص تیرے دل مین ذرا رحم نہین یہ انسان کا گوشت ہی یا زمین ہی ذرا سہولیت سے ٹانکے لگا روح پر صدمہ پہونچیگا

میرا صرف یہ مطلب ہی کہ یہ جوان صحت پائے اور ہوشیار ہو مین اس سے حال لڑائی کا پوچھون اس عملداری مین ہم لوگون کا دخل ہی اسقدر قزاق کہان سے آئے کچھ تو نشان پایا جائیگا قریات والون کا یہ کام ہی سب قریے ویران کردونگی زمیندارون سے کہا جائیگا ایک مسافر گھرا اور تمنے اپنے مقام سے نکل کے مدد نہ کی اگر لینا لینا کہکر نکل آتے تو چورون کی حقیقت کیا تھی بھاگ جاتے جراح تو زخم دوزی کرکے پٹیان مرہم کی چڑھا گئے ملکہ نے کنیزون کو بھی ہٹا دیا پلنگ کے پاس خود تنہا بیٹھی مگس پرانی کر رہی ہین کبھی تلوے سہلائے کبھی پیشانی پر ہاتھ پھیرا بعد دوپہر کے بدیع الزمان کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا ایک خیمہ شاہانہ ایک نازنین مہ جبین سرو قد گل اندام مقبول طبع خاص وعام پھول سے رخسار خنجر ابروے خمدار سرنگون بیٹھی ہوئی مگس پرانی کر رہی ہی دل وجان سے مصروف خدمتگذاری ہی جیسے ہی بدیع الزمان نے آنکھ کھولی نجم درخشان نے مگس پرانی سے ہاتھ روک لیا مسکرا کے پوچھا کیون صاحب مزاج کیسا ہی بدیع الزمان نے کہا الحمد للہ چاہا اُٹھ بیٹھون فرط ضعف سے قلب گھبرایا پھر غش آگیا ملکہ رونے لگین اشک جو عارض پر ٹپکے بدیع الزمان نے آنکھ کھول دی ملکہ نے کہا صاحب لیٹے لیٹے بات کرو اُٹھو نہین ابھی آپنے قصد کیا تھا کہ اُٹھون پھر غش آگیا اب نہ اُٹھیے گا مگر دل مین یہ کھٹکا گذرا کہ پہلے اس جوان نے الحمد للہ کہا سمجھ گئی کہ یہ مسلمان معلوم ہوتا ہی پوچھا کیون صاحب قزاقون نے کس مقام پر گھیر لیا تھا مال کے واسطے تمنے اپنی جان لگا دی بدیع الزمان نے کہا قزاق کیسے ہم غافل آتے تھے بیجن بن سہراب ہم پر آپڑا زخمی ہوے گھوڑے پر جھک گئے غش آگیا گھوڑا لیکر اسطرف ہمین نکل آیا ملکہ نے گھبرا کے کہا کیا طلسم کشا آپہی ہین بدیع الزمان نے کہا میرے والد نامدار صاحبقران عالی وقار طلسم کشائی مین مصروف ہین ہمارے بھی ہاتھ سے اکثر ملک فتح ہوے طلسم کلید فتح ہوا اسکی بھی کنجی ہمارے ہاتھ آئی لوح محفوظ گلے مین پڑی ہی اسیر سحر تاثیر نہین کرتا حسب ونسب شہزادیکا سنکر ملکہ خاموش ہوگئین کہا ای شہریار اسوقت جیسے آپنے صاف صاف کہدیا کنیزون کے سامنے یہ ذکر نہ کیجے گا بدیع الزمان نے کہا اگر ہمسے کوئی نہ پوچھیگا تو ہمین ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہی اگر کوئی پوچھیگا ہمین جھوٹ بولنے کی عادت نہین ہی ملکہ خاموش ہوگئین بدیع الزمان نے تکیہ پر سر رکھا پھر بیہوش ہوگئے ملکہ وہان سے اُٹھین مگر لڑکھڑاتی ہوئی دربار مین آکے تخت پر بیٹھین کنیزون نے کہا کیون واری مزاج کیسا ہی ہم آپکو اسوقت بہت پریشان پاتے ہین ملکہ نے کہا سب طرح خیریت ہی کچھ خود بخود دل کی عجب کیفیت ہی مگر صاحبو مین کیونکر نہ گھبراؤن ایسے شخص کے مقابلے مین جاتی ہون جسپر سحر تاثیر نہین کرتا کیسے کیسے ساحر مارے گئے کنیزون نے عرض کی واری آپنے دعوی کیا شاہان طلسم نے اجازت دی ملکہ نے کہا اگر ارادہ نہ کرتی تو کیا کرتی بعد تباہی سرحد سلسلہ بسلسل میری عملداری مین طلسم کشا کا ضرور رہگذر ہوتا شاید اسی تدبیر سے کوئی بات نکل آئے مین تم سبھون سے ایک صلاح کرتی ہون جواب باصواب دینا شاہان طلسم نور افشان کے دشمن طلسم کشا ہین اگر انکا کوئی بیٹا پوتا ہمارے پاس رہے تو شاہون کا کیا حرج ہی کنیزون نے کہا واری شاہان طلسم یہ کاہیکو گوارہ کرینگے ضرور فساد مچیگا آخر آپکے پاس کون شخص ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کیا بیان کرون میرے منہ سے نہین نکل سکتا کلیجہ خود بخود اُچھلتا ہی کہان تک خاموش رہون اپنے دل کا حال کس سے بیان کرون نظم

ہنگام نزع محو ہون تیرے خیال کا	مشتاق ہون فرشتۂ صاحب جمال کا

پیراہن اُس جوان نے جو پہنا ہی چھال کا
ملتا نہین چمن مین مزاج اک نہال کا

آلودہ بیگناہون کے خون سے ہی تیغ چرخ
نافہمون کو گمان ہی شفق مین ہلال کا

شانہ بنینگے بعد فنا اپنے استخوان
عقدہ کھلیگا گیسوون کے بال بال کا

بینگے سہیل مشتری و زہرہ گوش مین
قطب سپہر حسن ہی تل تیرے گال کا

کس کس بشر کو لائی ہی دنیا فریب مین
کیا کب جوان مرید ہی اس پیر زال کا

لاتی ہی دوان قضا و قدر مرغ روح کو
پانی جہان قفس کا ہی دانہ ہی جال کا

امرد پرست ہی تو گلستان کی سیر کر
ہر نونہال رشک ہی یان خورد سال کا

اک دم مین جا ملونگا عزیزان رفتہ سے
کیا عرصہ ہی زمانۂ ماضی سے حال کا

سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہی آشکار
وہ جسم نازنین ہی عبیر و گلال کا

تیری قضا نہ آئے اُدھر ٹکٹکی نہ باندھو
گولی کا سامنا ہی یہ نظارہ خال کا

بوسہ دیے سے حسن مین ہوگی کمی نہ یار
ہوتا نہین زکوۃ سے نقصان مال کا

وہ چشم ہی نہین دلِ وحشی کی فکر مین
ہر ترک کو ہی شوق شکار غزال کا

زنجیر و طوق ہر برس آکے پہنا گئی
دیوانہ ہون مین بادِ بہاری کی چال کا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

رونے کے بدلے حال پر اپنے ہنسا کیے
پردہ ہوا نہ فاش ہمارے ملال کا

دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہوگیا
وہ روے سادہ نقش ہی صاحب کمال کا

کرتی ہی یان زبان کمرِ یار مین کلام
معدوم ہی جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اُٹھونگا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہون مین یار کے حسن و جمال کا

اس خضوع و خشوع سے ملکہ نے یہ غزل پڑھی کنیزین گھبرا گئین سب نے عرض کی واری ہمارے ذہن مین کچھ نہین آتا بہت حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ نے کہا صاحب جو کیا بیان کرون جو دل پر رنج و ملال ہین یہ جوان جو زخمی ہوکے آیا یہ فرزند صاحبقران ہی مجھکو خوف ہی ایسا نہو کہ شاہان طلسم کے خلاف گذرے کنیزون نے منہ پیٹ لیا کہا واری غضب ہوگا اگر شاہان طلسم سن لینگے تو فساد برپا کرینگے حضور سے اُنکو ملال ہوگا ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا اب تو مین نے اُسکا علاج کیا اب بدون صحت اُسے کیونکر رخصت کرون دل کو بڑا قلق ہی کنیزون نے کہا واری اس بات کا انجام بہت برا ہوگا دیکھیے کیا آفت برپا ہوتی ہی ملکہ نے کہا اب جو قضا و قدر کو منظور ہوگا وہی ہوگا میرے کلیجے پر تو چھریان چل رہی ہین ملکہ یہ سوچتی ہوئی بارگاہ مین ٹہلنے لگین کنیزون نے عجب طرح کا فقرہ کہا شاہان طلسم ضرور دشمنی کرینگے مگر اسوقت دیکھا جائیگا جان لینا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی یہان کنیزون نے آپس مین یہ صلاح کی کہ ملکہ تو اپنے ہوش مین نہین ہین یہ کلمہ فرماتی ہین کہ اگر شاہان طلسم مجھسے آزردہ ہونگے تو میرا کیا بگڑ جائیگا ایسا فساد برپا ہوگا کہ بڑی خرابی ہوگی ترقی پر دل کی بیتابی ہوگی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا مین کیا کہون

دل نہین مانتا جو گذریگی جھیلینگے جان پر

آئینے کی طرف نہین آتا خیال دوست
قربانِ شانِ حسنِ عدیم المثال دوست

پتلی ہوا ہر آنکھ کی اپنی خیال دوست
حسن شباب تک نہین طفلی گئی ہنوز
سنکر فسانہ یوسف و یعقوب کا کہا
اُن ابروون کے حسن کی تعریف کیا کرون
یاد آ گئی دن کو رات ملاقات یار کی
معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے ای کریم
دل پر یقین ہوتا ہی مجھکو امین کا
وہ قد ہی مثل سرو ہمیشہ بہار پر
رخسار سے صباحت کافور ہی عیان
چین جبین یار سے بنتی ہی حباب ان پر
مریخ کی طرح سے ہی خونریز عاشقان
گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
انداز جو ہی یار کا ہی مصلحت وہی چپ
رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
دلکو خیال یار کا ہر آن چاہیے
مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
رخسار یار پر ہی کسے آرزوے خط
آتش یہ وہ زمین ہی کہ صائب نے ہی کہا

یان تو یہ حال ہی نہین معلوم حال دوست
ظاہر نہین ہوا ابھی ہمکو کمال دوست
کرتا ہی چشم یار کو روشن جمال دوست
ماہ چہاردہ سے ہین بہتر ہلال دوست
شب کو رہا تصور روز وصال دوست
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزان غزال دوست
جان عزیز کو مین سمجھتا ہون مال دوست
اندیشۂ خزان نہین رکھتا نہال دوست
بوے لطیف مشک سے رکھتے ہین خال دوست
ہوتا ہی ناگوار طبیعت ملال دوست
پہنے لباس سرخ تو ہی حسب حال دوست
گردن کشون کے سر ہوے ہین پائمال دوست
اک ایک سے ہی خوب جمال و جلال دوست
تار نگہ سے اپنے بندھا ہی خیال دوست
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست
ای یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست
ہو رو سیاہ اُسکا جو چاہے زوال دوست
خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست

ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ صاحبو تمکو اختیار ہی جس کسی کو دراندازی کرنا منظور ہی وہ فوراً جاکر اجی شاہان طلسم سے کہدے کہ پسر طلسم کشا کو اپنے گھر مین نجم درخشان نے مہمان کیا ہی کنیزون نے عرض کی حضور ہماری کیا مجال ہی جو ہم ایسی گستاخی کرین سرکار کو اپنے فعل کا اختیار ہی ہمنے آپسے براہ خیر خواہی عرض کیا تھا کہ تمام اہالیان طلسم کو حضور سے ملال ہو جائےگا سب کہ حضور کے دشمنون کی بربادی کا خیال ہوگا آئندہ ہرچہ راے مولا از ہمہ اَولٰی ملکہ نے کہا جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا وہان سے اُٹھکر ملکہ قریب شاہزادے کے آئین دیکھا شاہزادہ بیٹھا ہی کچھ زخمون نے صحت پائی ہی ملکہ نے آکے اُسی وقت بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شہریار بارگاہ مین تشریف لے چلیے لیکن شہزادہ بدیع الزمان کسی قدر مکدر رہین خیال آتا تھا کہ یہ ساحرہ ہی شاید سحر سے ایسی صورت بنائی ہو ملکہ نے جو شہزادے کو مکدر پایا عرض کی ای شہریار باعث پریشانی کیا ہی بدیع الزمان نے کہا ای ملکۂ عالم ہمکو یہ خیال ہی مماگک ساحران مین پھرے حال سے ساحرون کے آگاہ ہین تمھاری صورت پر توجہ ہوتی ہی بلکہ دل بخوبی مائل ہی بڑا خیال یہ ہی کہ شاید کتنے سحر سے صورت ایسی بنائی ہو صورت زیبا دکھا کے ہمکو مائل کرو ملکہ نے کہا ای شہریار یہ طلسم نور افشان ہی یہان کی کسب شاہزادیان حسین و جمیل کوکب نے جب دیکھا کہ ہوش ربا کو افراسیاب نے نازنینان مہ جبین سے آراستہ کوکب نے بھی بڑے بڑے ملکون سے شاہزادیان بلوا بلوا کے اپنے طلسم مین بسائین ہمارے

بزرگون کی سکونت قدیم طلسم ہفت پیکر مین ہی مہر عالم افروز میرے والد کا خطاب تھا مادر مہربان
کمال ماہ تابان مشہور تھین مجھکو کمسنی مین کوتعب نے بلوا لیا اپنے طلسم مین بسایا اپنی جاگیر مرحمت فرمائی
ہمیشہ صحبت شہنشاہ مین جاتی تھی لطف مجالس اٹھاتی تھی اب بھی اکثر طلسم ہفت پیکر سے میرے نام نامے
آتے ہین ہمارے عزیزون نے کئی مرتبہ طلب کیا ہمنے قبول کرنا مناسب نہ جانا کہ شاہان نور افشان
بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آتے ہین ای شہریار طلسم ہفت پیکر عجب مقام ہی ہوش ربا و نور افشان
کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی طلسم وسیع ممالک بیشمار شاہزادیان حسین و جمیل بادشاہ وہان کا ہفت پیکر
خورشید جمال دعوی خدائی رکھتا ہی نائب اسکا آفتاب ماہ کمال زوجہ اسکی ملکہ سیارہ عالم افروز
دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم ملکہ پروین آسمان سیر مشہور ہی ثریائے فلک شکوہ ایسے سامان مہیا
ہین خداوند کا کوہ آتش بار پر ظہور ہی حقیقت یہ ہی کہ آج وہ سامان طلسم ہفت پیکر مین ہی کہ کبھی اہالیان
نور افشان نے آنکھ سے بھی نہ دیکھا ہوگا پہاڑون پر خلقت آباد ہی خداوند کی تصویرین ہر کوہ پر ہر خراجگذار
کی حاجت ہر مقام پر دفع ہوتی ہی ہر کوہ پر ہر مہینے مین میلہ ہوتا ہی تمام شاہان طلسم جمع ہوتے ہین حضور میلون
کی رعنائی ہر میلے مین ہر کوہ پر جانا عاشق تن بھی جمع ہوتے ہین بڑی بڑی شاہزادیان سیمبر حورپیکر
بالائے کوہ اپنی اپنی بارگاہون مین جلوہ فرما ہوتی ہین خداوند کی عدالت بادشاہون کی شوکت ایک سمت
مرادمندون کا جمع ہونا جو لوگ مبتلائے ہجر ہین انکا بلک بلک کے رونا جب عاشق تن بیقرار ہوکے
تصویر کے پاس جاتے ہین تو خداوند عدالت فرماتے ہین انکے ماں باپ کو حکم ہوتا ہی کہ جن عاشقون نے
جفائین جھیلین ثابت قدم رہے ظلم عشق سہے انکے ساتھ انکی شادیان کر دی جائین سب عاشق تن معشوق
کے وصل کی امید پاکر نکلتے ہین یا تو وہ پریشان تھے یا خندان و فرحان نکلتے ہین شاہون کو جھک جھک کے
سلام کرنا خداوند کا شکریہ انہین پہاڑون پر شادیان ہوتی ہین ناشادون کی شادیان ویرانے مین خانہ
آبادیان حضور آپکے سامنے کون کون سی کیفیت عرض کرون صرف مصنف کو ایک نشان دینا منظور تھا اگر
مجمل حالات تحریر کرون تو دو چار جزو سیاہ کردون تب ناظرین کو پتہ ملے مصنف عرض کرتا ہی کہ انشاء اللہ
بعد ختم فتنۂ نور افشان اس طلسم حیرت عنوان کو ضرور تحریر کرونگا یا کوئی اہل مطبع یا کوئی رئیس بلند اقبال
اسکی خواہش کریگا تو تحریر ہوگا ملکہ نجم درخشان نے عرصۂ دراز تک اس خوش بیانی سے حال طلسم
ہفت پیکر بیان کیا کہ بدیع الزمان کو ایک لطف حاصل ہوا فرمایا کہ ای ملکہ بخدا تمنے عجب طرح کا حلیہ بیان کیا
مجھکو اس طلسم کے دیکھنے کا شوق ہوا ملکہ نے عرض کی حضور کیا مجال بہرام فلک کی کہ اس طلسم کا نظارہ کر سکے ہر
کوہ پر تصویر خداوند ہمہ دان ہمہ گیر اس لاکھون کے مجمع مین اگر ایک بھی غیر مذہب کا آیا تو تصویر خداوند سے
آواز آگئی کہ فلان شخص ہمارا پرستار نہین ہی تاجرین کے ہمراہ اکثر غیر لوگ آئے مگر خداوند نے پہچان لیا
انکو سزائین دی گئین کیا مجال کہ وہان غیر کا گذر ہو جائے اور لوح اس طلسم کی مفقود ہی کبھی ہمنے لوح کا
نام بھی نہین سنا اگر کبھی شاہ کے سامنے لوح کا ذکر آیا تو شاہ نے یہی فرمایا کہ ہمارے طلسم کی لوح نہین ہی
بانیان طلسم نے اس قفل کو بے کنجی کا بنایا کسی شخص کی کیا مجال ہی اس طلسم پر دست اندازی کر سکے اگر لاکھ
جان رکھتا ہو تو ایک سلامت لیکر اسمین سے نہ نکل سکے اور علامتین بھی اس طلسم کی ایسی سخت ہین کہ اگر طلسم کشا
کیسا ہی جری و بہادر ہو مگر علامت دیکھکر گھبرا جائے کیسا ہی دلیر ہو مگر قلب تھرا جائے بدیع الزمان نے فرمایا

گر اسکی قدرت سے کیا بعید ہی کہ ہم لوگون کا اُس طلسم مین داخلہ ہو انشاءاللہ کلیجہ پتھر کا بنا لیجیے اور سلیمان
مین بھی جائین لطف میلے کا اُٹھائین بدیع الزمان کو جب اطمینان ہوا کہ ملکہ کی صورت اصلی ہو گئی گلگشت
جمال کی کرتے ہوے ملکہ کے ساتھ بارگاہ مین آکے بیٹھے چونکہ بدیع الزمان نے غسل صحت بھی کیا ہی ملکہ نے
حکم دیا کہ روشنی کی تیاری ہو ملکہ کے حکم دیتے ہی روشنی کی تیاری ہونے لگی جھاڑ کنول لگ رہے ہین
صحرا تمام پاک وصاف ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ بھی دیکھنے لگین نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی
ہزار ہا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اُسپر تعریف سامری و جمشید مرقوم ملکہ ادھر متوجہ ہوئین
سب کنیزین بھی دیکھنے لگین ایک ابر تیرہ و تار بھی گرد چھایا ہوا ہی قریب آکے ابر شق ہوا گرد و غبار اُٹھا
دیکھا ایک بادشاہ عالیجاہ نہایت شان و شوکت سے تخت پر سوار اسباب شکار ہمراہ چھ لاکھ فوج جنگجو
پر نوبت نقارے بجتے ہوے ملکہ نے دیکھکر کہا اے شہریار آپ تھوڑی دیر کے واسطے دوسرے خیمے مین
تشریف لیجائیے ملک مہران آفتاب سیر شکار کھیلتا ہوا آتا ہی خاص مشیران سلطنت شہنشاہ طلسم سے
ہی مجھکو جاکے اسکی ملاقات کرنا چاہیے بدیع الزمان اُٹھکر دوسری بارگاہ مین چلے گئے ملکہ نجم درخشان
کنیزون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال مہران کے چلین مہران تخت پر سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ وزرا
نے بڑھکر عرض کی ملکہ نجم درخشان تشریف لاتی ہین طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی کے مقابلے کو جاتی ہین
یہان لشکر انکا فروکش تھا خطور کو دیکھکر واسطے استقبال کے نکل آئین مہران نے سر اُٹھا کے دیکھا عرصہ دراز
ہوا کہ اسنے بارگاہ شہنشاہ مین دیکھا تھا اب جو نگاہ پڑی ایک شعلۂ جوالہ گویا زلفین عنبرین چہرے پر لہرا رہی ہین
عارض انور رشک قمر پیشانی تختی نور دندان گوہر دریاے ظہور گلا صراحی دار سینے پر اُبھار دوپٹہ ناز سے ڈھلکا
ہوا پائنچے سنبھالے ہوے گرد کنیزان ماہ طلعت ہیچ ہین وہ آفتاب شوکت قدم با قدم دیکھنے والے پامال ہوتے
ہین نقش قدم اپنی بد نصیبی پر روتے ہین کہ ہم قدمون سے جدا ہوے مہران جمال جہان آرا دیکھکر ٹھہر گیا
پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار زبان سے نکل گیا اے در بے بہاے بحر حسن و جمال و اے ماہ درخشان آسمان
کمال اس صحرا مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہر چند کہ ملک مہران بہت مغرور ہی جوش اشتیاق مین تخت
سے کودا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا ملکہ لیکر مہران کو اپنی بارگاہ مین آگئین مہران کا یہ حال ہی کہ سراپاے ملکہ
کو بغور دیکھ رہا ہی مگر رعب ملکہ کا اسقدر غالب ہی کہ زبان سے کچھ کہہ نسکا مگر دل دھڑک رہا ہی قلب مثل مرغ
بسمل پھڑک رہا ہی ملکہ کو یہان یہ بیقراری ہی کہ یہ ملاقات گر آیا ملاقات ہو چکی اب مجھے اسکا بیٹھنا دشوار ہی
اب یہ اپنی بارگاہ مین جائے تو مین شاہزادے کو بارگاہ مین بلاؤن وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی تنہا بیٹھا ہوا
گھبراتا ہوگا اُدھر شاہزادے کو بھی ملکہ کی جدائی کا خیال ادھر مہران کے دل پر ہجوم فوج رنج و ملال
متردد اسکو انتشار وہ بیقرار معشوق کے راز و نیاز عاشق کو سوز و گداز اسکو حیرت اسکو نفرت دونون
خاموش آخر دامن صبر دست استقلال مہران سے چھوٹا شیشۂ دل بضرب سنگ عشق سے ٹوٹا ضبط
ہو سکا دریاے محبت نے جوش مارا آخر بے اختیار دست بستہ ہوکے کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم مین کچھ
عرض کیا چاہتا ہون اگر آپ حکم دیجیے تو عرض کرون ملکہ نے مسکرا کے فرمایا ہم آپ تو ایک ہی تخم کی شاخین
ہین یہ تو آپ پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مین مقابلۂ طلسم کشا مین جاتی ہون یہ صحرا پر فضا ملگیا یہان چندے کے
واسطے ٹھہر گئی اور آپکے طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ براے شکار چلے تھے مہران آفتاب سیر نے کہا

اے ملکہ عالم تم بخوبی جانتی ہو صرف شکار کے طور پر چھ لاکھ آدمی ساتھ مین اگر لشکر کشی کرون تو گاو زمین بار نہ اٹھا سکے دشمن آنکھ نہ ملا سکے براے شکار نکلا چند کس ہمراہ ہو گئے مجھکو بھی یہ خبرین معلوم ہین کہ طلسم کشا کی بدعت بڑھتی جاتی ہے چند نمک حرام بھی شریک ہو گئے ہین وہ رہبری کرتے ہین مذہب کے مٹانے پر سب مرتے ہین لیکن کیا ہو سکیگا جسدن کوئی خراجگذار قصد کریگا مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ نہ ملیگا ملکہ نے کہا کہ صاحب جو تمکو لکھنا ہو لکھ بھیجنا مہران لڑکھڑاتا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خاموش و رنجیدہ اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا مشیرون سے کہنے لگا صاحبو تمنے سنا کیا غضب ہو گیا میری تو عجب کیفیت ہے دم لبون پر ہے اب مجھکو جینا دشوار ہو گیا نظم

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہو جائیگا — چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا
نام تیرا جسکو ورد اے گلبدن ہو جائیگا — غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہو جائیگا
موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے جائینگے — دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہو جائیگا
تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی — سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہو جائیگا
حسن کا عالم دکھا دیگی مجھے سیر چمن — چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا
عشق شیرین مین عبث دونون کو ہے آپس مین رشک — کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہو جائیگا
خلعت شاہی نہین اے بوالہوس تشریف عشق — جسنے پہنا اسکو یہ جامہ کفن ہو جائیگا
بعد مردن بھی رہیگا شوق عریانی مجھے — روح کو جسم مثالی پیرہن ہو جائیگا
ہمکنار اک دن مری تمثال ہوگی یار سے — آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہو جائیگا
پھاڑ کے پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس — پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائیگا
چشم کے چشمون مین انکا اتفاق اچھا نہین — اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا
موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے — پھٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا
روے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نہ ڈال — سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائیگا
سکۂ داغ وفا اک دن مرے کام آئینگے — عشق کی بازار مین انکا چلن ہو جائیگا
مدعی کیا تشنۂ دیدار ہووینگے ترے — آب زہرا دیکھکر چاہ ذقن ہو جائیگا
چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال — کوڑیون کے مول یہ چاہ ذقن ہو جائیگا
شاعرون کے کہنے پر اترا نہ اے گیسوے یار — عنبر سارا نہ تو مشک ختن ہو جائیگا
خط کے آنے کی خبر تھی روے رنگین پر کسے — کیا سمجھتا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا
دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب — خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا
منزل مقصود دکھلا دیگی توفیق ازل — دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا
یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی — خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائیگا

ملک مہران نے کہا یارو مین نے جسوقت سے اس قاتل عالم انجم درخشان کو دیکھا عجب دل کی کیفیت ہے دل پر چھریان چل گئین جی چاہتا ہے جا کے قدمون پر گر پڑون سر کاٹ کے تصدق کر دون اس ظالم کے تیور سے مجھکو اور ہی کچھ پایا جاتا ہے لیکن مین اب ایک نامہ اُس معشوق سرکش کو لکھتا ہون یہ کہکر

قلم ہاتھ مین لیا پرچہ کاغذ پر لکھا اے شہنشاہ اقلیم خوبی نوبادۂ حدیقۂ محبوبی آفتاب آسمان حسن و جمال گوہر بحر ذخار فضل و کمال لعل بدخشان دلبری الماس خزانۂ حسن پروری عندلیب بوستان فصاحت گل خوشبوے حدیقۂ بلاغت رتبہ شناس عاشق بیدل توجہ فرماے حال پُر ملال گریۂ عنادل انیس و مونس شب تنہائی رونق بخش محفل عاشقان بے صبر و شکیبائی سرفراز و معشوق طناز صاحب عشوہ و ناز بہ معشوقان ممتاز ادام اللہ حسنہٗ - عالم عالم آرزوے محبت و جہان جہان تمناے مودت جسوقت سے اس حقیر نے جمال بیمثال حضور کو دیکھا آئینۂ دل کو حیرت ہی کیا عرض کرون جو کیفیت ہی ان اشعار سے ظاہر ہی بقول مصنف

ہاتھ پاؤن مین درد رہتا ہی
تیری فرقت نے دل کو توڑ دیا
اب تو دل پر قلق زیادہ ہی

رنگ چہرے کا زرد رہتا ہی
ناتوانی چڑھی ہی زور ون پر
جان دیدین یہی ارادہ ہی

صبر و طاقت نے ہاتھ چھوڑ دیا
رنگ لاتا ہی روز خون جگر

اے ملکۂ عالم سرفرازی فرمایئے یہ نیاز نامہ حاضر خدمت فیضدرجت ہوتا ہی سرفرازی حاصل ہو تسکین دل ہو اگر سرفراز نہ فرمایا تو بس اپنے چاہنے والے کو زندہ نہ پاؤگی سر جسم پر بار ہی دل کی عجب کیفیت ہی ہر چشم اشکبار اگر اشتیاق دل مفصل لکھون ہزار تختۂ کاغذ پر بخط ریحان نہ تحریر ہو آخر مین عرض کرتا ہون معرفت قاصد صبا کے پیام ہی آپکی خدمت مین روانہ کرتا ہون نظم

نامہ بر حال کیسے یہ سارا
تار باقی نہین گریبان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر
حال لکھون جو آہ سوزان کا
نار پستان کی کیا لکھون تعریف
پاؤن چھلا جو دست جانان کا
درو دیوار کو مین تکتا ہون

اس غزل کو قمر کی پڑھ دینا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل
زخم اُٹھا جیسے تیر مژگان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر
یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
اوج پر اب تو درد فرقت ہی
وحشیون کی طرح سے بکتا ہون

دیگر

کیا لکھون حال چاک دامان کا
دو نگڑا تھا یہ ابر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین
ہی عصا اب تو دست دربان کا
اے قمر نقد جان عوض مین دون
میرے جینے کی کون صورت ہی

امیدوار ہون کہ طلب فرمایئے صحبت مین بار حاصل ہو آفتاب عالمتاب حسن و جمال تابان و درخشان رہے - یہ نامہ لکھکر اپنے ایک ملازم کو دیا اور کہا ملکۂ عالم کو دینا اور زبانی بھی حال اشتیاق عرض کرنا کہ غلام نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہی وقت عنایت و پرورش ہی ملازم نامہ لیکر چلا ملکہ اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین شاہزادہ بدیع الزمان پہلو مین بیٹھے ہین فرمارہے ہین ملکہ ہم زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہمین جنگ در پیش ہی ایسا نہو سرداروں پر کچھ اُفتاد پڑے ساحرون کا ہجوم ہی یہی دھوم ہی کہ طلسم کشا کو مار لو چہار طرف سے کافر چلے آتے ہین میرے سامنے بیجن بن سہراب آیا تھا اُسکو اپنے زور بازو پر بڑا ناز تھا سنا ہی کہ جنگ مین قبلہ و کعبہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر پھر اُس سے مقابلہ پڑیگا کیا عجب ہی کہ اُسکی مدد کو جادوگر آوین قبلہ و کعبہ لڑتے بھڑتے آگے بڑھین یہ ذکر تھا کہ مردہے نے سامنے آکے عرض کی در دولت پر نامہ دار مہران آفتاب سیر کا حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ نے بے تکلف فرمایا بلا لو نامہ و پیام کا کیا کام ہی ابھی تو وہ خود ہمارے پاس سے گئے ہین یہ ذکر تھا کہ نامہ دار سامنے حاضر ہوا ہاتھون پر رکھکر نامہ پیش کیا ملکہ کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس نامے مین جنگ و جدل کا ذکر ہوگا فوراً نامے کو ہاتھ مین لیکر کھولا دیکھا تو اُسمین القاب معشوقانہ مرقوم ہی اپنی بیتابی و

وبیقراری تحریر ہی جو جو ملکہ نامہ پڑھتی جاتی ہین غصہ بڑھتا جاتا ہی چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا ملکہ نے نامہ دار سے پوچھا یہ کیا مہملات لکھا ہی نامہ دار نے عرض کی کچھ زبانی بھی عرض کیا ہی کہ ہماری جان پر بنی ہی اگر وقت رحم ہی ہمکو سرفراز فرمائیے ورنہ غلام آپکے قدمون پر نثار ہو جائیگا ملکہ نے غصے مین نامہ چاک کر ڈالا کہا او نامہ دار بس خبردار زبان بند کر بیہودہ نہ بک جا کے اُس بیحیا سے کہدینا کہ کیون شامتین آئی ہین سامنے شاہان نور افشان کے ہمارے تمہارے کلام ہو گا نامہ دار نے جو ملکہ کے تیور بد دیکھے مارے خوف کے تھر تھر کانپنے لگا جلدی دربار سے بھاگا ملکہ کو کمال غصہ آیا کنیزون نے کہا حضور اس نامے مین کیا مرقوم تھا فرمایا خدا کی قدرت ہی کہ میان مہران صاحب ہمپر عاشق ہوے ہین اشعار عاشقانہ لکھے ہین اپنی بیقراری تحریر کی ہی کیون شہریار آپکو یاد ہو گا مین نے آپسے ذکر کیا تھا کہ طلسم ہفت پیکر مین یہ دستور ہی کہ عاشق تن سامنے تصویر خداوندی کے حاضر ہوتے ہین تصویر خداوندی سے انصاف ہوتا ہی عاشقون کی شادیان ساتھ معشوقون کے ہوتی ہین لیکن بہ رغبت و رضاے جانبین اُنکے مان باپ سے بھی پرسش ہوتی ہی مگر یہ صاحب ایسے بلبلائے اور آپ سے باہر ہوے کہ فرماتے ہین ہمکو ملائیے اپنی صحبت مین جگہ دیجیے بدیع الزمان نے جو یہ کیفیت سنی غیظ و غضب مین آئے زلفین خلیلی کو پیچ و تاب ہوا چہرہ سرخ ہو گیا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اگر حکم ہو مین ابھی جا کر زبان تیغ سے جواب دون ملکہ نے فرمایا کہ غصہ نہ کرین اُس ملعون کے کہنے سے کیا ہوتا ہی اپنے مقام پر بکا کرے اب وہ اگر ملاقات کا بھی مجھسے طالب ہو گا تو ملاقات نہو گی مجھے صرف یہ خیال گذرا تھا کہ مصاحبان خاص شاہان طلسم مین سے ہی ایسا نہو کہ مجھسے شاہ شکایت کرین کہ تمنے مہران کا استقبال نہ کیا نہین معلوم وہ اپنے دل مین اس تعظیم کو کیا سمجھا آپ غصہ نہ کرین مجھسے تو وہ جواب صاف پا گیا اب بھی اگر کچھ خیال دل مین رہے تو محض بیغیرتی و نادانی ہی اور تم مین کیا کہون نامہ دار وہان پلٹ کے جو پہونچا ملک مہران نے پوچھا ای قاصد خوشخرام محبوب خوش رو نے کیا جواب دیا نامہ بر نے کہا حضور اُنہون نامے کو پڑھ کے چاک کر ڈالا ملکہ کو نہایت غصہ آیا آپکی شان مین کلمات سخت و سست کہے بھلا حضور کو وہ کیا قبول کرے پسر حمزہ کو پہلو مین لیے بیٹھی ہی بوس و کنار آپسمین ہو رہا ہی یہ سنتے ہی مہران پر آگ جلنے لگا بل کرنے لگا کہا ملکہ کو جا کے پیغام دو کہ آمادہ حرب و پیکار ہو جائین کل صبح کو اگر گرفتار کر کے نہ لایا اور جبر سے وصل نہ حاصل کیا تو نام اپنا مہران آفتاب سیر نہ پایا دربار مین ہمسے کون آنکھ چار کر سکتا ہی اگر ہم یہ پیغام شاہان طلسم کو دیتے تو وہ بھی ضرور قبول کر لیتے تمنے ہمکو یہ جواب سخت دیا کل ہم تمکو اور پسر طلسم کشا کو سر میدان قتل کرینگے دیکھین ہماری بدعت سے تم دونون کو کون بچاتا ہی اور پسر طلسم کشا ہمارے ہاتھ سے بچ کے کہان جاتا ہی تمنے غضب کیا شاہون کا کچھ خوف نہ آیا مسلمان کو اپنے گھر مین جگہ دی تم شاہنشاہ نور افشان کی دشمن ہو اب کل سب کیفیت تمپر ظاہر ہو جائیگی گرفتار کر کے تمکو بیچلینگے جب وہ حکم قتل دینگے تب تو راضی ہو گی یہ باتین سمجھا کر اور ساحر کو روانہ کیا اُسنے جا کے دربار مین یہ سب باتین بیان کین ملکہ کو سناٹا آ گیا مگر بدیع الزمان نے غصے مین فرمایا اس ملعون سے کہدینا کہ تجھکو دانے ہاتھ کا کھانا حرام ہی اگر طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین نہ آ بیٹھے دیکھو تو کیسا شکار کھیلتے ہین کیا شاہان طلسم کا کوئی لونڈی غلام ہی کہ جو تو اُنکے نام سے ڈراتا دھمکاتا ہی اگر وہ بادشاہ ہین اپنے گھر کے بادشاہ ہین کسی کی عصمت پر اُنکا کیا اختیار ہی یہ کہکر حکم دیا اس بیغامبر کی گردن مین ہاتھ دو نامہ دار تیور شاہزادے کے دیکھکر بھاگا

اب ملاحظہ کر لینا یہ کہکر شہزادے نے مرکب بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے چلا مرکب باد رفتار سوار بہادر دیندار کس سج دھج سے مرکب میدان میں آتا ہی طرارے بھرتا ہوا کنڈا کھاتا مثل ماہ نو کے کیے ہوئے دم سے چنور کرتا ہوا سامنے شنکال کے پہونچا بدیع الزمان نے للکارا کہ او نابکار اپنی شعبدہ بازی دکھا اپنی ساحری سے باز نہ آیہ سنتے ہی شنکال نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے مارے مراد اس سحر سے یہ تھی کہ یہ گھوڑا شہزادے کا اپنی پشت سے گرادے بدیع الزمان نے لوح چمکائی وہ دانے تصدق ہو گئے شنکال نے اپنے دل میں کہا شاید سحر حقیر تھا کچھ اثر نہ دکھایا کوئی سحر کامل کرنا چاہیے یہ سوچ کر گیندا اٹھا تلوار پر خوب خوب سحر کیے خبردار خبردار کہکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا بدیع الزمان نے تختی کو چمکا کے سپر پہ روکا بہت سی تلواریں برسیں خنجر گرے آگ کے شعلے بھڑکے ملکہ نے یہاں کلیجہ پکڑ لیا کنیزوں سے کہا صاحبو غضب ہوا ارے شہزادے پر تلواریں برس رہی ہیں ہائے میں جا کے سینہ سپر کروں میں روکتی تھی مگر میرے کہنے کو مطلق سماعت نہ کیا میری بات کو خلاف جانا یہاں شہزادہ بدیع الزمان نے تختی کو چمکایا سب سحر باطل ہوے آگ برسی خنجر گرے مگر سب چیزیں مرکب سے الگ گریں کسی شی نے بدیع الزمان پر تاثیر نہ کی اب تو بدیع الزمان نے نعرۂ تکبیر بلند کیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا چمک کے جو تیغۂ برق تاب گرا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوے جسطرح ابر تیرہ و تار سے برق جہندہ تڑپ کے گرتی ہے سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر میں تلوار در آئی سراسر کلے جبڑے کو کاٹا یا تو تلوار قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ تلوار نے بوسہ دیا ملکہ تو اُچھل پڑیں کہا صاحبو خدائے نادیدہ نے کیا فضل کیا ہے دوسرا ساحر لشکر مہران سے آ پڑا برستا ہوا آیا ہزاروں سحر کیے زنگی بھی سامنے آئے فیلان سحر نے بھی غل کیا شیر ببر دھاڑ کے مار کے آئے شیر نے شہزادے پر حملہ کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدیع الزمان گھوڑے سے کود پڑے شیر نے چنگل مار دیا بدیع الزمان نے گھونسا مارا شیر کا سر پھٹ گیا کئی شیر اسی طرح آئے بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارے گئے جب ساحر نے سب سحر اپنے باطل پائے جھپٹ کے ترسول مارا بدیع الزمان نے قلم کیا سر کو تبا کے کمر پر ہاتھ مارا ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مصنف عرض کرتا ہے کہ سولہ ساحر شام تک شہزادے کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوے مہران بنگاہ غور دیکھا کیا کہ ساحروں نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی مگر شہزادے پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی بدیع الزمان نے نام لیکر بھی للکارا کہ او مہران کیوں ان بیچارے غریبوں کو نیلام کرتا ہے تو خود میرے مقابلے میں آ تو کیفیت ظاہر ہو تو بھی میرے کمال سے واقف ہو مگر مہران خاموش کھڑا رہا پرے سے نہ نکلا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے آخر شام کو اسنے طبل بازگشت بجوایا رنجیدہ و کبیدہ پلٹا بارگاہ میں آ کے بیٹھا ملکہ نے بدیع الزمان کو آگے روک لیا زر نثار کرتی ہوئی ساتھ ساتھ مثل گل شگفتہ پوچھتی ہوئی کہ اے شہریار یہ کیا باعث تھا وہ وہ سحر ہوے کہ زمین ہل گئی مگر آپ پر مطلق تاثیر نہوئی بدیع الزمان نے کہا عنایت پروردگار شامل حال تھی جب ملکہ نے بہت کہا میں نہ مانوں گی مجھسے مفصل فرمائیے بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ یہ عنایت پروردگار لوح محفوظ میرے پاس ہے اسی کے سبب سے کسی ساحر کا سحر مجھپر تاثیر نہیں کرتا یہ بات سنکر ملکہ کو بڑی خوشی ہوئی کہا اے شہریار مجھے اس بات کا بڑا تردد تھا کہ آپ سحر ساحران سے کیونکر محفوظ رہیے گا بدیع الزمان نے کہا اے ملکہ جا بجا بڑے بڑے ساحروں سے مقابلے پڑے یہ عنایت خداوند کریم طلسم کلید کو فتح کیا مال طلسمی دستیاب ہوا اگر یہ

مہران سے کہا ملکہ تو کچھ نہین بولین مگر اُنکے آشنا سخت جھلائے شاہان طلسم کو گالیان دینے لگے
یہ سنکر مہران بہت جھلایا غصے مین حکم دیا لشکر مین طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر
سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے خبر کی کہ اُس ملعون نے طبل جنگی بجوا دیا ملکہ شہزادے کو سمجھا رہی ہین کہ ای
شہریار یہ بڑا ساحر زبردست ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ملکہ تمھین اسمین کیا دخل ہی تم لشکر کو ساتھ لیکر علیحدہ
کھڑی ہو کے تماشا دیکھنا ہرکارون کی زبانی جو بدیع الزمان نے سنا کہ اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ارشاد فرمایا کہ
ملکہ کہدو بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی تمھارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے لیکن اگر ہمسے تمکو محبت ہی تو لات و منات
پر لعنت کرو ملکہ بصدق مطیع الاسلام ہوئین کنیزون نے بھی اطاعت کی تمام لشکر مین مشہور ہوا کہ ملکہ
نجم درخشان مطیع الاسلام ہوئین شہزادۂ بدیع الزمان کی اطاعت کی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے
ملکہ کی شب بھر بیقراری فرماتی ہین آپکے مذہب مین سحر کرنا عیب ہی میرا دل دھڑکتا ہی ساحر کو کیونکر جواب دیجیے گا
بدیع الزمان فرماتے ہین ملکہ بروقت دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہی جتنے بڑے بڑے ساحر ہین سب کتے کی موت
مارے جائینگے انشاء اللہ ہمارے ہاتھ سے امان نہ پائینگے جسوقت شہنشاہ زرین پوش آفتاب خروج
ثابت و سیارگان کو شکست دیکر چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا لشکر ضیا و شعاع نے صف باندھی تیغہ
حمائل کیے ہوے کمان کہکشان کاندھے پر اس شان و شوکت سے تماشاے جنگ مین مصروف ہوا ادھر
سے ملکہ نجم درخشان نے لشکر تیار کیا بدیع الزمان بھی سلاح جسم پر آراستہ کیے ہوے خیمے سے برآمد
ہوے ملکہ تخت پر سوار ہوئین بدیع الزمان اسپ خوش خرام پر سوار ہوے تمام فوج کو پشت پر لیا
طرف میدان جنگ کے روانہ ہوے نجم درخشان فرماتی ہین آپ تماشا دیکھیے گا مین سمجھ لونگی بدیع الزمان
فرماتے ہین ہمارے مذہب مین عورت پر جہاد ساقط ہی ہمارے ہوتے تم کیونکر جاؤ گی تم نہ گھبراؤ ای ملکۂ عالم
اگر ہمکو یہان قضا لیکر آئی ہی کچھ عذر نہین ورنہ ملاحظہ کرو گی کہ کسطرح اُس ملعون کو مارتا ہون تم ناحق پریشان
ہوتی ہو دوسری طرف سے مہران بھی لشکر کو لیے ہوے میدان مین آکے پہونچا دیکھا اسنے کہ سب سے
آگے بڑھا ہوا شہزادۂ بدیع الزمان مرکب کو جولان کر رہا ہی قلب لشکر مین تخت ملکہ نجم درخشان کا سات
لاکھ فوج جنگی ہمراہ سامان جنگ تیار سب اشیاے جنگ و طبل ہمراہ ہین صفوف لشکر آراستہ ہونے لگین نقیبان
بلند آواز نے نقابت کی کڑکیت کر ملکا لنکر بٹے مہران نے قصد کیا تھا کہ نکلون کہ پہلو سے شنگال تیرہ درون
بارہ ہزار فوج کا سپہ سالار ہی گینڈے کو گھڑا کے سامنے مہران کے آیا کہا ای شہنشاہ غلام کو بہت
شاق ہی کہ حضور میدان مین جائین اور غلام دیکھا کرے مین جاتے ہی ایک سحر مین پرے کے پرے
غارت کردونگا مہران نے اجازت دی شنگال میدان مین آیا پکار کے آواز دی ای دشمنان
شہنشاہ طلسم جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ کی کنیزون نے ارادہ کیا تھا کہ بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھا کر
سامنے ملکہ نجم درخشان کے آئے موافق اپنے لشکر کے قاعدہ کے دست بستہ عرض کی ای ملکۂ عالم
اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ نے تخت رکھوا دیا بیقرار ہو گئین کہا ای شہریار کس زبان سے عرض کرون کہ
آپ میدان کارزار مین جائیے کیونکر مین گوارہ کرون آپ تو حرمت کے پابند ہین وہ سب ساحران
خود پسند ہین جاتے ہی آپکے وہ ایک سحر کر دیگا آپ بیکار ہو کے زمین پر گر پڑینگے بدیع الزمان
نے کہا ملکہ تم نہ گھبراؤ ہم بھی سحر توڑینگے ملکہ نے کہا کہ آپکے مذہب مین تو سحر کرنا بہت معیوب ہی بدیع الزمان نے کہا

لوح محفوظ نہ ہوتی تو ان ساحرون سے کیونکر مقابلے پڑتے ملکہ بہت خوش ہین کہتی ہین ای شہریار اب قلب کو قوت روح کو راحت ہوئی یہان تو ملکہ نے جشن کی تیاری کی ساقی بچے جمع ہین ناچ ہو رہا ہی جام مے ارغوانی گردش مین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی لیکن مہران جو میدان سے پلٹ کے آیا ہی دراز تک تو خاموش بیٹھا رہا بعد عرصۂ دراز سردارون سے کہا یارو دیکھا ایک غیر ساحر کے ہاتھ سے سولہ ساحران نامی و نامدار مارے گئے اسکا کیا باعث تھا اگر یہ خیال کرون کہ نجم درخشان نے ایسا سحر کر دیا کہ بدیع الزمان پر سحر نے تاثیر نہین کی تو مین بنگاہ غور دیکھ رہا تھا اور مین نے خود بھی اپنے سحر پوشیدہ روانہ کیے تھے کوئی سحر ملکہ نے نہین کیا اپنے اپنے طور پر سب سردار کہ رہے ہین مہران کہتا ہی یارو وہ بات کہو کہ قرین قیاس ہو اور دل بھی اُسے قبول کرے جب کوئی بات نہ نکلی تو اسنے کہا صاحبو کیا مین کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی کو نکالا ایک چراغ روشن کیا چراغ کو روشن کرکے پتلی کو سامنے بٹھایا پوچھا ای ہنرمند جلد آگاہ کر دے کہ کیا سبب ہوا کہ حمزہ کے فرزند پر سحر نے کیون نہ تاثیر کی یہ سنتے ہی وہ پتلی قہقہہ مار کے ہنسی کہا ای مہران آفتاب سیر اتنا بڑا ساحر زبردست ہو کے مجھسے سبب پوچھتا ہی اتنے ساحر جو تیرے مارے گئے انہین سے کوئی برا نہ تھا ایک ایک سامری عہد جمشید زمان تھا مگر کسی کی سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ ہمارا سحر کیون جواب دے رہا ہی آخر کتنے کی موت مارے گئے ارے بے وقوف پسر طلسم کشا کے گلے مین لوح محفوظ ہی جسمین اسماے خداے نادیدہ تحریر ہین سحر کی کیا مجال کہ جو اُسکے قریب جا سکے اگر اُسکے مقابلے مین تو بھی جائیگا تو فوراً مارا جائیگا جانبری دشوار ہوگی اسی بھروسے پر پسر حمزہ تم لوگون کے مقابلے مین آیا ورنہ ساحرون سے کیا لڑ سکتا تھا یہ سنکر مہران کے ہوش اُڑ گئے چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد چہرہ پر گرد رفیقون سے کہنے لگا یارو اب کیا کرون جب تو حمزہ طلسم کشائی کرتے نکلا ہی بڑے بڑے تحفہ جات حاصل ہو چکے ہین وہ پتلی پھر بول اُٹھی کہا ای مہران اس جوان کا بھتیجا شاہزادہ خاور سیاہ ہی اُسکے قبضے مین تیغۂ سحر کش ہی آپس مین دونون جوانون مین چشمک ہی ساحرون کی شامت آتی ہی آپس مین دعوے رہتے ہین کہ کسنے زیادہ کافر قتل کیے آپس مین لڑتے ہین ساحرون پر آفت برپا ہوتی ہی ان دونون کے دو فرزند ہین کہ نام اُنکے ایرج و نور الدہر اُنھون نے اب ہاتھ پانون نکالے ہین وہ جس لشکر پر جا پڑتے ہین اُسے بالکل تباہ و برباد کر دیتے ہین جبھی ملک اسی طلسم کے ان چارون جوانون کے قبضے مین آ گئے اس پتلی موسوم بہ ہنرمند نے سبب یہ سب جھگڑے سامنے مہران اور اسکے رفقا کے بیان کیے یہ سب باتین سن سنکر مہران اور زیادہ گھبرایا سب سردارون کو اپنے پاس سے ہٹا دیا صرف اپنے عیار سمند تیز رو کو بلایا یہ عیار بھی ہی اور سحر بھی جانتا ہی کہا ای یار شاطر کیا تدبیر کی جائے تجھ سے ہو سکتا ہی کہ تو پسر طلسم کشا کو پکڑ لائے بڑے غضب کی بات ہی پسر حمزہ کے پاس لوح محفوظ ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا مین فراق دیدہ ہجران کشیدہ مرتا ہون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین اُسکے جمال جہان آرا پر جیسے نگاہ پڑی ہی ہر وقت دل یہی چاہتا ہی سامنے اُس محبوب کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھون

نظم

رخ پہ ترے بکھرا ہوا گیسو نظر آیا
خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین مجھے نور کا پہلو نظر آیا

رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
میزان عدالت ہین مرے دیدہ پر آب
رخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا
سرے کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا

قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے
ہمو زن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا گیا ہر روز
اک ناوک تر ان پس آہو نظر آیا

ای یار حبذ ہر آنکھ پڑی تو نظر آیا
سمجھا مین بہم بدرو ہلال ای فلک حسن
برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا

رو رو کر عیار کے سامنے جو اسطرح ہم
طلسم کشا کو پکڑ لاویگا حضور کیون پریشان ہوتے ہین اسنے کہا اگر تو
کہا عیار نے کہا حضور نہ گھبرائین غلام پسر
پسر حمزہ کو پکڑ لائے تو نجم درخشان کا گرفتار کرنا کوئی بڑی بات نہین ہی میرے سحر کے سامنے کیا دم
مار سکتی ہی یہ کہکر سمند تیز رو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کے چلا لشکر مین ملکہ نجم درخشان کے آگے
دیکھا جشن کی تیاریان ہو رہی ہین سب ملازم خوش بیٹھے ہین جہان ایک سپاہی کا بھی گیرا ہی وہان بھی ناچ ہو رہا
ہی طائفے درست ہو رہے ہین سمند بشکل خدمتگار پھرتا ہوا بارگاہ مین ملکہ کی آیا دیکھا ملکہ نجم درخشان بہت
بھاری جوڑا اپنے ہوے تخت پر بیٹھی ہین اور شہزادہ بدیع الزمان دنگل شوکت پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین سمند
بدلگامی کرنے لگا دل مین یہی خیال ہی کہ افسوس ہمارے آقاے نامدار اس معشوق پر جان دیتے ہین اور یہ
ظالم پہلو مین پسر طلسم کشا کے بیٹھی ہی کیا شادان و فرحان ہو رہی ہی بڑے افسوس کی بات ہی ایک گوشے مین
کھڑا ناچ دیکھا کیا دورہ جام بھی چل رہا ہی جب رات کم باقی رہی بدیع الزمان نے فرمایا ملکہ کیا سبب ہی کہ لشکر
حریف مین طبل جنگی نہین بجا ہرکارون نے عرض کی کہ حضور آج انجمن مشاورت منعقد تھی کچھ صلاحین ہو رہی تھین
حضور ہوشیار رہین سمند تیز رو عیار اُسکا فکر مین حضور کی نکلا ہی ملکہ نے چند جادوگرنیون کو حکم دیا کہ تم سب گرد
خیمۂ شہزادہ کے رہنا یہ خبر سنکر مجھے بڑا تردد ہوا ہی چالیس جادوگرنیان شاہزادے کے ساتھ رہین شاہزادہ بھی
بدیع الزمان خیمے مین آئے سب جادوگرنیان باہر خیمے کے ٹھہرین سمند تیز رو فکر مین پھر رہا ہی جادوگرنیان
سامنے والون کا انتظام کر رہی ہین اگر کسی نے قصد کیا کہ قریب سے بارگاہ کے گذرے سب نے منع کیا
آسمان کا بھی انتظام کر رہی ہین اگر کوئی طائر بھی نکلا تو اُسے تیر مار دیا وہ زمین پر گر پڑا سمند تو عیار منہ زور
ہی پھرتے پھرتے قریب ایک مزبلہ کے آیا نقب کھودنا شروع کی بہرہ نقب کا بارگاہ بدیع الزمان
مین توڑا اگر دمین اٹا ہوا نکلا شمعہاے مومی وکافوری کو گل کیا قریب بدیع الزمان کے آیا کانٹے
سے دو شالہ ہٹایا دیکھا ایک تختی گلے مین پڑی ہی کفچے مین بیہوشی ڈال کر شاہزادے کے دماغ مین پھونکا
شہزادہ چھینک مار کے بیہوش ہو دروازے پر سے آوازین حاضر باش و ناظر باش کی آ رہی ہین سمند نے
پشتارہ باندھا دوش پر لگایا اُسی نقب سے لے نکلا سوچا کہ اگر سیدھا راستہ جاؤنگا شاید کوئی روکے
ٹوکے پشت لشکر پر نکل گیا چار کوس چڑھو کے چلا صحرا کو طے کرتا ہوا آتا ہی جب دو کوس راہ طے کی چونکہ تھک گیا
تھا ایک تختہ سنگ پر پشتارہ رکھا جھیل پر منہ دھویا ٹہلنے لگا قضاے کار امیہ بن عمرو جو تلاش مین اپنے
آقا کی نکلا تھا رات کو اسی صحرا مین درہ کوہ مین پڑ رہا صبح کو اُٹھا جا ہا بر سر راہ ہون کہ نگاہ پڑی ایک
عیار بانہاے عیاری سے آراستہ ٹہل رہا ہی پشتارے پر نگاہ نہین پڑی خیال مین آیا دریافت کرون کہ
یہ عیار کون ہی ٹہلتا ہوا قریب سمند کے آیا پکار کے آواز دی ای عیار تو کون ہی سمند زور دن پر چڑھا
ہوا ہی بیساختہ بول اُٹھا مین عیار ہون مہران آفتاب سپہر کا اُسنے حکم دیا ہی کہ پسر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن
اُسے گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہون وہ سامنے تختہ سنگ پر پشتارہ رکھا ہی امیہ کھینچ کر سامنے آیا کہا او ملعون

منہ امیہ بن عمرو بھلا اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون آپس مین تیغ چلنے لگا امیہ تو بلاے روزگار ہی چوٹ کے ہاتھ چل رہے ہین امیہ کی پلک نہین جھپکتی تیغ بے پناہ چل رہا ہی کمند کے حلقے حباب بیہوشی پڑ رہے ہین سپر پر اڑتی ہین بڑے زور و شور سے دونون لڑ رہے ہین امیہ نے کئی زخم بھی لگائے جب سمند زخمی ہوا خیال مین آیا ای سمند کہانتک بگدھرپان کروگے ثابت قدم رہنا چاہیے طرارے بھرون سحر کردن یہ سوچ کے لڑتے لڑتے چند دانے ماش کے نکالے وہ دانے اُس بدمعاش نے امیہ پر پھینک مارے امیہ بن عمرو لڑکھڑا کے گرا اسنے جھپٹ کے اسکی بھی مشکین باندھ لین اتنا تو امیہ نے کہا کہ ای شخص تونے مجھکو سحر سے بیہوش کیا عیارون کا یہ شیوہ نہین ہی سمند نے جواب بھی نہ دیا دونون پشتارے لیکر چلا امیہ نے راہ مین کئی مرتبہ کہا ای عیار مین فرزند عمرو ہون تیرا شاگرد ہوتا ہون سمند کب مانتا ہی دونون کا پشتارہ لیے ہوے خدمت مین اپنے آقا کی پہونچا مہران نے لوح محفوظ لے لی اپنے خزانے مین داخل کی امیہ و بدیع الزمان کو قید خانے مین بھیجدیا منتظر ہی کہ شام ہو تو طبل جنگی بجواؤن یہان صبح کو ملکہ حجاب اٹھین بارگاہ مین آئین کہا کیا شہریار آج براے نماز نہین اُٹھے خود طرف خوابگاہ کے چلین دربارگاہ پر دیکھا چالیسون کنیزین دروازے پر موجود ہین اُنسے پوچھنے لگین کیا باعث ہوا کہ شہریار ابھی تک بیدار نہین ہوے یہ کہتی ہوئی اندر بارگاہ کے آئین دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی پہلو مین مہرہ نقب کا پایا ایک چیخ ماری کہ صاحبو غضب ہوا کوئی شہریار کو چرا لیگیا کنیزین دوڑین ہرکارون نے عرض کی ہنستے تو حضور کو سر شام خبر دی تھی کہ سمند عیار فکر مین شہزادے کی چل چکا ہی ہوشیاری چاہیے ملکہ نے کہا یارو بڑا غضب کر گیا روتی ہوئی بارگاہ مین آئین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا عیار شہزادے کا امیہ بن عمرو راہ مین اُس سے خوب لڑا سمند خود کہتا تھا کہ میرا کچھ زور اس سے نہ چل سکا آخر سحر کرکے گرفتار کر لیا عیاری مین اسپر غالب نہ آسکا لوح تو اُسنے لیکر اپنے خزانے مین داخل کر دی اور دونون کو قید خانہ مین قید کر دیا ملکہ نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا اب اس ملعون کے ہاتھ سے کیونکر ہم سب کی جان بچیگی افسوس صد ہزار افسوس اپنی تو عجب کیفیت ہی

نظم

تیری بالائی کا شہرہ سب سے بالا ہو گیا
تو نرالا کیا ہوا عالم نرالا ہو گیا

شام مرقد چاندنی تھی تیرے رخ کے دھیان سے
جو اندھیرا سامنے آیا اجالا ہو گیا

وہ سخی تھا بعد مردن دین ہما کو ہڈیان
گوشت باقی تھا سو مرقد کا نوالا ہو گیا

حلقۂ رخ زلف تھی تھا نور رخ کا گرد زلف
ہالۂ مہ شب ہوئی مہ شب کا ہالا ہو گیا

اوس گل کو زندگی تھی زہر موذی کو ہوئی
سانپ نے چاٹی جو شبنم منہ مین چھالا ہو گیا

ساغر امید بن جاتی ہی انسان کی دعا
ہاتھ جب سوے فلک اُٹھا پیالا ہو گیا

دل مشبک ہی تو سینہ ہر طرف سے ہی شگاف
تیرے مژگان کا تصور ہمکو بھالا ہو گیا

ابر نیسان کی پڑین بوندین جو تیری زلف پر
موتیون کا گردن افعی مین مالا ہو گیا

مر گئے تیغ نگاہ یار سے جھگڑا مٹا
چین برسون کا ہوا دم بھر کسالا ہو گیا

انتظار سنگدل مین سنگ برسے آنکھ سے
تا بہ دامن اشک آتے آتے نالا ہو گیا

ناسخ مغفور تھا استاد یکتا ای نسیم
لکھنؤ والون مین وہ سب سے نرالا ہو گیا

روروکر ملکہ نے یہ اشعار پڑھے بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی دن بھر ملکہ کو اسی تڑپ مین پھڑکن مین گذرا شام کو صداے طبل جنگ لشکر مہران سے بلند ہوئی ملکہ نے سر اُٹھا کے فرمایا یارو یہ نقارہ کیا بجا ہرکارون نے آکے دست بستہ عرض کی حضور غضب ہوگیا اسنے طبل جنگی بجوادیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ خود نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو حضور کے واسطے بہت بیقرار و مضطر ہورہا ہی ابھی اپنے رفقا سے کہتا تھا کہ اگر ملکۂ عالم کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگا ملکہ نے فرمایا وہ ملعون کیا کر سکتا ہی ہمارا خداے نادیدہ حافظ و نگہبان ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین لشکر مین ملکہ نجم درخشان کے سب ساحر گھبرا رہے ہین ہر ایک یہی کہہ رہا ہی کہ اب غضب ہوا اُس شیر کی وجہ سے بڑی قوت تھی کوئی مقابلہ نہین کر سکتا تھا بڑے بڑے ساحرون کے جی چھوٹے ہوے تھے اب تو وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی قید ہوگیا وہ بیحیا کل خود میدان مین نکلیگا بھلا اُسکا کون جواب دے سکیگا دربار مین شاہان طلسم کے مشہور ہی کہ مہران آفتاب سیر کو سحر مین بہت دخل ہی شاہان طلسم اُسکو قوت بازو و زینت پہلو جانتے ہین کوئی ہم مین اُسکے سحر کا جواب نہ دے سکیگا ملکہ بھی اُسکے مقابلے کے لائق نہین ہین اگر خدانخواستہ ملکہ کو اُسنے گرفتار کر لیا تو بڑی سختی پڑیگی یہ سوچکر سپاہی بھاگے جاتے ہین اپنی اپنی جان بچاتے ہین ملکہ کو بھی خبر پہونچی کہ لشکر والے سب بھاگے جاتے ہین کہا صاحبو ہمارے لشکر مین کہدو کہ جن صاحب کو جان دینا منظور ہو وہ میرے لشکر مین رہین ورنہ ابھی وقت شب ہی جسطرف دل چاہے چلے جائین مین تو کبھی اُس ملعون کی اطاعت قبول نہ کرونگی اپنی جان دونگی جسکو اپنی جان عزیز ہو چلا جائے مین کسی کو نہین روکتی کیونکر اس بات کو گوارہ کرون وہ شیر بیشۂ جرأت قید ہو اور مین اپنی جان بچاؤن فلک نے کیا سامان دکھایا ہین قضا لیکر آئی تھی چار پہر رات اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جلاد نیر اعظم خنجر مہر ہاتھ مین کمان کہکشان دوش پر تیر شعاع ترکش مین جلادی پر کمر باندھے ہوے میدان فلک نیلی مین برآمد ہوا دونون لشکر قاعدے سے میدان مین پہونچے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرنے لگے گردکیت کرڈکا کہکر ہٹے مہران نے خود مرکب اُڑایا میدان کارزار مین آیا پکار کے آواز دی ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای سرو باغ محبوبی مین تو آپکے گلشن جمال کا گلچین ہون مجھے اپنا غلام و تابعدار جانیے لشکر و فوج و ملک و مال سب آپکے قبضے مین ہی کسی کو آپ سے نہ عذر ہی نہ ہوگا کیون آپ اپنے یہ تکلیف گوارہ کی صدمۂ جنگ نہ اُٹھائیے بہ آسانی چلی آئیے پلکون سے جاروب کشی کرونگا پردۂ چشم مین آپکو چھپا کر رکھونگا کوئی وقت ایسا نہین ہوتا کہ مجھے آپکی یاد فراموش ہو کیونکر نہ دل مین محبت کا جوش ہی آٹھ پہر آپکی یاد ہی دل مائل فریاد ہی اب میرا کہنا رد نہ کیجیے بہ آسانی چلی آئیے پھوٹے وہ آنکھ جو نگاہ بد سے تمھین دیکھے ٹوٹین وہ ہاتھ جو بقصد برائی کا کرین ملکہ نے جواب دیا او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری آرزو کبھی پوری ہوگی جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی ہرگز نہ کر ہم لڑینگے مرینگے مگر یہ امر ہرگز نہ گوارہ کرینگے ملکہ نے جو جواب سخت دیا مہران رونے لگا ہاتھ باندھ کر آواز دی ای ملکۂ عالم مین کیونکر آپ سے لڑنے کا نام لون میرا دل مثل مرغ بسمل تڑپ رہا ہی

نظم

تارے ہین عشاق تو ہی ماہ کامل کی طرح	آسمان سے مل گئی ہی تیری محفل کی طرح
خانمان بر دوش چپ آمادہ وقت وداع	بزم عالم مین رہا کر شمع محفل کی طرح

سوز دل ہو خاک روشن آنپہ مجھ دلگیر کا — آگ زبان ہے وہ بھی گونگی شمع محفل کی طرح
وہ کھڑے ہو کر اُدھر گرم سخن ہین غیر سے — ہم ادھر جلتے ہین بیٹھے شمع محفل کی طرح
اب کہان وہ بزم مہرویان کہان عیش و نشاط — داغ دل پر رکھ لیا ہے شمع محفل کی طرح
ہم الگ بیٹھے ہین تو دیکھو اجی کچھ خیر ہے — کیون سمٹتے جاتے ہو تم فرش محفل کی طرح
کیا کسی کے جلسہ مین بیٹھین وہ دن جاتے رہے — بزم عالم سے اُٹھا دل فرش محفل کی طرح
خشمگین ہوتے ہین تجھپر غیر ہین سرگرم کار — بے طرح بگڑی ہوئی ہے تیری محفل کی طرح
شیشے خالی ہوتے تھے کل تک تو بزم عیش مین — آج دل خالی کرین رو رو کے محفل کی طرح
شاعرون نے ایسا آنا جانا چھوڑا ای صفیر — خوف ہے جلسہ نہ اُٹھے فرش محفل کی طرح

مہران بہت تڑپا پھڑکا ملکہ نے جواب سخت دیے جب تو اسنے پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم آپ بھی ایسے اب تو مجھسے بے ادبی ہو گی ملکہ نے گاتی باندھی جھولی سحر کی سنبھالی طاؤس زرین بال کو اُڑا دیا آپس مین سحر چلنے لگا آگ برس رہی ہے دریاے آب سحر جوش مار رہے ہین گرم مزاجی سے نخل جل جل کے گر رہے ہین ہزارہا طائر صحرائی مارے گئے زاغ و زغن خوف کے مارے بھاگ گئے ملکہ کے سحر سے عندلیبان خوشنوا پیدا ہوئی ہین زمزمہ سرائیان کر رہی ہین کئی مرتبہ مہران جھوم جھوم گیا ملکہ نے ستارے چمکائے اس ملعون نے سورج پیدا کیا سب ستارے غائب ہو گئے آخر جب مہران نے دیکھا کہ یہ معشوق سرکش میرے سحر کو نہین مانتی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہے اسنے اپنی جھولی سے ایک بیضۂ دندان فیل نکالا اُسکو ہتھیلی پر رکھکر ہوا پر پھینکا پکار کے آواز دی ای سرپوش سامری اس معشوق سرکش کو لینا اسکے آواز دیتے ہی آسمان پر ایک دنّاٹا ہوا ایک برج چرخ مار کر ملکہ نجم پر گرا سب نے دیکھا اُس برج مین یہ ماہ تابان بند ہو گئی غصے مین لشکر پر جا پڑا اسکے ساتھ والون نے بھی بلوہ کیا کنیزین خوب خوب لڑین ہزارون قتل ہوئین جب اہالیان فوج نے دیکھا کہ مہران نہین رکتا جسطرف جھپٹکر سحر کرتا ہے ہزارون بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے آخر مین سورج سحر چمکایا آفتاب نے حدت دکھائی ہزارون گرمی سے ہلاک ہوے ہزارون شدت گرمی سے بیہوش ہو کے گرے جب سب بیہوش ہو گئے بارگاہین اس ملعون نے قبضے مین کین خزانہ اُٹھوا لیا قریب برج کے گیا یا سامری کہکر دستک دی برج کا دروازہ کھلا سب نے دیکھا ملکہ نجم درخشان مبہوت بیٹھی ہین زبان بند دل دردمند خاموش دریاے حیرت کا جوش اس ملعون نے بڑھ کے ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا جب یہ لیکر ملکہ کو چلا دل مین بہت خوش ہے اور دوسرا باعث ملکہ کی گرفتاری کا یہ ہوا کہ لوح محفوظ اسنے اپنے گلے مین پہن لی تھی جب یہ کسی سحر کے رد کرنے مین عاجز ہوتا تھا لوح کو چمکا دیتا تھا اب قفس سامنے کیا ملکہ ایسی مبہوت تھین کہ خود قفس مین چلی گئین اسقدر اسکو اپنے سحر پر ناز تھا کہ ملکہ کی زبان مین سوزن بھی نہ دیا قفس اُٹھا لیا چند سردار چنکر لیے اُنکے اپنے ہمراہ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آیا تمام لشکر والے اسکے مالا مال ہو گئے خزانے لوٹے خیمے قبضے مین کیے کنیزین تو سب بھاگ کے نکل گئین یہی خیال ہے کہ اگر ہم گرفتار ہونگے ہماری آبرو پر بنیگی ساٹھ ہزار عورتین صحرا مین جا کر پوشیدہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین انجام کیا ہو اگر خدانخواستہ اسنے ملکۂ عالم کو قتل کیا ہم لوگ کہین چلے جائینگے اور اگر خداے نادیدہ نے اپنا فضل شریک حال کیا اور کوئی صورت

رہائی کی امید ہو تو اپنے مالک کا ساتھ دینگے ہر طرح اپنی آبرو بچائینگے ہرکارے چند مقرر کر دیے گئے کہ عمرو بیدم
کی خبر دینا و تمھین اب کیا گذرتی ہے مہران آفتاب سیر نے اسی وقت ایک عرضی بخدمت شاہان طلسم روانہ کی
مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ ملکہ نجم درخشان برائے مقابلہ مسلمانان چلی تھین راہ مین پسر طلسم کشا پر مائل
ہوئین وہ پسر حمزہ جسکے پاس لوح محفوظ تھی مین نے پسر حمزہ کو قید کر لیا فرزند عمرو و امیہ بھی قید ہے ملکہ
نجم درخشان کو اس جرم پر گرفتار کیا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن نامہ دار نامہ لیکر روانہ ہوا سحر العجائب
تخت کے پر بیٹھا ہی کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ جو پڑھا گیا سحر العجائب نے سر پیٹ لیا کہا یارو مسلمانون
کا کیا اقبال ہے کس کسطرح کے ہمارے سردار جاکر انکے شریک ہوتے ہین نجم درخشان کیسی راسخ الاعتقاد
تھی نام پر خداوندون کے جان دیتی تھی مسلمانون کا کبھی نام نہ لیتی تھی اب وہ پسر طلسم کشا پر مائل ہوئی
نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ حضور سمندِ عیار نے بڑا کام کیا پسر طلسم کشا کو مع عیار گرفتار کرکے
لایا مہران نے اپنے عشق کا بھی حال لکھا تھا کہ ایک بات کا امیدوار ہون کہ میری شادی ساتھ نجم درخشان
کے ہو جائے سرکار کا غلام پر احسان ہوگا وعدہ کرتا ہون کہ طلسم کشا کو بھی قید کر لاؤنگا وہ عیار طرار میرے
پاس ہے کر قیامتین برپا کریگا ساربان زادے کی مشکین باندھ لائیگا سحر العجائب نے نامہ دار کو حکم دیا
کہ تو جاکر مہران سے کہنا کہ ای مصاحب ملکہ سامری و جمشید کے تابع تونے بڑا کار نمایان کیا ہم تمسے بہت
راضی ہوئے تمھاری شادی بڑی دھوم سے ساتھ نجم درخشان کے کرینگے نجم درخشان کو تمھین کو
بخش دیا یہ بھی زبانی نامہ دار کی ثابت ہوا کہ تم اسیر عاشق ہو کچھ تردد نہ کرنا ہم اس دھوم سے تمھاری
شادی کرینگے کہ شاہان جہان رشک کرین یہ جواب دیکر نامہ دار کو روانہ کیا یہان مہران ملکہ کو قفس
مین بند کرکے لایا سب کو ہٹا دیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا ای ملکہ عالم تیرے فراق مین مرتا ہون
کل ملک و مال کا آپکو اختیار ہے پسر حمزہ کو مین نے پکڑ لیا لوح محفوظ میرے گلے مین پڑی ہوئی ہے اب تو
سامری و جمشید بھی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتے قیامتین برپا کرونگا طلسم کشا میرا کیا کر سکیگا میرا بھیا سمند
ساربان زادے کو پکڑ لائیگا واسطے سامری و جمشید کا مجھکو قبول فرمائیے ملکہ نے سر جھکا لیا آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے جب اسنے بہت کہا تو ملکہ نے رو کے جواب دیا کہ او مہران خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا مین اپنی
جان دونگی مگر تجھکو قبول نہ کرونگی شیر بیشۂ صاحبقرانی کا کیون نام لیتا ہے اُنگلی کیا خطا مین جان دینے پر
آمادہ ہون قسم ہے خداے نادیدہ کی اگر تونے مجھے ہاتھ لگایا یہ سمجھ لے کہ مجھے زندہ نہ پائیگا بہت پچھتائیگا
جب بہت منت کی اور ملکہ نے نہ مانا چند کنیزون کو بلایا قفس ملکہ کا اُنکے سپرد کیا کہا آج شب بھر تم سب
ملکہ کی حفاظت کرو صبح کو وہ سحر کرونگا کہ یہ خود مجھپر عاشق ہو جائے یہ کہکر ہوا خانے مین داخل ہوا
چونکہ دیگر مصروف سحر خوانی ہوا شب بھر مین اپنے سحر کامل تیار کر لیا صبح کو بڑے جوش و خروش مین آکر بارگاہ
مین بیٹھا اپنے سحر کے تیار کرنے پر بڑا مغرور ہے کنیزون سے پکار کے کہا قفس ملکہ کا جلد میرے سامنے لاؤ کنیزین
گئین بارگاہ مین قفس لیکر حاضر ہوئین مہران نے کہا پسر طلسم کشا اور عیار کو بھی اُسکے میرے دربار مین حاضر
کرو اُن دونون کو اس ظالم کے سامنے قتل کرون کہ وہ نا امید ہو کہ عاشق تو میرا مارا گیا اب کون میرا
چاہنے والا ہے تیسرا اپنی جان فدا کرون جب تو مجھے قبول کریگی داروغۂ زندانخانہ گیا اور جا کے شہزادہ
بدیع الزمان اور امیہ بن عمرو کو مسلسل و مطوق سامنے مہران کے لایا اسنے دیکھتے ہی حکم دیا جلاد کو بلاؤ

نقابدار یہ معرکہ دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا کہا یارو حقیقت مین اس زمانے مین فرزندان حمزہ بڑی آفت و مصیبت
مین ہین طلسم نور افشان فتح ہو رہا ہے صاحبقران کو لوح طلسمی حاصل ہو چکی چند مرحلے فتح ہو چکے
فنا کی طلسم مین مصروف ہین خدا اس طلسم سے اگر مہلت دے ارے جلد مرکب لاؤ دیوزادون کی فوج
کو ہٹاؤ فوج دیوان طرف صحرا کے روانہ ہوئی بارہ ہزار جوان قریب آئے نقابدار پشت مرکب پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوانون سے زمین پر اُتر آیا نعرہ کیا منم نقابدار زرین پوش مسخر کن بر و بحر بارہ ہزار
جوانون نے تلوارین کھینچین عیار بھی خنجر زنی کرتا ہوا جس ساحر نے ارادہ کیا سحر کردن تیر کھینچ مین رکھکر
مار دیا کسی کو حباب مار کے بیہوش کیا نقابدار زرین پوش شیرانہ نہنگانہ لڑتا پھرتا طرف مہران
کے جاتا ہی مہران نے کیسے کیسے سحر کیے مگر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا جو سحر کیا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا
سحر دفع ہوا باز سفید نے اپنا سایہ سر پر نقابدار کے ڈالا یا اُس ساحر پر سایہ کر دیا سحر اُسکا باطل کر دیا
ساحر جل کر خاک ہوا نقابدار لڑتا ہوا قریب شہزادہ بدیع الزمان کے پہونچا آواز دی ای فرزند امیر
اُٹھیے لیکن خیال رہے کہ صاحبقران زمان کو سمجھائیے اس حقیر سے مقابلہ نہ کرین بانہا ہے صاحبقرانی
بہ آسانی دیدین بدیع الزمان نے کچھ جواب نہ دیا جوش مین آکے ایک نعرہ مارا اسپ قید ٹوٹ کے گری
نعرہ شیرانہ کرکے اُٹھے مصروف جنگ ہوے مگر جب کوئی ساحر سحر کرتا ہے تو پانون شہزادہ بدیع الزمان
کے زمین تھام لیتی ہے جب کوئی اُسے مارتا ہے تب یہ پھر رہائی پاتے ہین نقابدار کے باز سفید نے جو ملکہ کو
قفس آہنی مین دیکھا جھکا اپنا عکس ڈالا قفس ٹوٹا ملکہ قفس سے نکلین زبان مین بھی طاقت آئی تڑپ کر
اُٹھین مہران نے جو نجم درخشان کو تڑپتے ہوے دیکھا گھبرا گیا قریب تھا کہ جوش عشق مین لڑکھڑا کے گرے
مگر سنبھلا کہ نقابدار جھپٹ کے سامنے آیا للکار کے آواز دی او بیحیا خبردار کہان جاتا ہے اپنے سحر کو کے ملکہ کو
بیکار کیا نقابدار لڑتا ہوا سامنے اسکے آیا اسنے نقابدار پر سحر کیا نقابدار نے ہاتھ مارا کہ مہران
کے دو ٹکڑے ہوے لشکر ملکہ نجم درخشان کا جو درہ کوہ مین پوشیدہ تھا اُسکو جو ہرکارون نے خبر دی
کہ ملکہ عالم نے رہائی پائی ایک نقابدار نے آکے مدد کی ملکہ رہا ہو گئین لڑ رہی ہین یہ سنتے ہی تمام لشکر آپڑا
فوج مہران کو گھیر لیا اہلیان فوج مہران گھبرا گئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کشتی مرا نام من مہران
آفتاب سیر بود سب کو معلوم ہوا کہ افسر مارا گیا سب بھاگنے لگے بعض نے چادر ہلائی فریاد کرنے لگے ای
شہریار ہم آپکی اطاعت دل و جان سے قبول کرتے ہین بدیع الزمان نے تلوار روکی لوح محفوظ اُسکے
گلے سے اُتار لی آپ بسم اللہ کہکر پہنلی جب لوح محفوظ گلے مین آئی ہاتھ پانون مین طاقت زیادہ ہوئی سحر
موقوف ہوا بدیع الزمان بفتح و فیروزی ملکہ نجم درخشان کو ساتھ لیے ہوے بیٹھے مگر ملکہ نجم درخشان
کو بڑا انتشار ہے کہ اب کیا ہوگا یقین ہے شاہان نور افشان کو ضرور خبر پہونچ گئی ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف
بارگاہ کے جاتی ہین ابھی بارگاہ تک نہین پہونچنے پائین ہین کنیزین بارگاہ مین استادہ کر رہی ہین بازارین درست
ہو رہی ہین نجم درخشان چاہتی ہین کہ بارگاہ مین داخل ہون بدیع الزمان اہلیان فوج کو تسکین
دے رہے ہین نقابدار بعد فتح اپنے لشکر کو علحدہ کرکے ایک طرف کو روانہ ہو گیا یہان سب اہلیان
لشکر مین مشغول رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی سب نے دیکھا علمہاے سیاہ نمایان ہوے صمصام
زرین پوش چھ لاکھ جادوگرون سے آگے پہونچا صمصام نے آتے ہی دیکھا کہ صحرا مین لاشون کا انبار ہے

جلاد طلب ہوئے میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ہنگامہ گرم ہی بدیع الزمان اور امیہ جب سامنے اسکے آئے اسکو منظور یہ ہی کہ ملکۂ عالم اپنی آنکھون سے دیکھ لین کہ عاشق صادق میرا قتل ہوا اب کون میرا چاہنے والا ہی یقین ہی ضرور قبول کرے جلاد صاحب بیداد خنجر ہاتہ مین شور و غل مچا رہے ہین ملکہ کا قفس سامنے رکھا ہوا ہی یہ ملعون جوش قہر و غضب مین کہتا جاتا ہی کیون ملکۂ عالم یہی تمہارا عاشق صادق ہی تمکو قفس مین قید دیکھتا ہی اور کچھ تدبیر رہائی کی نہین کرتا اب مین اسکو تمہارے رو برو قتل کرتا ہون کہ تمہارے دل پر صدمہ ہو نچے اب تو مجھے ضرور قبول کرنا پڑیگا ملکہ نجم در رخشان کی بیتابی و بیقراری بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین ای کریم کارساز ای رب بے نیاز واسطے تجھکو اپنے عزت و جلال کا اس شیر بیشۂ جرأت کو اس بلائے ناگہانی سے بچالے مجھ حقیر کے واسطے یہ شاہزادہ بے گناہ قتل ہوتا ہی تو ہی اسکی جان کا حافظ و نگہبان ہی اگر تیری عنایت شریک حال ہو تو کیا بڑی بات ہی تیرا حکم کرامات ہی تونے زمین و آسمان کس کیفیت سے بنائے جن و انس کو پیدا کیا چاند و سورج کو کیا ضیا و شعاع عطا فرمائی بہشت و دوزخ کو بنایا تو حاکم تر و بحر ہی کیا کیا چیزین پیدا کین تو معبود حقیقی ہی

نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود — روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدایا صاحب عصیان نمود — لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد — ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را گرد در اوصاف خود رطب اللسان — خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان — درد عصیان را بمعجون کرم درمان نمود
سر بہ پیچید از سجود بندگی و احترا تا — کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی — مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان — جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند — عمدہ مضمونے کہ سہندی درج این دیوان نمود

بلک بلک کے ملکہ قفس مین دعائین کر رہی ہین ادھر شہزادہ بدیع الزمان اور مہران آفتاب سیر نے سخت گفتگو ہو رہی ہی جب یہ کہتا ہی کہ او پیر طلسم کشا تجھکو ابھی قتل کرتا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا تونے غضب کیا میری معشوقہ پر قبضہ کر لیا تھا اب وہ مجھسے بگڑی ہوئی ہی ایک تختی کے بھروسے پر مجھسے لڑے میرے سولہ ساحر بھی مارے یہ نہ سمجھے کہ انجام اسکا کیا ہوگا مین سب باتون پر قادر و حاکم ہون ایک عیار ناچیز سے تجھکو گرفتار کرا منگایا اب تجھکو قتل کرونگا بدیع الزمان نے تیور پر بل ڈال فرمایا او بیحیا کیون بیہودہ بکتا ہی زیادہ یاوہ گوئی بیکار ہی تو ہمارے قتل پر ہرگز قادر نہین ہی ہم اپنے پیدا کرنے والے کو قادر و توانا جانتے ہین وہی ہماری مدد کریگا یہ بلا غیب سے رد کریگا تو کیا قتل کر سکتا ہی مہران نے جو یہ گفتگو شہزادے کی سنی بہت جھلایا کہنے لگا دیکھو ابھی قتل کرتا ہون یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار اتفاقات روزگار تقاجدار زرین پوش تخت زبرجدی پر سوار سر پر باز سفید سایہ فگن عیار پشت پر مگس پرانی کر رہا ہی عیار کی نگاہ پڑی کہ ای شہریار غضب ہوا دیکھیے وہ سامنے شہزادہ بدیع الزمان مسلسل و مطوق زیر تیغ بیٹھے ہین

لوگون سے پوچھا جو ہمراہیان مہران بھاگ کے بچے تھے وہ آکے حاضر ہوے صمصام سے سب حال بیان کیا
کہ حضور مہران نے خاتمہ کر دیا تھا مگر مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہے ایک نقابدار زرین پوش
آکے پہونچا اُسنے سب کو رہا کیا پسر طلسم کشا کو لوح دلوائی لڑائی فتح ہوئی مہران آفتاب سیر مارا گیا
ملکہ نجم درخشان نے بڑی بغاوت پر کمر باندھی ہے بادشاہ کی دشمن ہو گئی ہے صمصام نے کہا شاہان طلسم
نور افشان ہمہ دان ہمہ گیر ہین وہین بیٹھے بیٹھے اُنکو معلوم ہوا کہ مہران مارا گیا حکم ہوا کہ جا کے پسر
حمزہ کو روکو مین وہان سے لوح محفوظ لینے آیا ہون ایک دن مین سارے لشکر کا خاتمہ کر دونگا میرے
ہاتھ سے نجم درخشان کی قضا ہے اب اُنکے قتل کی تدبیر ہو گئی یہ کہکر صمصام زرین پوش اُترا حال
مہران سنکر بہت خلق ہوا بارگاہ مین بیٹھ کر صلاح کرنے لگا کہ یارو کیا تدبیر ہو ساتھ والے کہ رہے
ہین کہ اول تو ملکہ نجم درخشان ساحرہ زبردست صاحب سحر ہے اور پسر حمزہ کے پاس لوح محفوظ
موجود ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہے نہایت تدبیر سے مقابلہ کیجیے بدیع الزمان بارگاہ مین آئے
ملکہ بھی آکے مسند پر بیٹھین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ صمصام زرین پوش برائے
مقابلہ حضور آیا ہے بدیع الزمان نے کہا مین دیکھ چکا ہون سمجھا جائیگا یہ کہکر باہر آئے لشکر صمصام
کو دیکھنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر نیزے
ہاتھ مین تلوارین لیے ہوے آتے ہین صمصام کے لشکر کے پاس اُتر اجا کے صمصام سے ملاقات
کی کہا حضور میرا نام شعبدہ جنگ آزما ہے شاہان طلسم نے مجھکو حکم دیا کہ برائے مقابلہ طلسم کشا جاؤ
ہرکارون نے مجھکو خبر دی کہ صمصام زرین پوش بمقابلہ پسر حمزہ فروکش ہے غلام اسوجہ سے حاضر
ہوا ہے کہ مین فیصلہ کرتا ہوا طلسم کشا کے مقابلے کو جاؤن پسر حمزہ کو گرفتار کر کے آپکے سپرد کرون پھر جا کر
طلسم کشا سے لڑون یہ سنکر صمصام خوش ہو گیا کہا اے شعبدہ جنگ آزما تمھارے آنے سے مجھکو بڑی
تقویت حاصل ہوئی شعبدہ جنگ آزما یہ باتین کر کے اپنے خیمے مین آیا بدیع الزمان کو بھی آکے امیر
نے خبر دی کہ ایک ساحر موسومہ شعبدہ جنگ آزما آپکے مقابلے کے واسطے آیا ہے شہزادے نے
فرمایا کیا خوف ہے وہان شعبدہ جنگ آزما نے طبل جنگی بجوایا بدیع الزمان نے ہرکارون کی زبانی خبر
سنی انہون نے بھی طبل جنگی بجوایا نجم درخشان نے گھبرا کے کہا اے شہریار اب شاہان طلسم سے مقابلہ پڑا
ہے اسقدر فوجین آئینگی کہ ہمکو آپکو دم لینا مشکل ہو جائیگا بدیع الزمان نے کہا ملکہ ہمارا اللہ مددگار ہے
جو سب سے قادر و توانا ہے ہم خود قصد رکھتے ہین کہ اُنکے قلعے پر جائین یا وہ خود مقابلے مین ہمارے آئین
تو بہت بہتر ہے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین بدیع الزمان نے غیر ساحرون کا لشکر علیحدہ
کر لیا فرمایا اے ملکۂ عالم یہ خیال رکھیے گا کہ شاید شعبدہ جنگ آزما سوال کرے کہ مین پہلوان ہون اور
مجھسے مقابلہ پڑے کوئی ساحر سحر کرنے نہ پاوے اور اُسکے سحر کا بھی دھیان رکھنا اُسکے ساتھ ساٹھ ہزار جوان ہین
اور میرے ہمراہ بیس ہزار غیر ساحر ہین یہ کہکر آگے بڑھکر لشکر کو اُتارا صمصام نے شعبدہ سے کہا یار
تو پہلے جنگ آغاز کر باقی مین سمجھ لونگا مین ایک سحر نایاب تیار کرتا ہون ملکہ نجم درخشان نے ہر چند کہا
اے شہریار سب لشکر کا ایک مقام پر رہنا مناسب ہے مگر بدیع الزمان نے قبول نہ فرمایا لشکر آگے بڑھکے
اُتارا شعبدہ جنگ آزما جب اپنی بارگاہ مین آکے بیٹھا اپنے مشیرون سے پوچھنے لگا کہ پسر حمزہ کے ہاتھ سے

کون کون پہلوان زیر ہوے وزیرون نے مشیرون نے جا بجا کے ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ اسی جوان کے ہاتھ سے طلسم کلید فتح ہوا ایک پہلوانون نے جا کے روکا کہ تا بہ طلسم کلید نہ جانے دین پسر حمزہ نے اُن سب کو زیر کیا بعض کو قتل کیا ان سب آفتون کو جھیل کے تا بہ طلسم کلید پہونچے پھر تو اُس طلسم کو بھی دو روز مین فتح کیا جا بجا مقابلہ ہاے عظیم پڑے مگر کوئی کچھ نہ کر سکا طلسم کلید کے بڑے بڑے نگہبان تھے لوح محفوظ اُس جوان کے قبضے مین آئی یہ سنکر شعبدہ جنگ آزما کو سناٹا آگیا کہا صاحبو بڑے ستم کی بات ہے شہنشاہ نے میرے نام نامہ لکھا مین کوچ کر کے چلا آیا یہ نہ ذہن مین آیا کہ مجھسے جو زیادہ شہزور پہلوان تھے وہ تو ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہو گئے مین بیچارہ سر میدان کیا کرونگا میان صمصام صاحب تلوار چمکاتے ہین کہ مین سحر نایاب تیار کر رہا ہون پسر طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ موجود ہے کوئی سحر تاثیر نہ کریگا صاحبو میرا ارادہ ہے کہ پسر طلسم کشا پر شبخون مارون سب نے کہا حضور بہت مناسب ہوگا اُسی وقت اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ کل فوج تیار رہے بعد بارہ بجے کے ہم لشکر دشمن پر شبخون لیکر جائینگے سب اہالیان فوج تیار ہو گئے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری گیسوے مشکین آراستہ ہوے زلف کی اندھیری ہو کا وقت آگیا شعبدہ اپنے مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا اسی ہزار فوج کے چار غول سبکے طرف لشکر بدیع الزمان کے چلا اور صمصام سے کہلا بھیجا کہ مین تو شبخون لے کر پسر طلسم کشا کے لشکر پر جاتا ہون اگر شاہ جہ بی انجم قصد کرین تو اُنسے آپ سمجھ لیجیے گا صمصام نے بھی ہر کارے منتظر کر دیے کہ اگر شاید ملکہ نجم درخشان سحر کرین تو مجھکو اُسی وقت خبر دینا غرض تھوڑا ایک جملہ اور مصنف گوش گذار کرتا ہے کہ جب شہزادہ بدیع الزمان زخمی ہو کے لشکر سے نکلے تھے تو انکا سردار قارن بلند کمان بھی انکی تلاش مین نکلا تھا وہ بھی یہان آکے پہونچا تو وہ آجکی شب لشکر مین طلایہ پھر رہا ہے کہ اسنے دیکھا صحرا مین روشنی ظاہر ہوئی گینڈا اژدہا کے آواز دی اسطرف کون آتا ہے شعبدہ نے نعرہ کیا منم شعبدہ جنگ آزما با شیداے مسلمانان اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچ کے جاؤگے کئی سو پہلوانون نے قارن پر بلوہ کیا قارن زخمون مین چور چور ہوا ساتھ والے لیکر بھاگے اُدھر سے فضل بن گیا پور خون آشام اپنی بارگاہ سے نکلا اسنے دیکھا قارن کو لوگ زخمداری مین لیے جاتے ہین بڑھکر پوچھا کیا معرکہ ہے لوگون نے کہا شعبدہ جنگ آزما بطور شبخون آیا ہے فضل بڑھا اسنے چاہا کہ اپنے آقا کو خبر نہ کرون بڑھکر لڑون کئی سو پہلوان اسپر بھی ٹوٹ پڑے فضل بھی زخمون مین چور چور ہوا ملازم اسکو بھی لیکر بمشکل بھاگے امیہ بازار غلہ فروشان سے پلٹا ہوا آتا ہے کہ اسنے دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہے جھپٹ کر آیا دیکھا فضل و قارن زخمون مین چور چور ملازم چاہتے ہین دونون کو لے کر نکل جائین مگر فوج کفار نے چار طرف سے گھیرا ہے نکلنے نہین دیتے امیہ بھاگا کہ جا کے شہزادے کو خبر کرون بدیع الزمان اُٹھ کے بیٹھے ہین کہ امیہ نے آکے سب خبر عرض کی کہا حضور شعبدہ شبخون لیکر آگیا ہے فضل و قارن انتہا کے زخمی ہوے بدیع الزمان اُٹھے نکلتے ہی گلگون باختری پر سوار ہوے بڑھ کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان تصنیف مصنف

نہال گلستان صاحبقران
ز تیغم شود در صف کافران
فراری شدہ آن کافر پُر دغا

بدیع الزمان نخل شیر دل
ہمہ ساحران الامان الامان
علم تیغ در باختر شد بجنگ

رستم قاتل کافران جہان
کہ سہراب و رستم ز تیغم خجل
ز گنجاب گشتہ چو جنگ آزما
لقا گشتہ حیران چو آئینہ دنگ

دل صف شکن نامور پہلوان بدیع الزمان ابن صاحبقران نعرہ کرکے تلوار کھینچی شعبدہ کئی سو پہلوانون کو لیے پھر رہا ہے طنابین خیمون کی کاٹتا پھرتا ہے بڑھ کے اسنے طناب خیمۂ بدیع الزمان کاٹی اپنے نزدیک یہ ذہن مین تھا کہ پسر حمزہ دب جائیگا بارگاہ گری اور کئی سو نگہبان و بدیع الزمان نکل چکے تھے نعرہ شیر کی صدا آئی اسنے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے آتے ہین جرأت سے بدیع الزمان کی فوج کے پانون رکے ہین یا تو سب بھاگے جاتے تھے یا صدائے بدیع الزمان سنکر تھم گئے مگر فوج شہزادے کی سب کم ہے شعبدہ کے اسی ہزار جوانون نے چہار جانب سے گھیرا تلوار چل رہی ہے لاشون کے انبار کردیے شعبدہ نے ساتھ والون سے کہا پسر حمزہ کو گھیر لو چہار جانب سے پہلوانون نے گھیرا ایک نے سامنے سے تیغ کا دوسرے نے پشت پر سے آکے ہاتھ تلوار کا مار دیا شہزادہ زخمی ہوا سر سے خون بہ رہا ہے لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے شاہزادے نے اُس عالم مین بھی کئی سو آدمی مارے جب ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا کنیزون نے یہ خبر ملکہ انجم درخشان کو پہونچائی ملکہ انجم درخشان بصد شوکت و شان اپنے مقام سے اُٹھین گھبرا کے کہا ہم تو پہلے ہی اکتے تھے یہ سب مکار ہین کچھ فکر ضرور کرینگے آخر ثابت ہوا کہ شبخون مارا ہین اپنے دل کے حالات کس سے کہون مجھ کمبخت کے کہنے کو نہ مانا مین نے کہا تھا کہ یہان سے اپنا لشکر علیحدہ نہ لیجائیے مگر میری بات کی کچھ سماعت نہ کی آخر یہ انجام ہوا اب دشمنون کی جان پر بنجائیگی اب مین کدھر نکل جاؤن اور کیا کرون نظم

اگر اس بات پر آتا ہے تبسم مجھکو
آئے عیسیٰ بھی تو فرمائے کہ ہے قم مجھکو
گیا ہنسی ہو دہن یار کا اب گم رہنا
رات بھر آتی ہے آواز تکلم مجھکو
تخت دل مضطر بانہ کوئی آیا سوئے چشم
دیکھتا تھا مین فلک کو مہ و انجم مجھکو
مستعد نیش زنی پر رگ جان ہجر مین ہے
ظلم کے ڈھنگ اُسے آئین تظلم مجھکو
بیخودی سی جو شب وصل ہی کچھ دونون طرف
ہو گئی موت کی ہچکی کی صدا قم مجھکو
غم نصیبو نہین محبت کی خوشی کا کیا کام
سر شوریدہ ملا ہے عوض خم مجھکو
کوکب بخت سیہ کر یہ اشارے ہین تجھے فلک
گھورتے جاتے ہین بند از تکلم مجھکو

دہن اُنکو نہ ملا تاب تکلم مجھکو
دل کو تعویذ بنو وہ قتل کرو تم مجھکو
کچھ نشان مٹ گئے آثار تبسم مجھکو
یارب آباد رہین زیر فلک بادہ پرست
دے رہا ہے خبر اشکون کا تلاطم مجھکو
کاٹنا حلق کا آسان تمھین لیکن مشکل
سانس کہتی ہے کہ سمجھے رہو گزدم مجھکو
سب کی آنکھون کی مین پتلی ہون وہ جب گئے ہین
بدگمانی انھین ہوتی ہے تو ہے تم مجھکو
دامن دشت جنون پر مجھے پڑھنے دیجئے نماز
کہین ہنسنے تو نہ آتا ہو تبسم مجھکو
ڈھنگ سے پڑھتے ہین ہر گام ترے کوچے مین
آنکھ شب بھر جو دکھایا کیے انجم مجھکو
خواہش دل ہے کہ گھبراؤ ہمین جا کے جلال

اپنے کوچے سے اُٹھاتے نہین اب تم مجھکو
حال دشمن پہ بھی آتا ہے ترحم مجھکو
دل کو سمجھاتی تھی کچھ یاد تری کچھ مین
لاکے میخانے مین کاٹا ہے تو خم مجھکو
اک تماشا نگہ یاس ہوئی بھی شب ہجر
قطع کرتی ادھر امید ترحم مجھکو
عشق منصف بھی ہے ایسا کہ بتاتا ہے کہ ستا
دیکھ سکتے نہین اس وجہ سے مردم مجھکو
کوئی آیا تھا دم نزع کہ مین جی اُٹھا
تربت قیس پہ کرتا ہے تبسم مجھکو
دل ہے شعلہ نغل مین ہے مری جلتے ہو
غیر کے نقش قدم ہوتے ہین گزدم مجھکو
لاکھ احسان تری بزم مین خاموشی کے
عقل کہتی ہے وہان اٹھے کرو گم مجھکو

اسطرح ملک کے یہ اشعار ملکہ نے پڑھے کنیزون نے کہا واری آپ نہ گھبرائین ہم ابھی خبر لاتے ہین کنیزین دوڑین اُسوقت پہونچین کہ شہزادہ بدیع الزمان مجمع مین پہلوانون کے گھرے ہوئے زخم کھا رہے تھے کنیزین پلٹکر آئین عرض کی ای ملکۂ عالم غضب ہوا شاہزادہ انتہا کا زخمی ہو رہا ہے چارون طرف سے کافرون نے

گھیر لیا ہے یقین ہے شہزادہ قتل ہو جائے ماشاء اللہ کس کمال سے اتنے ظالمون مین تنہا جنگ کر رہا ہے یہ سنتے ہی ملکہ نجم درخشان کا قلب بھر اگیا بیقرار ہو کے جھپٹین مگر فرماتی جاتی ہین کہ ہاے مین کیا کرون دیکھیے انکی محبت میرے ساتھ کیا کرتی ہے آٹھ پہر مجھے یہی خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے لطف زندگی سے ہاتھ دھو یا خدا انکو اس آفت سے بچائے ہر طرف سے بلاؤن کا سامنا ہے لشکر غم و الم مین گھر گئی ہون میرا دل بہت بیقرار ہے

نظم

شکوہ دانم کہ زمن رنجہ شود یار عبث — پس چرا درد دلِ خود کنم اظہار عبث
صبح روشن شدن از راز تو درست بنور — شوقم از خواب عدم ساختہ بیدار عبث
ہست در این ہمہ پیدا شدہ پنہان شدہ کہ — نیست گردیدن این گنبد دوار عبث
سعی بردیم بکار این ہمہ نافہمیدہ ہم — سعی بیجا و طلب بیہدہ و کار عبث
گر نشد کام روا شکوہ ز تقدیر مکن — کلمۂ تلخی دار و ست ز بیمار عبث
ای کہ برداشتہ پاے طلب در رہِ آز — دست بردار چرا می کشی آزار عبث
از بلندی نشود خاک بجز آفت چشم — دیدہ بکشا و مکن نخوت پندار عبث
گر دل آزارشہ ایمنی از شرِ بد ان — رنج نادیدہ کسے راغم گزدمار عبث
در نیاید بدلِ مردہ دلان روح سخن — عیسےٰ ما چہ کشاید لب گفتار عبث
بہرہ نیست ز نرمی بہ ارازذل کردن — آب باری بہ زمین ہاے پُر از خار عبث
قول و فعلش ہمگی پوچ بہ آید چو حباب — بہ تنگ ظرف مدہ ساغر سرشار عبث
ذکر پیوستہ بہ تسبیح مسلمانے کرد — تہمت کفر مبند یدہ ز نار عبث
نخل پر غنچہ شد و غنچہ گل و گل نوبر — تو بیا تا نہ شود محنت گلزار عبث
شکوہ عالی از ین سنگدلان نیست بجاے — جنگ دیوانہ بود با در و دیوار عبث

اسوقت ملکہ نجم درخشان میدان جنگ مین پہونچین کہ شہزادہ بدیع الزمان زخمون مین چور چور ہو کے ایک نخل کے سایے مین ٹھہرے ہین جب خوج حملہ کرتی ہے دو چار کو مار اپھر اُسی نخل کے سایے مین آگئے مگر اب گھوڑے سے گرا چاہتے ہین بجوش جرات اس طور سے لڑ رہے ہین یہ کیفیت جو ملکہ نے دیکھی کلیجہ منہ کو آگیا قلب بھر اگیا چیخ مار کے آواز دی یار و غضب ہو اشہر یار انتہا کے زخمی ہو جھپٹ کے ایک گولہ مار دیا کئی ہزار سوار گھوڑون سے گرنے قریب تھا کہ شعبدہ شکست کھا کر بھاگے یہ خبر ہر کارون نے صمصام کو پہونچائی کہ شعبدہ نے پسر طلسم کشا کو زخمی کیا تھا قریب تھا کہ قتل کرے نجم درخشان نے آ کے قیامت برپا کر دی کئی گولے مارے لشکر والے بھاگتے پھرتے ہین صمصام یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اُسوقت آ کے پہونچا کہ ملکہ نے آگ برسا دی جب بدیع الزمان پر نگاہ پڑتی ہے دل بیقرار ہو جاتا ہے بدیع الزمان اُس حالت مین بھی غل مچاتے ہین اے ملکۂ عالم کیا کرتی ہو خبردار سحر کرو ہم پر شاق ہوتا ہے ایسا نہو یہ خبر مشہور ہو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہو گی ملکہ نے منہ پھیر لیا کروڑ کے گرز کئی پہلوانون کو اُٹھا لیگئین چیر چیر کے پھینکدیا صمصام نے جو آ کے سحر کیا شعلے جو آسمان سے گر رہے تھے اُنکو روکا دریاے سحر جو جوش مار رہا تھا اُسکو مٹایا چہار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہے جس مقام

اسنے پہلوان بیہوش ہا سے اُنکو ہوشیار کیا آوازدی ای شعبدہ جنگ آزما مین آپہونچا ہی نجم درخشان
کو لیتا ہون اب شکست دیتا ہون امیہ بن عمرو کہ پشت پر شہزادے کے پشتیبانی کر رہا تھا اسنے کہا ای شہریار
آپ ناحق ملکہ کو منع کرتے ہین اُسطرف سے صمصام بھی آگیا جنگ سحر آغاز ہوئی دیکھیے صمصام نے دریاے
سحر کو ہٹا دیا اسوا آپ نہ منع کیجیے بدیع الزمان لاکھ اپنے کو سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہین سکتے ملکہ نجم درخشان
نے بڑھ کے صمصام کو ٹوکا کہ او بد انجام کہان جاتا ہی اب تیرا زندہ بچنا دشوار ہی کمر کی لڑائی پر بڑا
ناز کیا صمصام پلٹ پڑا آپس مین سحر چلنے لگے صمصام نے تلوار کمر سے نکالی کچھ اسم سحر پڑھ کے ملکہ پر
کھینچ ماری ہر چند ملکہ نے روکا تلوار نہ رکی سر پر پڑی کہ ملکہ زخمی ہوا اب تو کنیزین ٹوٹ پڑین ملکہ کو ہوادار
پر ڈال لیا شہزادہ گھوڑے پر جھوم رہا ہی کہ سامنے سے کنیزین ہوادار ملکہ کا لیے ہوے پہونچین ملکہ کے سر سے
خون جاری ہی چہرہ گلنار ہاتھ پانؤن مین رعشہ جھولی زمین پر گر گئی شعبدہ نے جو بدیع الزمان کو اس حال
مین دیکھا جھپٹ کے قریب آیا شیر دلیر پر برس پڑا ابدیع الزمان نے اُس حالت مین بھی کئی ہاتھ خالی دیے
ایک ہاتھ سر پر پڑ گیا زخم سر شہزادے کا چو پارہ ہوا شعبدہ نے قصد کیا کہ سر کاٹ لون لوح محفوظ گلے
سے اُتار لون سب سردار ہر چند کہ زخمدار تھے مگر بیچ مین آپڑے امیہ نے دیکھا شہزادے کو غش آگیا
آوازدی یارو شہزادے سے ہشیار رہنا اُس ہنگامے مین ملازم دوڑ گئے ہوادار لاکے شہزادے کو
ہوادار پر ڈال لیا نگاہ جو پہونچی شہزادے نے آنکھ کھول دی دیکھا سردار ان تہمتن زخمدار ہوادار
لیے ہوے بھاگے جاتے ہین بارہ ہزار تیر انداز تیر و کمان لیکر آگے بڑھ آئے ہین اُن سب کا افسر کہتا ہی ای امیہ
تم شہزادے کو لیکر نکل جاؤ ہم اپنی جان دینگے مگر شہزادے تک کسی کو نہ آنے دینگے شعبدہ جنگ آزما
تیر اندازون پر آپڑا امیہ تو بدیع الزمان اور نجم درخشان کو لیکر بھاگا فوج پر شکست فاش ہوئی سب
کو بھاگنے کی تلاش ہوئی شعبدہ و صمصام نے سب بڑاؤ لوٹ لیے بارگاہین اپنے قبضے مین کین لشکر
بدیع الزمان کو شکست ہوئی بھاگے جاتے ہین صمصام و شعبدہ مارتے ہوے چلے آتے ہین جلاد فلک تیغہ
مہر کھینچے ہوے نمایان ہوا حکم قتل عام دیا صمصام سحر کرتا ہوا شعبدہ گینڈے کو بڑھاتے ہوے ہزارون
کو قتل کر رہا ہی صمصام کے سحر نے زمین ہلا دی غبار ہر مقام سے اُٹھ رہا ہی ہنگامہ گیر و دار بلند بار ان سحر
آسمان سے برس رہا ہی دریاے سحر کی طغیانی سر مثل حباب کے دریاے خون مین بہہ رہے ہین سپر ین ہزارون
ہاتھون سے گرین صادق ثابت تھا کہ کچھوون نے دریا سے سر نکالا ہی تیر جو ترکشون سے گرے معلوم
ہوتا تھا کہ مچھلیان پیر رہی ہین بدیع الزمان نے اُس عالم زخمداری مین سر اُٹھا کے دیکھا کہ چہار جانب سے
بلوہ ہی کفار چڑھتے چلے آتے ہین ہمارے لشکر کو شکست ہوئی آنکھون سے آنسو جاری بیقابو انتہا کے
بیقرار زخمدار اشکبار دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے بلبلا کے دعا کرنے لگے ای خالق کارساز
بندہ نواز اب تو وقت مدد ہی

نظم

خدا نمود بہر یک طریق صلح و صلاح	خدا رساند بجہان رہ ابجنزل اصلاح
بپے کشائش باب امید مخلوق است	بدست حضرت فتاح ہر زبان مفتاح
مطیع حکم خداوند مالک الملک است	ہمہ ولایت اجسام و عالم ارواح
بدل قرار و بتن قوت و بجان آرام	رسد ز فضل کمالش بروح فرحت و راح

خدا بهر دل تاریک می کند روشن ز نور روشن ایمان و معرفت مصباح
ز نور روز نماید خدا شب تاریک کند ز شام هویدا ظهور نور صباح
بشرق و غرب بگردد فلک بفرمانش بحکم اوست مه و مهر بر فلک سیاح
به بارگاه مقدس سران ملک کنند همیشه سجدۂ تسلیم و زاری و الحاح
خدا بہ آئینۂ سینہ روشنی بخشد همیشه حالت بد را خدا کند اصلاح
بذکر اوست همه خلق در جهان مشغول زمانہ هست ثنا خوان و واصف و مداح
خدا بہ کشتئ امید نا خدا باشد درین جهاز نہ باشد کسے دگر ملاح
بہ اوج معرفت حق رسید در یک دم گشاد هر کہ میان هوائے شوق جناح
جهاد بر سر سید آن بہ نفس شیطان کرد ز صبر و شکر در یا ضمنت بہ بست هر کہ سلاح
چو هست سائل درگاه پاک تو هندی کشاده دار برو باب فضل یا فتاح

بدیع الزمان نے جو بیقرار ہو کے دعا کی کئی کوس تک بھاگ کے آچلے ہین. ایک صحرا مین آکے ٹھہرے ہین بدیع الزمان نے زخم سر باندھا فرمایا یارو بس بھاگ چکے اب اس مقام پر ٹھہر جاؤ لڑ بھڑ کے مر جائین اپنی جان دین یا کافرون کو قتل کرین بڑی شکست اُٹھائی بدیع الزمان نے زخم سر کو باندھا فرمایا مرکب لاؤ امیہ نے مرکب حاضر کیا شہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا انجم درخشان نے آنکھ کھولی سر پیٹ لیا کہا ای شہریار آپ کیا غضب کرتے ہین فوج کفار بیحساب ہی وہ ملعون بلوہ کرتے ہوے آتے ہین بدیع نے کہا ہمین خود لڑ بھڑ کے مرجانا منظور ہی اُسکی عنایت سے کیا دور ہی کہ وہ ہمکو فتحیاب کرے لشکر جما جایا تو تباہ و برباد ہوا اسی مقام پر جان دینا بہتر ہی ملکہ سے اُٹھا نہین جاتا زخم سر بہت کاری ہی بدیع الزمان آمادہ حرب و پیکار ساتھ والے بھی زخم باندھ باندھ کے تیار ہوے کہ دیکھا شعبدہ جنگ آزما و صمصام بد انجام لشکر کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین بدیع الزمان نعرہ کرکے جا پڑے نجم درخشان کو بھی اُٹھنا پڑا انکے گرہ ہوا دار سے گرادیا کہا صاحبو ہم بھی اپنی جان دیجگے شاہزادہ زخمداری مین جاتا ہی کہ شعبدہ اور صمصام نے آکے گھیرا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتا جسکے ہاتھ مارا تلوار نے دو اُنگل کاٹا نجم درخشان سحر کر رہی ہین صمصام رنگ سحر نجم جمنے نہین دیتا آگ برسا دی بدیع الزمان نے اپنی بیکسی پر بلبلا کے عرض کی ای معبود مرنے سے انکار کیا اتنی مہلت چاہتے ہین کہ ہمارے سامنے نور افشان فتح ہو جائے اُس دوست صادق کو دیکھ لین ای کریم و رحیم اب وقت گرم ہی ہم تو لڑنے سے معذور ہوے بدیع الزمان نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار ہمراہ رکاب ساٹھ ہزار جوان ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار ریزے ہاتھ مین سنانہاے نیزہ چمکتی ہوئین قبضون پر ہاتھ پڑے ہوے نقابدار نے جو یہ ہنگامہ گرم دیکھا ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کیا معرکہ ہی ہرکارے نے بڑھ کے خبر دی کہ فرزند صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان قتل ہوا چاہتے ہین انتہا کے زخمدار ہین مگر اُس زخمداری مین بھی جرأت کو ہاتھ سے نہین دیا ہی ہرچند کہ بہت تنگ ہین مگر مصروف جنگ ہین نقابدار نے گھوڑا اُڑا دیا نام فرزند امیر سنکر زیر نقاب اشک حسرت جاری ہوے زانو پر ہاتھ مار کے کہا بڑا غضب ہوا گھوڑا اُڑھا کے نعرہ کیا منم شہنشاہ گیتی ستان

باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا اب کہان جاتے ہو چار نقابدار زمرد پوش و گلگون پوش دست راست و دست چپ شمشیرہای بران ہاتھ مین آتے ہی جنگ مین مصروف ہوے پرے درہم و برہم کردیے جب کوئی ساحر سحر کرتا ہی تو نقابدار کے گلے مین ایک تختی پڑی ہی اُسکو جنبش دیتا ہی سحر باطل ہوتا ہی اگر کوئی اور بھی پھنس گیا تو نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا اُسنے بھی سحر سے رہائی پائی چارون نقابدار اُس تاجدار کے ساتھ نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین اس زور و شور سے نقابدار لڑے کہ پرے فوجون کے درہم و برہم کردیے ساحرون مین صداے الامان بلند غیر ساحر دردمند فریاد فریاد کی صدا آتی ہی جرات نقابدار کی دھوم ہی بڑھکر علم فوج کو قلم کیا جب علم فوج گرا علم ماتم دشمنون پر پھٹ پڑا زبان تیر و کلہ عمود سے صداے الامان آتی تھی طائران تیر پر شکستہ یا طائر پر لبستہ اُڑ نہین سکتے ترکشون سے نکل نکل کے گر پڑے نشان لشکر کفار قلم کیے بقول شاعر فرد اگر تیغ او آیہ سجدہ بود ٭ کرآید سر سرکشان در سجود ٭ ہزارہا لاشہ جابجا پڑا ہی کفار کے لاشے اوندھے پڑے تھے زخمی سسکیان لیتے تھے مگر ہمارا بیان نقابدار کسی کو نہ چھوڑتے تھے جرات نقابدار کی پکار تھی یا تو لینا لینا کی صدا تھی یا اب بھاگو بھاگو کی پکار ہی ہر ایک کافر بد حواس ہو رہا ہی یہی جابجا غلغلہ ہی کہ ہاتھ سے نقابدار کے بچنا دشوار ہی اب کد و کاوش لڑائی فتح کرنے کی بالکل بیکار ہی کس زور و شور سے نقابدار لڑا کہ ہر طرف اسکی جرات کی دھوم ہوئی بدیع الزمان تو زخمون مین چور چور جھوم رہے تھے خوف تھا کہ گھوڑے سے نہ گر پڑین امیہ برابر کھڑا تھا کہ نقابدار لڑتا ہوا قریب بدیع الزمان کے آیا کہا ای شہریار شیر بیشۂ صاحبقرانی ماشاء اللہ کس حال مین جنگ و جدل کی ہی اسقدر زخمی ہوکے کی مجال ہی کہ لڑ سکتا ہی آپ فرزند رشید صاحبقران ہین بدیع الزمان نے صداے نقابدار سنکر آنکھ کھول دی کہا ای نقابدار تمنے ہمپر احسان عظیم کیا سب بندگان خدا تمہارے سبب سے بچے ورنہ لشکر کفار نے تو خاتمہ کردیا تھا نصف شب سے لشکر پر گرا تھا مین لڑتا بھڑتا تا تین کوس تک آیا مگر ان بیحیاؤن نے بیحیانہ چھوڑا ہمارے قتل سے منھ نہ موڑا امیدوار ہون کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون سامنے والد نامدار کے تمہارا ذکر جرات کرونگا نام صاحبقران سنکر نقابدار اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی کہا ای شہزادۂ والاقدر وہ صاحبقران اعظم فراش راہ دین اسلام بندۂ خاص رب انام ہین ہم ایسون کا ذکر اُنکے سامنے کیا مجھسے کیا ایسا کام سرزد ہوا کہ جو نام بتاؤن اس سرحد مین آئے ہین اگر پروردگار فضل کریگا آرزو تو یہ ہی کہ ہم ایسے گمنامون کا نام آپ ظاہر ہو اگر تقدیر مین رسوائی ہی تو نام ظاہر ہو جائیگا بدیع الزمان کے کلیجے پر تیر پڑ گیا کہا ای نقابدار یہ عظم و شان ہمراہ ایسے ایسے جوان ماشاء اللہ یہ چارون نقابدار فخر رستم و اسفندیار کیا رنج ایسا پہونچا ہی کہ ایسی باتین کرتے ہو نقابدار نے کہا ای شہریار دنیا عجب مقام ہی کوئی اس دار فانی سے خوش نہ گیا اپنی اپنی حقیقت کے موافق سبکو رنج پہونچتا ہی اتنا صاحبقران آگاہ ہو جائین کہ ہمارا ایک نیازمند اس اقلیم مین آیا ہی اور رنج کیا ہو سکتا ہی اُنکے ساتھ والون کی خدمتگذاری کرینگے طلسم مین ہمارا حصہ ہی ناحق کا قصہ ہی یقین ہی لڑتے بھڑتے تا بہ قلعۂ سحر العجائب پہونچین اور اُن نمکحرامون کو سزا دین بدیع الزمان کو باتون سے نقابدار کی کچھ عبرت و حسرت حاصل ہوئی ہرچند پوچھا نقابدار نے نام نہ بتایا یہی کہے گیا کہ بھائی صاحب نام وہ بتاوے جو مثل تمہارے بہادر ہو بدیع الزمان نے کہا ای نقابدار بہادر حقیقت یہ ہی کہ آپ اس

جرأت سے لڑے لشکر کفار کو شکست دی کوئی تمھارا ہمسر نہین ہو بلکہ آج تمھاری جنگ نے نقشہ جنگ صاحبقران دکھادیا نقابدار نے کہا بھائی صاحب یہ مثال نہ دیجیے صاحبقران کے بڑے مرتبے ہین مثل اُنکے کون شمشیرزنی کرسکتا ہو اُنہون نے پردۂ قاف کر جاکے فتح کیا دیو عفریت کو مارا اسمندون ہزار دست کو للکارا کون اُنکا سامنا کرسکتا ہو کسکی مجال ہو کہ صاحبقران کے سامنے جرأت کا نام لے خدا اُنکو سلامت رکھے دنیا ناپائدار ہو اسکا کیا اعتبار ہو بڑے بڑے نامی شمشیرزن پیوند خاک ہوے ہم کس شمار مین ہین اسطرح کے کلام حسرت انجام نقابدار نے کیے کہ بدیع الزمان عرصۂ دراز تک روئے ہر چند کہ خود بھی بلیغ و فصیح ہین مگر باتین نقابدار کی گوش ہوش سنا کیے ہر کلمے پر یہی فرماتے ہین کہ اے نقابدار بہادر تمھارے کلمات نصیحت آمیز نے اسوقت دل کو دنیا سے ہٹادیا دل چاہتا ہو آپکے ساتھ رہون نقابدار نے کہا خدا آپ لوگون کو سلامت رکھے آپہی ایسے فرزندون کی وجہ سے نام صاحبقران روشن ہو آپ لوگون نے بڑے بڑے کام کیے ہین خدا ہمکو بھی اس طلسم پر مظفر و منصور کرے بدیع الزمان سے نقابدار باتین کر رہا تھا کہ دیکھا شعبدۂ جنگ آزما و صمصام بلوہ کیے ہوے آتے ہین بدیع الزمان نے کہا وہ بچا پھر آپہنچے نقابدار نے کہا انکی قضا لائی ہو مین ابھی انکی خدمت کرتا ہون یہ کہکر نقابدار پلٹا شعبدۂ جنگ آزما پر جا پڑا پکار کے کہا او نامرد قالو پرست مردان عالم سے یونہین لڑتے ہین وہ زخمدار بیقرار شبخون مارا اپنے نزدیک بڑا کام کیا بدیع الزمان دیکھ رہے ہین کہ نقابدار پر شعبدہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بہ آسانی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا سامنے بدیع الزمان کے طرف آسمان کے پھینکا چرخ کھاتا ہوا آتا تھا نقابدار نے چو رنگ ہوائی قلم کیا بدیع الزمان اُچھل پڑے کہا اے نقابدار کیا کہنا کس خود سر کو مارا نقابدار لڑتا ہوا طرف صمصام کے بڑھا صمصام نے سحر کیے کسی سحر نے نقابدار پر تاثیر نہ کی جب نقابدار چاہتا ہو کہ صمصام کو قتل کرون یہ دور بھاگتا ہو جب اسنے دیکھا میرا سحر تاثیر نہین کرتا تو مرکب پر سحر کیا مرکب بدلگامی کرنے لگا نقابدار نے تختی کا سایہ ڈالا گھوڑے نے بدلگامی موقوف نہ کی اسنے سحر کو اور زور دیا بدیع الزمان بنگاہ غور دیکھ رہے ہین جب گھوڑے نے نقابدار کو بہت پریشان کیا نقابدار نے کئی کوڑے مارے گھوڑا نہ رکا چاہتا ہو کسی مقام پر لیجاکے سوار کو گرادون کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر مرداریدی آیا اُس ابر سے ایک آواز مہیب آئی کہ اے مرکب کیون بدلگامی کرتا ہو صمصام نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا بدیع الزمان نے دیکھا لکۂ ابر سے ایک پنجۂ نگارین خورشید نما پیدا ہوا بدیع الزمان بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دیکھا ایک نازنین چست و چالاک سحر و ساحری مین بیباک چہرہ ماہ تابان نہایت ناز و عشوے سے طاؤس پر سوار جمال بیمثال اُسکا دیکھ بدیع الزمان حیران ہوگئے اُس نازنین نے کچھ اشارہ مرکب پر کیا مرکب نقابدار کا بدلگامی سے رکا وہ نازنین مسکرائی دندان گوہر نما سے برق چمک کے صمصام پر گری صمصام تو نہ سمجھا کہ یہ آفت آسمانی کہان سے آئی سحر کرکے روکنے لگا وہ برق جہندہ تھی کیونکر رکتی تڑپ کے گری سر پر صمصام کے پڑی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے صمصام کا مرنا صداے ہا ہو بلند ہوئی زاغ و زغن منڈلانے لگے طائرون نے جھرمٹ کیا دم بھر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من صمصام زرین پوش بود جس مقام پر صاحبقران جلوہ فرماتھے اتفاق سے اسوقت باہر بیٹھے ہین سب ساحر گرد جمع ہین ملکہ خورشید برق وش کہ رہی ہین

کسی بیچیانے ہمار اراستہ روکا ایک دنانا ہوا آئی ہزار تخل جلے ملکہ خورشید برق وش نے کہا ای شہریار جسنے ہمار اراستہ روکا تھا وہ مارا گیا مدد غیبی حضور کی شریک ہی اسی وقت کوچ کیجیے صاحبقران لشکر کو تیار کرنے لگے کہ حال انکا وقت پر تحریر ہوگا یہان جب صمصام و شعبدہ مارے گئے لڑائی فتح ہوئی غیر ساحرون نے آواز الامان بلند کی بدیع الزمان نے امان دی تلوار روک لی لڑائی فتح ہوئی مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا بارگاہین قبضے مین کین نوبت نقارے بجاتے ہوئے پلٹے سات روز اسی صحرا مین رہے بعد ہفتے کے کوچ کیا ملکہ تجم درخشان ساٹھ ہزار ساحر سات ہزار کنیزین زرین پوش جادوگرنیان زبردست غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر آراستہ ہوا الصبد عظم و شان شہزادہ بدیع الزمان نے طرف امیر کے کوچ کیا کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمے داستان شوکت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان امیر عالیشان کہ مرحلہ جات کو فتح کر کے خاص طلسم مین پہونچنا و ذکر سرگروہ حاکمان طلسم یعنی اشراق حکمت و ذکر عشق دختر حکیم از صاحبقران زمان باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا مجھکو وہ جام مُل
مجھے جام صہبائے گلگون پلا
سحر کو اُٹھا ہاتھ ملتا ہوا
کہ اس بیخودی مین مجھے ہوش ہی
پلا جلد جام مئے لالہ رنگ
خبر میکدے سے یہ آنے لگی
مہیا ہی آسباب آرام و عیش
سکھاتا ہی رندون کو ناز و ادا
لکھون چند اشعار عبرت طراز
گل اشرفی کھلکھلا کے ہنسا
دورنگی زمانے کی ہی آشکار
اکڑنے لگے اب سرِ سہی
ہوا زلف سنبل کو بھی پیچ و تاب
مزہ نوک مژگان کا ہی خار مین
قمر ساقیِ ماہوش آ گیا
ہر رنگ مضامین و سامان بہم

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو گل
شب غم بھی آخر بسر ہو گئی
خم مے کی صورت اُبلتا ہوا
ہوا جلسۂ مے پرستان بہم
کیا ہی تری خود پسندی نے دنگ
کہ ہین جمع رندان شیرین کلام
بچھایا ہی سنبل نے بھی دام جلیش
یہی آرزو ہی یہی جستجو
کہ ظاہر ہو رنگ نشیب و فراز
جو صیاد و گلچین گئے باغ مین
کہین ہی خزان اور کہین ہی بہار
گلون نے دکھائی جو اپنی بہار
کہ ہی گیسوِ ماہ وش کا جواب
ہوا باغ پر جوشِ فصل بہار
مزہ سیر گلزار کا آ گیا
کہ مشتاق ہین ناظرین جابجا

میرے ساقیے مہ لقا خوش ادا
سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی
قمر طبع روشن کو پھر جوش ہی
مجھے ساقیا میکدے کی قسم
صبا ناز اپنا دکھانے لگی
چلے آج صہبائے گلگون کا جام
اُٹھا ای ساقیِ سیمتن مہ لقا
کہ ای ساقیے سیمتن خوش گلو
چمن مین جو بلبل نے نالہ کیا
تو سوزش بڑھی لالہ کے داغ مین
بہار گلستان کی آمد ہوئی
ہوا چشم نرگس کو پھر انتظار
صبا لڑکھڑاتی ہی گلزار مین
عروسان گلزار کے ہین نکھار
کہ اب داستان مرصع رقم
بیان کا ترے خوب شہرا ہوا

چہرہ سالکان مسلک طلسم کشائی و دنیاجان مرحلہ جات رعنائی داستان شوکت عنوان صاحبقران زمان کو یون تحریر فرماتے ہین معجز سخن سنج و دانائے راز کہن ؏ چنین می کند امتحان سخن

مصنف پہلے گوش گذار سامعین والا مقام کرچکا ہی کہ صاحبقران زمان امیر عالیشان صحرای پر فضا
مینو سواد مین مع لشکر ظفر اثر فروکش ہین اور ملکہ خورشید برق وش بھی ہمراہ ہین دوسری فکر مین مصروف
ہین کہ کسی طرح پر امیر باتوقیر کا گذر قلعۂ طلسمی پر ہو شہریار جا کے جلد طلسم فتح کرین قیدیان بلا رہائی پائین
یہ تدبیرین ہو رہی ہین یکایک ایک طرف دنا دنا سناٹا ہوا کچھ آوازین مختلف آنے لگین پھر غبار بلند
ہوا ملکہ خورشید برق وش نے عرض کی ای شہریار عالیمقدار آپ بڑے اقبالمند ہین مبارک ہو
جس ساحر مکار غدار نے حضور کا راستہ روکا تھا وہ ملعون اسوقت مارا گیا کسی دوست نے یہ کار نمایان
کیا یہ علامت اُسی کے قتل کی ظاہر ہوئی ہی یہ دیکھیے صحرا جلا بھول اُسکے مکر کے نہ کھلے اُسنے یہی فکر کی تھی کہ حضور
کے دشمنون کر بھٹکائے آگے نہ بڑھنے دے مگر کسی نے اُس مکار کو قتل کر ڈالا صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ
ہمارا تکیہ اُس معبود حقیقی پر ہی کہ جسنے مجھ حقیر کو مرتبۂ صاحبقرانی مرحمت فرمایا بڑے بڑے زبردست میرے
ہاتھ سے زیر ہوے ہر مقام پر رہبر کامل حامی و مددگار ہی کوئی ہماری راہ کب روک سکتا ہی یہ کہکر امیر
نے فرمایا ملکہ ہمارے لشکر مین تیاری کا حکم دو کل یہان سے ہمارا کوچ ہی کہ آسمان پر ایک برق چمکی
صاحبقران نے دیکھا بعد عرصۂ دراز سیارۂ ستارہ شناس کاہن طلسمی آتا ہی مگر عجب کیفیت مین ہی
بال سر کے بڑھے ہوے ناخن دست و پا کے دراز سامنے صاحبقران کے آکے پہونچا برای تسلیم
خم ہوا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار والا تبار غلام عجب مصیبت مین مبتلا ہو گیا
تھا ساتھ ملکہ سلماے گوہر پوش و لیلاے عنبرین مو کے غلام بھی قید ہو گیا تھا شاہان طلسم نے
گرفتار کر کے مجھکو صمصام زرین پوش کے سپرد کر دیا تھا اور خطا غلام کی اُن نگراموں نے یہ ثابت
کی تھی کہ جب اُن دونون کے کسی سردار یا کسی دوست کا آپکے قتل کرنے کا ارادہ کیا فوراً مجھکو آگاہی
ہو گئی مین نے جا کے دونون کو کتاب سامری کے احکام دکھائے اور کہا کہ آپ خود ملاحظہ فرمائیے
خداوند نے منع کیا ہی مقیدان طلسمی کے واسطے میعاد قرار دے گئے ہین اب جو اُنہون نے دریافت
کیا تو مین نے کچھ فقرات عبرت آمیز اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیے تھے مجھے ہمیشہ دین اسلام کی طرف توجہ رہی
اب کئی روز ہوے کہ وہ ملعون صمصام زرین پوش برای مقابلۂ شہزادہ بدیع الزمان گیا تھا
آج فضل خدا سے اُسکو شہزادۂ بدیع الزمان نے واصل جہنم کیا اُسکے مرتے ہی قید خانہ شکست ہوا کئی سو
قیدیان بلا اُس قید خانے مین قید تھے سب نے رہائی پائی غلام تو رہا ہوتے ہی نکل بھاگا یقین تو ہی
کہ وہ سب قیدی بھی حضور کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہونگے اب حضور عرصہ نہ کرین لوح طلسمی کو جلد
ملاحظہ فرمائین اُسکے حکم پر کاربند ہون ابھی بڑا مرحلۂ سخت باقی ہی کہ جسکے حاکم حکمایان طلسم ہین وہ لوگ بھی عجب
بڑے شعبدے دکھائینگے اس مرحلے پر آپکو بڑی ہوشیاری چاہیے جلد یہان سے مراجعت فرمائیے حکیم
اشراق الحکمت سرکردۂ حکما ہین کیا تعجب ہی کہ اسی راہ مین ملکہ سلماے گوہر پوش کی بھی قید کا پتا مل جائے
وہ بھی رہائی پا جائے یہ باتین کر کے سیارۂ ستارہ شناس بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ خورشید
نے اُسکو ایک دنگل زرین پر اپنے قریب جگہ دی سامان خیمہ و خرگاہ وغیرہ بھی اور ملازم بھی اسکو دیے
صاحبقران زمان نے غسل کر کے نماز ادا کی بسم اللہ کر کے لوح پر نگاہ ڈالی اُسمین مرقوم تھا کہ ای
طلسم کشا ای جوان یکتا ای سیار این عجائبات حسب خدا فضل کرے اور صمصام بدانجام قتل ہو